سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، 27-جون1989ء

(سہ شنبہ، 22- ذی القعد 1409ھ)

جلد 6۔شمارہ 18

(بشمول شمارہ جات1 تا 23)

مندرجات

صفحہ

تلاوتِ قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1501

پوائنٹ آف آرڈر :

خصوصی کمیٹی کے قیام کی مدت پر غرر و خوض ---------- 1502

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 1506

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 1542

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 1555

مسئلہ استحقاق :

وزیر اعلیٰ کو قواعد میں تخفیف کا اختیار دینے سے آئین کی پامالی ---------- 1559

سروس رولز میں نرمی کے بارے میں وزیر اعلیٰ کے اختیارات پر جناب سپیکر کی رولنگ ---------- 1565

(جاری۔۔۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

منگل' 27- جون 1989ء

(سہ شنبہ' 22- ذی القعد 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

سورۃ الحجرات آیت نمبر 15 تا نمبر 18

بے شک کامل ایماندار تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے۔ پھر اس میں کبھی شک نہیں کیا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے رہے۔ یہی لوگ راست باز ہیں۔ آپ فرمایئے کیا تم اپنے دین سے اللہ کو آگاہ کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ وہ آپ پر احسان جتلاتے ہیں کہ اسلام لے آئے فرمایئے! مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتلاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی۔ اگر تم (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے سب چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

خصوصی کمیٹی کے قیام کی مدت پر غور و خوض

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر اجازت ہے تو میں پیش کروں۔

جناب سپیکر: اجازت ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! رول 107 کے تحت سپیشل کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ جناب والا! نے اس ہاؤس میں ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی۔ اب جناب والا ! سٹینڈنگ کمیٹیز کے علاوہ other committee یعنی پریولیج کمیٹی جو ہے وہ other committee میں آتی ہے۔ پریولیج کمیٹی بن چکی ہے۔ لیکن جناب والا ! جو سپیشل کمیٹی پہلے بنائی تھی اور آپ ہروقت سپیشل کمیٹی بنا سکتے ہیں۔ اس کے پاس بزنس نمبر 11-38-36 یہ گوپانگ صاحب کی۔ زبیدہ ملک صاحبہ کی ہے اور غلام قادر صاحب کی تحاریک استحقاق وہ بطور سپیشل کمیٹی کے طور پر treat کر رہی ہیں۔ اب جبکہ پریولیج کمیٹی بن گئی ہے۔ لیکن اس سپیشل کمیٹی نے jurisdiction حاصل کی ہوئی ہے۔ آدھا کام کیا ہوا ہے اور انہوں نے 31 اگست تک منظوری لے لی ہے۔ میں جناب والا! یہ چاہوں گا کہ آیا وہ سپیشل کمیٹی کام کرے گی یا پریولیج کمیٹی جو بنائی گئی ہے کام کرے گی۔ کیونکہ اس طرح سے انہوں نے jurisdiction حاصل کی ہوئی ہے۔ اور ان کو 31 اگست تک اجازت ملی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر کیا تجویز فرماتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میری رائے تو یہی ہے کہ چونکہ یہ سپیشل کمیٹی اور پریولیج کمیٹی other کیٹیوں میں آتی ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی نہیں ہے اور با اختیار ہیں۔ سپیشل کمیٹی کے بنانے کے جب مجالس قائمہ بنی بھی ہوں پھر بھی آپ سپیشل کمیٹی بنا سکتے ہیں۔ تو چونکہ وہ پہلے ان حالات میں بنائی گئی تھی۔ جب کوئی کمیٹی موجود نہیں تھی۔ انہوں نے jurisdiction حاصل کر لی ہے۔ شہادتیں بھی لے لی ہیں۔ اس لیے میرے نکتہ نظر میں وہ معاملات سپیشل کمیٹی کے پاس رہنے چاہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ ہے کہ اب جو کمیٹی فارم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اس پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جی۔ سپیشل کمیٹی اور پریولج کمیٹی کے بارے میں جو بات ہو رہی ہے اس کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمایئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس میں یہ عرض ہے کہ جو آج کمیٹیز بنی ہیں ان کو آپ آئندہ آنے والی تحاریک refer کریں گے۔ پہلے ہی اس کمیٹی نے آدھے سے زیادہ کام کیا ہوا ہے اور اس کی شہادتیں اور رپورٹ سنی ہوئی ہیں۔ ان کو وہ کام مکمل کرنے دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: مومل صاحب کی بھی یہی رائے ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ سپیشل کمیٹی ایک مخصوص حالات میں بنی تھی۔ مخصوص حالات یہ تھے کہ یہ ایوان اپنی کمیٹیاں نہیں بنا سکا تھا۔ اگر آدھا کام کر لیا ہے تو اس کے نوٹس موجود ہیں۔ اب کوئی جواز نہیں ہے کہ سپیشل کمیٹی چلتی جائے جناب! patronization کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ اس میں مسئلہ تو یہ ہے کہ مخصوص حالات تھے اور وہ مخصوص حالات اب ختم ہوگئے ہیں۔ اب کوئی جواز نہیں کہ وہی کمیٹی proceed کرتی رہے۔ اگر تو کوئی ایسا مسئلہ ایوان میں اٹھے جو کسی اور طرح سے یا کسی کمیٹی کے jurisdiction یا ambit میں نہ آتا ہو تو وہ سپیشل کمیٹی کو دے دیا جائے۔ جب ریگولر کمیٹیاں بن گئی ہیں تو پھر ایسی روایت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کمیٹیاں aloof رہیں اور سپیشل کمیٹیاں کام کرتی رہیں۔ سپیشل کمیٹی کی حد مقرر ہونی چاہیے کہ جب تک وہ سٹینڈنگ کمیٹیاں نہیں ہیں وہ کام کریں اس کے بعد آگے سارے نوٹس موجود ہیں اور سابقہ کارروائی بتانے والا سٹاف موجود ہے۔ اور اس کو آگے proceed بھی کر سکتے ہیں۔ تو بہتر یہی ہوگا کہ جو سپیشل کمیٹی والا مسئلہ ختم کیا جائے اور جتنا بھی بزنس ہے صرف پریولج کا نہیں جو جو کمیٹی بنتی جائے سپیشل کمیٹی ختم ہوکے وہ کمیٹی اپنا کام assume کرتی جائے اور وہ اسی کو چلاتی جائے۔ یہ بہتر رہے گا۔ اس کے لیے رولز میں کوئی پابندی نہیں۔

جناب سپیکر: جی گوپانگ صاحب!

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! ماضی میں بھی ایسے ہی ہوتا رہا ہے کہ جو سپیشل

کیٹیاں بنی تھیں۔ پچھلے اجلاس میں یا پچھلی اسمبلی میں بھی ایسی روایت ہے کہ جو سپیشل کمیٹی جس مقصد کے لیے بنتی ہے جب تک وہ مقصد پورا نہیں ہوتا وہ کمیٹی کام کرتی رہتی ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ یہ روایت ہے کہ بیگم شاہین منور صاحبہ کا کیس پریویلج کے سلسلے میں ایک سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ تو وہ کمیٹی اس وقت تک کام کرتی رہی جب تک کہ وہ مقصد پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ اس کے بعد پریویلج کمیٹی بن چکی تھی۔ تو یہ سابقہ روایت ہے۔ ایک کمیٹی آپ تشکیل دے چکے ہیں تو کوئی ایسی روایت بھی نہیں اور کوئی ایسا طریق کار بھی نہیں۔ وہ کمیٹی ختم کر کے اس سے وہ کام واپس لے لیا جائے۔ یہ روایت کے خلاف ہے۔ شکریہ جناب۔

چودھری مہدی خان: جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

چودھری مہدی خان: نہیں جناب! اس بارے میں نہیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ ہو جائے پھر آپ کہیں۔ شاہ صاحب! آپ سپیشل کمیٹی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر قاعدہ نمبر160 کو بغور پڑھا جائے۔ "اسمبلی کسی تحریک پر مجلس خصوصی مقرر کر سکتی ہے۔ جس کی تشکیل ایسے طریق پر ہوگی اور جس کے فرائض ایسے ہوں گے جیسا کہ اس تحریک میں تصریح کی جائے۔" اس قاعدے میں اس کے فرائض کا تعین کر دیا گیا ہے۔ جو اس تحریک میں ان فرائض تک وہ کمیٹی قائم رہے گی۔ اس میں لفظ "خصوصی" دیا گیا ہے۔ قاعدہ 160 میں لفظ خصوصی اس لیے رکھا گیا ہے کہ جو خصوصی کمیٹی بنتی ہے وہ اپنے ان فرائض تک جن کی تصریح اس تحریک میں کی گئی ہو اس وقت تک قائم رہتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال کے مطابق جو task ہم سپیشل کمیٹی کو assign کر چکے ہیں اسے اس کی تکمیل تک قائم رہنا چاہیے اور اسے مکمل کرنا چاہیے اور اس کے بعد جو بھی کوئی ایسا معاملہ ہاؤس میں آئے گا جو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہونا ہے تو وہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ مجھے ایک منٹ کی مہلت دیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں رولز کی violation ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! رولز کی violation نہیں ہوتی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ فنانس کمیٹی والا پڑھ لیں یا پریولج کمیٹی والا پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کے بعد میرے ساتھ بات کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: یہاں لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ جی چودھری مہدی خان صاحب۔

چودھری مہدی خان: جناب والا! میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ یہ معزز ایوان اپنی ایک قرارداد کے ذریعے مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دفعہ 302 میں بنیادی تبدیلی لائی جائے تو جناب والا! مجھے معلوم ہے کہ مرکزی حکومت نے بھی اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی ہے اور وہ بھی عنقریب اسمبلی میں اس کی تبدیلی کے بارے میں بل پیش کرنا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس بارے میں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان قراردادوں کو ایوان میں پیش کرنے کا کیا طریق کار ہے۔ آپ تو پرانے ممبر ہیں' پڑھے لکھے اور رولز سے بھی واقف ہیں۔ آج اگر پرائیویٹ ممبرڈے ہے تو اس میں جس وقت قراردادیں take up ہوں گی اس میں آپ یہ قرارداد لکھ کر مجھے بھجوائیں اور اس کی ایک کاپی لاء منسٹر صاحب کو دیجئے اور ہاؤس میں آپ پیش کیجئے کہ آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں۔ ہاؤس کی میں رضامندی حاصل کروں گا۔ اگر ہاؤس کی رضامندی حاصل ہے تو پھر آپ کی قرارداد کو میں ہاؤس کے ووٹ کے لیے put کر دوں گا۔ نوابزادہ صاحب اس بارے میں آپ کا کیا طے ہوا ہے۔ یعنی پرائیویٹ ممبرڈے کے بارے میں اور دوسرے کے بارے میں کیا طے ہوا ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہم پرائیویٹ ممبرڈے کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس میں ہمیں نقصان ہے لیکن ہم طریق کار کو بدلنا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سے آپ کی بات ہو گئی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب! لاء منسٹر صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' ایسی صورت نہیں۔ یہ بزنس لسٹ پر تو ہمارے ہاں پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ

کی طرف سے پرائیویٹ ممبرڈے ہی ہے لیکن آپ سے کوئی حزب اقتدار کی بات چیت ہو رہی تھی۔

زیر سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

جناب سپیکر: تو پرائیویٹ ڈے میں یہ وقفۂ سوالات ہے چودھری محمد خان جسپال۔

اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*69- چودھری محمد خان جسپال: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا ضلع اور ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہے اور پاکستان ایئرفورس کا اڈا بھی ہے اور بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ٹریفک کا بہت رش بڑھ رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شہر سرگودھا کے درمیان سے ریلوے لائن گزر رہی ہے اور تقریباً تمام سرکاری دفاتر اور پاکستان ایئر فورس کا اڈا اور کالونی اور دیگر کئی رہائشی کالونیاں ریلوے پھاٹک (نزد ڈسٹرکٹ کورٹس) کے مشرقی جانب ہیں اور شہر کا بہت بڑا گنجان علاقہ اور چند دفاتر سرکاری اور فیکٹری ایریا مذکورہ ریلوے پھاٹک سے جانب مغرب ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریلوے پھاٹک اکثر ریلوے گاڑیوں کی آمد ورفت کی وجہ سے بند رہتا ہے۔ جس کے سبب ٹریفک کی آمدورفت میں تمام دن بڑی مشکلات اور دقت کا سامنا ہوتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ over head bridges پر ریلوے پھاٹک (نزد ہری پورہ) شہر کے ایک طرف ہونے کے سبب مذکورہ سرکاری دفاتر اور پاکستان ایئرفورس اڈا وغیرہ سے کافی دور ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ریلوے پھاٹک پر over head bridge بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جی ہاں۔

(ہ) اس ریلوے پھاٹک پر اوورہیڈ برج بنانے کی ایک تجویز زیر غور ہے جس کا ابتدائی تخمینہ تیار کیا جا چکا ہے اور منظوری کے آخری مراحل میں ہے۔ یہ منصوبہ اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ اس کا ابتدائی تخمینہ کتنی رقم کا تیار ہوا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کا ابتدائی تخمینہ 2 کروڑ 30 لاکھ روپے ہے۔

چودھری محمد خان جسپال: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا پریکٹیکلی اس کا کام آئندہ تین ماہ میں شروع ہو جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اگلے مالی سال میں اس کے لیے 20 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے چونکہ اس کے لیے فنڈز مہیا ہوگئے ہیں لہٰذا یہ یقیناً" اگلے مالی سال میں اس کا کام شروع ہو جائے گا۔

رابطہ سڑک کی تعمیر کے لیے اقدامات

* 244- چودھری منور حسین تارڑ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت کے دور میں پبلک کی درخواستوں پر رابطہ سڑک پل 15- آر رقبہ چھنی محرم سے رغل شریف تک تعمیر کرنے کا اسٹیمیٹ لگایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو اڑھائی میل کا ٹکڑا پختہ کرنے سے کئی دیہات کے

کسانوں کی اجناس منڈیوں تک پہنچ سکتی ہے۔

(ج) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ سڑک کو پختہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) جی نہیں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) چونکہ مذکورہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ملکیت ہے۔ لہٰذا اسے پختہ تعمیر کرنا محکمہ ہذا کی ذمہ داری نہیں ہے۔

چودھری منور حسین تارڑ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ اس سڑک کا ٹھیکہ بھی ہوگیا ہے اور اس کے لیے ایک کروڑ 19 لاکھ روپیہ بھی رکھا گیا ہے۔ مگر جواب یہ دیا گیا ہے کہ سڑک ضلع کونسل کی ملکیت ہے مگر ہائی ویز نے اس سڑک پر دس دن سے کام بھی شروع کیا ہوا ہے تو کیا یہ وزیر موصوف کے علم میں ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سڑک پر کام بھی شروع ہوچکا ہے اس کا ٹھیکہ ہوچکا ہے اور محکمہ ہائی ویز اس پر کام کر رہا ہے اور اس کے لیے ایک کروڑ 19 لاکھ روپے کا ٹھیکہ ہوا ہے۔ مگر جواب میں یہ لکھا ہے کہ یہ سڑک ضلع کونسل کی سڑک ہے اور اس کو پختہ کرنے کا حکومت پنجاب کا کوئی ارادہ نہیں تو چودھری صاحب یہ تو عجیب بات ہے۔ فاضل ممبر کا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر تو کام شروع ہوچکا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ بات میرے علم میں نہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی اور محکمہ اس پر کام کر رہا ہو۔ بہرحال محکمہ ہائی ویز نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: کیا حکومت پنجاب اس پر کام کر رہی ہے؟

چودھری منور حسین تارڑ: جی۔ اس پر حکومت پنجاب کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: تو ایسا کرتے ہیں کہ اس سوال کو pending کر لیتے ہیں اور اس sitting میں

اس کی صحیح صورت حال اپنے محکمہ سے لیجئے اور ان کے اس ضمنی سوال کا جواب اسی وقفۂ سوالات میں دیجئے۔ تو چودھری صاحب آپ کے اس سوال کو pending کر لیتے ہیں اور اس کا compre-hensive جواب اسی sitting میں وزیر موصوف دیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! چیف انجینئر صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں تو چودھری صاحب ان سے دریافت کر کے ابھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں' وہ ابھی بتا دیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ سوال کروں گا کہ یہ درست ہوگا کہ یا تو وزیر موصوف اپنے کام کو سنجیدگی سے نہیں لیتے یا ان کا محکمہ اسے سنجیدگی سے نہیں لیتا؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ دونوں باتیں کچھ ایسی ہی ہیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب کے خیال میں یہ ضمنی سوال بنتا نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: نہیں جناب' یہ سوال ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے لیے fresh notice چاہیے۔

جناب ضیاء بخت بٹ: جناب والا! ہو سکتا ہے کہ میرے ساتھی کے علم میں یہ بات نہ ہو اور وہاں پیپلز پروگرام سے یہ کام شروع ہوگیا ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ایسی بات ہی معلوم ہوتی ہے جو چودھری صاحب کے علم میں نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! مرکز کی یہ جرأت نہیں ہے کہ صوبائی حکومت کے کام میں دخل دے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ہاں جی۔ وہ فائنل طے پا گیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ رول 23 میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رول 23 کا حوالہ دینا چاہتے ہیں تو اس کو میاں صاحب دوبارہ پڑھیں۔ اس کی interpretation وہ نہیں جو آپ کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اگر لاء منسٹر صاحب آ جاتے اور اگر ان کا معاہدہ ہوگیا ہے تو ٹھیک بات ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہمارا معاہدہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس پر میں سن چکا ہوں اور 23 اے کی جو interpretation آپ فرما رہے ہیں اس سے میں اتفاق نہیں کرتا۔

میاں منظور احمد موہل: ٹھیک ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! جس نے 1950ء میں ایم اے کیا ہے وہ آج بھی 1950ء کا علم کالجز میں پڑھا رہا ہے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب ابھی تک 1970ء والی باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کبھی کورس کو revise نہیں کیا۔

He should better to revise the rules from time to time.

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت محنت کرتے ہیں اور بہت پڑھ کر آتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: I know that ایک محنتی آدمی جب گورنمنٹ کی طرف پھسل جائے تو وہ بے چارہ ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ تو ختم ہو جاتا ہے ہمارا تو فیلڈ کھلا ہے۔ بہرحال

He is a net looser in that respect.

جوئیہ موڑ تا حدود ضلع جھنگ روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

* 336- جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تحصیل کبیروالہ میں جوئیہ موڑ تا حدود ضلع جھنگ روڈ کب تک مکمل ہوگی۔

(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر پر کل کتنی لاگت کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اب تک کتنا روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔

(ج) مذکورہ سڑک کے مکمل ہونے میں تاخیر کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) اس سڑک کی کل لمبائی 4.05 میل تھی۔ جس میں سے 3.75 میل مکمل ہو چکی ہے۔ باقی حصہ 89-6-30 تک مکمل ہو جائے گا۔

(ب) مبلغ 2875000 روپے کی لاگت کا تخمینہ منظور ہوا تھا۔ اب تک مبلغ 2283249 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) حالیہ سیلاب میں جھنگ کبیروالا سڑک بند رہنے کی وجہ سے پتھر و بجری موقع پر نہیں آ سکے۔ اس کے بعد ٹارنگ کا موسم نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ اب ٹارنگ کا کام جون میں شروع کر دیا گیا ہے اور یہ سڑک 30 جون تک مکمل ہو جائے گی۔

جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ سڑک کسی ڈائریکٹیو کے تحت شروع ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ پانچ میل کی سڑک کا وزیراعلیٰ کا ڈائریکٹیو تھا اور یہ ڈائریکٹیو کے مطابق تعمیر کی جائے گی۔

جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ جو سڑک بقایا رہتی ہے کیا اسے بنوا دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ڈائریکٹیو پانچ میل کا تھا۔ مگر یہ سڑک پونے چار میل بنی ہے؟ اور چودھری صاحب اس بارے میں مجھے یقین دہانی کرا دیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ براہ راست وزیر کو مخاطب نہیں کر سکتے۔

جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اس بارے میں یقین دہانی کرا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یقیناً" جی۔ اگر ڈائریکٹیو میں اس کے لیے فنڈز ہیں تو وہ ضرور بنے گی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ اس ڈائریکٹیو سے اگر تھوڑی بہت سڑک بچ جاتی ہے تو وہ اس رقم کا زیاں ہوگا۔ اگر تھوڑی بہت بچ بھی جاتی ہے تو اس سڑک کو مکمل ہونا ہوتا ہے تو کیا آپ اس بارے میں فرمائیں گے کہ اس سڑک کو مکمل کریں گے۔ بے شک اس میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہو ڈاکٹر صاحب کیا آپ یہی چاہتے ہیں؟

جناب ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! جناب وزیراعلیٰ کا ڈائریکٹیو پانچ میل کے بارے میں تھا مگر یہ سڑک پونے چار میل بنی ہے تو جناب والا! میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ وہ یقین دہانی کرا دیں کہ بقایا سوا میل سڑک بھی مکمل ہو جائے گی کیونکہ جناب والا! یہ سڑک دو ضلعوں کو ملاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے خیال میں یہ سڑک پانچ میل میں مکمل ہوتی ہے۔

جناب ڈاکٹر خلور علی شاہ: جی یہ مکمل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اور ڈائریکٹیو بھی پانچ میل کا ہے تو پھر تو مسئلہ ہی ختم ہے چودھری صاحب' پھر تو یہ رقم بچ جائے گی اور آپ یہ statement دے سکتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی جناب والا!

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ایسی ہی ایک سڑک کڑیاں والا سے اعوان شریف براستہ کھاریاں اور کھتانہ ہے اسے بھی اعوان شریف پہنچنے کے لیے پانچ میل میں سے آدھا میل رہ جائے گا۔ جناب والا! اس بارے میں بھی وزیراعلیٰ کا ڈائریکٹیو ہے تو کیا وزیر موصوف اس کو مکمل کرا دیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس بارے میں جتنا ڈائریکٹیو ہے اتنی سڑک تو وہ بنے گی۔

جناب سپیکر: اس کے لیے ایک نیا سوال چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں کوئی سوال نہیں کر رہا ہوں میں تو عرض کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف ذاتی مہربانی فرما کر وہ سڑک بنوا دیں۔

جناب سپیکر: ذاتی مہربانی کے لیے آپ چودھری صاحب کو مل لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: کیونکہ خزانے کی کنجی تیرے پاس ہے وہ تو ہو سکتا ہے جناب۔

جناب سپیکر: نواب صاحب ذاتی مہربانی کا پوچھ رہے ہیں کہ وہ آدھا میل بقایا رہتی ہے وہ آپ مکمل کر دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جہاں تک ذاتی مہربانی کا تعلق ہے وہ مجھے ذاتی طور پر مل لیں۔

جناب سپیکر: ہاں۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! اس طرح کی ایک اور سڑک آدھ میل رہتی ہے اور وہ سڑک دونوں طرف بنی ہوئی ہے۔ بمبا والا سے اگر بیکو والا کی طرف جائیں تو درمیان میں آدھا میل وہ سڑک پڑی ہوئی ہے اور وہ سڑک کچی ہے اس کو وزیر موصوف مہربانی کر کے بنوا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کے لیے نیا سوال چاہیے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب' چودھری صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کے لیے نیا سوال چاہیے یا پھر یہ کوئی ذاتی قسم کا معاملہ ہے تو آپ انہیں ذاتی طور پر مل لیں۔ ضمنی سوال کے لیے تو fresh notice چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وقفۂ سوالات میں آپ پوائنٹ آف آرڈر کدھر سے لے آئے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا سپیکر کسی وزیر کو سوالوں کے جوابات کے سلسلے میں prompt کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ابھی آپ نے وزیر موصوف کو prompt کیا ہے کہ fresh question دیا جائے یعنی آپ نے انہیں یہ بتایا ہے کہ آپ یہ کہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' میں خود یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کے لیے fresh question درکار ہے۔ مجھے وزیر کو کہنے کی ضرورت نہیں۔

I can straight away reject the question and the supplementary question.

وزیر کو prompt کرنے کی یا انہیں کہنے کی مجھے ضرورت نہیں۔

I can straight away reject the question.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ تو ہو سکتا ہے کہ اگر وزیر موصوف انتہائی مشکل میں ہو تو سپیکر صاحب اس کو اس میں سے نکالیں۔

RANA IKRAM RABBANI : Point of order, Sir.

MR SPEAKER : No point of order can be entertained during the question hour.

جی خواجہ صاحب ضمنی سوال ہے؟

خواجہ محمد یوسف: جی۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! میرا ضمنی سوال آدھے میل کی سڑک والا ہے۔

جناب سپیکر: جی! اس کے لیے انہوں نے کہا ہے کہ مجھے اس کے لیے ایک نیا سوال چاہیے۔

خواجہ محمد یوسف: وہ تو آپ کے فرمانے پر ہوا ہے یا آپ نے مجھے فرمایا ہے ان سے دل کی بات کرائیں کہ وہ بھی آدھا میل جو سڑک بقایا ہے وہ مکمل کرا دیں گے؟

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب کوئی دل کی بات خواجہ صاحب پوچھنا چاہتے ہیں... (قہقہے)

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر دل کی بات پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ میرے ضلع سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور یہ میرے ساتھ دل کی بات ہر وقت کر سکتے ہیں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: اگلا سوال منور حسین تارڑ صاحب۔

سڑک کو پختہ کرنے کے لیے اقدامات

* 361- چودھری منور حسین تارڑ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوکالیاں روندہ منگوال ضلع گجرات سڑک کو پختہ بنانے کے لیے سروے کیا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کو پختہ نہ کرنے کی کیا وجہ ہے اور متذکرہ سڑک کو کب تک پختہ کیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: (چودھری اختر علی)

(الف) جی نہیں۔

(ب) چونکہ یہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ملکیت ہے۔ لہٰذا اسے پختہ کرنا ضلع کونسل کی ذمہ داری ہے۔

چودھری منور حسین تارڑ: جناب والا! یہ سڑک ضلع کونسل کی ملکیت ہے لیکن ضلع کونسل کے پاس فنڈ نہیں یا تو ضلع کونسل والے میرے حلقے میں فنڈ دیتے ہیں کیونکہ میں تین دفعہ ضلع

کونسل کا ممبر بنا ہوں اور میں نے کبھی انہیں ووٹ نہیں دیا۔ انہوں نے میرے حلقے میں کام ہونے نہیں دیا۔ اس لیے گزارش ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے پہلے بھی ہماری تحصیل میں ضلع کونسل کی سڑکوں پر پنجاب گورنمنٹ کے فنڈ سے سڑکیں شروع کی ہوئی ہیں۔ اس سڑک کے لیے بھی کیا یہ محکمہ مواصلات فنڈ مہیا کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹری اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ تو سالانہ ترقیاتی پروگرام بننے کے بہت بعد ہی میں بتا سکتا ہوں لیکن ایسے پروگرام میں تو آئندہ سال کے لیے یہ سڑک بالکل شامل نہیں۔

جناب سپیکر: جناب تارڑ صاحب ضمنی سوال۔

چودھری منور حسین تارڑ: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ ابھی ابھی کوئی دس دن ہوئے ہیں میرے حلقہ کے لیے 20 لاکھ روپیہ کی ایک سپیشل گرانٹ گئی ہے۔ وہ جو ہارا ہوا ہے اس کا تیسرا نمبر ہے۔ دوسرے نمبر والے کو بھی یہ گرانٹ نہیں دی گئی تیسرے نمبر والے کو 20 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور اس نے مختلف منصوبے شروع کر دیے ہیں۔ تیسرے نمبر پر آنے والے کو 20 لاکھ روپیہ دینے کا ان کے پاس کیا پروگرام ہے؟ تیسرے نمبر پر جو ہے اس نے تو 8 ہزار ووٹ لیے ہیں جس کو 20 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ میرے 18 ہزار ووٹ ہیں اور دوسرے نمبر پر آنے والے کے 13 ہزار ووٹ ہیں۔ تیسرے نمبر پر آنے والے ایڈوائزر صاحب کے لڑکے کو 20 لاکھ روپیہ جو دیا گیا ہے۔ وہ کس لیے دیا گیا ہے۔ جس کا کام بھی شروع ہے اور اس نے مختلف منصوبے بھی شروع کر دیے ہیں۔ ہمارے ساتھ تو پہلے بھی بہت زیادتی ہو رہی ہے اب بھی ہمارے حلقے میں انہوں نے کوئی کام شروع نہیں ہونے دیا اور ضلع کونسل سے ہمیں ایک پیسہ تک بھی کئی سالوں سے نہیں دیا گیا۔ تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ چودھری اختر صاحب اگر مہربانی کریں تو اس سڑک کے لیے کچھ فنڈ مہیا کریں۔

جناب سپیکر: تو ضمنی سوال کیا ہوا تارڑ صاحب۔

چودھری منور حسین تارڑ: ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع کونسل کی سڑک کو پنجاب گورنمنٹ بنا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: تارڑ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع کونسل کی سڑک پر حکومت پنجاب کچھ

روپیہ خرچ کر سکتی ہے؟

وزیر مواصلات: نہیں جناب۔

جناب سپیکر: جی جناب اسلم گورداسپوری صاحب ضمنی سوال۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے سوال نمبر 244 میں بھی یہی بات کہہ کر بری الذمہ ہونے کا اظہار کیا ہے کہ چونکہ یہ سڑک ضلع کونسل گجرات کی ملکیت ہے۔ لہٰذا اسے پختہ کرنا ضلع کونسل کی ذمہ داری ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا ضلع کونسل گجرات پنجاب کی وزارت مواصلات کے دائرہ کار میں نہیں آتی؟ اگر وہ پختہ نہیں کرنا چاہتے تو پھر اس کو پختہ کون کرے گا؟

جناب سپیکر: جناب اسلم گورداسپوری صاحب یہ کیا سوال ہے؟ یہ سوال بنتا نظر نہیں آتا.....

(قہقہے)

جناب محمد اسلم گورداسپوری: نہیں بنتا نظر آتا۔ کس طرح نہیں بنتا نظر آتا حضور! پہلے سوال میں بھی جواب یہ آیا کہ یہ سڑک ضلع کونسل کی ملکیت ہے۔ اب بھی وہی سوال کہہ کر وہ بری الذمہ ہوگئے کہ ضلع کونسل بنانا چاہے یا نہ بنانا چاہے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ کیا وہ گجرات کی ضلع کونسل پنجاب کی وزارت مواصلات کے دائرہ کار میں آتی ہے یا نہیں؟ کیا یہ اپنے اختیارات استعمال کر کے اس سڑک کو بنوانا چاہیں گے یا نہیں بنوانا چاہیں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ان کو سوال دوبارہ بنا دیں۔

جناب سپیکر: سوال اس میں یہ ہے کہ ضلع کونسلیں سی اینڈ ڈبلیو کے تحت نہیں آتیں۔ یہ لوکل گورنمنٹ کے ماتحت ادارے ہیں۔ یہ محکمہ مواصلات کے ماتحت نہیں ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! کیا ضلع کونسلیں پنجاب کی حکومت کے کے دائرہ کار میں نہیں آتیں؟

جناب سپیکر: پنجاب حکومت کے دائرہ کار میں ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: تو یہ مواصلات پنجاب کی حکومت ہی ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً" ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ضلع کونسلیں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے تحت نہیں آتیں۔ ضلع کونسل تو خود مختار ادارہ ہے۔

جناب سپیکر: صحیح ہے۔ جی نوابزادہ صاحب ضمنی سوال۔

نوابزدہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن سڑکوں کو ضلع کونسلیں بنانے کی استطاعت نہیں رکھتی کیا صوبائی حکومت ان سڑکوں کو اپنی تحویل میں لینے کا کوئی منصوبہ بنا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر سی اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! مختلف ضلع کونسلوں کی طرف سے جب صوبائی حکومت کو یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے مالی وسائل کم ہیں اور یہ یہ سڑکیں بنا دی جائیں تو جن جن سڑکوں کی اہم ضرورت ہوتی ہے وہ پنجاب گورنمنٹ ٹیک اوور کرتی ہے۔ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو ان کے فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں۔ پھر وہ سڑکیں بن جاتی ہیں۔ لیکن حکومت کی منظوری کے بعد اور ضلع کونسلوں کے no objection certificate کے بعد دونوں ادارے راضی ہوں تو پھر وہ سڑکیں بن سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی خواجہ محمد یوسف صاحب ضمنی سوال۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! یہ سڑک اگر ضلع کونسل بھی نہیں بنا سکتی۔ پنجاب کے C & W کے منسٹر بھی نہیں بنا سکتے تو کیا پنجاب کے C & W کے منسٹر صاحب کو اس چیز پر کوئی اعتراض ہوگا کہ اگر وہاں پر پیپلز پروگرام والے یہ سڑک بنا دیں؟

جناب سپیکر: جی منسٹر سی اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ تو ضلع کونسل والے ہی اس کا جواب دے سکتے ہیں کیونکہ وہ خود مختار ادارہ ہے۔ میں تو اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

خواجہ محمد یوسف: نہیں جی! آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟ پنجاب گورنمنٹ کو کوئی اعتراض ہوگا؟ پنجاب گورنمنٹ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا نا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ضلع کونسل کی ملکیتی کا لوکل گورنمنٹ نے این او سی دینا ہوتا ہے۔ تو لوکل گورنمنٹ ہی اس کا جواب دے سکتی ہے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ کو تو وزیر موصوف represent کرتے ہیں اس سوال کا صحیح جواب اس ہاؤس میں دیا جائے کہ اگر اس سڑک کو ضلع کونسل بھی نہیں بنا سکتی' پنجاب گورنمنٹ کے پاس بھی اس سڑک کو بنانے کے لیے پیسے نہیں ہیں اور اس سڑک کو اگر پیپلز پروگرام والے بناتے ہیں تو ان کو کیا اعتراض ہے؟ کیا یہ عوام کی بھلائی نہیں چاہتے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب سوال یہ ہے کہ ضلع کونسل کی یہ سڑک جس کا ذکر خواجہ محمد یوسف صاحب نے اپنے ضمنی سوال میں کیا ہے اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اگر پنجاب گورنمنٹ اس کو تعمیر نہیں کر سکتی تو کیا پنجاب گورنمنٹ کو یا محکمہ مواصلات کو اس پر کوئی اعتراض ہے کہ پیپلز پروگرام کے تحت اس سڑک کو تعمیر کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ضلع کونسل با اختیار ادارہ ہے۔ وہ اگر NOC دے دے تو C & W کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب اس سوال کا جواب آ گیا ہے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! یہ جواب نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' سوال کا جواب آ گیا ہے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب یہ clear جواب نہیں۔ منسٹر صاحب ہمیں NOC دلوائیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے واضح طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ یہ سڑک ضلع کونسل کی ملکیت ہے اور اگر ضلع کونسل اس سلسلے میں NOC دے دے تو پنجاب گورنمنٹ کو یا مواصلات کے محکمے کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

خواجہ محمد یوسف: کیا محکمہ مواصلات این او سی دلوانے میں کوئی مدد کرے گا؟

جناب سپیکر: یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ شاہ صاحب ضمنی سوال۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک ضلع کونسل کے پاس اگر کسی منصوبے کے لیے کوئی فنڈ

نہ ہو یا فنڈ کی کمی ہو تو وہ پنجاب کے منصوبہ بندی و ترقیات کے محکمے سے درخواست کر سکتی ہے کہ اس منصوبے کے لیے اتنی رقم دی جائے۔ کیا وزارت منصوبہ بندی و ترقیات ضلع کونسل کو اس سڑک کے سلسلے میں کوئی امداد دینے کے لیے تیار ہے؟

جناب سپیکر: یہ کوئی سوال بنتا نہیں۔ جی راؤ صاحب۔

راؤ طارق محمود: اس کا ایک سیدھا سا حل یہ ہے کہ یہ کام آپ اپنے ذمہ لے لیں اور پرویز الٰہی صاحب سے کہہ دیں کہ وہ NOC دے دیں اور وہ سڑک بن جائے گی۔ یہ آپ کے اختیارات میں ہے۔ آپ سے بالاتر نہیں۔

جناب سپیکر: یہ وقفۂ سوالات محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلقہ ہے۔ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ نہیں۔ جناب وینس صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ضلع کونسل کی سڑکیں کوئی نہ کوئی محکمہ تو ضرور بناتا ہے اور اگر کوئی محکمہ بناتا ہے تو اس کا معیار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جناب منسٹر C & W سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب ضلع کونسل کی کچھ سڑکوں کو پختہ کرتی ہے اور اگر کرتی ہے تو ان سڑکوں کو take up کرنے کا معیار کیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ضلع کونسل کی جو سڑکیں محکمہ C & W بناتا ہے۔ اس کی منظوری حکومت پنجاب دیتی ہے۔ تاہم اس وقت منظوری دیتی ہے جب ضلع کونسل اس کے لیے درخواست کرے۔ ورنہ ضلع کونسل این او سی نہ دے تو محکمہ ہائی ویز سڑک نہیں بنا سکتا۔ وہ باقاعدہ طور پر محکمہ ہائی ویز کو ٹرانسفر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ایک تو معیار یہ ہو گیا کہ ضلع کونسل باقاعدہ طور پر اس کے لیے درخواست کرے اور اس کے علاوہ کیا معیار رکھا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کے علاوہ اس سڑک پر آمدورفت کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! مجھے تو جواب سنائی نہیں دیا۔ ایک تو ضلع کونسل درخواست کرے اس کے علاوہ کیا criteria ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! criteria یہ ہے کہ اگر یہ متوقع ہو کہ 800 گاڑی

ایک دن میں کسی سڑک پر سے گزر سکتی ہے تو یہ بھی اس کا ایک criteria بنتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر ویس: جناب والا! مجھے سنائی نہیں دیا کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کو ابھی سمجھ نہیں آئی۔ منسٹر مواصلات و تعمیرات نے یہ فرمایا ہے کہ ضلع کونسل کی سڑکیں محکمہ مواصلات و تعمیرات تب ہی تعمیر کرتا ہے کہ ضلع کونسل باقاعدہ اس کے لیے درخواست کرے اور اس کے علاوہ اس کے لیے معیار مقرر ہے کہ اتنی گاڑیاں اس سڑک سے گزرتی ہوں تو محکمہ مواصلات و تعمیرات ان سڑکوں کی تعمیر کرتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر ویس: کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا انہوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ اس سڑک پر مطلوبہ گاڑیاں نہیں گزرتیں؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب (ایوان میں حاضر نہیں تھے۔) اگلا سوال جناب سلمان تاثیر صاحب۔

1985ء کے بعد سے اب تک دیے گئے ٹھیکوں کی تفصیل

* 434- جناب سلمان تاثیر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے آج تک حکومت نے محکمہ مواصلات اور تعمیرات کے ٹھیکیدار کو بغیر ٹینڈر طلب کیے ٹھیکہ دیا ہر ٹھیکیدار کا نام اور ٹھیکہ کی تفصیل بمع ٹھیکہ کی رقم اور ٹھیکہ کا کام اور نوعیت الگ الگ کیا ہے۔

(ب) جز (الف) میں مندرجہ ٹھیکہ داروں کے نام کیا ہیں جن کے ٹھیکہ کی رقم میں اضافہ کیا گیا اور اضافے کی وجوہات کیا تھیں۔

(ج) کیا کسی ٹھیکہ دار کو مقررہ مدت میں کام مکمل نہ کر سکنے کی وجہ سے بلیک لسٹ کیا گیا اور اس کی ضمانت ضبط کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو ایسے ٹھیکیداران کا نام اور پتہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) سال 1985ء سے آج تک بغیر ٹینڈر طلب کیے کسی بھی ٹھیکیدار کو ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔

(ب) بغیر ٹینڈر طلب کیے کسی ٹھیکیدار کو ٹھیکہ کی رقوم میں اضافہ نہیں کیا گیا۔

(ج) بغیر ٹینڈر طلب کیے نہ کسی ٹھیکیدار کو ٹھیکہ دیا گیا۔ نہ ٹھیکیدار کی رقم میں اضافہ کیا گیا اور نہ ہی کسی ٹھیکیدار کو کام مقررہ وقت میں کام مکمل نہ کرنے کی وجہ سے بلیک لسٹ کیا گیا۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ خط میرے پاس موجود ہے۔ یہ اسسٹنٹ کمشنر مری کی طرف سے سپرنٹنڈنگ انجینئر ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ راولپنڈی کو لکھا گیا ہے اس کا نمبر 774 ہے اور تاریخ 25 مئی 1987ء ہے۔

"The Chief Minister of Punjab has been pleased to direct that the parapets under construction on Rawalpindi-Murree Road shall be stopped forthwith. Parapets being manufactured by Redco Pakistan (Private) Limited to be constructed on Rawalpindi-Murree Road."

تو یہ بتائیں کہ یہ ٹھیکہ کے طور پر "ریڈکو" کو دیا گیا تھا۔ اگر پچھلے ٹھیکے کو cancel کیا گیا ہے تو ان کو کیا compensation ملی ہے۔ کیا انہی ریٹس پر کام ہوا ہے جن ریٹس پر پچھلی کمپنی نے یہ کام کیا تھا۔ ان کو black list کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا۔ ان کے ریٹس میں اضافہ کیا گیا تھا یا انہی ریٹس پر چیف منسٹر کے آرڈر پہ "ریڈکو" کو ٹھیکہ دیا گیا۔ اس کے لیے کوئی compensation دی گئی یا یہ ٹھیکہ re-tender ہوا۔ اس کے بارے میں ہمیں تفصیلات دی جائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ان کا سوال یہ تھا کہ کیا کسی آدمی کو بغیر ٹھیکہ کے یہ کام دیا گیا۔ اگر دیا گیا ہے تو کیا ریٹس میں کوئی اضافہ کیا گیا ہے یا کسی کو black list کیا گیا ہے۔ ان تینوں سوالات میں ضمنی سوال تو بنتا نہیں۔ اس کے لیے یہ تازہ سوال دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ معاملہ بالکل واضح ہے کہ وزیر موصوف کا جواب یہ ہے کہ ٹینڈر دیے بغیر کسی کو ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔ اس چٹھی کے ذریعہ جس کو ٹھیکہ دیا گیا تھا اس کا ٹینڈر ہوا تھا؟ آیا وہ ریٹس بڑھا کر ٹھیکہ دیا گیا تھا۔ اگر پہلی

فرم کو جس کو ٹھیکہ دیا گیا اس کو black list کیا گیا تھا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس چٹھی کے حوالے سے بھی جو کام دیا گیا ہے وہ ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ٹینڈر طلب کر کے ٹھیکہ دیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں! ٹینڈر طلب کر کے ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! کیا اس ٹینڈر کی acceptance ایوان کی میز پر رکھنا پسند فرمائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ابھی تو نہیں لیکن بعد میں ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جناب اسلم گورداسپوری ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ان ٹھیکوں کے جو ٹینڈر دیے گئے ان کی تاریخیں کیا تھیں؟

جناب سپیکر: یہ تازہ سوال دیا جائے..... جناب علی اکبر مظہر ویٹس ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔ اسلم گورداسپوری صاحب' آپ مایوس ہوئے ہیں لیکن جناب وزیر مواصلات و تعمیرات آپ کو زیادہ تفصیل سے جواب نہیں دے سکیں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! جیسے انہوں نے پہلے کہا کہ ٹینڈر کی acceptance ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی تو یہ ان ٹینڈر کی تاریخیں بھی ایوان کی میز پر رکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو ایک علیحدہ سوال ہے۔ اگر آپ یہ سوال کریں کہ کیا ان کو ایوان کی میز پر رکھا جاسکتا ہے تو پھر وزیر مواصلات و تعمیرات جواب دیں گے کہ رکھی جا سکتی ہیں یا نہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: میرے سوال کا اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے کہ ان ٹینڈروں کی تاریخیں بھی ایوان کی میز پر رکھ دی جائیں کہ کب ٹینڈر طلب کیے اور کتنی رقم کے ٹینڈر طلب کیے' کتنی کمپنیوں نے ٹینڈر دیے اور پھر کس طرح انہوں نے "ریڈکو" کی selection کی؟

جناب سپیکر: جی وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کے لیے تازہ سوال دے دیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! یہ کیا سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ کیا بات آپ کر رہے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے میرے سوال کے تین جزو ہیں۔ میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ ٹینڈرز کی تاریخیں ایوان کی میز پر رکھیں جتنا بھی آپ انہیں وقت دیں' ان کی مالیت کیا تھی؟ ان ٹینڈرز میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا اور انہوں نے سلیکشن کس انداز سے کی؟

جناب سپیکر: ضمنی سوال اس سوال کے تناظر میں ہوگا۔ جناب سلمان تاثیر صاحب کے سوال میں کیا ٹھیکہ کا کوئی ذکر کیا گیا ہے۔ یا ٹینڈر کا کوئی ذکر کیا گیا ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جی ہاں بالکل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیے۔ یہ سوال جنرل ہے اور جنرل سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ مواصلات و تعمیرات بغیر ٹینڈر کے بھی ٹھیکے دیتا ہے۔ اب آپ اس پہ ایک مخصوص ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ فلاں کمپنی کو آپ نے جو ٹھیکہ دیا وہ بغیر ٹینڈر کے ٹھیکہ دیا۔ اس کے لیے acceptance کی کیا صورت ہے۔ اس کی acceptance کے بارے میں پہلے یہ طے ہوچکا ہے کہ وزیر مواصلات و تعمیرات اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیں گے۔ اب آپ اس پہ ایک اور مخصوص سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لیے میرا یہ فیصلہ ہے کہ اس کے لیے آپ تازہ سوال دیں۔ جب آپ تازہ سوال دیں گے اس وقت وہ اس کا جواب دیں گے۔۔۔ جناب علی اکبر مظہر دنیس۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! میں پنجاب کے عوام کی حمایت میں۔

جناب سپیکر: گورداسپوری صاحب' آپ بے شک پنجاب کے عوام کی حمایت کریں۔ یہ آپ کا حق بنتا ہے لیکن میں یہاں انہی سوالات کو entertain کروں گا جو ضابطے کے مطابق ہوں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: کیا یہ ضابطے کے مطابق نہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں' یہ ضابطے کے مطابق ہے لیکن ایک تازہ سوال کے لیے نوٹس دینا ضروری ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ ورنہ میرا سوال بالکل واضح ہے کسی سے بھی پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: سوالات کے بارے میں اور ضمنی سوالات کے بارے میں منظوری کا فیصلہ سپیکر کا

فیصلہ حتمی ہے۔ اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جناب علی اکبر مظہروینس صاحب۔

جناب علی اکبر مظہروینس: جناب سپیکر جزو "ج" میں یہ بڑی وضاحت سے پوچھا گیا ہے کہ کیا کسی ٹھیکیدار کو مقررہ مدت میں کام مکمل نہ کرنے کی وجہ سے black list کیا گیا؟ اور اس کی ضمانت ضبط کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو ایسے ٹھیکے داران کے نام اور پتا جات ہیں۔ اس میں کسی مخصوص ٹھیکے کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ جبکہ پہلے پوچھا گیا کہ سال 1985ء سے لے کر آج تک۔ اس میں چاہیے یہ تھا کہ آج تک جتنے نامکمل ٹھیکے منسوخ کیے گئے ہیں۔ ان کا نام اس جواب میں درج کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں ٹھیکے دار کا کام نامکمل تھا' ہم نے اسے منسوخ کر کے فلاں ٹھیکے دار کو ٹھیکہ دے دیا۔ لیکن اس کا جو catagorically وزیر صاحب نے دیا ہے کہ بغیر ٹینڈر طلب کیے نہ کسی ٹھیکے دار کو ٹھیکہ دیا گیا' نہ ٹھیکیداری کی رقم میں اضافہ کیا گیا اور نہ ہی کسی ٹھیکیدار کو کام مکمل نہ کرنے کی وجہ سے black list کیا گیا۔ جناب والا! اس طرح سراسر حقائق کو چھپایا گیا ہے۔ حالانکہ 1985ء سے لے کر آج تک ہر وہ ٹھیکہ جو نامکمل ٹھیکے دار سے لے کر دوسرے ٹھیکے دار کو دیا گیا تھا اس کی لسٹ آ جانا چاہیے تھی۔

جناب سپیکر: تو اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب علی اکبر مظہروینس: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ٹینڈر طلب کیے بغیر کسی کو ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔ تو جو "ریڈکو" کو ٹھیکہ دیا گیا ہے وہ کس کے تحت دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اس کا جواب پہلے آ چکا ہے۔ وزیر مواصلات و تعمیرات نے کہا ہے کہ وہ ٹھیکہ ٹینڈر کے ذریعے سے دیا گیا ہے۔

جناب علی اکبر مظہروینس: جناب سپیکر! کیا تمام ٹھیکے داروں کے لیے چیف منسٹر صاحب لیٹر لکھتے ہیں کہ اس ٹھیکے دار کو ٹھیکہ دیا جائے؟

جناب سپیکر: جناب وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کسی کو مخصوص کام دیے جانے کے لیے ڈائریکٹو نہیں دیتے۔

جناب علی اکبر مظہروینس: جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ چیف منسٹر صاحب ٹھیکیداروں کے معاملات میں ایسا directive نہیں دیتے کہ ان کو کام دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب سلمان تاثیر صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ چیف منسٹر صاحب مداخلت نہیں کرتے۔ تو پھر یہ لیٹر فراڈ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: مخصوص حالات میں اگر انہوں نے directive دیا ہوگا تو محکمہ نے اس پر یہی عمل کیا ہے کہ ٹینڈر کے ذریعے ٹھیکہ دیا ہے۔

جناب سلمان تاثیر: میرا ایک اور ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ہنگامی حالات تھے کہ وزیراعلیٰ مداخلت کر کے اور ایک ٹھیکے دار کا ٹھیکہ cancel کر کے اپنے کسی منظور نظر یا کسی پسند کے آدمی یا کسی محسن کو ٹھیکہ دیتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ یہ مداخلت نہیں کر رہے۔ مجھے ان کا جواب واضح نہیں ملا۔ یہاں تو ایک ٹھیکے کی تعمیر ہے۔ اس میں کوئی ہنگامی حالات نہیں ہیں کہ کسی کا ٹھیکہ کینسل کر دیا گیا ہے اور کسی کو کو نواز دیا گیا۔ جس کے تحت یہ سرکاری خط ہے۔ اس میں اس کا ذکر ہے اس کا نمبر ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وزیراعلیٰ مداخلت نہیں کر رہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوال کو دھرایا گیا ہے۔ پہلے آپ یہی سوال کر چکے ہیں اور اس کا جواب آ چکا ہے۔ جناب شبیر احمد خان صاحب۔

جناب شبیر احمد خان: جناب والا! سلمان تاثیر صاحب کا سوال یہ تھا کہ وزیر مواصلات و تعمیرات کے محکمہ میں کیا کسی ٹھیکیدار کو کام مکمل نہ کرنے کی وجہ سے black list کیا گیا ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کیا اس اثناء میں کسی ٹھیکیدار نے بھی اپنا کام ادھورا نہیں چھوڑا اور اگر کسی نے ادھورا چھوڑا تو کیا آج تک کسی کو black list کیا ہی نہیں گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے پنجاب میں کوئی بھی ٹھیکے دار کام ادھورا نہ چھوڑے اور کوئی ٹھیکیدار اگر ادھورا کام چھوڑے تو اس کے خلاف فاضل منسٹر ایکشن نہ لیں۔ یہ چیز تو ان کی اہلیت کا اظہار کرتی ہے۔ اگر وہ یہاں پر ایوان کو یقین دلاتے کہ فلاں ٹھیکے دار کے خلاف فلاں فلاں وقت پر فلاں ایکشن لیا گیا۔ اس میں اگر جواب نہیں آیا تھا تو آپ وقت لے لیں اور اس ایوان کو اعتماد میں لیں کہ کن کن ٹھیکے

داروں کے خلاف کیا کیا ایکشن لیا گیا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب شبیر احمد خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کن کن ٹھیکے داروں کے خلاف محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ایکشن لیا ہے۔

جناب سپیکر: کون سے ٹھیکے داران کے خلاف؟

جناب شبیر احمد خان: کوئی بھی ٹھیکے داران کے خلاف جو کہ پنجاب میں ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پورے پنجاب میں کوئی ٹھیکے دار کام لو ھورا نہ چھوڑے اور کوئی ٹھیکے دار black list نہ ہو اور کوئی ٹھیکے دار کے خلاف محکمہ ایکشن نہ لے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب شبیر احمد خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے سرے سے evasive جواب دیا ہے اور یہ evasive جواب ایوان میں نہیں آنا چاہیے۔ فاضل منسٹر صاحب ایوان کو مطمئن کریں کہ کیا کسی ٹھیکے دار کے خلاف انہوں نے آج تک black list کرنے کا کوئی اقدام کیا ہے۔

جناب سپیکر: بس یہیں رک جایئے۔ جی چودھری صاحب! کیا کسی ٹھیکے دار کو 1985ء سے لے کر آج تک black list کرنے کا آپ نے اقدام کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کا جواب میں واضح طور پر پہلے دے چکا ہوں کہ کسی کو black list نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جناب سید ذاکر حسین شاہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ایک مسلمہ طریق کار سے ہٹ کر ایک کمپنی "ریڈکو" کو وزیر اعلیٰ کے ڈائریکٹو کے تحت ٹھیکہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جناب وزیر مواصلات و تعمیرات

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کی کوئی وجوہات نہیں ہیں۔ اس کے لیے باقاعدہ ٹینڈر دیا گیا ہے۔ انہوں نے مقابلہ کیا۔ ان کے ریٹ کم تھے اس لیے ان کو کام دیا گیا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب سلمان تاثیر صاحب!

گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کے افسروں کے تبادلے کی تفصیل

*435- جناب سلمان تاثیر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں یکم دسمبر 1988ء سے لے کر آج تک گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کے کتنے افسروں کو تبدیل کیا گیا۔ ان افسروں کا جائے تعیناتی پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا ان کے نام اور عہدے کیا تھے اور تبادلے کی وجوہات کیا تھیں۔

(ب) جز (الف) میں بیان کیے گئے ملازمین میں سے کتنے ملازمین کے تبادلے منسوخ کیے گئے۔ ان کے نام اور عہدے کیا تھے۔ تبادلہ منسوخ کرنے کی وجوہات کیا تھیں اور کتنے دنوں کے بعد تبادلے منسوخ کیے گئے۔

(ج) جن افسروں کے تبادلے کیے گئے اور انہوں نے چارج سنبھال لیا ان کو کتنا ٹی اے ڈی اے دیا گیا۔ ہر افسر کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) عام حالات میں رولز کے تحت ایک افسر کا تبادلہ کتنے عرصہ بعد کیا جاتا ہے اور مندرجہ بالا جز میں بیان کیے گئے تبادلوں کے پیچھے کوئی سیاسی مقصد تھا یا کوئی اور وجہ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) محکمہ ہذا میں عرصہ کے دوران گریڈ 16 اور اس سے اوپر 64 افسران کے خلاف انتظامی وجوہات اور مفاد عامہ کے تحت تبدیل کیا گیا۔ ان افسران کے نام عہدے' جائے تعیناتی اور عرصہ تعیناتی منسلک ہے۔ (لسٹ منسلک ہے)

(ب) جزو (الف) میں بیان کیے گئے افسران میں سے 38 کے تبادلے منسوخ کیے گئے۔ یہ تبادلے انتظامی وجوہات اور مفاد عامہ کے پیش نظر منسوخ کیے گئے۔

جناب سپیکر: یہ کافی لمبا جواب ہے۔ اسے پڑھا گیا تصور کیا جائے گا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 64 کے قریب تبادلے کیے گئے لیکن ان میں سے 40 کے قریب تبادلے روک دیے گئے اس کی کیا وجہ ہے کہ 25 فیصد تبادلے کر دیے گئے۔ یہ تو وہی بات ہے۔

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

یہ کیا وجہ تھی کہ 25 فیصد reversal ہوگئی ہے۔ اس کے بارے میں وزیر موصوف ذرا تفصیل دے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ تو میں نے پہلے ہی جواب دے دیا ہے اور اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پڑھ کر سنانے کے متعلق آپ نے خود کہا تھا کہ جواب لمبا ہے اس لیے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ذرا دھرا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جز (الف) میں بیان کیے گئے افسران میں سے 38 کے تبادلے منسوخ کیے گئے۔ یہ تبادلے انتظامی وجوہات اور مفاد عامہ کے تحت منسوخ کیے گئے۔ ایسے افسران کے نام عہدے اور جتنے عرصے کے بعد تبادلے منسوخ کیے گئے اس کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے جواب کے صفحہ 22 پر تین چار آفیسرز کے نام ہیں۔ عبدالستار چوہان 5 دن بعد۔ غلام عباس ایکسین 2 دن بعد' رانا محمد غوث ایک دن بعد اور ایک صاحب جو 18 گریڈ میں ایکسین ان کا نام نہیں پڑھا جارہا 8 دن بعد تبادلہ کر دیا گیا۔ یہ کیا تماشہ ان لوگوں نے ٹی۔ اے ڈی۔ اے بھی لیا۔ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ 38 ہزار 93 روپے 57 پیسے ٹی۔ اے ڈی۔ اے لیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹی۔ اے ڈی۔ اے دینے کے لیے انہیں تبدیل کیا گیا تھا یا کوئی اور وجوہات تھیں؟

جناب سپیکر: ضمنی سوال کیا بنا؟

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! سوال یہی ہوا کہ ان کو اتنی جلدی کیوں تبدیل کر دیا گیا۔ آخر اس کی وجہ کیا تھیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا کہ انتظامی وجوہات کی بنیاد پر کیے گئے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اصل میں سوال یہ ہے کہ جیسا کہ انہوں نے (د) جز میں فرمایا ہے کہ عام حالات میں ایک پالیسی کے تحت تین سال بعد تبادلہ کیا جاتا ہے۔ اگر انتظامی امور یا عوامی مفاد کے تحت ہوتا ہے ایک آدھ دو تین یا پھر پانچ چھ ہوسکتے ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ مفاد عامہ کی کون سی وجوہات تھیں اور کون سی ایسی انتظامی وجوہات تھیں کہ ایک

دو کی بجائے 64 آدمیوں کا تبادلہ کیا گیا اور ان میں سے 38 کو reverse کرنا پڑا۔ جناب والا! کوئی بات تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ ہم وہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ضمنی سوالات میں صرف نقاب اٹھایا جاتا ہے تاکہ اصلی چہرہ پیچھے سے نظر آ جائے۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: عوام کی طرف سے اگر شکایات متعلقہ وزیر کو ملتی ہیں اور اس کے تحت اگر کوئی تبادلہ ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مفاد عامہ کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ آدمی خود پیش ہو کر یہ بتا دے کہ میں نے کوئی غلطی نہیں کی تو پھر اسے معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! عبدالستار چوہان کو ایک آدمی کی شکایت پر مفاد عامہ کے تحت تبدیل کر دیا گیا اور پانچ ہی دن بعد مفاد عامہ ٹھیک ہو گیا اور اسے دوبارہ وہاں پر لگا دیا گیا۔ وہ کون سا مفاد عامہ ہے جو پانچ دن میں ہی مکمل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ ضمنی سوال کا جواب آنے نہیں دے رہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ اتنے وسیع پیمانے پر تبادلے انتظامی وجوہات اور مفاد عامہ کے تحت نہیں بلکہ سیاسی وجوہات کی بناء پر کیے گئے تھے۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس میں سیاسی وجوہات تو بالکل نہیں ہیں۔ ایسے تبادلے تو صرف انتظامی وجوہات کی بناء پر کیے جاتے ہیں اور مفاد عامہ کے تحت کیے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! کچھ لوگوں کے تبادلے تو بدعنوانی کی وجہ سے کیے گئے ہیں۔ ان میں سے کئی لوگ reverse یعنی واپس بھی کیے گئے ہیں۔ ان کی ہمیں تفصیل چاہیے کہ کن کن لوگوں کو بدعنوانی کی وجہ سے charge sheet کیا گیا تھا اور وہ لوگ واپس اپنی پوزیشن پر کیوں آ گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس کے لیے نیا سوال دے دیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ انتظامی ضرورت اور مفاد عامہ کے پیش نظر اس عرصہ سے قبل بھی کسی افسر کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ وزیر موصوف مفاد عامہ کی تعریف فرمائیں گے کہ مفاد عامہ کا مطلب کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب حاجی محمد افضل چن صاحب۔

سڑک کی ناقص تعمیر کی تفصیل

*438- حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) وزیر آباد بائی پاس روڈ کس سال تعمیر ہوئی تھی اس کی کل لمبائی کتنی تھی اور اس کا ٹھیکہ کتنی رقم کا کس ٹھیکیدار کو دیا گیا تھا۔ اس وقت چیف انجینئر' ایکسیئن' ایس ڈی او کون تھا اور اس کی تکمیل اور fitness کا سرٹیفکیٹ کس کس آفیسر نے دیا ان کے نام کیا ہیں اور کیا کام کی تکمیل کے وقت وہی آفیسر تعینات تھے۔ جنہوں نے ٹھیکہ دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک تکمیل کے چھ ماہ کے اندر خراب ہو گئی تھی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ کمشنر گوجرانوالہ کے حکم پر اس ناقص تعمیر کے متعلق ایک انکوائری کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ کی ایک نقل ایوان میں پیش کی جائے اور کمیٹی کے ارکان کے نام کیا تھے۔

(د) کیا حکومت نے سڑک کی ناقص تعمیر کے ذمہ دار ٹھیکیدار اور افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) وزیر آباد بائی پاس 76-1975ء میں شروع ہوئی تھی۔ اس کی کل لمبائی پانچ میل ہے اور یہ سڑک 85-1984ء میں مکمل ہوئی۔ اس کی تکمیل مختلف گروپوں میں کی گئی۔ ٹھیکیداران اور لاگت ٹھیکہ جات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- ایم اے رشید سید عالم 659248 روپے

2- بھٹی کنسٹرکشن کمپنی	1216635 روپے
3- اکبر برادرز	1287898 روپے
4- انعام برادرز	4800000 روپے
5- اعوان انجینئرز	1735870 روپے
6- شریف اینڈ کمپنی	946213 روپے

یہ سڑک مختلف گروپوں اور مختلف اوقات میں مکمل ہوئی۔ مختلف گروپ افسران کی تعیناتی کے دوران مکمل ہوئے۔ چونکہ اسی سڑک کی تکمیل میں تقریباً 9 سال کا عرصہ لگا۔ اس لیے افسران کی تعداد 32 ہے۔ اس میں چار چیف انجینئرز' چھ ایس ای' سات ایکسیئن' آٹھ ایس ڈی اور سات سب انجینئرز شامل ہیں۔ جس وقت کام مکمل ہوا تو جن افسران نے الاٹ کیا تھا تو ان میں سے کوئی بھی تعینات نہ تھا۔

(ب) سڑک کے چند حصوں کو پہلے 6 ماہ میں معمولی سا نقصان ہوا جس کو مرمت کر دیا گیا۔ میل 59 میں واقع پل کی سلیب کو نقصان پہنچا۔

(ج) کمشنر گوجرانوالہ نے پل کی تعمیر کے سلسلے میں اگر کوئی انکوائری کمیٹی تشکیل کی تھی۔ تو محکمہ مواصلات کے ریکارڈ میں ایسی کوئی انکوائری رپورٹ موجود نہیں ہے۔ البتہ مارشل لاء کے تحت اسی پل کے سلسلہ میں انکوائری ہوئی تھی اور مزید انکوائری بذریعہ ممبر انکوائری حکومت پنجاب ہوئی۔ جس میں کسی افسر کو قصور وار نہیں ٹھہرایا گیا۔

(د) حکومت نے ٹھیکیدار میسرز اکبر برادرز کو بلیک لسٹ کر دیا تھا۔ چونکہ کوئی آفیسران قصوروار نہ پائے گئے اس لیے ان کے خلاف کسی کارروائی کی مزید ضرورت نہ تھی۔

پل کی فوری مرمت کے لیے اقدامات

* 454- جناب محمد خالد ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد سرگودھا روڈ پر چنیوٹ شہر کے قریب دریائے چناب پر تعمیر شدہ پل انتہائی خستہ حالت میں ہے اور کسی وقت بھی کسی بہت بڑے خطرہ

کا باعث بن سکتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پل کے انتہائی خستہ ہونے کی وجہ سے تقریباً سارا دن ٹریفک بند رہتی ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ پل کے اوپر سے گزرنے والی ٹریفک بالکل پل کے اوپر بھی کافی عرصہ رکی رہتی ہے جس کی وجہ سے کسی وقت بھی بہت بڑا حادثہ ہو سکتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کے مسائل کے پیش نظر متذکرہ پل کی فوری مرمت کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) یہ پل محکمہ ریلوے کی ملکیت ہے اور ریلوے کے ریکارڈ کے مطابق اس پل کی تعمیر 1932 میں ہوئی تھی۔ ریلوے کے قوانین کے مطابق ایسے پلوں کی معیاد 60 سال ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ پل اپنی میعاد پوری کر چکا ہے۔ لوہے کے گارڈروں سے تعمیر شدہ اس پُل کے نیچے سے ریل گزرتی ہے اور پل کی بالائی منزل سے سڑک کی ٹریفک گزرتی ہے۔ جب بھی پل پر بچھائی گئی سٹیل کی پلیٹوں میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے یا جب کوئی پلیٹ ٹوٹ جاتی ہے تو محکمہ ریلوے اس کی مرمت خود کرواتا ہے اور یہ اخراجات محکمہ ہائی وے سے وصول کرتا ہے 1979ء سے لے کر 89-88 تک جو رقم محکمہ ریلوے کو اس پل کی مرمت کے لیے ادا کی گئی اس کی سالانہ تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے سال 80-1979ء مبلغ 26 لاکھ 95 ہزار روپے۔

برائے سال 81-1980 مبلغ 7 لاکھ 97 ہزار روپے۔

برائے سال 1984 مبلغ 50 ہزار روپے۔

برائے سال 86-1985 مبلغ 2 لاکھ 83 ہزار روپے۔

برائے سال 87-1986 مبلغ 4 لاکھ 5 ہزار 7 سو۔

برائے سال 89-1988 مبلغ 3 لاکھ 86 ہزار روپے۔

مرمت کے دوران پل سے گزرنے والی ٹریفک بھی محکمہ ریلوے کے کہنے پر بند

کی جاتی ہے۔ حالیہ مرمت جو کہ محکمہ ریلوے نے مورخہ 21-2-89 سے شروع کی تھی۔اس میں 46 ٹوٹی ہوئی سٹیل پلیٹیں محکمہ ریلوے نے بدل دی ہیں۔ جہاں تک پل کی خستہ حالت کے باعث بڑے خطرے کے لاحق ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں محکمہ ریلوے ہی روشنی ڈال سکتا ہے۔

(ب) جی نہیں' پل پر ٹریفک جاری رہتی ہے۔ البتہ جب 50 فٹ سے لمبے ٹریلر اوپر سے گزرتے ہیں تو پل پر جو موڑ ہیں وہاں پر ٹرالر کو موڑتے ہوئے ٹریفک کو بعض اوقات تھوڑی سے مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ ناگزیر ہے۔ جب تک ایک نیا پل نہیں بن جاتا مزید پل پر ٹریفک جام ضرور ہوتی ہے جس کی وجہ پل کے تنگ موڑ ہیں۔ جب بھی ٹرالا یا ہیوی ٹرک پل کے موڑ پر سے گزرتا ہے تو دوسری طرف سے ٹریفک نہیں گزر سکتی اور پل یکطرفہ کام کرتا ہے اور یہاں پر ٹریفک تقریباً" 6 ہزار بھاری گاڑیاں روزانہ ہے۔

(ج) محکمہ ریلوے نے مرمت کا کام مکمل کر لیا ہے۔ البتہ مرمت کے بعد بھی ٹریفک کی مشکلات جاری رہیں گی۔ اس جگہ ایک نیا پل درکار ہے جس کا منصوبہ حکومت پنجاب نے بنایا ہوا ہے۔ اس پل کی ماڈل سٹڈیز کا کام مکمل ہوگیا ہے اور ڈیزائن وغیرہ کا کام جاری ہے۔ ڈیزائن کے مراحل مکمل ہونے کے بعد اگلے مالی سال میں فنڈز مہیا ہونے پر پل کی تعمیر کا کام شروع کیے جانے کی توقع ہے۔

شیخوپورہ لاہور سڑک کی تعمیر

*455- جناب محمد خالد ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) شیخوپورہ لاہور سڑک کو تعمیر ہوئے کتنا عرصہ گزرہ ہے اور اس کی تعمیر کتنی دفعہ کی جا چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سڑک کی تعمیر سطح زمین کے ساتھ ہی کی گئی ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ اکثر اوقات سیلابی پانی کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اگر متذکرہ سڑک کو سطح زمین سے زیادہ اونچا کر کے تعمیر کیا

جائے تو سیلابی پانی سے محفوظ رہ سکتی ہے اور قوم کا سرمایہ بھی محفوظ رہے گا۔

(د) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شیخوپورہ لاہور سڑک کو سطح زمین سے اونچا کر کے تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) لاہور شیخوپورہ پرانی سڑک قیام پاکستان سے قبل بنی تھی اور بعد میں اس سڑک پر ضروری مرمت کا کام ہوتا رہا۔ البتہ ایک نیا کیرج وے تعمیر ہوا جو 1977ء میں مکمل ہوا۔ بالآخر اکتوبر 1985ء میں ایک سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت اس سڑک کا ایک حصہ جس کی لمبائی تقریباً" 4.25 میل تھی' کو از سر نو تعمیر کرنے کا کام شروع کیا گیا جو کہ اگست 1987 میں مکمل ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ سڑک سطح زمین کے تقریباً" برابر ہے لیکن نو تعمیر شدہ حصہ زمین سے تین تا چھ فٹ اونچا ہے اور حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہا۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کو سطح زمین سے اونچا کرنے سے وہ سیلابی پانی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

(د) اس سڑک کے بقیہ حصے کو اونچا کر کے از سر نو تعمیر کرنے کا منصوبہ حکومت کے موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے اور منظور کر لیا گیا ہے اور کام شروع کر دیا ہے۔

سب انجینئر کے ساتھ ناانصافی کی وجوہات

*479- **چودھری محمد بشیر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بہاولپور ڈویژن میں محکمہ ہائی وے اور بلڈنگ میں سب انجینئر کی کس قدر اسامیاں علیحدہ علیحدہ منظور ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اسامیوں پر بہاولپور ڈویژن کے علاوہ دوسرے علاقہ کے لوگ بھی تعینات ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہے اور کس کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا بہاولپور ڈویژن سے مطلوبہ امیدوار دستیاب نہ تھے۔ اگر دستیاب ہیں تو اس حق تلفی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) بہاولپور ڈویژن میں محکمہ ہائی وے میں سب انجینئر کی SI اور محکمہ بلڈنگ میں 76 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔

(ب) جی ہاں ! مندرجہ بالا اسامیوں میں سے صرف پانچ پر تعینات شدہ سب انجینئر دوسرے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن میں سے چار ہائی وے سرکل ہیں اور ایک بلڈنگ سرکل میں تعینات ہے۔ اور وہ گوجرانوالہ ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) مطلوبہ امیدوار بہاولپور ڈویژن سے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے صرف اس شرط پر عارضی طور پر وقتی ضرورت کے تحت تعیناتیاں کی گئی ہیں کہ اور مندرجہ بالا سب انجینئر کو بعد میں ان کے رہائشی ڈویژن میں خالی اسامیاں میسر ہونے پر واپس بھیج دیا جائے گا۔ لہٰذا کسی کی حق تلفی نہیں ہوئی۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا ! وزیر موصوف نے جزو (ج) کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ مطلوبہ امیدوار بہاولپور ڈویژن سے دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے صرف اس شرط پر عارضی طور پر وقتی ضرورت کے تحت تعیناتیاں کی گئی ہیں اور مندرجہ بالا سب انجینئرز کو بعد میں ان کے رہائشی ڈویژن میں خالی اسامیاں میسر ہونے پر واپس بھیج دیا جائے گا۔ لہٰذا کسی کے حق تلفی نہیں ہوئی ہے۔

میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جب سے بہاولپور ڈویژن میں عارضی تعیناتیاں ہوئی ہیں اس دوران وہاں کے کسی امیدوار نے ان کو کوئی درخواست تو نہیں دی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا ! درخواستیں تو دی ہیں اوران پر آرڈر بھی کر دیے گئے ہیں۔ جہاں پوسٹیں خالی تھیں وہاں پر آرڈر کر دیے گئے ہیں۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا ! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ عارضی تقرری کے بعد کوئی ایسی تقرری وہ یاد دلا سکتے ہیں جس میں ان کے احکامات سے تقرری ہوئی ہو۔

جناب سپیکر: ذرا سوال دھرایئے گا۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جو بھی درخواستیں آئی ہیں میں نے ان پر آرڈر کر دیے ہیں۔ جہاں پر پوسٹ خالی ہو گی تو اس کی تعیناتی ہو گئی ہوگی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ خالی جگہ تو ہے ہی نہیں۔ جہاں پر کوئی پوسٹیں خالی تھیں وہاں پر تو بہاولپور ڈویژن سے باہر کے لوگ تعینات کر دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد بہت سی درخواستیں آئیں۔ میں خود وزیر موصوف سے آرڈر کروا کر بہت سی درخواستیں لے کر گیا تھا۔ مگر مجھے وہاں سے یہ جواب دیا گیا کہ یہاں کوئی پوسٹ خالی نہیں۔ اس کا میرے پاس تحریری ثبوت بھی موجود ہے۔ وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ خالی سیٹوں پر تعیناتیاں ہو گئی ہیں۔ وہ کون سی خالی سیٹیں تھیں۔ یہ مجھے کوئی ایک مثال پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب اسامی کے against جو بھی آرڈر کیے جاتے ہیں۔ اگر اسامی نہیں ہوگی تو آرڈر نہیں ہوئے ہوں گے۔

چودھری محمد اکرم: میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر خالی سیٹ کوئی نہیں جب خالی سیٹیں تھیں تو اس وقت بہاولپور ڈویژن میں باہر کے لوگ تعینات کیے گئے۔ جب بہاولپور ڈویژن میں باہر سے سب انجینئر تعینات کیے گئے تھے' اس وقت بھی ہم نے استدعا کی تھی کہ ہمارے بہاولپور ڈویژن کے ہی سب انجینئروں کو وہاں پر تعینات کیا جائے۔ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر ہی تعیناتی ہوتی ہے جہاں پر سیٹ خالی ہوتی ہے۔ آپ نے خالی سیٹ تو رہنے ہی نہیں دی۔

جناب سپیکر: تو ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری محمد اکرم: سوال کے جواب میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ جب وہاں کے لوگ مہیا ہوں گے تو ان کو وہاں سے نکال لیا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سیٹیں بہاولپور ڈویژن میں خالی تھیں وہاں پر باہر کی ڈویژن کے سب انجینئر تعینات ہوئے ہیں۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان کی جگہ پر جونہی بہاولپور ڈویژن کے سب انجینئر دستیاب ہوں گے تو ان کی تعیناتیاں کر دی جائیں گی۔ میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں وہاں کے سب انجینئر بے چارے بے کار پھر رہے ہیں۔ ان میں سے متعدد ایسے ہیں جنہوں نے میرے ذریعے درخواستیں دی ہیں۔ میں نے وزیر موصوف سے احکامات حاصل کر کے۔ ایس ای صاحب کو دیے ہیں مگر

ابھی تک تعیناتیاں نہیں ہوئی ہیں۔ یہ اپنے ہی فیصلے کے مطابق بہاولپور ڈویژن کے باہر کے ساتھیوں کو وہاں سے shift کریں اور ہمارے ساتھیوں کو وہاں پر adjust کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ ضمنی سوال نہیں۔

چودھری محمد اکرم: کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کروائیں گے کہ اگر بہاولپور ڈویژن کے سب انجینئرز ان کے پاس آئیں تو یہ ان کی تعیناتیاں کر دیں گے؟

جناب سپیکر: ہاں یہ ضمنی سوال ہے۔ جی منسٹری اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جونہی وہاں پر اسامیاں ہوں گی تو ان کے آدمی وہاں پر یقیناً رکھے جائیں گے۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر ہمیں بہاولپور ڈویژن کے سب انجینئرز دستیاب ہوں گے تو ہم وہاں سے باہر کے سب انجینئرز نکال لیں گے۔ ان کو بہاولپور ڈویژن کے آدمی سب انجینئرز دستیاب ہیں۔ اس لیے ان کو چاہیے کہ یہ وہاں سے دوسرے آدمیوں کو نکال لیں۔

جناب سپیکر: جی ضمنی سوال یہ ہے کہ جب مقامی طور پر بہاولپور کے سب انجینئرز میسر ہیں۔ تو پھر باہر سے لئے ہوئے لوگ جن کو appointment دی گئی ہے تو ان کو وہاں سے نکال کر مقامی لوگوں کو appointment کیوں نہیں دی جاتی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جن ڈویژنوں کے وہ لوگ ہیں اگر ان کے ڈویژنوں میں جگہ نکلے گی تو ان کو وہاں پر منتقل کر کے ان کی جگہ یہاں کے جو ان کے مقامی لوگ ہیں ان کو رکھ لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ جن ڈویژن سے وہ لوگ گئے ہوئے ہیں ان ڈویژن میں جگہ نکلے گی تو ان کو واپس اپنے ڈویژن میں لایا جائے گا اور ان کو بہاولپور میں تعینات کیا جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان تمام انجینئرز کی بھرتی کس طرح کی گئی ہے اور بھرتی کے رولز کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جناب منسٹری اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! رولز کے مطابق جو ڈپلومہ ہولڈر ہوتے ہیں ان کی تعلیم ہوتی ہے۔ تین سالہ کورس ہوتا ہے وہ کر کے آتے ہیں جس کے تحت ان کو نوکری دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تھوڑا اونچی آواز میں کہیں' آپ کے جواب کی محرک کو سمجھ نہیں آئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! سب انجینئرز جن کی یہ بات کر رہے ہیں وہ تین سال کا ڈپلومہ کورس کرتے ہیں جو کوالیفائیڈ ہو' اس کو نوکری مل جاتی ہے۔

جناب سپیکر: سردار سکندر حیات خان صاحب ضمنی سوال۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ جو سب انجینئرز کی اسامیوں کے بارے میں انہوں نے کہا کہ جو ڈپلومہ ہولڈر ہوتے ہیں ان کو ان کی تعلیم دیکھ کر بھرتی کیا جاتا ہے۔ کیا یہ رولز کے تحت ہے؟ اور دوسرا سوال (ب) ہے کہ چیف منسٹر ڈائریکٹیو سے ان میں سے کتنے بھرتی کیے گئے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: انہوں نے جن چیزوں کا ذکر کیا ہے ان میں چیف منسٹر صاحب کا directive کوئی نہیں۔

جناب سپیکر: جی چودھری محمد اسلم صاحب۔ اس سوال کا آخری ضمنی سوال۔

چودھری محمد اسلم: یہ دوسرے ڈویژن کے سب انجینئرز بہاولپور ڈویژن میں تعینات کیے گئے ہیں کیا وہ رولز کے تابع ہیں؟

جناب سپیکر: جو دوسرے ڈویژنز کے سب انجینئرز بہاولپور میں تعینات کیے گئے ہیں کیا وہ رولز کے مطابق ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: رولز کے تحت عارضی طور پر بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رولز کے مطابق عارضی طور پر بھرتی کیا جا سکتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: یہ اس صورت میں بھرتی کیا جا سکتا ہے کہ جب اس ڈویژن کے امیدوار وہاں نہ ملیں۔ لیکن جب موجود ہوں پھر نہیں۔ میرے پاس بیس (20) درخواستیں ہیں

آخر وجہ کیا ہے ان کو کیوں نہیں لیا جاتا؟

جناب سپیکر: وینس صاحب ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو عارضی طور پر لیا گیا ہے۔ لیکن عارضی طور پر کس لیے لیا گیا ہے۔ اگر اس ضلع میں میسر نہیں ہیں پھر تو دوسرے ضلع سے لیے جائیں مگر جب میسر ہیں تو پھر ان کو کیوں نہیں لیا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس وقت کوئی ایسی درخواست میرے پاس نہیں آئی۔

جناب سپیکر: جس وقت باہر کے لوگ تعینات کیے گئے ہیں اس وقت مقامی لوگوں کی کوئی درخواست زیر غور نہیں تھی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: وہ چھ ماہ کے لیے ایڈہاک پیریڈ کے لیے بھرتی ہیں۔ اس وقت میرے پاس کوئی درخواست نہیں آئی تھی اگر آتی تو ضرور بھرتی کیے جاتے۔

جناب سپیکر: اصل میں ان کا مدعا یہ ہے کہ کیا ایڈہاک پیریڈ ختم ہو جانے کے بعد جو بہاولپور سے باہر کے لوگ بہاولپور میں بھرتی کیے ہیں۔ چونکہ وہاں سب انجینئرز موجود ہیں' کیا ان لوگوں کو terminate کر دیا جائے گا اور ان کی جگہ بہاولپور کے مقامی لوگ لگائے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس کی سلیکشن کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے یقیناً" جو پوسٹیں بہاولپور کی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں اس بارے میں اس سوال کا جواب concrete lines میں ہونا چاہیے کہ وہاں پر جو بہاولپور سے باہر کے لوگ بھرتی کیے گئے ہیں وہ عارضی طور پر بھرتی کیے گئے ہیں' ایڈہاک تقرری ہیں تو چھ مہینے کی ایڈہاک تقرری کا پیریڈ ختم ہونے کے بعد' کیا آپ ان لوگوں کو terminate کر کے بہاولپور کے مقامی لوگ انجینئرز جو آپ کو میسر ہوں گے ان کو تعینات کریں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی ہاں۔

جناب سپیکر: یقیناً" کریں گے..... اگلا سوال جناب راجہ صفدر حسین صاحب کا ہے۔ جی راجہ صاحب نمبر بولیے۔

تارکول مقررہ عرصہ تک نہ اٹھانے والے آفیسران کے خلاف کارروائی

*482- راجہ صفدر حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کا 89-1988ء کی پہلی ششماہی کا کوٹہ برائے تارکول 34000 ٹن تھا۔ جس میں سے 5364.81 ٹن کم اٹھایا گیا اور باقی ماندہ lapse ہوگیا۔ حالانکہ اس مقصد کے لیے محکمہ نے کراچی میں ایک مکمل سب ڈویژن قائم کر رکھی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 27 دسمبر کو تارکول کا ریٹ 272 روپے فی ٹن بڑھ گیا ہے اب یہ کوٹہ اگلی ششماہی میں اٹھانے کے لیے محکمہ کو مزید 1456313.32 روپے جمع کروانے پڑے جس سے حکومت کو نقصان اٹھانا پڑا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کراچی سب ڈویژن کے متعلقہ افسر نے یہ کوٹہ جان بوجھ کر اس لیے نہیں اٹھایا تاکہ سال کے آخر میں مصنوعی ہنگامی حالات پیدا کر کے یہ کوٹہ ٹھیکیداروں کے ذریعے ریل کی بجائے بذریعہ سڑک بھجوایا جائے۔ جس کے لیے ٹھیکیداروں کے منظور شدہ کام کی مدت میعاد بلا جواز 30 جون 1989ء تک بڑھا دی گئی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ سب ڈویژنل آفیسر تقریباً" تیرہ سال سے اس سب ڈویژن میں تعینات ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی انکوائری کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) جی نہیں 89-1988ء کی پہلی ششماہی کا کوٹہ 34258 ٹن تھا جس میں سے محکمہ ہائی وے کی ضرورت کے مطابق 28'982'12 ٹن اٹھا لیا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ تارکول کا ریٹ بڑھ گیا ہے مگر محکمہ ہائی وے نے پچھلی ششماہی میں مرکزی حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر اپنی ضرورت کے مطابق تارکول اٹھائی تھی۔ اس طرح صوبائی حکومت کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔

(ج) جی نہیں، محکمہ ہائی وے نے اپنے کوٹہ کی تارکول سوائے ریل کے کسی اور ذریعہ سے پنجاب میں منزل مقصود تک نہیں بھیجی اس لیے ٹھیکیداروں کے ذریعہ کیرج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) جی نہیں۔

(ہ) مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں انکوائری کا کوئی جواز نہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب تشریف رکھیں بس یہ سوال نمبر482 ہوگیا جی وزیر مواصلات و تعمیرات۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! پہلے بھی بہت سے معزز ممبران نے آپ کی توجہ اس طرف دلائی کہ جو ممبران سوال کرتے ہیں ان کے جوابات صحیح نہیں دیے جاتے۔ جناب والا! اس کی ایک مثال یہ ہے کہ میرے سوال کا جو جزو (الف) ہے یہ ملاحظہ فرمائیں کہ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کا 89-1988ء کی پہلی ششماہی کا کوٹہ برائے تارکول 34000 ٹن تھا جس میں 5364.81 ٹن کم اٹھایا گیا اور باقی ماندہ lapse ہوگیا۔ حالانکہ اس مقصد کے لیے محکمہ نے کراچی میں ایک مکمل سب ڈویژن قائم کر رکھی ہے۔ جناب والا! اب ذرا اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ جی نہیں 89-1988ء کی پہلی ششماہی کا کوٹہ 34258 ٹن اٹھا لیا گیا۔ حالانکہ جواب وہی ہے جو میں نے کہا ہے کہ اتنا آپ نے کم اٹھایا ہے، لیکن کہتے ہیں کہ جی نہیں اور پھر اس کا جواب بھی وہی دیتے ہیں۔ برائے مہربانی انہیں ہدایت کریں کہ کم از کم جواب تو صحیح دیں اور یہ کوٹہ جان بوجھ کر کم اٹھایا گیا ہے۔ میں اس سلسلہ میں وزیر موصوف سے ایک ضمنی سوال کروں گا۔ جس کا تعلق میرے سوال کے جزو (د) سے ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ موجودہ سب ڈویژنل آفیسر تقریباً" تیرہ سال سے اس سب ڈویژن میں تعینات ہے؟ تو انہوں نے اس کا جواب دیا ہے، جی نہیں۔ اگر اس کا جواب جی نہیں ہے تو پھر میں ان سے ایک ضمنی سوال کرتا ہوں کہ وہ جو آفیسر تھا جس کی وہاں پر تیرہ سال سے تعیناتی تھی وہ وہاں سے کب تبدیل کیا گیا اور اس کا کیا نام ہے؟

جناب سپیکر: جی منسٹری اینڈ ڈبلیو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! وہاں پر جو موجودہ ایس ڈی او ہے وہ وہاں 27 جولائی 1982ء سے وہاں پر متواتر تعینات ہے اور اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ اس سے پہلے جو افسر

تھا وہ فروری 1975ء سے 1982ء تک اس سب ڈویژن میں متعین رہا تھا۔ کیونکہ سب ڈویژن کا دفتر کراچی میں واقع ہے۔ اس لیے کوئی بھی آفیسر وہاں جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اگر کسی آفیسر کو زبردستی بھیج بھی دیا جائے تو وہ بد دلی کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ پھر پوری توجہ اور تندہی سے کام نہیں کرتا۔ اس سلسلہ میں ایک اور ایس ڈی او کو فروری 1982ء میں کراچی میں تعینات کیا گیا تھا۔ وہ جولائی 1982ء تک وہاں رہا مگر وہ تسلی بخش طور پر کام سرانجام نہ دے سکا۔ اس لیے اس افسر کو سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کے خصوصی احکام کے تحت 1982ء میں وہاں دوبارہ تعینات کیا گیا جو کہ نہایت تسلی بخش طور پر آج تک اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! وزیر موصوف اس کو ذرا دھرا دیں۔

جناب سپیکر: لمبے وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

کرپشن میں ملوث افسران کی تفصیل

*493- **جناب عبدالقادر شاہین:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایسے افسران کی تعداد کیا ہے جن پر انٹی کرپشن اور محکمہ مواصلات و تعمیرات میں کرپشن کے الزامات کے تحت انکوائریاں چل رہی ہیں اور ان کے کیسوں کا فیصلہ ہوئے بغیر انہیں پھر فیلڈ میں لگا دیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) ایسے افسران جن پر کرپشن کے الزامات کے تحت انکوائریاں چل رہی ہیں اور وہ فیلڈ میں کام کر رہے ہیں کی فہرست درج ذیل ہے۔

سپرنٹنڈنگ انجینئرز

نام	تعیناتی کی جگہ
1- میاں محمد شریف	پراونشل بلڈنگ سرکل گوجرانوالہ

2- ایم- ایم ضیال	ہائی وے سرکل ملتان
3- چودھری منظور علی	ہائی وے سرکل بہاولپور

ایگزیکٹو انجینئرز

1- محمد اعظم	ہائی وے ڈویژن شیخوپورہ
2- محمد مشتہر شاہ	انجینئرنگ سیل محکمہ تعلیم
3- محمد بشیر	ہائی وے ڈویژن ملتان
4- محمد یامین	ہائی وے ڈویژن نمبر1 ساہیوال
5- محمد اقبال خواجہ	ہائی وے ڈویژن بہاولپور
6- کیپٹن عبدالقیوم	ہائی وے ڈویژن اوکاڑہ
7- محمد علیم خاں	پراونشل بلڈنگ ڈویژن سرگودھا

اسسٹنٹ انجینئرز رایس ڈی آوز

1- محمد نواز غازی	سیکنڈ پراونشل بلڈنگز سب ڈویژن فیصل آباد
2- چودھری حسن اقبال	پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن رحیم یار خان
3- غلام حسین	ہائی وے سب ڈیژن گوجرہ
4- مسعود اختر	پراونشل بلڈنگز سب ڈویژن جڑانوالہ
5- محمد شریف	پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن ٹوبہ ٹیک سنگھ
6- فقیر محمد خاں	ایجوکیشن انجینئرنگ سیل
7- یونس عزیز خان	پراونشل بلڈنگز سب ڈویژن شجاع آباد
8- محمد خورشید	ایجوکیشن انجینئرنگ سیل
9- اظہر حسن	روڈ کنسٹرکشن سب ڈویژن چونیاں پتوکی
10- محمد انور علی	مشینری مینٹیننس سب ڈویژن بہاولنگر
11- محمد رفیق	ہائی وے سب ڈویژن رحیم یار خان

12- عطاالرحمٰن آفس ایڈمنسٹریٹر انفلاح لاہور
ایس ڈی او انفلاح بلڈنگ لاہور

سڑک کو پختہ کرنے کے لیے اقدامات

* 526- حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اقبال نگر تا پل گھراٹ براستہ 16 والی پل تک سڑک کچی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک مذکورہ کو پختہ کرنے سے ملتان کبیروالہ تلمبہ' پپو محل' شور کوٹ جھنگ وغیرہ جانے والی ٹریفک کو میاں چنوں شہر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ یہ سڑک میاں چنوں شہر کا بائی پاس ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کو پختہ کرنے سے تھانہ تلمبہ کے سو سے زیادہ دیہات کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سڑک کب تک پختہ کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس سڑک کے پختہ ہونے سے اردگرد تقریباً" گیارہ چکوک کو فائدہ پہنچے گا۔

(د) مذکورہ سڑک ضلع کونسل کی سڑک ہے۔ لہٰذا محکمہ ہذا کے کسی منصوبے میں شامل نہیں ہے۔

سڑک کی تعمیر اور مرمت

* 532- جناب سیف علی چٹھہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ علی پور چٹھہ سے رسول نگر ضلع گوجرانوالہ سڑک کی

حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور علاقہ کے لوگوں کو بہت مشکل کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سڑک کی تعمیر مرمت کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) یہ درست ہے۔ یہ سڑک تقریباً 20 سال پہلے تعمیر کی گئی تھی۔ موسم برسات 1988ء کی بارش سے سڑک ٹوٹ چکی ہے اور تعمیر کے قابل ہے۔

(ب) سڑک کی عارضی بحالی کے لیے ورلڈ بنک کی وساطت سے مرمت کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جو عنقریب مکمل کر لیا جائے گا۔

سڑک کی تعمیر کی تفصیل

*533- **جناب سیف علی چٹھہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) علی پور چٹھہ تا حافظ آباد کی سڑک کب شروع ہوئی تھی اور اس کی تعمیر کس ٹھیکیدار کے ذریعے کروائی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکور سڑک تعمیر سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ذمہ دار ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) گروپ نمبر 1 علی پور چٹھہ تا حافظ آباد سڑک کی تعمیر Pak Trade Affiliation ٹھیکیدار نے کی تھی۔ اس کی تکمیل 29-11-87 کو عمل میں آئی اس کی تعمیر پر 6332935.55 روپے لاگت آئی تھی۔

گروپ نمبر 2- اس ضمن میں گزارش ہے کہ علی پور چٹھہ تا حافظ آباد سڑک کی تعمیر کا کام کلو میٹر 12/0 تا 22/35 ہے۔ یہ کام محمد شفیع اینڈ کو کو الاٹ ہوا تھا گروپ نمبر 2 کا کام 25/9/36 کو شروع ہوا۔ اس کام پر مبلغ 4242369 روپے لاگت آ چکی ہے۔ سڑک کی تعمیر کا کام ابھی زیر تکمیل ہے۔

(ب) گروپ نمبر 1- اس گروپ میں سڑک کو بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے معمولی نقصان ہوا ہے جو کہ محکمانہ طور پر ٹھیک کیا جا رہا ہے۔

گروپ نمبر2- یہ درست نہیں ہے۔ یہ سڑک ابھی تک زیر تکمیل ہے۔ ٹھیکیدار کام کر رہا ہے۔ سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے اس سڑک کو نقصان پہنچا ہے۔ اس سڑک کی درستگی ٹھیکیدار کے ایگریمنٹ کے مطابق ہوگی۔

گروپ نمبر1: چونکہ یہ گروپ ایک سال سے پہلے مکمل ہو چکا ہے اس لیے اس کے درستگی محکمانہ طور پر کروائی جا رہی ہے۔

گروپ نمبر2: یہ سکیم ابھی تک زیر تکمیل ہے۔ کام ختم ہونے کے ایک سال تک ٹھیکیدار کام کی درستگی کا ذمہ دار ہوگا۔

سڑک کی مرمت نہ ہونے کی وجوہات

*556- سید جاوید علی شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اولڈ ملتان تا شجاع آباد روڈ کی reconditioning اور widening کے احکام جاری کیے گئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک پر ابھی تک کام شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) جواب اثبات میں ہے حکومت نے اس کے لیے سپلیمنٹری گرانٹ میں 5 لاکھ مختص کیے ہیں۔

(ب) سڑک مذکورہ کے ٹینڈر متعدد بار طلب کیے گئے تھے۔ ٹھیکیداروں نے جو ریٹ ٹینڈروں میں دیے تھے۔ وہ تخمینہ سے زائد تھے۔ اس لیے ٹینڈر نامنظور کرنے پڑے۔ آخری مرتبہ اس کے ٹینڈر 23-4-89 کو وصول ہوئے جو کہ منظور کر لیے گئے ہیں اور کام شروع کر دیا گیا ہے۔

لاڑتا شجاع آباد سڑک کی تعمیر

*558- سید جاوید علی شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاڑتا شجاع آباد سڑک کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے دس سال سے اس سڑک پر ٹریفک بہت زیادہ ہوگئی ہے اور یہ سڑک اس کی متحمل نہیں ہوسکتی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کی حالت بہتر بنانے اور اسے کشادہ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) کم چوڑائی اور زیادہ ٹریفک ہونے کی وجہ سے اس سڑک کی حالت تسلی بخش حد تک نہیں ہے۔ بہرحال محکمے کی طرف سے موجودہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے بھرپور کوشش کی جاتی ہے کہ سڑک کو قابل استعمال رکھا جائے۔

(ب) یہ صحیح ہے۔

(ج) اس سڑک کی مزید مضبوطی اور مناسب کشادگی کے لیے مبلغ 179.03 کی ایک سکیم زیر غور ہے منظوری اور رقم مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

پل کی تعمیر

*601- چودھری محمد صفدر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم میرے نشان زدہ سوال نمبر 99 میں جس کا جواب ایوان میں 15 مارچ 1989ء کو دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔ بھمبر نالہ پر پل کا نقشہ consultants نے تیار کر لیا ہے یا نہیں اور اس پل کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوگی اور کب تک اس کی تعمیر شروع کی جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) لالہ موسیٰ دولت نگر روڈ میں بھمبر نالہ پر پل کے متعلق consultants سے ڈیزائن بنوانے کے لیے سروے اور ڈیزائن کا تخمینہ P.C.II برائے منظور P & D

ڈیپارٹمنٹ کو ارسال کیا گیا تھا۔ لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے اس کی منظوری نہ مل سکی ہے۔ لہٰذا ابھی تک مذکورہ پل کا ڈیزائن نہیں بنایا گیا۔ اس پل کی تعمیر اور متعلقہ حفاظتی اقدامات (protection work) پر تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے خرچ ہونے کی توقع ہے۔

(ب) مذکورہ پل کی تعمیر ابھی تک محکمہ مواصلات کے کسی بھی ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

(ج) ابھی تک یہ سکیم کسی پروگرام میں شامل نہ ہو سکی ہے اور نہ ہی اس کے لیے محکمہ کو فنڈز ملے ہیں۔

اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*611- حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسووال ضلع ساہیوال ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج بنانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ریلوے لائن پر چوبیس گھنٹے گاڑیوں کی آمدورفت رہتی ہے جس کی وجہ سے یہ پھاٹک اکثر بند رہتا ہے اور ٹریفک کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) دفتر ہذا کی ایسی تجویز سے لاعلم ہے کیونکہ یہ سڑک مرکزی حکومت کے زیر انتظام اور نیشنل ہائی وے بورڈ اسلام آباد اس کا انتظام وانصرام کرتا ہے۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

صوبائی اسمبلی درجہ چہارم کے سٹاف کوارٹرز کی مرمت

*615- سید محمد اکبر شاہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی درجہ چہارم کے سٹاف کوارٹرز واقع گڑھی شاہو محکمہ پی ڈبلیو ڈی کے زیر نگرانی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سٹاف گوارٹرز گڑھی شاہو کے کمروں' برآمدوں صحنوں کے دروازے اور فرش ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں اور بجلی کے پنکھے ناکارہ ہوچکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوارٹروں کے دونوں بلاکوں کے سیوریج لائن قطر میں کم ہونے کی وجہ سے اکثر بند رہتے ہیں اور گندہ پانی کوارٹروں کے سامنے گلیوں میں کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے علاقہ میں تعفن پھیل جاتا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کوارٹروں کی حالت بہتر بنانے' نئے پنکھے لگانے اور سیوریج کو کشادہ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) یہ درست ہے کہ درجہ چہارم کے کوارٹرز واقع گڑھی شاہو جو محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے زیر نگرانی ہیں۔

(ب) گڑھی شاہو کوارٹروں میں کمروں اور صحن کے فرش' صحن کے دروازے اور پنکھے جو کافی پرانے ہیں کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ موجودہ مالی سال میں مہیا کیے گئے فنڈز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1- عام مرمت کے لیے	150 روپے فی کوارٹر۔
2- بجلی کے لیے	68 روپے فی کوارٹر۔
3- پانی کے لیے	68 روپے فی کوارٹر۔
4- سوئی گیس کے لیے	41 روپے فی کوارٹر۔
کل فنڈز جو مہیا کیے گئے	327 روپے فی کوارٹر۔

اس طرح کل 24 عدد کوارٹروں کے لیے سالانہ مہیا شدہ رقم 7848 روپے ہے۔ کیونکہ

عام مرمت کے فنڈز سے مذکورہ بالا کام کرنا ناممکن ہے۔ اس لیے کمروں کے فرش، صحن کے فرش اور دروازے، چھت کے پنکھے تبدیل کرنے کے لیے سپیشل مرمت کا تخمینہ 115330 لگایا گیا ہے جس کی فنی منظور دی جا چکی ہے۔ جونہی رقم مطلوبہ مہیا کی گئی خصوصی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ اس سال عام مرمت کا کام کر دیا گیا ہے۔

موجودہ سیور لائن صرف 24 کوارٹروں کے لیے بچھائی گئی تھی لیکن گڑھی شاہو کوارٹروں کے اردگرد تمام کچی آبادی بن چکی ہے اور تمام لوگوں نے سیوریج گڑھی شاہو کوارٹروں کے سیور میں ڈال دیا ہے۔ کیونکہ سیور لائن اتنی بڑی آبادی کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ لہٰذا سیوریج بند ہو جاتا ہے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے سڑک دوبارہ بننے کی وجہ سے بھی سیوریج کئی جگہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ سیور دوبارہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ سیور دوبارہ ڈالنے کے تخمینہ مبلغ 28200 روپے ہے جس کی منظور دی جا چکی ہے۔

جونہی فنڈز مہیا کیے گئے کام فوراً شروع کر دیا جائے گا۔

محکمہ پی ڈبلیو ڈی تمام کام جلد از جلد کروانے کو تیار ہے۔ جونہی مندرجہ بالا تخمینہ کے مطابق گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز مہیا کر دیے گئے تمام کام دو ماہ کے اندر مکمل کر دیے جائیں گے۔

وحدت کالونی لاہور کے کوارٹروں کی لپائی اور سفیدی کی تفصیل

*619- میاں محمود الرشید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 89-1988ء میں وحدت کالونی لاہور کے کتنے کوارٹروں میں سفیدی اور لپائی کی گئی نیز لپائی کی کتنی موٹائی رکھی جاتی ہے اور سفیدی و لپائی کے لیے محکمہ نے کیا طریقہ وضع کر رکھا ہے۔

(ب) کتنے کوارٹرز تا حال بلا سفیدی و لپائی بقایا ہیں ان کی سفیدی اور چھتوں کی لپائی اب تک نہ ہونے کی کیا وجوہ ہیں۔

(ج) حکومت کب تک باقی ماندہ کوارٹروں کی سفیدی اور چھتوں کی لپائی کا ارادہ رکھتی

ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) سال رواں 89-1988ء میں 89-6-4 وحدت کالونی کے 826 کوارٹروں میں سفیدی اور 349 کوارٹروں میں لپائی ہو چکی ہے۔ لپائی کی موٹائی "1 رکھی جاتی ہے۔ طریقہ کار یہ ہے کہ ہر سال سفیدی کی جائے اور تین سال کے بعد لپائی کی جائے۔

(ب) مورخہ 89-6-4 تک 884 کوارٹر ایسے ہیں جن میں سفیدی نہیں کی گئی اور 697 کوارٹرز میں لپائی نہیں کی گئی۔ فنڈز کی کمی اور الاٹیوں کی عدم دلچسپی (یعنی بعض الاٹی سفیدی نہیں کروانا چاہتے بعض کمرے وغیرہ خالی نہیں کر کے دیتے۔ بعض سفیدی کی جگہ ڈسٹمپریا رنگ روغن وغیرہ کے لیے اصرار کرتے ہیں) کی وجہ سے سارے کوارٹروں میں سفیدی نہیں ہو سکی۔ مروجہ طریقہ کار کے مطابق 1/3 حصہ کوارٹرز میں لپائی ہو چکی ہے۔

(ج) جیسے جیسے رہائش کنندگان چاہیں گے ان کے کوارٹروں کی سفیدی کر دی جائے گی۔

ناجائز تجاوزات کو مسمار کرنا

*620- میاں محمود الرشید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی میں وحدت کالونی میں آخری بس سٹاپ پر تعمیر ناجائز تجاوزات کو مسمار کر دیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حال میں متذکرہ ناجائز تجاوزات کی دوبارہ تعمیر کی گئی ہے۔ جس سے گردونواح کے مکینوں کو سخت دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔ نیز مذکورہ ناجائز تجاوزات کی تعمیر کی وجہ سے جا بجا غلاظت کے ڈھیر پڑے رہتے ہیں جو حفظان صحت کے لیے سخت نقصان دہ ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ناجائز تجاوزات کو پانی کی بہم رسانی کی گئی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فی الفور متذکرہ بالا ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا

ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) جی ہاں ماضی میں وحدت کالونی آخری بس شاپ پر تعمیر ناجائز تجاوزات کو مسمار کر دیا تھا۔

(ب) جی ہاں' حال میں متذکرہ ناجائز تجاوزات دوبارہ تعمیر کر لی گئی ہیں اور وحدت کالونی کے آخری بس شاپ کے الاٹیوں کو سخت دشواری کا سامنا ہے اور غلاظت کے ڈھیر روزانہ محکمہ کے آدمی اٹھا دیتے ہیں۔

(ج) جی نہیں' ناجائز تجاوزات کنندہ نے پانی کا کنکشن ہم سے (دفتر والوں سے) نہیں لیا۔

(د) جی ہاں' حکومت ان ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں مقامی پولیس کا تعاون حاصل کرنے کے لیے متعلقہ افسران کو رجوع کیا ہے۔ پولیس امداد ملنے پر ناجائز تجاوزات ہٹا دیے جائیں گے۔

پونچھ ہاؤس کالونی لاہور میں صفائی کے انتظام کو بہتر بنانا

*621- **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پونچھ ہاؤس کالونی لاہور کی صفائی وغیرہ کے لیے کتنا عملہ متعین ہے جملہ شاف کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ کافی عملہ ہونے کے باوجود پونچھ ہاؤس کالونی میں صفائی کا انتظام انتہائی ناقص ہے اور جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ عملہ صفائی کے اکثر افراد پرائیویٹ کام کرتے ہیں اس لیے کالونی متذکرہ کی طرف مناسب توجہ نہیں دی جا رہی۔

(د) کیا حکومت علاقہ کے ایم این اے اور ایم پی اے پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کو تیار ہے جو ہر ہفتے موقع پر اچانک معائنہ کر کے اپنی رپورٹ متعلقہ محکمہ کو پیش کریے۔

(د) کیا عملہ صفائی میں غفلت کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اگر ہاں تو کیا کارروائی ہوئی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) پونچھ ہاؤس کالونی جو کہ 290 کوارٹروں پر مشتمل ہے۔ میں صرف چار خاکروب متعین ہیں اور دو سیوریج مین گٹروں وغیرہ کی صفائی کے لیے مقرر ہیں۔

(ب) اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ کافی عملہ ہونے کے باوجود پونچھ ہاؤس کالونی میں صفائی کا انتظام ناقص ہے اور جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر پڑے ہوتے ہیں۔ حقیقت میں باوجود صفائی عملہ کم ہونے کے وہاں صفائی معقول طریقے سے کرائی جاتی ہے اور گندگی بذریعہ گورنمنٹ ٹریکٹر ٹرالی کے ہفتے میں شیڈول کے مطابق دو دفعہ اٹھائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ ٹریکٹر ٹرالی اور بھی سرکاری عمارات / کالونی سے گندگی وغیرہ اٹھانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

(ج) اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اوقات کار میں کسی بھی ملازم کو پرائیویٹ کام کرنے کی محکمہ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

(د) محکمہ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

مختصر عملہ صفائی کے باوجود وہاں عملہ میں کوئی خاص غفلت کے آثار نہیں پائے گئے اور اس لیے ان افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ اس ضمن میں جناب پریذیڈنٹ پونچھ ہاؤس کالونی ویلفیئر ایسوسی ایشن سے پہلے ہی درخواست کی جا چکی ہے کہ اگر اس نوعیت کا کوئی واقعہ ان کے علم میں آئے تو وہ تحریری طور پر ایکسئین متعلقہ کو مطلع کریں۔ تاکہ متعلقہ ملازم کے خلاف کارروائی کی جائے۔

کشتیوں کے پل کو پختہ کرنے کے لیے اقدامات

* 665- **صاحبزادہ سلطان خضر حیات:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شور کوٹ ملک کے دو بڑے دریاؤں کی وجہ سے

سب تحصیل گڑھ مہاراجہ سے کٹی ہوئی ہے جبکہ درمیانی فاصلہ صرف 9 یا 10 میل ہے مگر اس علاقے کے لوگوں کو تحصیل ہیڈ کوارٹر پر جانے کے لیے 180 میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سابقہ اپنے دورہ جھنگ کے دوران کشتیوں کا پل وسیع کرنے کا اعلان کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ سال رواں میں اس پل کے لیے مزید کشتیاں فراہم کی جائیں گی جو کہ آج تک شنہ تکمیل ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کشتیوں کا پل سابقہ حکومت نے 1974ء میں منظور کیا تھا۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی تکلیف کے پیش نظر اور عوام کی پر زور استدعا پر یہ پل پختہ تعمیر فوری کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست تسلیم ہے کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب نے مزید کشتیاں دینے کا اعلان فرمایا تھا۔ مگر دریا میں پانی کے بہاؤ اور پاٹ کے مطابق مزید کشتیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ موجودہ کشتیاں کافی ہیں اور اس سے تقریباً" ہر سال 900 فٹ لمبائی کا پل لگایا جاتا ہے اور عوام الناس اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(ج) یہ پل 1975ء میں منظور ہوا۔

(د) حکومت پنجاب کی ہدایت کے تحت اس پل کی (feasibility) کا تعین کرنے کے لیے PC II بھیجا گیا تھا۔ جس کی منظوری زیر غور ہے۔

نامکمل سڑکوں کی تعمیر اور ٹھیکہ کی تفصیل

*685- جناب نذر حسین کیانی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت گوجرانوالہ ڈویژن کے اضلاع سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ میں کھیت

سے منڈی تک پروگرام کے تحت کون کون سی سڑک کب سے زیر تعمیر ہے اور کتنے عرصے میں اس سڑک کو مکمل ہونا تھا۔ ابھی تک متذکرہ سڑکوں کا کتنا حصہ تعمیر طلب ہے اور اس کے مکمل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں نیز اس پروگرام کے تحت زیر تعمیر سڑکوں کی کل لمبائی کتنی ہے۔

(ب) مذکورہ پروگرام کے تحت سال 1989ء میں کتنی نامکمل سڑکوں کا دوبارہ ٹھیکہ نئے ٹھیکیداروں کو دیا گیا تھا۔ نیا ٹھیکہ دینے کی وجوہات کیا ہیں اور ٹھیکہ کی رقم کی تفصیل ہر سڑک کی الگ الگ ضلع وار بتائی جائے۔

(ج) جن نامکمل سڑکوں کا ٹھیکہ نئے ٹھیکیداروں کو دیا گیا ہے ان کے نام' سڑک کی لمبائی' ٹھیکہ کی رقم اور سڑک کی تکمیل کی مدت کیا ہے۔ ان میں سے کتنی سڑکوں پر کام جاری ہے اور کتنی مکمل ہو چکی ہیں۔ تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) اس وقت گوجرانوالہ ڈویژن میں 178 سڑکیں کمیت تا منڈی پروگرام کے تحت زیر تعمیر ہیں۔ جن میں ضلع سیالکوٹ میں 48 ضلع گجرات میں 46 اور ضلع گوجرانوالہ میں 84 سڑکیں شامل ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ زیر تکمیل سڑکوں کی مدت تکمیل' تعمیر شدہ لمبائی اور تعمیر طلب حصہ کی تاخیر کی وجوہات مذکورہ فہرست میں دی گئی ہیں۔

(ب) 1989ء میں گوجرانوالہ ڈویژن میں کل پانچ سڑکوں کا کام دوبارہ نئے ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ہے جن کی تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل پانچ سڑکوں پر جن کا کام نئے ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ہے کام جاری ہے اور مدت تکمیل میں کام مکمل ہونے کی توقع ہے۔ تفصیل ضلع وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بغیر ٹینڈر کے ٹھیکہ دینے کی وجوہات

69- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

اب تک تمام ٹھیکہ جات جو "ریڈکو" کو دیے گئے ہیں ان کی کل مالیت کتنی ہے اوران میں سے کتنے ٹھیکہ جات بغیر ٹینڈر طلب کیے دیئے گئے ہیں اور کیا "ریڈکو" کے ساتھ ترجیحی سلوک کے لیے خاص ہدایات جاری کی گئی ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

ریڈکو کو اب تک تقریباً مبلغ 1898867765 روپے کی مالیت کے ٹھیکہ جات دیے گئے ہیں۔ جن میں مبلغ 1547056191 روپے کے ٹھیکہ جات محکمہ شاہرات کی طرف سے اور مبلغ 351811461 روپے کے کام محکمہ تعمیرات کی طرف سے الاٹ کیے گئے اور ان میں کوئی ٹھیکہ بغیر ٹینڈر کے نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی خاص ہدایات برائے ترجیحی سلوک redco کے واسطے جاری کی گئیں۔

سڑک کی مرمت کے لیے اقدامات

76- حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) میاں چنوں تلمبہ روڈ کی 1985ء سے 1988ء تک کتنی بار مرمت کی گئی اور اس پر ہر بار کتنی لاگت آئی اور کس کس ٹھیکہ دار کو یہ کام الاٹ ہوا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اگر موجودہ سڑک کی مرمت نہ کی گئی تو یہ ٹریفک کے قابل نہیں رہے گی۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کی مرمت کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) سڑک کی لگاتار جب ضرورت مرمت (پیچ ورک' برموں پر مٹی ڈالنا' کناروں کی مرمت وغیرہ) کا سلسلہ محکمانہ طور پر جاری رہتا ہے اور یہ سڑک بھی کئی بار مرمت کی گئی۔ متذکرہ سالوں میں سڑک کی مرمت کی لاگت درج ذیل ہے۔

سال	پیچ ورک مرمت وغیرہ	لاگت ری سرفیسنگ جو ہر تیسرے سال کی جاتی ہے
1985-86ء	مبلغ 95129 روپے	
1986-87ء	مبلغ 162628 روپے	
1987-88ء	مبلغ 131 157 روپے	مبلغ 2,62,564
میزان	مبلغ 4,14888 روپے	مبلغ 2,62,564

(ب) جی ہاں۔

(ج) اس سڑک کی مرمت کے لیے حکومت نے رواں مالی سال میں سالانہ مرمت کے لیے تقریباً پونے سات لاکھ روپیہ مختص کیا تھا جو خرچ ہو رہا ہے۔ اس میں سے 17.75 میل سڑک کی ری سرفیسنگ پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

سڑک کی دوبارہ تعمیر کے لیے اقدام

112- میاں محمود الرشید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ملتان روڈ (نیاز بیگ ٹھوکر تا چوک یتیم خانہ) کی تعمیر پر کل کتنی لاگت آئے گی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کے متذکرہ حصہ کی ناقص تعمیر پر شدید عوامی احتجاج کے بعد کوئی قدم اٹھایا گیا ہے اور اب متذکرہ سڑک طے شدہ specification کے مطابق تعمیر ہو رہی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک صحیح خطوط پر تعمیر کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (چودھری اختر علی):

(الف) ٹھوکر نیاز بیگ سے چوک یتیم خانہ تک ملتان روڈ کی تعمیر نو پر مبلغ 98251210 روپے لاگت آئے گی۔

(ب) متذکرہ سڑک کا جو حصہ ناقص تعمیر شدہ قرار دیا گیا تھا۔ وہ ٹھیکیدار سے دوبارہ صحیح طور پر تعمیر کروایا گیا ہے اور کام اب معیار کے مطابق ہو رہا ہے۔

(ج) سڑک کی تعمیر اب صحیح خطوط پر ہو رہی ہے۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! وقفۂ سوالات کو بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب وقفۂ سوالات ختم ہوگیا اس کو بڑھایا نہیں جا سکتا۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! وہ کہتے ہیں کہ وہاں کوئی جانے کے لیے تیار نہیں۔ اگر کوئی جانے کے لیے تیار ہو تو کیا وہ بھیجنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب وقفۂ سوالات ختم ہوچکا ہے۔ اس کا جواب ذاتی طور پر میں آپ کو لے دوں گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں جناب منور حسین تارڑ کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام جس میں وہ سڑک بھی رکھی گئی ہے ہمارے محکمے کا اس سڑک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ سڑک پروگرام میں بالکل شامل نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے محکمے نے وہ سڑک نہیں بنائی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: نہیں بنائی ہے۔

جناب سپیکر: نہ منظور کی ہی ہے اس پر آپ نے کام شروع کیا ہے۔

وزیر بلدیات و تعمیرات: وہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا نمبر بتا دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کا جواب بھی آگیا ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب سپیکر میں آپ کی توجہ وقفۂ سوالات کے دوران اپنے سوال کے جواب کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وقفۂ سوالات ختم ہوگیا ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سوالات کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ وقفہ سوالات کے دوران آپ سوال کے بارے میں بات کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو کسی سوال کے جواب پہ اعتراض ہے تو اس کے اور بھی طریقہ کار ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں اس کو آپ نہیں اٹھا سکتے۔

جناب عبدالقادر شاہین: اگر ہمیں غلط جواب مہیا کیا گیا ہے تو اس کے بارے میں ہم کیا کریں۔

جناب سپیکر: اس پر آپ پریولج موشن پیش کر سکتے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین: ٹھیک ہے۔

مسئلہ استحقاق

وزیراعلیٰ کو قواعد میں تخفیف کا اختیار دینے سے آئین کی پامالی

جناب سپیکر: پریولج موشن نمبر کو نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب پیش کر چکے ہیں۔ اس پر short statement ہو چکی ہے۔ وزیر منصوبہ بندی ترقیاتی اس کا جواب دے رہے تھے۔

میاں منظور احمد موہل: وزیر قانون بول رہے تھے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: وزیر قانون فلور پر کھڑے تھے۔ پہلے ان کو بولنے دیں۔

جناب سپیکر: وزیر منصوبہ بندی و ترقیاتی اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : The floor was in possession of the Law Minister when the House was adjourned.

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ کا کیا خیال ہے کہ وزیر متعلقہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! سو بسم اللہ اس کا جواب دیں۔

But the Law Minister was in possession of the House at that time. He should resume the floor.

جناب سپیکر: آپ کی اطلاع درست نہیں۔ میرے پاس جو ریکارڈ ہے اس میں یہ ہے کہ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات اس کا جواب دے رہے تھے اور انہی کو یہ جواب دینا ہے۔ آپ کی اطلاع درست نہیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب یہ آپ کی نظر کا قصور ہے۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: (مخدوم زادہ شاہ محمود حسین قریشی) جناب سپیکر جو پریولج موشن نوابزادہ صاحب نے پیش کی ہے سرکاری ملازمین کی تقرری اور اس کی relaxation کے بارے میں تھی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 240 کے تحت مرکز میں اور صوبوں میں سرکاری ملازمین کی بھرتی اور ان کے سروسز کنڈیشنز کے بارے میں لیجسلیشن مرتب کرنی ہوتی

ہے اور اس آئین کے آرٹیکل کے تحت جون 1974ء میں پنجاب اسمبلی نے "پنجاب سول سروٹس ایکٹ 1974" پاس کیا۔ اس ایکٹ کے سیکشن 23(a) میں گورنر پنجاب کو.....

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I will once again request that if the Minister is quoting from the Act, it should also be supplied to me.

جناب سپیکر: آپ نے کیا ارشاد فرمایا؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر وہ کسی ایکٹ کا حوالہ دے رہے ہیں تو رول کے مطابق وہ ایکٹ ہمیں بھی مہیا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کو بھی مہیا کرنا پڑے گا۔ مخدوم صاحب آپ کس چیز کا حوالہ دے رہے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! میں "پنجاب سول سروٹس ایکٹ کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ اس کے سیکشن 23(a) کا میں حوالہ دے رہا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو وہ ایکٹ مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : If the Minister is quoting from the Act, it should be provided to me. That is the procedure.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! اس کے تحت میں گزارش کر رہا تھا کہ سیکشن 23(a) کے تحت گورنر یا وہ جس کو وہ اختیار دے وہ اس ایکٹ کے مقاصد کو further elaborations کے لیے رولز فریم کرے۔ اس کے تحت رولز فریم کیے گئے ہیں۔" جنہیں پنجاب سول سروٹس اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروس رولز 1974ء کہا جاتا ہے۔ آج کل ان رولز کے تحت وزیر اعلیٰ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کی تقرری میں اگر relaxation دینا چاہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔

جناب والا ! نوابزادہ صاحب نے دو نکتے اٹھائے تھے۔ ان کا ایک اعتراض یہ تھا کہ qualifications میں نرمی کا اختیار وزراء صاحبان کو دیا گیا ہے اور اس سے بہت سے امیدواران کی حق تلفی ہوتی ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : Kindly do not mis-quote me.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اس پر انہوں نے کہا کہ اختیار دیا گیا ہے۔ جناب والا ! جہاں تک وزراء کا تعلق ہے کل بھی وزیر قانون نے کہا تھا کہ وزراء کو qualification کی نرمی کا اختیار نہیں دیا گیا۔ جہاں تک وزیراعلیٰ کا تعلق ہے وہ بھی کوئی نئی ترمیم نہیں کی گئی۔ یہ وزیراعلیٰ کو اختیار 1974ء میں دیا گیا تھا۔ یہ پہلے ہی مہیا ہے۔ یہ کوئی نیا اختیار نہیں دیا گیا۔ 1974ء میں غالباً جب یہ ایکٹ لاگو ہوا۔ جب یہ رولز بنائے گئے اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت ہی برسراقتدار تھی۔ ان کے ہی چیف منسٹر تھے۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں کی گئی یہ پہلے ہی ہے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ' جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے' وزراء کو یہ اختیار نہیں دیا گیا اور چیف منسٹر صاحب کے لیے relaxation کا جو اختیار ہے' وہ کوئی نیا نہیں۔ وہ پہلے سے ہے اور یہ رولز کے مطابق کیا گیا ہے۔ رولز کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی گئی۔ اس پہ ایکٹ بھی موجود ہے اور رولز بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب' فرمایئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر یہ پہلے سے 1974ء میں وزیراعلیٰ کو اختیار تھا تو اس میں رولز فریم کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ اگر یہ رولز پہلے سے موجود تھے اور یہ اختیارات وزیراعلیٰ کے پاس تھے تو اب ان کو frame کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ جناب والا ! وزیر موصوف نے مجھے انتہائی misquote کیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہر سروسز کے ایکٹ میں ایک relaxation clause ہوتی ہے۔ آپ تمام statutes کو ایک جنرل رول کے ذریعے relax نہیں کر سکتے۔ اس میں لکھا ہے۔

> authority competent to relax conditions of service rules prescribed for recruitment in the relevant service rules.

اس کا مطلب ہے کہ there are a number of service rules ان کو generally relax کیا گیا ہے۔ آگے آگیا ہے چیف منسٹر کہ وہ کون سی سروس اور کون سی پوسٹ میں relax کریں گے۔ اس کے نیچے لکھا ہے۔ all posts under the Government of Punjab اس کے آگے لکھا ہے۔

extent upto which relaxation can be made. It means full powers.

کیسے علم ہوا کہ انہوں نے qualification کو relax کرنے کا اختیار رکھا ہے۔ کیونکہ وزراء کے ضمن میں انہوں نے لکھا ہے۔

All conditions of appointment except qualification.

کہ وزیر ہر چیز کو relax کر سکتے ہیں ماسوائے qualification کے اور وزیراعلیٰ کو all powers- اس کا مطلب ہے کہ کوالیفکیشن بھی relax کر سکتے ہیں۔ اب مجھے بتائیں کی ایم بی بی ایس کے بجائے کسی اور qualification کے ڈاکٹر کو رکھ سکتے ہیں؟ یا اگر نائب تحصیلدار کے لیے میٹرک کی qualification ہے تو کون سا rule پہلے سے موجود ہے کہ انڈر میٹرک کو تحصیل دار رکھ سکتے ہیں؟ مہربانی سے ہمیں اس کا فیصلہ کرنا ہے اور آخری بڑا نکتہ یہ ہے کہ اگر یہ اختیارات 1974ء سے وزیراعلیٰ کے پاس موجود تھے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ کل انہوں نے یہاں اپنی تحریک استحقاق پیش کی اور اس پر short statement دیا اور long statement دیا۔ اس کے بعد اس طرف سے بھی جواب آگیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسی کون سی ضرورت ہے کہ وہی تحریک استحقاق جاری ہے۔ دوسرے ممبران کا بھی استحقاق ہے۔ ان کی تحاریک استحقاق بھی آپ کے سامنے پڑی ہیں۔ ان کی باری بھی آنے والی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ وزیر موصوف نے میرے بیان کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ اگر چیف منسٹر کے پاس 1974ء میں یہ اختیارات موجود تھے تو انہیں رولز میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب' ذرا تشریف رکھیں۔ میں میاں منظور احمد موہل صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو درست سمجھتا ہوں۔ لیکن اس میں hard and fast رولز ہیں۔ جس وقت

ایک تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے تو اس میں normal practice یہ ہے کہ تحریک استحقاق پیش ہو' اس پہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہو' وزیر متعلقہ یا وزیر قانون جواب دیں اور اس پر چیئر فیصلہ دے۔ نارمل پریکٹس یہی ہے۔ لیکن اس میں کوئی ایسی exception ہوسکتی ہے کہ کوئی خاص حالات ہیں اور اس کے محرک اور کچھ ایسی چیزیں ضروری طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں اور چیئر یہ محسوس کرے کہ وہ ضروری باتیں ہیں تو وہ بات کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق بھی تین دن سے زیر التواء پڑی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آج یہ اپنی بات جلدی کر لیں تاکہ میں بھی اپنی تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب' میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ مائیک اسی صورت میں کھولا جائے گا جس وقت سپیکر کی آنکھ آپ کو catch کرے گی۔ آپ ہماری آنکھوں کے تارے ہیں لیکن ضابطے کے مطابق بات کیجئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کل ہمارے ایک بھائی راؤ اعجاز صاحب کی تحریک استحقاق قواعد معطل کر کے ایوان میں لائی گئی تھی۔ وہ اس بات پر تھی کہ ان کے ایک بھائی' ایس ڈی او واپڈا کا تبادلہ کیا گیا ہے۔ آج میری ایک تحریک استحقاق ہے کہ میرے کم از کم پچاس عزیزوں کو' پارٹی کے اور برادری کے لوگوں کو' رشتہ داروں کو تبدیل کیا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ قواعد معطل کر کے مجھے اپنی یہ تحریک استحقاق ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ کون سے نمبر پر ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: مجھے نمبر نہیں بتایا گیا۔ کل دی تھی' آپ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: اس پر فیصلہ کرنے کے بعد۔ ڈاکٹر صاحبہ میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرنے دیں۔ جی ملک صاحب۔

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! نمبر موصوف بتائیں کہ تبادلے کب کب ہوئے ہیں۔ تبادلے ہوئے کوئی چار سال تو نہیں ہوئے؟ ان کا ٹائم بتائیں' فہرست دیں' وقت

ضائع نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ مجھے نوابزادہ صاحب کی اس تحریک استحقاق پر فیصلہ دینا ہے۔ مخدوم صاحب' آپ بات کر چکے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: مجھے ایک نکتے کی وضاحت کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: نوابزادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جب یہ رولز پہلے سے موجود تھے تو پھر نئے رولز کی ضرورت کیا ہے؟ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رولز تو پہلے موجود تھے۔ اب ہم نے ان powers کو delegate کیا ہے۔ کچھ اختیارات جو وزیراعلیٰ کے پاس vested تھے' inherent اختیارات تھے' ایک تا پانچ سکیل کی ملازمین کی بھرتی کو relaxation کے اور گریڈ 7 کے پی ٹی سی اساتذہ کے لیے نرمی کے اختیارات وزراء صاحبان کو delegate کیے گئے ہیں۔ اس delegation کے لیے یہ frame کیے گئے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: مجھے qualification پر اعتراض ہے اس کے متعلق بھی کچھ کہیں۔

میاں منظور احمد موہل: کیا انہوں نے آپ سے بولنے کی اجازت لی ہے؟ مجھے اس پر اعتراض ہے کہ کوئی بھی بات یہاں رولز کے تابع نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں۔ موہل صاحب' تشریف رکھیں۔ نوابزادہ صاحب تشریف رکھیں۔ جی رانا صاحب۔

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں اس نکتے پر معلومات کے لیے عرض کر رہا ہوں' کیونکہ مجھے علم نہیں تحریک استحقاق اس ایوان کا استحقاق مجروح ہونے پر' کسی رکن کا استحقاق مجروح ہونے پر تو آ سکتی ہے۔ وینس صاحب نے فرمایا کہ چالیس تبادلے ہو گئے ہیں۔ تو کیا افسران کے تبادلوں پر یہاں تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے؟ ایسا کوئی قاعدہ ہے؟ تو پھر جو ضروری استحقاق ہے' ان کا وقت ضائع کر کے افسران کے تبادلوں پر تحریک استحقاق کیسے آ سکتی ہے؟

(قطع کلامیاں)

سروس رولز میں نرمی کے بارے میں وزیراعلیٰ کے اختیارات پر جناب سپیکر کی رولنگ

جناب سپیکر: نوبزادہ صاحب کی تحریک استحقاق پر میرا فیصلہ یہ ہے۔

(interruptions)

MR SPEAKER : No cross talk, please.

The question raised is not of recent occurrence as the same position is continuing since 20th February, 1989, the date after which two sessions of the Assembly had been held and, as such, the mover has failed to avail the first opportunity available to him. An administrative matter which does not warrant the intervention of the Assembly, service matters, grievances and policy matters which do not affect any privilege of the mover or the House can not be subject matter of a privilege motion.

The question does not relate to a privilege granted by Constitution or any law or rule made under any law.

Ruled out of order.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! ابھی اس کی admissibility پر تو بات ہی نہیں ہوئی۔ ابھی تو substance پر بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: اس پر فیصلہ آ چکا ہے۔ میں نے اس پر آپ کی بات سن لی اور متعلقہ وزیر کی بات سنی اور اس پر فیصلہ دے دیا اور میاں منظور احمد موہل صاحب کی تحریک استحقاق کو مؤخر کرتے ہیں۔ ابھی میری وصی ظفر صاحب سے اور آپ سے بات ہونی ہے۔ میرے خیال میں اس کو مؤخر کرنا مناسب ہے۔ سردست وصی ظفر صاحب اور موہل صاحب بھی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب میں تحریک استحقاق نمبر33 لینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ 32 نمبر واپس لیتی ہیں؟

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جی۔

جناب سپیکر: یہ واپس ہوئی تصور ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں یہ تحریک استحقاق اخباری سٹیٹمنٹ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ بات کر لیں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: آپ مجھے پڑھ لینے دیں۔ یہ استحقاق پنجاب اسمبلی کا ہے۔ آپ مجھے پڑھ لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

پنجاب میں مسیحی اقلیتی ارکان کو پیپلز پارٹی میں شمولیت کی ترغیب

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 89-4-17 روزنامہ نوائے وقت میں اقلیتی امور کے وزیر مملکت قادر روفن جولیس نے کہا ہے کہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہوتی تو اقلیت کو وزارت مل جاتی اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں بنی۔ جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد میں دو کرسچن ایم این اے اور پانچ کرسچن ایم پی اے شامل ہونے کے باوجود صوبائی کابینہ میں جگہ حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے اور پانچوں کرسچن ارکان اسمبلی سے کہا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کریں تاکہ صوبہ پنجاب میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہو اور مسیحوں کے مسائل حل ہو سکیں۔ اس قسم کے اقلیتی امور کے وزیر مملکت کے بیانات سے صرف میرا ہی نہیں بلکہ اس معزز ایوان کے دوسرے اقلیتی ارکان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے اس معزز ایوان میں سے استحقاق تشکیل دے کر اسکے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دیں ہے۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر! فیڈرل منسٹر برائے اقلیتی امور نے جو بیان دیا ہے۔ میں یہ حیران ہوں کہ اگر ایک وزیر برائے امور اقلیتی بن جائے تو میں نہیں سمجھتی کہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت بن جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں جب تک کوئی وزیر نہیں بن جاتا اس وقت

تک کوئی کام نہیں ہوگا۔ میں یہ کہتی ہوں کیا ہم نے پچھلے تین یا ساڑھے تین سال میں کوئی کام نہیں کیا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میاں نواز شریف کی قیادت میں اور مسلم لیگ کی حکومت میں ہم نے وہ کام کیے ہیں جو آج تک کبھی نہیں ہوئے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ وزیر برائے اقلیتی امور کو سب سے پہلے حلقہ بندی کا کام کرنا چاہیے۔ پورے پنجاب میں الیکشن لڑنا بہت ہی مشکل ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گی کہ ناممکن ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب وہ اقلیتی وزیر آئے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے حلقہ بندی کریں۔ جناب سپیکر! اس کے بعد de-nationalization of schools کا مسئلہ ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں جب ایک وزیر اقلیتی آ ہی گیا ہے وہ صرف پیپلز پارٹی کا وزیر نہیں۔ اس نے پورے پاکستان کی اقلیتی برادری سے ووٹ لیے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ جہاں سکول واپس کرنے کا مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب کو چاہیے کہ باقی ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ ملائیں اور اس مسئلہ کا حل کریں۔ جو کہ ابھی تک حل نہیں ہوسکا۔ پھر جناب سپیکر! اگر ہمارا ایک وزیر آ ہی گیا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے اقلیتی جو گاؤں دیہات ہیں ان میں بجلی فراہم کی جانی چاہیے۔ ایک وزیر اقلیتی امور آ جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کو واپڈا میں بھی ملازمتیں ملنی چاہئیں۔ چھ ماہ ہوگئے ہیں اور ہم نے ابھی تک کوئی ایسا کام نہیں دیکھا جو وہ چاہتے ہیں کہ ہم پیپلز پارٹی میں آ جائیں پھر کام ہوں میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم اس دور میں بھی وہ کام کر رہے ہیں جو ابھی تک ہمارے وزیر صاحب نہیں کر رہے۔ جناب سپیکر! میں تو یہ کہوں گی کہ وہ فیڈرل کے وزیر ہیں۔ تو سب سے پہلے وہ اپنی عوام کی فلاح و بہبود کی فکر کریں اور اس مرتبہ جو بیگم بے نظیر صاحبہ نے بجٹ پیش کیا ہے جو ہماری وزیراعظم ہیں۔ اس مرتبہ انہوں نے ہماری اقلیت کو بالکل کاٹ دیا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر یہ وزیر اتنے ہی اچھے ہیں تو ان کو چاہیے کہ اقلیت کے لیے فنڈز وہاں سے release کرائیں۔ جناب سپیکر میں یہ کہوں گی کہ وزیر ہونا ہی کوئی بات نہیں ہوتی۔ بات تو وہ ہوتی ہے جو ہم غریب عوام کے لیے کام کریں۔ ان کی ہر مشکل آسان کریں۔ ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کریں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی میں ہمارے جتنے اقلیتی ممبران ہیں وہ یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ وزیر صاحب کو چاہیے اگر وہ کم از کم پیپلز پارٹی لانا چاہتے ہیں تو وہ عوامی کام کریں شکریہ۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس سلسلے میں جو ہماری معزز رکن اسمبلی نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کی بنیاد ایک سیاسی اخباری بیان پر ہے اور جناب والا کی رولنگ اس بارے میں موجود ہیں۔ اس میں اس ہاؤس کے استحقاق والی کوئی بات نہیں۔ چونکہ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتی تھیں تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں تو اچھی بات ہوگی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! لاء منسٹر صاحب کے بیان کے بعد آپ کا کیا فرمان ہے؟

محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس: جی ٹھیک ہے۔ جیسے وہ کہتے ہیں میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن میں صرف یہ کہوں گی کہ ایک Minister ہونے سے اگر انہوں نے محترمہ بے نظیر صاحبہ کو یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے پانچوں رکن پیپلز پارٹی میں آئیں گے تو میں سوچتی ہوں کہ وہ غلطی پر ہیں۔ وہ کبھی بھی یہاں سے نہیں ہلیں گے۔

جناب سپیکر: اس کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! لاء منسٹر صاحب کے فرمان کے مطابق میں پریس نہیں کرتی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس کو واپس لینے کی کیا گنجائش ہے۔ اس کو پریس نہ کرنے کی کیا گنجائش ہے۔

This motion should be ruled out of order as very rightly the Speaker, first time has admitted that it does not constitute a privilege motion.

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! اگر آپ اپنی تحریک استحقاق کو پیش نہ کرنا چاہتے ہوں یا پریس نہ کرنا چاہتے ہوں تو میں اس کو رول آؤٹ کروں تو یہ مناسب ہوگا؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! جب یہ موو ہو جائے۔

جناب سپیکر: جب یہ موو ہو جائے اور اس کو آپ واپس لینا چاہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس کو وزیر قانون صاحب نے کہا کہ admissible نہیں

ہے۔ جو آپ رول آؤٹ کرنا چاہیں اس کے لیے رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ کو کہا ہے کہ آپ اس کو پریس نہ کریں اور ڈاکٹر صاحبہ نے اٹھ کر کہا ہے کہ میں اس کو پریس نہیں کرتی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہماری درخواست ہے کہ اس کو رول آؤٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر: کیوں؟ آپ کی درخواست غلط ہو تو وہ میرے لیے ماننا ضروری نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ایک بات اور ہے۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ ڈاکٹر شیلابی چارلس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے جس پر نواب زادہ صاحب نے بات کی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ نوابزادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں رول آؤٹ کرتا ہوں۔ اس لیے کہ کسی پریولیج موشن پر اگر محرک اپنی پریولیج موشن پریس نہ کرنا چاہتا ہو تو:

It will be taken as withdrawn.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں ایک اور پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب ایک اور پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ اقلیتوں کے ادارے مرکز واپس کرے۔ آپ کی اطلاع کے لیے ایوان کے لیے صوبائی حکومت کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے ایک مارشل لاء کے آرڈر کے ذریعے کہ صوبائی حکومتیں اقلیتوں کے نیشنلائزڈ ادارے ان کو واپس کر سکتی ہیں۔

MR SPEAKER : This is not a point of order. I am sorry. Take your seat please. This is not a point of order.

جناب علی اکبر مظروینس: جناب والا! میری تحریک استحقاق کے متعلق جناب نے فرمایا تھا کہ اسے take up کریں گے۔

جناب سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ take up کریں گے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اس پریولج موشن کو dispose of کر کے اس کے بعد آپ کی پریولج موشن کو take up کیا جا سکتا ہے۔ (قطع کلامیاں) آپ نے مجھے یاد دلانا تھا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں نے گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سنی نہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میری بدبختی اور بد نصیبی ہے اور آپ کی بے نیازی ہے کہ میرا سامنے بیٹھنا بھی کام نہ آیا۔

جناب سپیکر: وینس صاحب! اس میں بار بار کھڑے ہونے کا ایک نقصان بھی ہوتا ہے کہ سپیکر یہ سمجھتا ہے کہ وینس صاحب نے تو بار بار کھڑے ہونا ہی ہے۔ اس لیے بعض باتوں کا نوٹس نہ بھی لیا جائے تو کوئی بات نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) یہ تھوڑا سا اس کا disadvantage بھی ہوتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! یہ بات نوابزادہ صاحب پر apply نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد یوسف صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ یہ بات نوابزادہ صاحب پر apply نہیں ہو رہی۔

خواجہ محمد یوسف: آپ اسے apply کریں۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے ہم apply کریں گے۔ اب ہم اسے نوابزادہ صاحب پر apply کریں گے۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! آج سے ہی کریں۔

جناب سپیکر: آج سے ہی کریں گے اور ابھی سے کریں گے۔ اب ہم تحاریک التواء کو take up کرتے ہیں؟

راجہ صفدر حسین: پوائنٹ آف انفرمیشن۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب پوائنٹ آف انفرمیشن پر بولنا چاہتے ہیں۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ میں کسی پوائنٹ آف آرڈر کو

entertain نہیں کروں گا۔ تو اس سلسلے میں میں پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ رولز کے تحت بغیر سنے آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہ کرنے کے مجاز ہیں۔ اس پر ذرا رولنگ فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ صحیح بات ہے کہ جس طریقے سے میں نے یہ بات کہی ہے کہ پریولج موشن کے لیے آپ نے آدھے گھنٹے کا ٹائم مقرر کیا ہے اور اس میں آپ سب صاحبان جن کی privilege motions ہیں آپ چاہتے ہیں کہ ان کو take up کیا جائے اور جلدی سے جلدی اسے take up کیا جائے۔ حتیٰ کہ بعض صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ ان کی privilege motion کو out of turn take up کیا جائے تو میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ کچھ صاحبان محض ضیافت طبع کے لیے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر سارے ایوان کا وقت ضائع کریں اور privilege motion کرنے والوں کی تحریک استحقاق take up نہ ہوں۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ میں پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کروں گا اور اپنے اس فیصلے پر میں stand کرتا ہوں۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں نے تو رولز کی بات کی ہے کہ آیا جناب کو یہ اختیار ہے کہ بغیر سنے.....

جناب سپیکر: حضور! اختیار کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ جتنے رولز کو سپیکر suspend کر سکتا ہے ان کو suspend کر کے بھی سپیکر اس کو entertain کر سکتا ہے۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! یہ رولز کے مطابق ہے؟

جناب سپیکر: یہ رولز کے مطابق ہے کہ سپیکر ان رولز کو suspend کر سکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: آپ ممبر کو باہر بھی نکال سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بھی رولز کے مطابق کر سکتے ہیں۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب آ چکا ہے۔

(قطع کلامیاں)

راجہ صفدر حسین: جناب والا! آپ اس سلسلے میں کوئی قانونی حوالہ دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: اس بارے میں مجھے قانونی حوالہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی قانونی حوالہ ہو تو کسی اور پوائنٹ آف آرڈر پر دیجئے گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! کیا سپیکر کے conduct کو اس ہاؤس میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی نہیں لایا جا سکتا۔ راجہ صفدر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سرے سے ہی relevant نہیں کہ سپیکر کے conduct کو ہاؤس میں زیر بحث نہیں لیا جا سکتا۔ جی بیگم صاحبہ!

پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

بیگم شاہدہ ملک: جی کمیٹی کی رپورٹ میں توسیع کے لیے اجازت درکار ہے۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

بیگم شاہدہ ملک: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ مالیاتی حسابات حد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-12-89 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ مالیاتی حسابات' حد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 1989ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی حسابات' حد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983ء و 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 21-12-89 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ تجارتی حسابات' حد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983ء و 85-1984ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں

پیش کرنے کی میعاد میں 21 دسمبر 1989ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر.....

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ' آپ کوئی رپورٹ پیش کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم نجمہ حمید: جی میں کوئی رپورٹ تو پیش نہیں کرنا چاہتی لیکن میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ چونکہ پریولج کمیٹی بن گئی ہے اس کے چیئرمین بھی بن گئے ہیں تو جو تحریکیں آپ نے سپیشل کمیٹی کے سپرد کی ہوئی ہیں۔ ان تحریکوں کو وہاں منتقل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' اس میں یہ طے ہو چکا ہے کہ جو تحریکیں پہلے سپیشل کمیٹی کے زیر غور ہیں وہ سپیشل کمیٹی کے پاس رہیں گی اور اس کے بعد اگر کوئی نئی تحریکیں آئیں تو وہ متعلقہ کمیٹیز کے پاس بھیج دی جائیں گی۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: جناب سپیکر! اس ایوان کی روایت ہونی چاہیے کہ لیڈر آف اپوزیشن کو پی۔ اے۔ سی 1 کا چیئرمین ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ چیز اچھی نہیں ہوگی کہ لیڈر آف اپوزیشن کسی اور ممبر کے سامنے بیٹھا ہو اور وہ چیئرمین ہو۔ میں اس کے لیے آپ کی رائے چاہتا ہوں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! جناب شاہنواز چیمہ صاحب نے ایک اعتراض اٹھایا ہے۔

تحریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی شاہ نواز چیمہ صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے میں اس پر بحث کی اجازت نہیں دیتا یہ قائد حزب اختلاف کے بارے میں ہے۔ میں اسے زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ حالیہ جہاں سوئی گیس کی پائپ لائن پھٹی ہے اس کے متعلق میری تحریک التوائے کار ہے تو مہربانی کر کے اس کو آپ پہلے منظور فرمالیں اور اسے admit کر لیں۔ جناب والا! یہ انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ جس میں بیسیوں جانیں ضائع ہوئی ہیں اور سینکڑوں لوگ ابھی بھی ہسپتالوں میں ہیں اور یہ واقعہ دوسری' تیسری بار ہوا ہے تو یہ

ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اور اسے ہمیں اسمبلی میں زیر بحث لانا چاہیے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو آپ پہلے زیر بحث لانے کی اجازت دیں۔

اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر ۔۔۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں آٹے سمیت تمام ضروری اشیاء خوردنی کی قیمتوں میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے۔ جس سے غریب عوام زبردست متاثر ہو رہے ہیں۔ پنجاب میں اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں حالیہ اضافے کی شرح دوسرے صوبوں کے مقابلے میں تشویشناک ہے۔ حکومت پنجاب نے ان اشیاء کی قیمتوں کو بڑھنے سے روکنے اور منافع خوری کے سدباب کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا۔ اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافے سے پنجاب کے عوام میں زبردست اضطراب' پریشانی اور بے چینی پائی جاتی ہے اس مسئلے کے حل کے لیے فوری طور پر بحث کی جائے تاکہ پنجاب کے عوام کو اشیائے خوردنی مناسب داموں پر دستیاب ہو سکیں۔

وزیر منصوبہ بندی: (مخدوم شاہ محمود حسین قریشی) جناب والا! فاضل دوست نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کا تعلق اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ اور مہنگائی سے ہے۔ یہ بات درست ہے کہ پچھلے چند مہینوں میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ قیمتوں میں اضافے کی وجوہات کیا ہیں۔ جناب والا! سب سے بڑی وجہ تو افراط زر ہے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جہاں تک اس ملک کی fiscal policy اور money in circulation کا تعلق ہے۔ velocity of money کا تعلق ہے یہ سارا کچھ مرکزی حکومت کے اختیار میں ہے اور اس ملک کی جو fiscal policy ہے اسے مرکزی حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ صوبائی حکومت اسے کنٹرول نہیں کرتی تو مہنگائی کے کنٹرول کرنے میں جو سب سے اہم اور لازمی جزو ہے کہ ہم اپنی inflation کو کنٹرول کریں اور inflation کو کنٹرول کرنے میں positive role جو مرکزی حکومت ادا کر سکتی ہے وہ صوبائی حکومت نہیں کر سکتی۔ دوسری

بات جناب والا! جو یہاں کہنا چاہوں گا کہ جو price control Act. 1977 ہے۔ اس ایکٹ کے تحت صرف 16 اشیاء ایسی ہیں جن کی قیمتیں صوبائی حکومت تعین کرتی ہے اور باقی جو اشیائے صرف کی قیمتوں کا کنٹرول اور ان کی قیمتوں کا تعین مرکزی حکومت کے اختیار میں ہے اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا بھی مناسب سمجھوں گا کہ مرکزی حکومت نے آٹے کی قیمت بڑھائی' سوئی گیس کے ریٹس میں اضافہ کیا' بجلی کے نرخوں میں اضافہ کیا ان کا بھی مہنگائی پر اثر ہوا اور دوسری اشیائے ضرورت پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ جناب والا! جہاں میرے فاضل دوست نے ذکر کیا کہ پنجاب میں قیمتوں کا دیگر صوبوں سے اگر ہم موازنہ کریں تو قیمتیں زیادہ ہوئی ہیں اور مہنگائی زیادہ ہوئی ہے ان کی خدمت میں میں چند حقائق پیش کرنا چاہوں گا کہ آٹے کی قیمت سب سے زیادہ بلوچستان میں بڑھی ہے نہ کہ پنجاب میں' دال مونگ کی شرح سب سے زیادہ بلوچستان میں' دال چنا اس کی بھی زیادہ شرح بلوچستان میں' بڑے گوشت کی قیمت سندھ میں بڑھی ہے۔ اگر کمی کی بات کی جائے تو پنجاب میں کئی اشیائے صرف کی قیمتوں میں کمی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں یہاں پر پیاز' ٹماٹر' لہسن' دہی کی مثال پیش کروں گا تو اس سے ایک اندازہ یہ بھی ہو جاتا ہے کہ پنجاب میں اور صوبوں کی نسبت قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوا اگر جناب والا! میں اس کا آسان جواب دیتا کہ مہنگائی اور پیپلز پارٹی کی حکومت لازم و ملزوم ہیں۔ جب تک یہ دور میں ہیں' پچھلے دور میں بھی یہ ہوا تھا لیکن میں کوئی سیاسی بات نہیں کر رہا میں نے حقائق آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اس کی رو سے پنجاب میں دیگر صوبوں کی نسبت قیمتیں نہیں بڑھیں اور جو قیمتیں بڑھی ہیں ان کی بنیادی وجہ inflation ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر... جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ پچھلے دنوں نصراللہ دریشک صاحب نے یہاں پر جو اعداد و شمار دیے تھے اس میں انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ 75% گندم پنجاب میں پیدا ہوتی ہے اور 80% چنا بھی پنجاب میں ہی پیدا ہوتا ہے تو ابھی وزیر موصوف یہ فرما رہے تھے کہ چنا جو ہے وہ بلوچستان میں ہوتا ہے اس لیے ہمارے لیے یہاں پر قیمتوں کا تعین کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے تو جناب والا! میرا نکتہ اعتراض صرف یہی ہے کہ ان دونوں منسٹر حضرات کی statements مختلف ہیں۔ ایک دوسرے کی contradict ہیں۔ تو ہم کس کی بات کو صحیح سمجھیں' لاء منسٹر صاحب کی بات کو صحیح سمجھیں یا منسٹر فار پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی بات کو صحیح

سمجھیں؟

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہو سکتی ہے لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی شاہ صاحب.....

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! قانونی اعتبار سے اشیائے خوردنی کی سپلائی' اشیائے خوردنی کی تقسیم اور اشیائے خوردنی کی قیمتوں کو مناسب سطح پر رکھنا یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں آپ کی توجہ The Punjab Food Stuffs Control Act, 1958 کے سیکشن 3 (1) اے کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ یہاں تعین ہو جائے گا کہ یہ مرکزی گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے یا ان کی ذمہ داری ہے۔

3(1) "The Government, so far as it appears to it to be necessary or expedient for maintaining supplies of any food stuff or for securing its equitable distribution and availability at fair prices, may, be notified order, provide for regulating or prohibiting the keeping, storage, movement, transport, supply, distribution, disposal, acquisition, use or consumption thereof and trade and commerce therein."

اس ایکٹ کے تحت یہ تمام ذمہ داری صوبائی حکومت کی ہے۔ کتنے ذخیرہ اندوزوں کو انہوں نے پکڑا؟ کتنے منافع خوروں کو انہوں نے سزائیں دی ہیں؟ یہ اور معاملات میں الجھے ہوئے ہیں۔ یہ اپنے ذاتی مفادات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ پنجاب کے غریب عوام پس رہے ہیں۔ نعرہ لگانے کے لیے یہ تو پنجاب کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن مہنگائی سے سب سے زیادہ پنجاب کے لوگ متاثر ہو رہے ہیں اور اس سلسلے میں اس ایکٹ کے تحت یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری تھی۔ اس ذمہ داری کو انہوں نے پورا نہیں کیا۔ جناب سپیکر! دوسری اپنی قانون ذمہ داری سے.....

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر آپ بات کر چکے ہیں ابھی اس پر فیصلہ نہیں ہوا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں جواب دے رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے جواب کے لیے

کہا ہے.....

جناب سپیکر: اس پر آپ نے بات کی ہے۔ آپ کی تحریک التوائے کار آئی ہے اور اس پر متعلقہ منسٹر نے جواب دیا ہے۔ اب اس پر فیصلہ ہونا ہے۔ اگر یہ تحریک التوائے کار بحث کے لیے admit ہوتی ہے تو پھر آپ اس پر بحث کر سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! قواعد و ضوابط کے ضابطہ 179 کے تحت انہوں نے جو مجھے جواب دیا ہے اس کا جواب دینے کا مجھے حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ رول 179 نکالیے.....

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

سپیکر: جی موہل صاحب! پوائنٹ آف آرڈر .....

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التواء نہایت ضروری ہے' بہت اہم ہے۔ جناب والا! اس کو آپ ضابطہ 69 کے تابع قبول کریں اور پھر اس کو کل حاضری کے لیے 1/6 نمبر چاہیں.....

جناب سپیکر: وہ آپ ہمیں کیوں بتاتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: اگر یہ منظور ہو جائے تو ان کو اجازت دے دیں۔ اس پر ہم بھی تقریریں کریں گے۔ یہ بھی کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التواء موزوں ہے اس کو admit ہونا چاہیے۔ اگر یہ اتنے نمبر ہیں۔

آوازیں: ہو جائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا.....

جناب سپیکر: بلاشبہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ضابطہ 179(3) یہ ہے کہ "کوئی رکن جس نے تحریک پیش کی ہو وہ جوابی تقریر کرنے کا مجاز ہوگا۔"

جناب سپیکر: اس میں آپ یہی (4) 179 پڑھیے۔

باجی نصرت رشید: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر: ذرا شاہ صاحب کی بات ہو جائے تو پھر اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر کر

لیجئے گا۔

باجی نصرت رشید: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب 179(4) پڑھ دیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب یہ اور ہے۔ یہ اس پر نہیں لاگو ہوتا۔ 179 (4) یہ ہے کہ "تحتی قاعدہ (3) سے یہ متصور نہ ہوگا کہ اس کی رو سے تخفیف زر کی کسی تحریک کے محرک کو یا مسودہ قانون، قرارداد یا تحریک میں کسی ترمیم کی تحریک کے محرک کو سپیکر کی اجازت کے بغیر جوابدہی کا حق حاصل ہے۔" یہ جناب relevant نہیں۔ یہ تو امنڈمنٹ والا ہے۔ جو relevant ہے وہ 179 (3) ہے کہ "کوئی رکن جس نے تحریک پیش کی ہو جوابی تقریر کرنے کا مجاز ہوگا۔"

جناب سپیکر: امنڈمنٹ کا نہیں۔ آپ اس کا انگلش ورشن پڑھیں۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں.....

Sub-Rule (4) of Rule 197 reads :

> "(4) Sub-rule (3) shall not be deemed to give any right of reply to the mover of a cut motion or to the mover of an amendment to a Bill, resolution or motion, save with the permission of the Speaker."

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! اختیار تو آپ کو ہر جگہ ہے۔ آپ تو رولز بھی suspend کر سکتے ہیں۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر وہی بات کرتے ہیں۔ یہ clear ہے کہ آپ کا جو right of reply ہے وہ with the permission of the Speaker ہے۔ بس یہی بات ہے۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH : There is an express provision but even then I would like to speak with your permission.

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر بیگم صاحبہ کا ہے میں ان کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں.....

چودھری محمد وصی ظفر: ہاں ضرور.....

باجی نصرت رشید: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے قیمتوں کے لیے کہا ہے.....

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر: ملک صاحب تشریف رکھیے۔ ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

ملک طیب خان اعوان: سر لیڈر آف دی اپوزیشن سو رہے ہیں۔ میں ان کو اٹھانا چاہتا ہوں۔

باجی نصرت رشید: وہ جاگ رہے ہیں۔ انہوں نے ایسے ہی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں' وہ جاگ رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: وہ مراقبے میں ہیں۔

(قہقہے)

باجی نصرت رشید: جناب سپیکر! قیمتوں کی بات ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ڈی سی پنجاب کے یا وفاق کے تحت آتے ہیں کیونکہ تمام اشیائے خوردنی کی چیزوں کی قیمتیں ڈی سی ہی مقرر کرتے ہیں اور Chairman Price Control Committee بھی وہی ہوتے ہیں۔ اس لیے میں یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی تھیں؟

باجی نصرت رشید: جی سر۔

جناب سپیکر: آپ ذرا مختصراً دہرایئے گا مجھے ذرا آپ کی بات سمجھ آ جائے۔

باجی نصرت رشید: میں نے یہ پوچھنا تھا کہ District Price Control Committee کے چیئرمین ڈی سی ہوتے ہیں اور ڈی سی مرکز کے یا پنجاب کے تحت آتے ہیں۔ کیونکہ چیزوں کی قیمتیں وہی مقرر کرتے ہیں اور وہی مجسٹریٹ چھاپے مارنے جاتے ہیں۔ اور Price Control Committee کی یہ ساری چیزیں کرتے ہیں۔ اس کا میں نے پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ایک سوال تو ہو سکتا ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے۔

جناب سپیکر: جی وصی ظفر صاحب.....

چودھری محمد وصی ظفر: جناب ابھی حوالہ دے رہے تھے۔ کوئی بھی discretion جو ہے arbitrary استعمال نہیں ہو سکتی۔ وہ with reference to the context استعمال ہوگی۔ جناب والا کی بے شمار discretion ہیں لیکن جناب والا! نے جب بھی discretion استعمال کرنی ہے۔ اگر سب رول (4) discretion کا اختیار دیتا ہے تو سب رول (3) ایک لائن بھی بتاتا ہے۔ وہ ایک طریقہ بتاتا ہے کہ جواب دینے کا اختیار ہوگا اور پھر سب رول (4) کے مطابق جناب اپنی discretion استعمال کریں گے۔ یہی throughout the world کا legal interpretation طریقہ رائج ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میں اپنی بات مکمل کروں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر وزیر موصوف نے fiscal policy کے حوالے سے کہا ہے کہ جناب اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں جو اضافہ ہے اس کا تعلق افراط زر سے ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ اقتصادیات کا یا معاشیات کا مسلمہ اصول ہے کہ افراط زر سے مہنگائی بڑھتی ہے۔ لیکن یہاں پنجاب میں افراط زر کی شرح سے زیادہ مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ افراط زر کی شرح میں 11.2 فی صد ہوا ہے' مرکزی حکومت کے اخراجات میں اس سال اضافہ 8.2 فی صد ہوا ہے۔ اور پنجاب کی صوبائی ایڈمنسٹریشن کے اخراجات پر 16.5 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ اب افراط زر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اخراجات تو یہ بڑھا رہے ہیں۔ ہم تو ان کو کم کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ پنجاب میں جو افراط زر کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ قیمتیں اس سے کئی گنا زیادہ بڑھ گئی ہیں اور دوکاندار منہ مانگے دام وصول کر رہے ہیں۔ اس کا پنجاب کے ہر شہری سے تعلق ہے۔ یہ ہر بات کو انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ اس مہنگائی کو ایوان میں زیر بحث لایا جانا چاہیے تاکہ ذخیرہ اندوزوں' منافع خوروں کی ان من مانیوں اور زیادتیوں کا سدباب کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک کو بحث کے لیے منظور کیا جائے

تاکہ اس حساس مسئلے پر غور کیا جاسکے شکریہ جناب والا۔

ملک وزیر علی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک وزیر علی: جناب والا! آپ نے بجٹ اجلاس کے دوران غیر سرکاری کارروائی کا دن جو کہ 23 جون 1989ء کو رکھا گیا تھا لیکن اسے ملتوی کر دیا گیا۔ یہ غیر سرکاری کارروائی کا دن دیا جانا ضروری ہے۔ اگر آپ وہ دن دوبارہ دیں گے تو کب دیں گے؟

جناب سپیکر: کل 26 جون کو نہیں ہوگیا؟

ملک وزیر علی: نہیں جناب والا! آپ نے وہ ملتوی کردیا تھا۔ وہ 26 جون کو نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی پرائیویٹ ممبرڈے رہ گیا ہے تو آپ بات کر لیجئے ہم اس کو شامل کر لیں گے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : The honourable Minister has wrongly interpreted the inflation and price hike. It is not only the inflation.....

MR SPEAKER : I am sorry. This is not a point of order.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : He has given a statement on the mechanism of economics.

MR SPEAKER : This is not at all a point of order. Please have seat.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! میں نے جو اپنا بیان دیا تھا اس میں میں نے مختلف وجوہات بتائیں جن کی وجوہ سے مہنگائی ہوئی ہے۔ اس میں بنیادی وجہ میں نے بتائی وہ fiscal ہے۔ مہنگائی کو fiscal policy کنٹرول کرتی ہے۔ قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے micro level پہ فیصلے کرتے ہیں۔ اب دو طریقوں سے ہم مہنگائی کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔

Through fiscal means, through economic means, through demand and supply.

وہ اس کی natural corollary ہے اور دوسری administrative ہیں جیسے میری محترم بہن نے کہا کہ ڈپٹی کمشنر Price Control Committees کے چیئرمین ہوتے ہیں۔ یقیناً" وہ ہوتے ہیں لیکن میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ Price control Act, 1977 کے تحت صرف 16 آئیٹم ایسی ہیں جن کی قیمتیں ہم متعین کرتے ہیں' باقی وفاقی حکومت کرتی ہے۔ اس کے باوجود جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے حکومت پنجاب نے District Price Control Committees کو خاصا فعال بنایا ہوا ہے اور وہ اپنا کردار احسن طریقے سے انجام دے رہی ہیں۔ ہم نے قیمتوں کو ایک مناسب حد تک رکھنے کے لیے جمعہ بازار بھی لگائے ہیں اور پنجاب میں کوئی 87 مقامات ایسے ہیں جہاں ہم نے جمعہ بازار لگائے اور خاص طور پر ماہ رمضان میں جب قیمتیں زیادہ چڑھ جاتی ہیں۔ قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے جتنے ایڈمنسٹریٹو ذرائع ہم اختیار کر سکتے ہیں وہ ہم نے کیے اور جہاں تک ہدایات کا تعلق ہے ہم نے مجسٹریٹ کے تحت ٹیمیں مقرر کیں جو مختلف بازاروں میں جا کر دوکانوں پہ چھاپے مارے اور مثال کے طور پر میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ پانچ ماہ میں تقریباً" 35 ہزار دوکانوں کی پڑتال کی گئی کہ کیا قیمتوں کی لسٹیں آویزاں کی جا رہی ہیں یا نہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی پنجاب حکومت ایڈمنسٹریٹو اقدامات کر سکتی تھی وہ اس نے کیے ہیں۔ لیکن صرف انتظامی اقدامات سے قیمتیں کنٹرول نہیں ہو سکتیں۔ اس کے ساتھ آپ کو fiscal and economic measures بھی چاہیں۔ اس کے ساتھ آپ کو demand and supply کو بھی دیکھنا ہوتا ہے اور پھر economic growth کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ جہاں تک پنجاب کی دیگر صوبوں سے موازنے کی بات ہے تو میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے اب پھر دھراتا ہوں کہ دیگر صوبوں کی نسبت پنجاب میں زیادہ مہنگائی نہیں ہوئی اور میں نے چند آئیٹموں کا حوالہ دیا ہے تقابلی جائزہ لینے کے لیے۔ شکریہ۔

سید ذاکر حسین شاہ: تو جناب والا! اس تحریک التوائے کار کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: مخدوم صاحب' یہ ٹیکنیکل بات ہوئی ہے کہ آپ نے اس موشن کی مخالفت نہیں کی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: میں نے اس موشن کی مخالفت کی ہے۔

جناب سپیکر: کیا مخدوم صاحب نے یہ ساری بات تحریک کے حق میں کی ہے؟ شاہ صاحب'

مخدوم صاحب نے اس تحریک کی مخالفت کی ہے اور جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے مجھے ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہیں کہ اگر اس پہ بحث ہو لیکن میں نے جو فیصلہ دینا ہے اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ مسئلہ جتنا بھی اہم ہو' بات جتنی بھی متعلقہ ہو لیکن سپیکر نے اس کے تمام پہلوؤں کو دیکھ کے فیصلہ دینا ہوتا ہے۔ تو اس میں جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے۔

The matter seems to be continuing for some time. The issue is not such which has arisen suddenly requiring immediate remedy. Rise and fall in prices is a continuing process, and the motion is out of order also on the ground of anticipation as such matters can be discussed during general discussion on the budget for which the date has been fixed, so ruled out of order.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' آپ جا رہے ہیں لیکن قانون سازی کے بل پیش ہو رہے ہیں جو آپ کی غیر موجودگی میں نبھائے نہیں جا سکیں گے۔

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ صاحب دوسری تحریک التوائے کار پیش کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! اس کا حشر بھی وہی ہوگا۔

جناب سپیکر: قواعد کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ جیسے بھی اس کی صورت ہوگی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ویسے تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

(اس موقع پر رانا پھول محمد خان کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب چیئرمین' تحاریک التوائے کار کا آدھا گھنٹہ پورا ہوگیا ہے۔ لہٰذا اگلی تحریک التوائے کار میں کل پڑھوں گا۔

جناب چیئرمین: ابھی وقت ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقفہ 12-1 پر پورا ہوا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب چیئرمین 12-1 ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ابھی 10-1 ہوئے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب چیئرمین' وقت پورا ہوگیا ہے۔ اب میں اسے کل پڑھوں گا۔ ایک دو منٹ میں کیا بات ہوگی۔ اس پر تو میں نے بڑی لمبی بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: تو آپ واپس لے لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: نہیں جناب والا! میں واپس نہیں لے سکتا۔

جناب چیئرمین: آپ اس کو پڑھیں اگر وقت ختم ہوگیا تو آپ مزید وقت مانگ سکتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب چیئرمین پوائنٹ آف آرڈر' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تحاریک التوائے کار کے لیے قانون کے اندر آدھا گھنٹہ رکھا گیا ہے اور اس کو آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: اب ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

حاجی عزیزالرحمٰن چن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عزیز الرحمٰن چن رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں آج رات امریکہ کے لیے روانہ ہو رہا ہوں لہٰذا کل مورخہ 28 جون سے اختتام اجلاس تک رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ملک جلال دین ڈھکو

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک جلال دین ڈھکو رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جلال دین ڈھکو صاحب 15-6-89 سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ براہ مہربانی 15-6-89 تا

اختتام سیشن تک چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

خان سرور غلام خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست خان غلام سرور خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 19-6-89 کو اسمبلی اجلاس میں بوجہ طبیعت کی خرابی کے حاضر نہ ہوسکا براہ مہربانی 15-6-89 کو رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری مہدی خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری مہدی خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 25-6-89 کو ایک ضروری کام کے لیے فیصل آباد گیا تھا۔ لہٰذا مہربانی فرما کر 25-6-89 کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد اکبر شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید محمد اکبر شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 20-6-89 بوجہ انتہائی ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا براہ کرم میری درخواست چھٹی منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد سرور کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد سرور کھوکھر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ناسازی طبع کی بناپر 27-6-89 سے 29-6-89 تک تین روز کے لیے اسمبلی کے اجلاس میں نہیں آسکتا اندریں حالات استدعا ہے کہ سائل کو تین روز کی رخصت دی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری زاہد پرویز

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری زاہد پرویز رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں کل مورخہ 26-6-89 کو طبیعت ناساز ہو جانے کی وجہ سے ایوان میں حاضر نہ ہوسکا۔ لہٰذا میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب فضل حسین راہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف،

سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 25 جون کو اسمبلی اجلاس میں شریک ہوا تھا لیکن حاضری لگانا بھول گیا۔ براہ کرم مجھے حاضری لگانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون' (ترمیم) عدالت ہائے دیوانی' بابت 1989ء

جناب چیئرمین: اس سے پہلے کہ قراردادیں پیش ہوں' کچھ بل ہیں ان کے لیے جناب وصی ظفر صاحب تحریک پیش کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون برائے اس امر کے کہ ہنگامی قانون عدالت ہائے دیوانی بمجریہ 1962ء میں جہاں تک اس کا اطلاق صوبہ پنجاب پر ہوتا ہے' میں ترمیم کر دی جائے۔ اب اس میں اغراض و مقاصد بیان کرتا ہوں۔

وزیر قانون: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس بل میں ترمیم کرنے کا مقصد عوام کو انصاف کی بہتر سہولتیں مہیا کرنا ہے۔ اس وقت عدالتوں کو جو اختیارات دیے گئے ہیں اور سول جج کو جو لامحدود اختیارات دیے گئے ہیں اس سے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ رشوت ستانی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ ان بلوں کا لب لباب یہ ہے کہ 10 لاکھ سے زائد مالیت کے کیسوں کا اختیار ہائیکورٹ کو ہو اور 5 لاکھ سے 10 لاکھ تک کی مالیت کے کیسوں کا اختیار ڈسٹرکٹ جج کے پاس ہو اور سول جج درجہ اول کے پاس 2 لاکھ سے لے کر پانچ لاکھ تک ہو اور سول جج درجہ دوم 50 ہزار سے لے کر دو لاکھ تک کی مالیت کے کیس ہوں اور درجہ سوم کے سول جج کو پچاس ہزار کی مالیت کے کیسوں کا اختیار ہو۔ جناب والا! اس بل کو پیش کرنے کا مدعا عدالتی اختیار کو محدود کرنا نہیں۔ بلکہ عوام کو بہتر انصاف کی سہولتیں مہیا کرنا اور ایک ایسا نظام رائج کرنا ہے کہ جس میں اجارہ داری نہ رہ جائے۔ یہ بل عوامی نوعیت

کے ہیں اور ان کے ساتھ عوام کی دلچسپی ہے۔ اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ ان میں ترمیم فرما دی جائے۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون (سردار نصراللہ دریشک): جناب والا! اس بل سے سول جج درجہ اول کے اختیارات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کچھ اختیارات سیشن جج کو دیے جا رہے ہیں اور کچھ ہائی کورٹ کو دیے جا رہے ہیں۔ اس طرح سے غریب عوام کو جو سہولت تحصیل ہیڈکوارٹر پر میسر ہے وہ ختم کر کے ہائیکورٹ کے لیول پر لے جائی جا رہی ہے۔ اس سے وکلاء حضرات جو ہائیکورٹ میں پریکٹس کرتے ہیں سیشن کورٹ میں پریکٹس کرتے ہیں' ان کا مفاد تو ضرور ہو سکتا ہے لیکن غریب عوام کے لیے کسی لحاظ سے بھی یہ بل مفاد عامہ میں نہیں اور اس کی علاوہ اگر یہ بل منظور ہو جائے تو پھر کیسوں کی تعداد اتنی بڑھ جائے گی کہ ہمیں ہائیکورٹ کے ججوں کی تعداد بھی تین چار گنا بڑھانا پڑے گی۔ سیشن ججوں کی تعداد بھی بڑھانا پڑے گی اور ججوں کی تعداد اتنی بڑھانے کی ہمارے پاس وسائل ہی نہیں۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سابقہ جو قانون ہمارے پاس موجود ہے وہ عوام الناس کے لیے بالکل ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معاملہ یہ ہے کہ وصی ظفر صاحب نے جو یہ تحریک پیش کی ہے کہ مسودہ قانون ترمیم عدالت ہائے دیوانی پنجاب مصدرہ 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ بل پیش کرنے کی اجازت ہاؤس نے دینی ہے۔ کیا ہاؤس بل کو پیش کرنے اور اس پر بحث کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

مسودہ قانون' (ترمیم) سروسز ٹریبونل پنجاب بابت 1989ء

جناب چیئرمین: چودھری وصی ظفر صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس ایوان میں یہ مسودہ قانون بمراد اس امر کے کہ قانون سروسز ٹریبونل پنجاب مصدرہ 1974ء میں جہاں تک کہ اس کا اطلاق صوبہ پنجاب میں ہوتا ہے۔ ترمیم کر

دی جائے۔

جناب چیئرمین: اس ایوان میں یہ مسودہ قانون بمراہ اس امر کے کہ قانون سروسز ٹریبونل پنجاب مصدرہ 1974ء میں جہاں تک کہ اس کا اطلاق صوبہ پنجاب میں ہوتا ہے۔ ترمیم کر دی جائے۔

وزیر قانون: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس کا مدعا یہ ہے کہ جو ہمارے سول ملازمین ہیں ان کو صحیح طریقے سے انصاف مہیا کیا جائے۔ اس وقت جو صورت حال ہے اس کے مطابق ممبران اور چیئرمین کی تقرری انتظامیہ کی صوابدید پر ہے۔ یعنی وزیراعلیٰ یا گورنر کی صوابدید پر ہے اور وہ جب چاہیں ان کو نکال سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ انصاف مہیا نہیں کر سکتے۔ جناب والا! میں نے اپنے بل میں تجویز پیش کی ہے کہ چیئرمین ایک ایسا شخص ہو جو عدالت عالیہ کا جج رہ چکا ہو اور اراکین ایسے ہیں جو عدالت عالیہ کا جج بننے کے اہل ہوں اور ان کی مدت ملازمت پانچ سال کے لیے مقرر کر دی جائے اور اس کی برطرفی کے لیے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو عدالت عالیہ کے کسی جج کو نکالنے کے لیے ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس کی وجہ سے وہ بطور خود مختار کام کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے سول ملازمین پر سے دباؤ ختم ہوگا۔ اس طرح نہ صرف سول ملازمین تک بلکہ عوام تک بھی انصاف پہنچے گا۔ یہ انتہائی اہم بل ہے اس لیے میں ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے منظور کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! جہاں تک سروسز ٹریبونل کا تعلق ہے' معزز رکن کی یہ تجویز ہے کہ وہ sitting جج ہائی کورٹ ہونا چاہیے اور اس کو ملازمت سے نکالنے کا جو طریقہ کار ہے وہ بھی وہی ہونا چاہیے جو sitting جج کا ہے۔ جناب والا! جہاں تک ہائی کورٹ کے ججز کا تعلق ہے ان کی appointment terms and conditions مرکزی حکومت بناتی ہے اور اس کا طریقہ آئین میں درج ہے۔ بس کے تحت سپریم جوڈیشل کونسل ان کو نکال سکتی ہے۔ جب کہ سروسز ٹریبونل کا جو چیئرمین ہے اس کی appointment بھی جناب گورنر کر سکتے ہیں۔ ان کی terms and conditions اور نکالنے کا اختیار بھی گورنر صاحب کے پاس ہے۔ یہ بل اگر ہم پیش کریں گے یا پاس کریں گے تو یہ ہم آئین میں ایک قسم کی ترمیم کر رہے ہوں گے۔

آوازیں: یہ غلط ہے۔

وزیر قانون: جناب والا ! ہائی کورٹ کے جج کی تقرری صدر صاحب نے کرنی ہے۔ چیئرمین سروسز ٹریبونل کی تقرری گورنر صاحب نے کرنی ہے۔ ہم مرکزی حکومت کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتے۔ پہلے سے جو سلسلہ چل رہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس لیے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میں یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس بل کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب چیئرمین: وصی ظفر صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ۔ قانون سروسز ٹریبونل پنجاب مصدرہ 1974ء میں جہاں تک کہ اس کا اطلاق صوبہ پنجاب میں ہوتا ہے ترمیم کر دی جائے؟

(تحریک نامنظور ہوئی)

مسودہ قانون' (ترمیم) سول ملازمین' پنجاب بابت 1989ء

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا!میں اس ایوان کے سامنے مسودہ قانون برائے اس امر کے کہ قانون سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1974ء جہاں تک کہ اس کا اطلاق صوبہ پنجاب میں ہوتا ہے۔ ترمیم کر دی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! رول (3) 74 میں یہ لکھا ہے کہ جب کوئی تحریک پیش کی جاتی ہے اور اس کی مخالفت کی جاتی ہے تو پھر اس کے بعد جناب سپیکر کی صوابدید پر ہے بار بار آپ ان کو اجازت نہیں دے سکتے۔ اب میں انگریزی میں پڑھتا ہوں۔

> If a motion for leave to introduce a Bill is opposed, the Speaker, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it, may without further debate put the question.

جناب والا! اس میں آپ کی صوابدید ہے اور آپ نے اجازت دینی ہے۔ کیونکہ آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ممبران کی اکثریت حق میں نہیں۔ اس لیے ضروری نہیں کہ ہر بل پر آپ ان کو اجازت دیں اور نہ ہی وزیر قانون کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔ میں آپ کے سامنے رول (3) 74 پڑھتا ہوں۔

If he so thinks fit, a brief explanatory statement....

اگر آپ مناسب سمجھیں تو پھر پیش ہوگا۔ میں یہ چاہوں گا کہ چونکہ اور بھی قراردادیں پیش ہونی ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ رول (3) 74 پڑھیں۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL : If a motion for leave to introduce a Bill is opposed, the Speaker, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it, may without further debate put the question.

جناب چیئرمین: یہ تو سپیکر کی مرضی پر ہے۔

میاں منظور احمد موہل: سپیکر کی مرضی پر ہے۔ یہی میں کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے ان کو اب اجازت دے دی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: یہی میں کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو آپ براہ راست بھی یہ سوال کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اب میں نے ان کو اجازت دے دی ہے۔

سید جاوید علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کو قدرت نے موقع دیا ہے اور آپ انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہیں اور اس سے بڑھ کر قدرت نے آپ کو یہ موقع دیا ہے کہ آپ سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ ماں کو' بہن کو' بیوی کو سب کو آپ ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں تو میں آپ سے انصاف کی توقع چاہتا ہوں کہ آپ اس آنکھ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بھی اسی آنکھ سے دیکھیں اور ہمیں انصاف دیں۔

جناب چیئرمین: کیا انصاف چاہیے آپ کو؟ فرمائیں۔

(قہقہے)

آپ فرمائیں تو سہی کہ آپ کو کیا انصاف چاہیے اور آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

سید جاوید علی شاہ: آپ وصی ظفر صاحب کو وقت کم دیتے ہیں۔ آپ انہیں زیادہ وقت دیں۔

جناب چیئرمین: میں نے تو پہلے ہی وصی ظفر صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ آپ میرے خیال میں سمجھ نہیں سکے۔ آپ پہلے بات کو سمجھ لیا کریں اور اسکے بعد نکتہ اعتراض اٹھانے کی کوشش کیا کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: دراصل وہ آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں' جب سپیکر صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں تو آپ بھی وہاں سے ایسے ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہاں میں بھی ایک رکن ہوں' جو حق آپ کا ہے وہی حق میرا ہے۔ جناب وصی ظفر صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! کیا سپیکر کے conduct کو اس ہاؤس میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے؟

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں یہ کہہ جاتے ہیں' ہم درگزر کرتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اجازت ہے۔ جناب والا! یہ جو مسودہ قانون میں نے پیش کیا ہے' اس مسودہ قانون میں سول ملازمین پنجاب 1974ء کے ایکٹ کی دفعہ 11(a) کے تحت جتنے بھی لوگوں نے ملازمتیں حاصل کی تھیں ان کو نکال دیا گیا تھا 11(a) کو ایزاد کر کے' مارشل لاء دور میں نکال دیا گیا تھا۔ تو وہ جناب والا! ایک ڈکٹیٹر شپ تھی اور آمریت کا دور تھا' انہوں نے من مانی کر کے اور ایک آرڈیننس کے ذریعے اس میں ترمیم کر دی تھی' اور بے شمار غریب اور بے سہارا لوگوں کو ظلم کر کے سڑکوں پہ لا کھڑا کیا تھا۔ اب جبکہ جناب والا! ملک میں پوری طرح جمہوریت بحال ہو چکی ہے' اسمبلیاں قائم ہو چکی ہیں ہر کوئی عوامی نمائندہ ہے اور عوامی فلاح کا کام کرتا ہے۔ تو جناب یہ بہت ضروری ہے کہ جو آمرانہ دور کے آمرانہ فیصلے' ڈکٹیٹر شپ کے اور ظالمانہ فیصلے تھے کم از کم ان کو ختم کر دیا جائے اور عوام کو انصاف مہیا کیا جائے۔ یہ انتہائی اہم نوعیت کا کام ہے۔ میں ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو ضرور لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر قانون اس معاملے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! آپ کی اجازت سے میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ فاضل دوست نے پنجاب سول سرونٹس امنڈمنٹ بل 1989ء موو کیا ہے اور ٹریژری بنچز نے اس کی مخالفت کی ہے' فاضل دوست چاہتے ہیں کہ اس میں سے سیکشن 11 (a) کو delete کردیا جائے۔ جناب سپیکر میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو Punjab Civil Servants Act 1974 کا اس میں 19-4-78 کو امنڈمنٹ کی گئی اور اس میں یہ سیکشن 11 (a) Insert کیا گیا۔ اب جناب والا اسے insert کیوں کیا گیا اس کی کیا وجہ تھی؟ جناب والا! اس کی وجہ یہ تھی کہ 1972ء سے لے کر 1977ء تک جو تقرریاں اور ترقیاں ہوئی تھیں irregular طریقے سے' ان کو چیک کرنے کے لیے اور حکومت کے ملازمت کے ساتھ جو ناانصافیاں ہوئیں تھیں ان کو remove کرنے کے لیے اس سیکشن کو insert کیا گیا اور یہ جو سیکشن ہے وہ ایک specific period کے لیے 72 سے 1977ء تک کے لیے ہے۔ اس عرصہ میں جو تقرریاں ہوئیں' جو ترقیاں ہوئیں اگر وہ irregular ہیں تو یا ان صاحبان کو remove کیا جائے یا ان کو revert کیا جائے۔

جناب چیئرمین: کسی کو ایسے آگے سے نہیں گزرنا چاہیے جب کوئی معزز ممبر بات کر رہے ہوں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: اب اگر irregular ہیں۔ اس کے تحت جناب والا! مختلف کیسوں کی جانچ پڑتال کی گئی' اور انہوں نے جہاں تک کہا ہے کہ political witch hunting نہیں ہونی چاہیے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ دیکھئے کہ اس عرصہ میں جو ترقیاں ہوئیں یا جو نئی تقرریاں ہوئیں جب دوبارہ ان کا مطالعہ کیا گیا' ان پر دوبارہ غور کیا گیا تو ریگولر قرار پائیں۔ ان افراد کو نہیں چھیڑا گیا' ان کو remove یا revert نہیں کیا گیا۔ لیکن جو قانون' ضابطے' رول اور ریگولیشن کے خلاف تھیں ان کے خلاف یہ insert کی گئی۔ جناب والا! اس کی بنیاد کسی سے ناانصافی نہیں۔ بلکہ جن لوگوں سے ناانصافی ہوئی ہے اس کو remove کرنے کے لیے یہ سیکشن insert کیا گیا۔ اب جناب والا! وہ کہتے ہیں کہ اس کو remove کر دیا جائے۔ تو میں اس میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ اس لیے ہم اس کو مسلسل کر رہے ہیں کہ اگر کوئی اور

ایسی eventuality آ جائے اور کوئی آدمی پوائنٹ آؤٹ کرے کہ اس specific period میں اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تو اس کو حق مل سکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ امنڈمنٹ order in نہیں۔ اس کو oppose کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں آپ نے اپنے بل پر مختصر بیان دے دیا ہے' انہوں نے اس کا جواب دیا ہے' اب جواب در جواب کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ پوائنٹ ڈے ہے۔ آپ کو اس کا بھی کچھ خیال کرنا چاہیے۔ تو میں اب اس ہاؤس سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جو وصی ظفر صاحب کی اس ترمیم کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں۔ (کوئی آواز نہیں۔) جو اس کے خلاف ہیں وہ "نا" کہیں۔ (ہاؤس کی آواز "نا")..... میرے خیال میں فیصلہ "نا" والوں کے حق میں ہے۔ "نا" والوں کے حق میں ہے' تحریک نامنظور ہوئی۔ اب علی اکبر مظہر وینس صاحب۔

مسودۂ قانون (ترمیم) انہار و نکاسی آب بابت 1989ء

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاسی آب مصدرہ 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: اجازت ہے۔ وینس صاحب آپ اس کے حق میں کچھ کہنا پسند کریں گے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: میں مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاسی آب مصدرہ 1989ء پیش کرنا چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ 70 کینال ایف جو ہے اس باغ کے لیے جو قانون ہے اس میں جو لوگ پانی کی چوری کرتے ہیں' جو نہروں سے پانی کی چوری کرتے ہیں وہ اس کے متعلق ہے اور اس کی سزا اتنی کم ہے اور قانون کمزور ہے' نہروں میں پانی کی چوری اس قدر بڑھ گئی ہے۔ میرے علاقے میں جہاں پر ٹیوب ویل نہیں۔ وہاں صورت حال یہ ہے کہ رات کے وقت ٹیلوں پر پانی اس قدر کم رہ جاتا ہے کہ جس ٹیل کے زمیندار ہیں ان کو بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ قانون اس قدر کمزور ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ کئی زمینداروں نے اپنی نالیں مستقل ساتھ لگائی ہوئی ہیں۔ ایک زمیندار صاحب تو یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ میں آپ کو اس کا حوالہ دے سکتا ہوں۔ کہ انہوں نے راتوں رات اپنا ایک ناجائز موگہ ایک نہر میں خود لگا لیا اور جب نہر والے وہاں جاتے ہیں تو وہ بندوقیں لے کر اس پر بیٹھ جاتا ہے۔

رات کو پھر اس قدر تمام موگوں پر باٹیں لگائی جاتی ہیں' پائپ لگائے جاتے ہیں اور ہمارے علاقے میں ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ ایک ایکسیئن صاحب موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے ایک زمیندار کی نال پکڑ لی' انہوں نے اسے دھکے دیے اور اس سے بستہ چھین لیا اور اس سے وہ پائپ بھی چھین کر چلے گئے اور ایکسیئن صاحب ان کے خلاف صرف دو سو روپیہ جرمانہ کر سکتے تھے اور اس کے سوا کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ یہ مفاد عامہ کے لیے ہم سب طبقہ کے لوگ کاشتکار اور زمیندار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' نہر کے پانی کی حفاظت کے لیے اور ہر کوئی اس میں سے اپنا اپنا حصہ کھائے اور دوسروں کے حصے پر نگاہ نہ رکھے اس قانون کو سخت ترین کرنے کے لیے کہ اس کی پاداش میں لوگوں کو اپنا یہ جرم کرتے ہوئے ڈر لگے کہ اس کی سزا زیادہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ یہ مرکزی حکومت کو بھی سفارش کریں کہ اسے بھی قابل ضمانت بنا کر اس کی سزا بھی کم از کم پانچ یا سات سال کر دی جائے کہ یہ جو پی پی سی میں دفعہ 430 ہے۔ جس کے تحت پانی کی چوری کا مقدمہ ہوتا ہے جو قابل ضمانت جرم ہے اور جس کی سزا صرف چھ (6) ماہ ہے اس کو بھی ہم سفارش کریں کہ اسے بھی قابل ضمانت بنا کر اس کی سزا بھی کم از کم پانچ سال کر دی جائے تاکہ نہروں کے پانی کی چوری بند ہو سکے۔ اس کی محض اس لیے مخالفت نہ کی جائے کہ یہ اپوزیشن کے رکن کی طرف سے پیش ہو رہی ہے۔ اپنے بھائیوں سے اس کی پر زور اپیل کروں گا کہ یہ اپنے مفاد کے پیش نظر اپنے کمزور بھائیوں کے مفاد کے پیش نظر چھوٹا کاشتکار اتنی جرأت نہیں کرتا' لیکن جناب والا! تمام بڑے زمیندار ایسا کرتے ہیں' آپ خود ہمارے اس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں' آپ خود بھی جانتے ہوں گے کہ بڑے زمینداروں کے لیے یہ قانون کمزور ہونے کی وجہ سے پانی کی چوری بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور جو بے چارے کمزور زمیندار ہیں ان کا نقصان ہو رہا ہے۔

وزیر آب پاشی (سردار نصراللہ خان دریشک): جناب والا! سیکشن (12) 70 میں جو پہلے سزا رکھی گئی ہے وہ 200 روپے جرمانہ اور تین ماہ کی سزا ہے۔ فاضل رکن نے اس میں جو ترمیم پیش کی ہے اس کے مطابق یہ چاہتے ہیں کہ دو ہزار روپے جرمانہ یا پانچ سال کی سزا کر دی جائے۔

کینال ایکٹ میں دو سو روپے جرمانہ اور سزا تین ماہ کی قید ہے اس کے علاوہ بھی کینال ایکٹ کی دفعہ 31 اور 33 کے تحت زمینداروں پر تاوان بھی عائد کیا جا سکتا ہے جو کہ چھ گنا کی حد تک ہو سکتا ہے۔ جناب والا! پی پی سی کی دفعہ 430 کے تحت بھی اگر کوئی پانی کی چوری یا کوئی کیس علم

میں آئے رجسٹر کیا جا سکتا ہے۔ اس کی سزا چار ہزار روپے جرمانہ اور پانچ سال سزا قید ہے۔ ان حالات میں اس قسم کی ترمیم کی کوئی ضرورت نہیں۔ پہلے ہی قانون میں یہ گنجائش موجود ہے کہ پی پی سی ایکٹ کی دفعہ 430 کے تحت جو کسی جرم کے ارتکاب میں پایا جائے تو اس کو پانچ سال سزا اور چار ہزار روپے جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کو نامنظور کیا جائے۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے ایک معزز دوست نے دفعہ 430 کے متعلق پوائنٹ اٹھایا تھا۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کر دوں کہ دفعہ 430 راستے کو کاٹنے کے لیے ہے۔ لیکن دفعہ 379 ساتھ لگتا ہے۔ یہ چوری کے متعلق ہے۔ دفعہ 430 بمع 379 میں پرچہ ہوتا ہے۔ وہ ناقابل ضمانت ہوتا ہے۔ اگر پانی چوری کریں گے تو اس کے ساتھ 379 لگے گا۔

جناب علی اکبر مظہر ویس: وہ اس وقت لگتا ہے جب اس کو manipulate کیا جائے کہ وہ واقعی ہماری تختی اٹھا کر لے گیا یا جو ہمارا نکہ تھا اسکی پھٹی اٹھا کر لے گیا۔ اس قسم کی اس میں کوئی غلط بات شامل کی جاتی ہے پھر جا کر دفعہ 379 ساتھ لگتی ہے۔ صرف پانی کی چوری پر 430 کا پرچہ ہوتا ہے اور وہ قابل ضمانت جرم ہے۔ پولیس پیسے لے کر اسکی ضمانت لے لیتی ہے اور نہر والے ان کے پیچھے پھرتے ہیں اور مقدمہ وہیں کا وہیں رہ جاتا ہے۔ آج تک ایک مثال نہیں دی جا سکتی کہ کسی پانی کے چور کو دو ہزار روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید سزا ہو۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ آج تک کسی کو سزا نہیں ہوئی۔ یہ صرف مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں۔ میرا تو اس میں کوئی ذاتی مفاد نہیں لیکن صورت حال بہت سنگین ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ آپ پہلے بھی تقریر فرما چکے ہیں۔ جواب بھی دے چکے ہیں۔ کتنی دیر اس پر اور بولنا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب چیئرمین: اس میں پوائنٹ آف آرڈر کی گنجائش نہیں۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ (1) کے تحت یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ کہ مسودہ قانون (ترمیم) انہار و نکاسی آب مصدرہ 1989ء پیش

کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

(قطع کلامیاں)

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب بابت 1989ء

جناب چیئرمین: اب سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی تحریک پیش کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974ء کی سیکشن 8 (a) out of turn promotion etc. یہ ترمیم کی گئی تھی۔ اس کی عبارت ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

"8-A. **Out of Turn Promotion, etc.**

Notwithstanding anything contained in this Act or any other law for the time being in force or in any contract, or rights claimed or acquired under any judgement of any Court or Tribunal, a Civil Servant who provenly exhibits exemplary intellectual, moral and financial integrity and high standard of honesty and gives extraordinary performance in the discharge of his duties, may be granted out of turn promotion or award or reward in such manner as may be prescribed."

Sir, in this respect my submission is that in the Punjab Civil Servants Act, 1974 (Act VIII of 1974), hereinafter referred to as the said Act, Section 8-A shall be repealed.

اس سیکشن (a) 8 کو منسوخ کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ انتقامی کارروائیوں کے دروازے کھولتی ہے وہ سرکاری ملازمین جو حکومت وقت کے منظور نظر نہیں ہوتے یا جو اصولوں پر چلنا چاہتے ہیں جو قوائد و ضوابط کے تحت کام کرنا چاہتے ہیں۔ جو اصولوں کی قوانین کی اور قواعد و ضوابط کی دھجیاں بکھیرنے والوں کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں ان کو اس سیکشن کے تحت پیچھے کر دیا جاتا ہے جو خوشامدی' حواری اور ہر چڑھتے سورج کے جو پجاری سرکاری افسران ہیں ان کی ترقی کی یہ راہیں کھولتی ہے۔ جناب والا! میں نے بیان اغراض و وجوہ میں یہ کہا ہے۔

In order to restore the confidence of the Government servants and to save them from victimization, it is necessary to amend the existing law as proposed in the Bill.

جناب سپیکر! سیکشن 8 ایسی خطرناک ہے کہ آپ جیسے منصف مزاج سپیکر کی موجودگی میں میں اسے فخر سے پیش کر رہا ہوں۔ اس میں یہ نہ دیکھئے کہ آج آپ کی حکومت ہے ایسے کالے قوانین ایسی غلط ترامیم حکمرانوں کی صوابدید میں اضافہ کرتی ہیں۔ ایسے قوانین جو حکمرانی کو صوابدید دیتے ہیں ان کا ہمیشہ غلط استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں ایسا ہوتا آیا ہے کہ اس قسم کے قوانین سے ہمیشہ حکومتوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

جناب والا! دوسری اس میں میری یہ ترمیم ہے دفعہ 12 میں بھی ترمیم کی گئی تھی۔ جناب سپیکر! اس کو بھی آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ دفعہ 12 ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے متعلق ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کس قدر ناانصافی ہے یہ سیکشن ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

"12. **Retirement from service :**

This section was also amended. This Section lays down:

"A civil servant shall retire from service ;

(i) on such date after he has completed ten years of service qualifying for pension or other retirement benefits as the competent authority may, in public interest, direct; and

(ii) if no direction is given under clause (i) then on the completion of the sixtieth year of his age;

Provided that no order under clause (i) shall be made in respect of a civil servant unless the competent authority has informed him in writing of the grounds on which it is proposed to make the order and has given him an opportunity of showing cause against it.

Explanation : In this section 'competent authority' means the appointing authority or a person duly authorised in that behalf not being a person lower in rank than the civil servant concerned."

جناب سپیکر! اب میں نے یہ کہا ہے کہ متذکرہ ایکٹ کے اوریجنل سیکشن 12 کو Substitute کیا جائے یہ کیا ہے؟

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

For Section 12 of the said Act, the following shall be substituted, namely :

"12. A civil servant shall retire from service —

(i) in the case of a person holding a post equivalent to the post of Additional Secretary to Government of Pakistan or a higher post on such date as the competent authority may in the public interest direct;

(ii) in any other case, on such date, after he has completed twenty-five years of service qualifying for pension or other retirement benefits, as the

competent authority may, in the public interest direct;

(iii) where no direction is given under clause (i) or clause (ii), on the completion of the sixtieth year of his age.

Explanation : In this section "competent authority" means the appointing authority or a person duly authorised by the appointing authority in that behalf, not being a person lower in rank to the civil servant concerned.

My request is that section (8) should be repealed and the original section (12) of the Act should be replaced by the new section (12) which I have proposed.

statement of objects and reasons اس سلسلے میں بھی میرا یہی ہے۔

In order to restore the confidence of the Government Servants and to save them from victimization, it is necessary to amend the existing law as proposed in the Bill.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! فاضل دوست نے آج جو ترمیم کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے' وہ پنجاب سول سرونٹس ایکٹ 1974ء میں ہے۔ ان کی گزارش یہ ہے کہ سیکشن 8 (1) کو اگر repeal کر دیا جائے اور سیکشن 12 کو substitute کر دیا جناب سپیکر' جناب وزیر قانون اور حکومتی بنچ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں دلائل پیش کروں گا۔ سیکشن 8(a) کیا کہتا ہے؟ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھتا ہوں۔

"..... a Civil Servant who provenly exhibits exemplary intellectual, moral and financial integrity and high standard of honesty and gives extraordinary performance in the discharge of his duties, may be granted out of turn

promotion or award or reward in such manner as may be prescribed."

جناب والا! ہمارا موقف یہ ہے کہ اس سیکشن کو repeal نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سیکشن ہمارے پاس واحد provision ہے جو سول سرونٹس کو ان کی دیانت داری' محنت' لگن اور عمدہ کارگزاری پر reward کرتا ہے اور یہ ان کو ایک incentive مہیا کرتا ہے۔ جیسے آپ جانتے ہیں کہ سزا اور جزا کا سلسلہ تو ہوتا ہے۔ جناب والا! پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ اس ایوان میں سول سروس سرونٹس پر اکثر حملے کیے گئے۔ ان کی برائیوں اور کوتاہیوں کی نشان دہی کی گئی۔ آج بھی سول سروس میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ high integrity and honesty کے مالک ہیں اور ان لوگوں کے لیے' چاہے وہ کم ہیں یا زیادہ' اس سیکشن کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تاکہ اچھے' و ایمان دار' دیانت دار افسران کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اگر انہیں out of turn ترقی دینی پڑے تو انہیں دی جائے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو repeal نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ منظور نظر لوگوں کو promote کر دیا جائے گا' یہ بھی درست نہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر اجازت دیں تو میں پڑھتا ہوں۔

A manner has been prescribed in rule 14(a) of the Punjab Civil Servants (appointment and conditions of service) Rules, 1974.

اور اس کے لیے ایک Provincial Selection Board ہوگا۔ ایک طریق کار ہے' ایک قاعدہ کلیہ ہے۔ اس کے تحت انہیں out of turn promotion دی جائے گی۔ یہ نہیں کہ جس کو جی چاہا promote کر دیا' جس کو جی چاہا promote نہ کیا۔ اگر انہیں اس بات کا خدشہ ہے' تو ان کا یہ خدشہ درست نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ آج تک ان کی Departmental Promotion Committee کا اجلاس ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! مجھے یہ کہتے ہوئے بہت افسوس ہو رہا ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: وہ جو فرما رہے ہیں' selection board کی میٹنگ اس لیے

ابھی تک نہیں ہوئی کہ ابھی تک کسی کو out of turn promotion ملی ہی نہیں۔ جہاں تک ان کا یہ خدشہ ہے کہ یہ حکومت کی طرف سے نوازنے کے لیے کی گئی ہے تو اتنے عرصے میں کسی کو نہیں ترقی دی۔ ہاں' اگر کوئی حق دار ہوا' حکومت نے مناسب سمجھا' اس کی کارکردگی ایسی ہوئی تو ترقی دی جائے گی اور اس کا طریقہ prescribe کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی اس کی نوبت نہیں آئی۔

جناب والا! جہاں تک سیکشن 12 کی substitution کا تعلق ہے' میں اس کے بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ہم نے فیڈرل شریعت کورٹ کے احکامات کے تحت کی ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے 11-3-88 کو حکومتوں کو چھ ماہ کا ایک عرصہ دیا تھا۔ یہ میں پڑھ رہا ہوں۔

> The judgement was announced in 1987 and a period of six months from the date of announcement was allowed to amend the law so as to bring it into conformity with the injunctions of Islam. Accordingly, the Provincial Assembly of the Punjab amended it on 8-11-1987.

فیڈرل شریعت کورٹ نے یہ کہا تھا کہ آپ کا جو طریقہ ہے کہ کسی کو بغیر نوٹس دیے ہوئے برطرف کر دیں' یہ مناسب نہیں اور اسلام' شرع' اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس کی ترمیم کے لیے مرکزی حکومت کو بھی کہا گیا تھا اور صوبائی حکومتوں کو بھی۔ تو عدالت کے فیصلہ کے تابع ہم نے یہ ترمیم کی ہے اور اب یہ ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: تو یہ چیز اس میں شامل کی گئی ہے اور یہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ ان کو اب چانس دیا جائے کہ ان کو بغیر سنے ان کو ریٹائر کر سکتے تھے اب صرف اتنا فرق ہے کہ مرکزی حکومت نے بھی کیا انہوں نے اس میں 25 سال کی مدت رکھی اور ہم نے دس سال کی مدت رکھی اور دس سال کی مدت رکھنے کی کیا وجہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سرکاری ملازم دس سال کے بعد پنشن کا حقدار ہو جاتا ہے۔ جناب یہ وجوہات ہیں اور یہ ہمارے دلائل ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: موبل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

میاں منظور احمد موبل: جناب سپیکر! رول 74 کا نمبر 3 ہے۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH : Sir, I would like to answer the question raised by my learned friend because he is misquoting the decision of the Federal Shariat Court.

جناب سپیکر: موبل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے جی موبل صاحب۔

میاں منظور احمد موبل: جناب سپیکر! رول 74 کا نمبر3 یہ ہے۔

"If a motion for leave to introduce a Bill is opposed, the Speaker after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it, may without further debate put the question."

اب اس پر ڈیبیٹ نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر بالکل درست ہے۔ نہیں ہو سکتی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اس پر مزید بات نہیں کر سکتے یہ رولز کے خلاف ہے۔ آپ غلط بات کر رہے ہیں۔ اس پر اب مزید Debate نہیں ہو سکتی۔ آپ کو اس کی اجازت نہیں ہے آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مجریہ 1989ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میں اس پر رولنگ چاہوں گا اگر کوئی وزیر کسی ایکٹ کا یا کسی عدالت کے فیصلے کا حوالہ دے گا تو اس کو اس ایوان کے سامنے مہیا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: میں اس پر بعد میں رولنگ دوں گا۔

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب والا! ہاؤس کا وقت بڑھا دیا جائے تاکہ جو قراردادیں نہایت اہم ہیں کم از کم وہ ہاؤس کے سامنے پیش ہو جائیں اور ان پر بحث نہ بھی ہو سکے تو ان کا فیصلہ صرف رائے شماری سے کر لیا جائے۔ اتنا وقت آپ بڑھا لیں۔

جناب سپیکر: سردار زادہ ظفر عباس صاحب کی طرف سے یہ تحریک پیش کی گئی کہ کچھ وقت بڑھا دیا جائے۔ resolution کو ٹیک اپ کیا جائے۔ وزیر قانون کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

سردار زادہ سید ظفر عباس: جناب اتنا وقت بڑھا دیں کہ یہ resolution پیش ہو جائیں میرے خیال میں دس منٹ بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: دس منٹ میں نہیں ہوگا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا نے اگر وقت بڑھانا ہے تو اتنا وقت بڑھائیں تاکہ ہم بھی اپنا نقطۂ نظر پیش کر سکیں۔

جناب سپیکر: اگر قراردادیں take up کرنی ہیں تو کم از کم ان کے لیے ایک گھنٹہ چاہیے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک گھنٹہ بڑھایا جائے تو درست ہے۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! زیادہ اصرار یہی ہے کہ دو بج چکے ہیں اب مزید وقت نہ بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کل صبح نو بجے تک کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ' 28- جون 1989ء

(چہار شنبہ' 23- ذی القعد 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ○ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ○ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ○

سورۃ الروم آیت نمبر 11 تا 19

اللہ تعالیٰ تخلیق کی ابتدا کرتا ہے۔ پھر اسے (فنا کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی' مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی۔ اور ان کے شریکوں میں سے ان کے لیے شفاعت کرنے والے نہیں ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس روز قیامت برپا ہوگی' اس دن وہ جدا جدا ہوں گے۔ تو وہ جو ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے وہ باغ (جنت) میں مسرور و محترم ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تھا تو وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ آسمانوں اور زمین میں سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔ نیز پاکی بیان کرو سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔ وہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور یونہی تمہیں (قبروں سے) نکالا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

پوائنٹ آف آرڈر

سرکاری کارروائی کی ترتیب میں تبدیلی

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی؟ رولز معطل کر کے پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے دفتر کو لکھ کر بھیج دیا ہے؟

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: جناب بھیج دی ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ دیکھ کر آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! پنجاب بنک بل کو سیلریز اینڈ الاؤنسز بل سے پہلے رکھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بل پنجاب بنک بل سے قبل پیش کیے گئے تھے اور پنجاب بنک کا بل بعد میں پیش ہوا تھا۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایجنڈے کو آرڈر کے مطابق چلایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ گورنمنٹ کی صوابدید پر ہے کہ وہ اپنا بزنس کس آرڈر میں لانا چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں رول 24 بڑا واضح ہے کہ۔

The Secretary shall arrange Government business in such order as the Minister for Law and Parliamentary Affairs or, in his absence, any other Minister may intimate, on behalf of the Government.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I am not objecting to that.

میں ان کے اختیارات کو چیلنج نہیں کر رہا۔ انہوں نے ہی پنجاب بل کو آخر میں پیش کیا تھا۔ میں نے تو پیش نہیں کیا تھا۔ لہٰذا اس کو اسی جگہ پر آنا چاہیے جس جگہ پر انہوں نے اس کو پیش کیا تھا۔

جناب سپیکر: اس میں وہ تبدیلی کرنے کے بھی مجاز ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ ایسے نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں رول ایک مرتبہ apply ہوتے ہیں۔ یعنی اپنی مرضی سے وہ legislation لے آئیں۔ یعنی جس آرڈر پر وہ چاہیں لے آئیں۔ اس کے مطابق وہ لے آئے۔ اب اس پر ہر وقت تبدیلی مضحکہ خیز سی چیز ہوگی۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ چاہے تو کسی بل کو واپس لے سکتی ہے' کسی بل کو آگے لانے کے لیے کہہ سکتی ہے' کسی بل کو پیچھے لانے کے لے کہہ سکتی ہے۔ وزیر قانون کے کہنے پر گورنمنٹ بزنس کی ترکیب رکھنا ہوگی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرے خیال میں یہ ایک لمبا بل تھا۔ اس کی ضخامت کافی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر اب بھی آپ آپس میں مل کر آپ اس کی ترتیب بدلنا چاہیں تو بدل سکتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! یہ ان کی مرضی ہے ہم نے تو کام کرنا ہے۔ بے شک آگے ہو یا پیچھے ہو ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے تو آپ کو irregularities کے متعلق point out کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس بات پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اس بل کو بعد میں لے لیں۔ وقفہ سوالات کے متعلق آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکومتی پارٹی اور حزب اختلاف میں اس بات پر اتفاق ہے کہ وقفہ سوالات نہ کیا جائے۔ وصی ظفر صاحب ٹھیک ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: ٹھیک ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: جناب والا! پہلے میری تحریک استحقاق کو take up کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کے سلسلے میں آپ میرے ساتھ بات کر لیں۔

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: جناب والا! میں اسے ابھی take up کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اس کے لیے تین چار منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ آج مجھ سے بات کر لیں۔ میرے چیمبر میں آ جائیں اگر ضروری ہوا تو پھر کل اسے take up کر لیں گے۔

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: جناب والا! میں نے آج اسے ہر صورت میں take up کروانا ہے۔ میری ہر چیز "کل" پر ڈالی جا رہی ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے بھی اور پنجاب حکومت کی طرف سے بھی۔

جناب سپیکر: جی کیا فرمایا ہے؟

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: پنجاب کی حکومت کی طرف سے بھی اور مرکزی حکومت کی طرف سے بھی میری ہر بات کل پر ڈالی جا رہی ہے۔ مہربانی فرما کر آپ مجھے اس مسئلے پر بات کرنے دیں تین منٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: لیکن ڈاکٹر صاحب اس میں' میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ آپ آج مجھے مل لیں۔ آپ سے ملاقات کرنے کے بعد میں اس پر فیصلہ دوں گا۔

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: ٹھیک ہے' جناب۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 16 جناب نذر حسین کیانی (تشریف نہیں رکھتے) میاں منظور احمد موہل کے بارے میں تحریک استحقاق تھی۔ وصی ظفر صاحب آپ سے طے ہوا تھا کہ آپ اور میاں صاحب مل کر اس معاملے کو نپٹائیں۔ اس مسئلے پر آج آپ دونوں مجھے مل لیں اور میری موجودگی میں طے کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ان دونوں کے درمیان آپ کا موجود رہنا ویسے بھی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر شیلابی چارلس کی ویسے تو بہت سی تحاریک استحقاق ہیں لیکن اس وقت 34 نمبر زیر غور ہے۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! میری تحریک استحقاق کل تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 36- جناب مخدوم الطاف صاحب۔ مخدوم صاحب آپ کی تحریک استحقاق ہے آپ اس بارے میں مہربانی فرما کر مجھے مل لیں۔ میرے چیمبر میں آ جائیں ہم اس پر ذرا بات کر لیں گے اور اگر ضروری ہوا تو اسے کر لیا جائے گا۔

مخدوم الطاف حسین: ٹھیک ہے' جناب والا!

جناب سپیکر: ڈاکٹر شیلابی چارلس صاحبہ آپ آج 37 نمبر تحریک استحقاق لینا چاہیں گی یا آج کوئی تحریک استحقاق بھی نہیں take up کرنا چاہتیں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب کل میں 34 نمبر لینا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ کی 40 نمبر تحریک استحقاق آ چکی ہے۔ 39 کے بارے میں چودھری صاحب آپ میرے ساتھ بات کر لیں۔ 41 نمبر بھی چودھری محمد وصی ظفر صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق): جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق کل آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!اس بارے میں ہم مل بیٹھ کر طے کر لیں گے کہ اسے آنا چاہیے یا نہیں۔ اگر آپ سے اتفاق ہو گیا تو پھر اسے take up کیا جا سکتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر صاحب کی 12 تحاریک استحقاق ہیں۔ ان میں سے 11 کو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحاریک استحقاق نہیں ہیں۔ ان کو ایوان میں پیش نہیں ہونا چاہیے اور انہیں پڑھنا بھی نہیں چاہیے۔ 41 نمبر تحریک استحقاق کی میں اجازت دیتا ہوں۔ چودھری محمد وصی ظفر اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے تو گزارش کی تھی کہ ان 11 میں سے کوئی ایک لے لیں۔ یہ تو بارہویں ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ 41 نمبر آپ پیش کریں۔

سیاسی سفارشات کی بنیاد پر ملازمین کی بھرتی

چودھری محمد وصی ظفر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 4-6-89 کے تمام اردو روزنامہ جات میں یہ خبر جلی حروف سے لگی ہے کہ آئی جے آئی کی پارلیمانی پارٹی پنجاب نے اپنی میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ ملازمتیں اور بھرتی پنجاب میں میرٹ کی بنیاد پر نہیں کی جائے گی اور صرف سفارشات کی بنیاد پر بھرتی کی جائے گی۔ اس سے زیادہ کسی ملک و قوم کی بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے کہ پارلیمانی پارٹی میں ایسا فیصلہ کیا جائے جو کہ نہ

صرف ملک و قومی مفادات کے منافی ہو بلکہ عوام میں بے چینی و بد امنی کا باعث بنے۔ یہ تمام ایک سازش اور سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت کیا جا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس پر کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ محض ایک اخباری بیان نہیں یہ ایک پارلیمانی پارٹی کی کارروائی ہے جو اخبارات میں چھپی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہاں پر ایک فاضل ممبر نے جب پوائنٹ آؤٹ کیا کہ بھرتی میرٹ کی بنیادوں پر ہونی چاہیے تو دیگر تمام ممبران نے اس کی مخالفت کی اور انہوں نے کہا نہیں بھرتی سفارشات کی بنیاد پر ہی کی جائے۔ جناب والا! اس سے تو یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ جس شخص کے پاس یا تو ووٹوں کی تعداد کافی زیادہ ہو وہ کسی کو بھرتی کروا لے یا کسی کے پاس اچھی خاصی رقم ہو کہ وہ کسی کو خوش کر کے بھرتی کروا لے۔ اس سے جناب والا! غریب آدمی جو محنت کرتا ہے' یا ایک طالب علم رات میں دیے کی روشنی میں چاند کی روشنی میں ساری رات پڑھتا ہے اور اس کے بعد وہ اول پوزیشن بھی لے لیتا ہے۔ لیکن آگے اس کو کوئی ایسا راستہ نظر نہیں آتا جس سے وہ ملازمت حاصل کر سکے۔ جناب والا! نہ تو ہر کسی کے پاس ووٹوں کی اتنی معقول تعداد ہے اور نہ ہی اتنی رقم ہے۔ جناب والا جو Divisional Recruitment Board, District Recruitment Board Departmental Recruitment Board; بنائے گئے ہیں ایک بھرتی بھی ان بورڈوں کے ذریعے نہیں ہوئی یا تو وزیراعلیٰ کی صوابدید پر ہے اور یا پھر وزیر موصوف کی صوابدید پر ہے۔ جو ان کے پاس پہنچ جائے اور وہ بھی اچھے خاصے اثر کے ساتھ پہنچے اس کا کام ہو جائے گا۔ لہٰذا اس غیر قانونی عمل سے اور اتنے بڑے فیصلے سے نہ صرف میرا بلکہ تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق): جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری): جناب والا! چودھری محمد وصی ظفر صاحب نے جو تحریک

استحقاق پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں بحث کی بات نہیں ہے وہ لاء منسٹر کی طرف سے بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق):

پہلی بات تو یہ ہے کہ وصی ظفر صاحب خود بھی محسوس کر رہے تھے اور انہوں نے تحریک استحقاق پیش کرنے سے قبل کہا' کہ میں یہ تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی یہ بنتی ہے۔ بہرحال انہوں نے اس فلور پر اپنے استحقاق کی تحریک پیش کی اور شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دی۔ لیکن ان کی تحریک استحقاق میں کوئی ایسا معاملہ سامنے نہیں آیا۔ جس سے یہ تحریک استحقاق بنتی ہو۔ جہاں تک ہماری پارٹی کی پارلیمانی میٹنگ کا تعلق ہے اس کے حوالے سے ہم نے کبھی بھی صحافیوں کو یا اخبارات کو کوئی ایسی سٹیٹمنٹ جاری نہیں کی اور نہ ہی پارٹی کی طرف سے باقاعدہ طور پر کوئی ایسی خبر اخباروں کو شائع کرنے کے لیے دی گئی ہے۔ یہ جو بھی اخباروں میں شائع ہوئی ہے یہ بالکل غلط صحافت' جھوٹ اور بے بنیاد افواہ اور اپنے طور پر من گھڑت طریقے سے اپنے طور پر اخباروں میں شائع کی ہے۔ اس کا ہماری پارٹی کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر اخباروں میں شائع ہونے والی خبر کو تحریک استحقاق کی بنیاد ہی نہیں بنایا جاسکتا۔ اس کے علاوہ جناب والا! انہوں نے یہاں پر یہ کہا ہے کہ ہماری پارٹی عوام کے مفادات کو نظرانداز کر کے' ذہین اور پڑھے لکھے لوگوں کو نظرانداز کر کے اس ملک اور صوبے کا نظام چلا رہی ہے یہ بات بالکل غلط ہے۔ ذہین بچے جو مختلف امتحانات میں صحیح طور پر کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ ان کو کالجوں کے اندر' تعلیمی انسٹیٹیوشن کے اندر داخلے میرٹ کی بنیاد پر ہماری پارٹی نے نہ صرف دینے کا فیصلہ کیا بلکہ پورے صوبے کے اندر تمام تعلیمی اداروں کے اندر غریبوں کے وہ بچے جو ذہین ہوتے ہیں جو میرٹ پر آتے ہیں ان کو داخلہ ملتا ہے' وزیر یا مشیر کا بچہ بھی اگر زیادہ نمبر حاصل نہیں کر سکتا اور میرٹ پر نہیں آتا تو اس کو بھی داخلہ نہیں ملتا۔ یہ دلائل اور واقعات سے ہی نہیں بلکہ effects کی بنیاد پر تمام انسٹیٹیوشن سے ثابت کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد رہی ملازمت' اور ملازمتوں کے سلسلے میں بات تو وہ بھی پنجاب حکومت کے رولز کے تحت تمام تر ملازمتیں ان کے حوالے سے دی جاتی ہیں' قطعی طور پر کسی غریب کا حق محض اس لیے نہیں مارا جاتا کہ وہ غریب ہے۔ اگر کسی کو کہیں پر ملازمت نہیں ملتی تو اس میں بے شمار معاملات ہیں۔ یہ روزگار کا مسئلہ

اس ایک صوبے کا ہی نہیں بلکہ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ اس میں پھر مرکزی حکومت بھی شامل ہو جاتی ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص کو ملازمت نہیں مل سکتی۔ اگر ہم اس حوالے سے مزید باتیں کرنا چاہیں یا تحریک استحقاق کے حوالے سے یہ بات ہاؤس میں لائی جائے گی تو پھر یہ متنازعہ مسئلہ بن سکتا ہے۔ پھر یہاں پر یہ بات بھی اٹھائے گا کہ کسٹم انسپکٹر کس طریقے سے بھرتی ہوتے ہیں اور مرکزی حکومت کس طریقے سے اٹھارویں انیسویں گریڈ میں کتنی کتنی رقم لے کر بھرتیاں کر رہی ہے۔ میں جناب والا! کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت قطعی طور پر نہ کوئی منسٹر نہ کوئی مشیر اور نہ ہی کوئی اور عہدے دار نے رقم لے کر کبھی بھی کسی شخص کی بھرتی کا کوئی حکم صادر نہیں کیا۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ یہ اس قسم کا کوئی واقعہ بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔ یہ جناب والا! admissible نہیں۔ ان کی تحریک استحقاق کو رد کیا جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد یوسف صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ایوان میں جب کبھی بھی، کسی چیز پر بات پر اعتراض کیا جاتا ہے' پنجاب میں یہ چیز ہوئی' یہ پنجاب ہمارا ہے ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں' اس کا جواب دینے کے لیے معزز ممبران ٹریژری بنچز اکثر و بیشتر حالات میں کچھ حوالے مرکز کے دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ ہم مرکز کی پالیسیوں کو یا مرکز کو یہاں پہ اس لیے زیر بحث لاتے ہیں کہ اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لیے ان کی چادر اوڑھ لیں۔ جناب والا! یہ کس اصول کے تحت کس قانون کے تحت' کس ضابطے کے تحت اس قسم کی باتیں کی جاتی ہیں کہ کوئی بات خواہ وہ کسی شخص کے متعلق کی جائے کسی اصول کے متعلق کی جائے' کسی رولز کے متعلق کی جائے تو جواب آتا ہے.....

جناب سپیکر: خواجہ صاحب تشریف رکھیے۔ خواجہ صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اس میں صورت یہ ہے کہ خواجہ محمد یوسف صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر متعلقہ نہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ جہاں تک privilege motion پہ محکمہ قانون کی طرف سے پارلیمانی سیکرٹری کی statement کا تعلق ہے انہیں بھی اپنی statement اپنی اس privilege motion کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے دینی چاہیے۔ جسے short-statement کی پابندی ہے موشن کے محرک پہ ایسے

ہی محکمہ قانون پہ یہ بھی روایتی طور پر پابندی ہے کہ وہ اپنی statement کو شارٹ کریں۔ بریف کریں to the point ہو اور زیادہ تر اس میں اس کی admissibility کی بات ہونی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بغیر ثبوت کے کوئی بات نہیں کرنی چاہیے.....

(قطع کلامیاں)

جناب محمد لطیف مغل: جناب والا! آئی جے آئی کے ممبران صاحبان پر پابندی ہے۔ دوسری طرف نہیں۔ بات تب چلتی ہے جب پیپلز پارٹی کے ایم پی اے یہ کہتے ہیں کہ آئی جے آئی کے ایم پی اے کے بھائی اور دوسرے رشتے دار ملازم ہوگئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ یہاں پہ تو وعدہ وعید ہے۔ ان کی طرف سے جب کسٹمز آفیسران کے بھائی رکھے گئے ہیں۔ ان کے دوسرے ساتھی رکھے گئے ہیں۔ تو ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ہم بتائیں کہ ہمیں بدنام کیا جا رہا ہے اور یہ سب مراعات اوپر سے لے کر آ رہے ہیں۔ یا تو دونوں طرف سے پابندی لگائیں۔ یہ ہاؤس میں کھڑے ہو کر ہمیں بدنام کرتے ہیں۔ جب کہ ہمارا کوئی ریکارڈ نہیں۔ ہم نے کوئی ایسی مراعات نہیں لیں۔

جناب سپیکر: لطیف صاحب! تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو پریولج موشن کو dispose of کرنے کی بات کی ہے کہ پریولج موشن کو dispose of کیسے کرنا ہے اور میرے خیال کے مطابق محکمہ قانون کو پریولج موشن پہ کیسے جواب دینا چاہیے میں نے اس کی بات کی ہے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اپنے آپ کو آپ پریولج موشن کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کیجئے۔ دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ آپ کسی چیز پر تنقید نہیں کر سکتے۔ آپ کسی پر تنقید کر سکتے ہیں اگر وہ پریولج موشن کے دائرہ کار میں آتی ہو۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب میں سمجھتا ہوں بحث کی ضرورت نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرے پاس ثبوت موجود ہیں جن سے لاکھوں روپے لے کر تحصیل دار اور انسپکٹر بھرتی کیا گیا ہے۔ ان کو میں لا کر اس ایوان میں پیش کر دیتا ہوں آپ ان کو نکال دیں گے۔ ہمارے ایم۔ پی۔ اے سے پیسے مانگ کر ادھر کے ایم۔ پی۔ اے نے بھرتی کروائی ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ میں ہم نے ایک بھی بھرتی نہیں کروایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ادھر ابھی تک

کوئی بھرتی نہیں ہوئی ہے۔ ایسے منہ سے بات نکال دینا ٹھیک نہیں۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں۔ انہوں نے لاکھوں روپے لے کر تحصیل دار' ٹریفک سارجنٹ' فوڈ انسپکٹر بھرتی کروائے ہیں میں وہ آدمی پیش کر سکتا ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں وہ آدمی اوھر لاؤں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں گزارش یہی کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 184 میں بالکل واضح طور پر درج ہے۔ کیا وصی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر اس بات میں آتا ہے کہ یا ان کو بولنے کا حق حاصل تھا کہ پریولج موشن کے تابع رولز کے تابع ان کو یہ بات کرنی چاہیے تھی۔ یہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ خود یہ پہلے دعوت دیتے ہیں۔ غلط باتیں کر کے ان کو مشتعل کرتے ہیں۔ وہ تو قانون کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کام کرانا چاہتے ہیں۔ لیکن جو میرے دوست ہیں جو میری پارٹی کے اراکین ہیں وہ ان کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ ہم پہ الزام تراشی کریں۔ میری پارٹی اس لیے ہے کہ میں اس کے اصولوں کا حامی ہوں۔ غریبوں اور مظلوموں کا میں حامی ہوں اور راشیوں کے میں خلاف ہوں اور یہ لوگ سب کچھ کر رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے یہ بات اس لیے کی تھی کہ اگر پریولج موشن کا جواب دیتے ہوئے یہ public life ہے اس میں آپ ایک شیشے کے گھر میں بیٹھے ہیں۔ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر کوئی بھی دوسرے پہ پتھر پھینکتا ہے وہ محفوظ نہیں۔ اگر آپ دوسرے پر اس انداز میں تنقید کریں گے کہ اس کے جذبات مشتعل ہوں تو ظاہر ہے وہ بھی آپ پر اسی طرح تنقید کرے گا کہ آپ کے جذبات بھی پھر مشتعل ہوں گے۔ اس لیے میری ذمہ داری ہے کہ میں ہر دو فریقین کو اس بات سے روکوں کہ ایسے حالات ہاؤس میں پیدا ہونے سے اجتناب کیا

جائے جس سے جذبات مشتعل ہوں اور ہاؤس کا آرڈر خراب ہو اور معاملات سلیقے اور قرینے سے چلنے میں کوئی دشواری پیدا ہو۔

MR SPEAKER : The question of privilege raised by Ch. Muhammad Wasi Zafar deals with a policy matter and as such the intervention of the Assembly is not required. A more statement appearing in the press will not call for intervention of the Assembly. A service matter cannot be made the basis of privilege motion. Ruled out of order.

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے ایک دو مرتبہ پہلے بھی یہ کہا ہے کہ شیشے کے مکان میں بیٹھ کر دوسرے پر پتھر نہ پھینکیں۔ وہ کون لوگ ہیں جو شیشے کے مکان میں بیٹھے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو پتھروں کے مکان میں بیٹھے ہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں۔ ہم تو جھونپڑیوں والے ہیں۔ شیشے کے مکانوں والے اور شیش محلوں والے سارے کے سارے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب!کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ وزیر قانون کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا ! میں اسی پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا جس کو آپ نے خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔ اگر اجازت دیں تو میں اس پر بات کر لوں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں نکتۂ استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں' میں پریولیج موشن کو لے رہا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں رول کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب ! میں نے آپ کو روکا ہے۔ مجھے پریولیج موشن کو لینے دیں۔ شاہ صاحب آپ ذرا حوصلہ کر لیں۔ میں پریولیج موشن کو لے رہا ہوں آپ تحریک التوا کی بات کر رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! مولانا شہید احمد کے متعلق میری تحریک التوا ہے۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے تحاریک استحقاق کو لے لینے دیں۔ اس کے بعد آپ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کر لیں۔ میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 42 ہے۔ یہ موبل صاحب کی تحریک استحقاق کے ساتھ ہی لی جائے گی۔ خواجہ محمد داؤد صاحب کی تحریک استحقاق ہے وہ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں منظور احمد موبل صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 40 ہے۔

میاں منظور احمد موبل: میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ میاں صاحب واپس لیتے ہیں۔ خالد لطیف کاردار کی تحریک استحقاق نمبر 45 ہے۔ کاردار صاحب' اس تحریک استحقاق کے بارے میں آپ سے بات کرنی ہوگی۔

جناب خالد لطیف کاردار: جناب والا! بات تو یہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: پہلے چیمبر میں بات ہوگی۔ اس کے بعد مناسب ہوگا تو یہ یہاں بات ہوگی۔ آپ آج میرے ساتھ چیمبر میں بات کر لیں۔ مناسب ہوا تو اس کو لے لیں گے۔

جناب خالد لطیف کاردار: ٹھیک ہے' جناب!

جناب سپیکر: جناب اسلم گورداسپوری کی تحریک استحقاق ہے۔ گورداسپوری صاحب' یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! کیسے نہیں بنتی؟

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ اور ہم بات کر لیں۔ اس کے بعد مناسب ہوا تو اس کو لے لیں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: یہ مجھے اعتراض نہیں کہ آپ اور ہم بات کر لیں گے۔ اعتراض اس پر ہوا ہے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں۔

جناب سپیکر: ہم یہی بات کریں گے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔ آپ اور ہم بات کر لیں گے۔ پھر مناسب ہوا تو اس کو لے لیں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ہمارے تمام ممبران کی تحاریک kill ہوتی جا رہی ہیں؟

جناب سپیکر: Kill نہیں ہو رہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ Kill کرنے کے مترادف ہے جناب۔ ادھر سے تو انتہائی غیر متعلقہ تحاریک بھی پڑھتے جا رہے ہیں جن کا نہ سر نہ پاؤں۔ ہمیں بھی ایک آدھ پڑھنے کی اجازت دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: جناب عبدالقادر شاہین صاحب کی 48 نمبر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تو اب جواز نہیں رہا کیونکہ یہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں ہے اور سٹینڈنگ کمیٹیاں تو اب آ گئی ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین: ٹھیک ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: تو عبدالقادر شاہین صاحب یہ واپس لیتے ہیں۔

جناب شریف مسیح گل: جناب والا! میری تحریک استحقاق کا نمبر 47 ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ مجھے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیم کا رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

جناب شریف مسیح گل: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند روز پہلے گوجرانوالہ ڈویژن میں جونیئر کلرکوں کی آسامیاں خالی تھیں۔ جس پر میں نے بھی دو لڑکوں کے آرڈر کرائے اور ڈپٹی ڈائرکٹر سکولز گوجرانوالہ کے پاس لے کر گیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اسسٹنٹ ڈائرکٹر رشید صاحب کے پاس جائیں اور ان سے پوچھیں کہ کون سے سکول میں سیٹیں خالی ہیں۔ میں رشید صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے ایک سیٹ گورنمنٹ ہائی سکول وریال ضلع گوجرانوالہ میں بتائی اور دوسری گورنمنٹ گرلز ہائی سکول راہوالی کشمیر کالونی ضلع گوجرانوالہ میں بتائی۔ جب میں نے ان سیٹوں پر آرڈر لے کر لڑکوں کو بھیجا تو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وریال کی ہیڈ مسٹریس نے لکھ کر دیا کہ ہمارے پاس اس سیٹ پر پہلے سے ہی مرتضیٰ ناہی جونیئر کلرک مورخہ 89-4-28 سے کام کر رہا ہے۔ جبکہ یہ سیٹ یکم مئی 1989ء سے اپ گریڈ ہوئی ہے اور جب دوسرا لڑکا آرڈر لے کر گورنمنٹ ہائی سکول راہوالی میں گیا تو وہاں کی ہیڈ مسٹریس نے بتایا کہ ہمارا سکول مڈل ہے جبکہ کلرک کی سیٹ ہائی سکول میں ہوتی

ہے۔ جب مجھے اس کارروائی کا علم ہوا تو میں آرڈر لے کر واپس اسسٹنٹ ڈائرکٹر رشید صاحب کے پاس گیا کہ مجھے ریکارڈ دکھایا جائے کہ مرتضیٰ نامی لڑکا کب سے اس سیٹ پر کام کر رہا ہے لیکن رشید صاحب نے ریکارڈ دکھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ مذکورہ مسٹر رشید نے میرے ساتھ نہایت بدتمیزی اور غلط بیانی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس طرح اس نے میرے حلقہ کے ووٹروں کو مجھ سے بدظن اور میری شہرت کو کم کرنے کی کوشش کی ہے جو رکن اسمبلی کی سخت توہین ہے۔ میں اس کی شکایت لے کر ڈپٹی ڈائرکٹر سکولز گوجرانوالہ کے پاس بھی گیا اور تمام احوال بیان کیے لیکن انہوں نے بھی میری کوئی بات نہیں سنی بلکہ الٹی سیدھی باتیں کرتے رہے۔

جناب ہم اقلیتی ارکان جب بھی کسی ووٹر کی تعیناتی کے سلسلے میں کسی بھی محکمہ میں جاتے ہیں تو وہاں پر یا تو متعلقہ ایم پی اے نے اپنا آدمی لگوا لیا ہوتا ہے یا کسی محکمہ کے افسر نے اپنا کوئی بندہ سیٹ کروا لیا ہوتا ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ ہم اقلیتی ارکان اپنے ووٹروں کو کس محکمہ میں اور کہاں تعینات کروائیں۔ جب کہ ہمارا حلقہ پورا پنجاب ہے۔ ہمارے کام نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ووٹروں میں انتہائی اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کے اقلیتی ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو معزز ایوان میں زیر بحث لانے کے لیے منظور فرمایا جائے اور اسے برائے ضروری کارروائی مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس پر مزید کچھ کہنا چاہیں گے؟ میرا خیال ہے کہ آپ نے اپنی تحریک میں کافی وضاحت کر دی ہے۔ وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب وزیر قانون! کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو کل تک ملتوی فرمایا جائے۔ میں نے متعلقہ لوگوں کو بلوایا ہوا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ایوان اس کو متعلقہ کمیٹی کو بھیج سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتا ہوں کیا آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟

وزیر قانون: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور اس کو رپورٹ دینے کے لیے تیس دن کا وقت دیا جاتا ہے۔ اگلی حاجی محمد نواز صاحب کی ہے۔ وہ تشریف رکھتے ہیں جی حاجی صاحب! موجود نہیں ہیں۔ اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاقات کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ شاہ صاحب آپ نے کچھ ارشاد فرمانا تھا۔

اخبارات کو غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ سے اجتناب کی ہدایت

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آج اخبارات میں مسلسل اسمبلی کی کارروائی کو نہایت غلط طریقے سے رپورٹ کیا جا رہا ہے' کل میں نے میاں شہباز شریف کے بارہ میں ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اور آپ صدارت کر رہے تھے۔ جبکہ روزنامہ نے پہلے صفحہ پر یہ کہا ہے کہ ڈپٹی سپیکر سردار مؤکل صدارت کر رہے تھے اور یہ پوائنٹ نواب زادہ غضنفر علی گل نے اٹھایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ بھی غلط منسوب کیا گیا اور میں نے سول سرونٹس کے بارے میں عرض کیا تو وہ اکبر دینس صاحب سے منسوب کیا' اور میری ساری تقریر ان سے منسوب کی اور میں نے کل تحریک التوائے کار مہنگائی کے بارہ میں پیش کی اور وہ قومی اسمبلی کے مولانا شہید احمد جمعیت علمائے اسلام کے درمیان میں میری تحریک التوائے کار کو جگہ دی اور اس کا جواب شاہ محمود قریشی صاحب نے دیا ہے۔ آپ ان کو ہدایت فرمائیں یہ سب ہمارے بھائی ہیں۔ کہ یہ یہاں رپورٹنگ ذمہ داری سے کریں۔ مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ کہیں بشریٰ رحمٰن کی تقریر کو نواب زادہ غضنفر علی گل سے منسوب نہ کر دیں۔ جناب والا! آپ اس پر رولنگ دیں اور ان کو ہدایت فرمائیں کہ آئندہ جو ممبر اسمبلی بات کرے وہی رپورٹ ہونی چاہیے اور ٹھیک طرح رپورٹ ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد یوسف صاحب۔

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی شاہ صاحب نے فرمایا میں نے کل جناب وزیر مواصلات سے ایک گزارش کی تھی اور سوال کیا تھا اگر ضلع کونسل کے پاس بھی پیسہ نہ ہو اور پنجاب بھی وہ سڑک بنانا نہ چاہے۔ اس صورت میں ان کو کیا کوئی اعتراض ہوگا اگر پیپلز پروگرام کے تحت بنا لے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا تھا ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اگر یہ متعلقہ ضلع کونسل سے NOC لے لیں۔ یہ خبر "جنگ" اخبار میں ہیڈ لائن بنی ہوئی ہے۔ لیکن

جناب میرا نام اس کے ساتھ نہیں لکھا گیا اور جب اس کے متن میں گئے ہیں وہاں بھی انہوں نے میرا نام نہیں لیا۔ اگرچہ نہیں جانتے تو یہ معلوم کر لیں۔ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ اپوزیشن کے ایک ممبر نے یہ کہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو خبریں جن کے نام کی ہوتی ہیں وہ ان کے نام کے ساتھ نہیں لگاتے اور ان کے نام کے ساتھ لگاتے ہیں جن کو وہ پسند کرتے ہیں۔ چونکہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ یہ کیوں ایسا ہوا ہے۔ میں نے پچھلے سال جب بجٹ کی تقریر کی تھی تو اس کا بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح اس سال کی تقریر کو بھی یا جن خیالات کا میں نے اظہار کیا تھا وہ انہوں نے نہیں دیے۔ جناب سپیکر! اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے ساتھ میرے بھائی معزز ممبران کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس ایوان کا بھی مجروح ہوا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ کوئی ایسا سلسلہ کیا جائے کہ وہ ایسی چیزوں سے باز رہیں۔

میاں محمد فاروق: جناب سپیکر! سید ذاکر صاحب نے جو بات کہی ہے میں نہ صرف تائید کرتا ہوں بلکہ آپ سے گذارش بھی کرتا ہوں۔ آپ یہاں جن صحافیوں کو گیلری میں آنے کی اجازت دیتے ہیں اور جو پریس کے نمائندے یہاں آکر بیٹھتے ہیں اور جس طریقے سے اور جس بے حسی سے اور بغیر سوچے سمجھے اور جتنی غیر ذمہ داری کے ساتھ ہمارے اس ایوان کی کارروائی کو اخبارات میں رپورٹ کرتے ہیں۔ یہ جناب ایک ممبر کا مسئلہ نہیں ہے۔ شروع دن سے آج تک ایسا ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ میری بجٹ تقریر کا ایک لفظ بھی اخبار میں نہیں گیا۔ جس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف میری تقریر نہیں آئی اور یہ صرف ایک ممبر کا مسئلہ نہیں۔ یہاں کئی ممبر موجود ہیں جنہوں نے ایوان میں تقاریر کی ہیں۔ لیکن نہ ان کی کسی لوکل اخبار میں کوئی خبر آئی ہے اور نہ ہی ڈاک ایڈیشن میں آئی ہے۔ اور جب ہم یہاں پر کوئی نکتہ اعتراض اٹھاتے ہیں یا کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں۔ جب میں بات کرتا ہوں تو میرے کسی دوسرے ساتھی کا واقعتاً" نام درج ہوتا ہے۔ نواب زادہ صاحب ایک کٹوتی کی تحریک پر بات کر رہے تھے۔ تو میں نے اعتراض کیا تھا کہ ان کی یہ کٹوتی کی تحریک Invalid ہے۔ کیونکہ انہوں نے کٹوتی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ لیکن اخبار میں کسی دوسرے ممبر کا نام درج تھا جناب سپیکر! یہاں پر ہوتا یہ ہے۔ ممبر کوئی اور بات کرتا ہے صحافی اپنی مرضی کی بات کو اخبار میں دے دیتے ہیں۔ میں یہ بات

بھی یہاں کہوں گا کہ کل وزیر مواصلات نے وقفہ سوالات کے دوران جواب دیتے ہوئے جو بات کی اس کا نہ ہی یہ مطلب نکلتا تھا اور نہ یہ بات تھی کہ صوبائی حکومت پیپلز ورکس پروگرام کو پنجاب میں اس پر عمل درآمد کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ صوبائی وزیر مواصلات نے اس قسم کی کوئی statement نہیں دی۔ لیکن آج کی آپ "جنگ" اخبار اٹھا کر دیکھیں انہوں نے صفحہ اول پر ہیڈ لائن دی ہے۔ اس کا مطلب اس بات سے مختلف ہے۔ جو وزیر مواصلات نے دی۔ لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ پریس کو اس بات کے لیے پابند کریں۔ ہاؤس کی کارروائی کے تقدس کے مطابق اور ممبران جو بات کہتے ہیں اس کے حوالے سے اور ہماری عوام کی ترجمانی کے حوالے سے صحیح خبر اخبارات میں جانی چاہیں اور غلط خبریں اخبارات میں نہیں آنی چاہیں اور پھر ان کی پسند کا ممبر جو بات کہتا ہے وہ بات نہیں آنی چاہیے۔ جس شخص نے بات کہی ہے اس کی زبان سے اخبارات میں آنی چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! جو الفاظ انہوں نے استعمال کیے ہیں ان کو حذف کر دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ کل کو نواب زادہ غضنفر علی گل کو بیگم بشریٰ رحمٰن سے منسوب کر دیا جائے گا۔ یہ مناسب نہیں اس لیے اس کو حذف کر دیا جائے۔ تو یہ ہمیں قبول نہیں منسوب کرنا۔ جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ دراصل اخبار والوں کا بھی کچھ گناہ نہیں۔ ہم آپس میں ارکان اسمبلی بھی شکل سے جانتے ہیں کہ یہ ممبر اسمبلی ہے لیکن ان کے ناموں سے واقف نہیں۔ اسی طرح اخبار کی کتابت کی بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ اخباری نمائندگان بھی سن رہے ہیں۔ وہ آئندہ اس سلسلے میں احتیاط کریں گے لیکن یہ منسوب والے الفاظ شاہ صاحب واپس لیں یا ان کو حذف کرایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

چودھری ظہیرالدین خان: جناب والا! یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر کسی کی statement دیں۔ اخباری نمائندوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر ایک کا بیان اخبار میں دیں۔ جو وہ مناسب سمجھتے ہیں رپورٹنگ کرنی وہ کرتے ہیں۔ لیکن غلط رپورٹنگ کی حد تک یہ ٹھیک ہے لیکن یہ کہنا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر کی تھی یا میں نے وہ بات کی تھی اور وہ اخبار میں نہیں آیا۔ یہ

اخباری نمائندوں پر لازم نہیں کہ وہ ہر ایک کی projection کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال کے مطابق رانا پھول محمد خان کا جو اعتراض ہے نواب زادہ صاحب کی بات پر کہ نواب زادہ صاحب کو بیگم بشریٰ رحمٰن کے ساتھ منسوب کرنے والی بات کو حذف کیا جائے۔ وہ بات نواب زادہ صاحب کو بیگم بشریٰ رحمٰن کے ساتھ منسوب کرنے کی بات نہیں ان کی تقریر کو ان کی تقریر سے منسوب کرنے کی بات ہے۔ تو اس میں کوئی ایسی ناواجب اور نامناسب بات نہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ پارلیمانی رپورٹنگ کے بارے میں کچھ معزز اراکین اسمبلی کو شکایات ہیں تو اس بارے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے ابھی اس ملک میں پارلیمانی روایات بہت زیادہ ہیں establish نہیں ہوئی ہیں۔ اسی طرح پارلیمانی رپورٹنگ میں بھی ابھی بہت اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس میں بہت ٹریننگ اور وسیع تجربے کی ضرورت ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سپیکر کو اور اس اسمبلی کو ابھی چھ مہینے ہوئے ہیں تو مجھے تقریباً سب معزز اراکین اسمبلی کے نام یاد ہیں اور میں ہر کسی کو نام لے کر پکارتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پریس گیلری میں بیٹھنے والے ہمارے معزز رپورٹرز صاحبان سے توقع کرتا ہوں وہ بھی معزز اراکین اسمبلی کے ناموں سے اچھی طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ جیسے سپیکر اسمبلی ممبران کے ناموں سے واقف ہو سکتا ہے۔ تو اس بارے میں ان کو تھوڑی سی محنت کرنی چاہیے تھوڑا لگن اور دلچسپی سے کام کرنا چاہیے اور سب اراکین اسمبلی کی چونکہ وہ صحیح رپورٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کے فرائض منصبی میں شامل ہے اس لیے ان کے ناموں کا علم حاصل کرنا ان کی اولین ذمہ داری ہے اور کسی ایک معزز رکن کی تقریر یا ان کی بات دوسرے سے ہرگز منسوب نہیں ہونی چاہیے۔ مجھے توقع ہے اور میں بجا طور پر امید کرتا ہوں کہ ہمارے معزز رپورٹر حضرات اس سلسلے میں مزید کسی تغافل سے کام نہیں لیں گے اور پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو اس انداز میں رپورٹ کریں گے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت پنجاب اسمبلی meet کر رہی ہے پنجاب بھر میں اس سے بڑا اور کوئی event نہیں ہو رہا اور ہمارے قومی اخبارات کو اسی انداز میں اس اہمیت کے مطابق Coverage دینی چاہیے اور پنجاب اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا نمائندہ ادارہ ہے۔ یہ ایسے ہے کہ جیسے اس وقت سارا پنجاب یہاں بیٹھا ہے۔ تو اس اہمیت کے پیش نظر ہمارے قومی اخبارات کو پنجاب اسمبلی کی رپورٹنگ کرنی چاہیے اور ان کو اپنے اخبارات میں اتنی space اور اتنی coverage دینی چاہیے۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی): جناب سپیکر! ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ version دی ہے۔ اس میں جو آپ کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ کل وزیر مواصلات و تعمیرات کے حوالے سے آج ایک نیشنل نیوز پیپر میں ہیڈلائن ہے اور پنجاب گورنمنٹ کا موقف ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام جس کے ہم خلاف نہیں لیکن اس کے طریق کار کے خلاف ہیں۔ لیکن آج اس کو wash out کر دیا گیا ہے۔ آپ مہربانی کر کے specifically یہ ہدایت فرمائیں کہ جو ہیڈ لائن لگی ہے اس کی sense یہ نہیں اور نہ وہ پنجاب گورنمنٹ کا مؤقف ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ وزیر مواصلات و تعمیرات اس پر بات کر سکتے ہیں کہ انہوں نے جو بات کی ہے اس کی کیا sense بنتی تھی اور اگر وہ آپ صحیح انداز میں آپ کی منشاء کے مطابق نہیں چھپی تو آپ اس پر خود بات کر سکتے ہیں کہ یہ بات میری نہیں تھی۔ اس کو ایسے چھپنا چاہیے۔ جی نواب زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو اخبار میں خبر آئی ہے وہ صحیح ہے کیونکہ وزیر مواصلات و تعمیرات نے فرمایا ہے کہ اگر ضلع کونسل این او سی جاری کر دے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ "ہمیں" کا مطلب ہے منسٹر حکومت پنجاب اور منسٹر اس طور پر جو بیان دیتا ہے وہ حکومت پنجاب کا بیان ہوتا ہے۔ وہ ہیڈ لائن صحیح لگی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ ذکر یہ کیا گیا تھا کہ مخصوص ایک سال ہوتا ہے اور اس کے لیے انہوں نے کہا تھا کہ اگر ضلع کونسل فنڈ نہ دے سکے تو پیپلز ورکس پروگرام سے فنڈ ان کو مہیا کیے جائیں گے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ آزاد ادارہ ہے۔ اگر وہ خود اجازت دے دیں' این او سی دے دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن بات صرف ایک سڑک کی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔

وزیر مال: جناب والا! یہ پنجاب گورنمنٹ کا مؤقف نہیں لوکل باڈیز آزاد ہیں ان کی sense یہ ہے کہ اگر وہ کسی سڑک کو دینا چاہتے ہیں تو انہیں کیا اعتراض ہے۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! یہ طریقہ نہیں۔ یہ آداب کے خلاف ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ مداخلت کیوں کرتے ہیں؟

وزیر مال: جناب والا! میں آپ کے توسط سے جناب نواب زادہ صاحب کی توجہ رولز اینڈ ریگولیشن کی طرف دلاؤں گا کہ لاء کی بڑی Interpretation کرتے ہیں لیکن یہ آداب اسمبلی نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ مؤقف انہوں نے یہ لیا ہے کہ اگر کوئی ڈسٹرکٹ کونسل چاہے لیکن یہ پنجاب گورنمنٹ کا مؤقف نہیں۔ پنجاب گورنمنٹ کا مؤقف یہ ہے کہ یہ طریق کار غلط ہے۔ وہ پیسے خورد برد ہوں گے۔ شکست خردہ کے ذریعے وہ خرچ کیا جا رہا ہے اور ہمارا یہ مؤقف ہے کہ انداز غلط ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری اختر صاحب نے اپنی statement آج پھر دہرا دی ہے۔ اس میں کوئی confusion نہیں ہونا چاہیے۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! چودھری اختر علی صاحب نے یہ کہا ہے کہ۔

جناب سپیکر: آپ کو چودھری اختر علی صاحب کی statement دھرانے کی ضرورت نہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! چودھری اختر علی صاحب نے پیپلز پروگرام کے طریق کار کو تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر ڈسٹرکٹ کونسل کو اعتراض نہ ہو تو مجھے' پنجاب گورنمنٹ کو کوئی اعتراض نہیں۔ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ شاہین صاحب! تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس پر مزید بحث کی میں اجازت نہیں دینا چاہتا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! مرکزی حکومت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ براہ راست کسی ضلع کونسل سے سرٹیفکیٹ حاصل کرے۔ مرکزی حکومت صوبائی حکومت کو لکھے۔ صوبائی حکومت ضلع کونسل کو لکھ سکتی ہے کہ مرکزی حکومت یہ No objection سرٹیفکیٹ چاہتی ہے۔ آپ دے سکتے ہیں۔ براہ راست ضلع کونسل کا مرکزی حکومت سے کوئی رابطہ اور واسطہ قانوناً" آئین کی رو سے نہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ میاں محمد سرور کھوکر صاحب!

جناب نذر حسین کیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیانی صاحب! اب اس مسئلے کو جانے دیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! گذارش یہ ہے کہ.....

جناب سپیکر: کوئی اور پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں؟

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! گذارش یہ ہے کہ وزیر بلدیات چودھری پرویز الٰہی صاحب ہیں۔ جبکہ ان کی طرف سے بیان ہے کہ بلدیاتی ادارے خود مختار ہیں۔ وزیر مل دے رہے ہیں۔ کیاجناب یہ ان کی طرف سے مناسب اقدام ہے؟

جناب سپیکر: یہ میاں محمد سرور کھوکھر صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار ہے۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! کل میرا نام بھی آپ نے پکارا تھا۔

فیصل آباد صنعتی نمائش میں غنڈہ گردی

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار کا نمبر 6 ہے..... سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ مساوات" لاہور مورخہ یکم اپریل 1989ء کے صفحہ آخر کالم تین اور چار میں ایک خبر شائع ہوئی ہے خبر کے مطابق فیصل آباد کی صنعتی نمائش میں گزشتہ روز اچانک برقی نظام خراب ہو جانے کے بعد نمائشی میدان میں موجود تماشائیوں کو ایک عجیب طوفان بدتمیزی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس موقعہ پر موجود اوباش نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نمائش میں موجود خواتین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور دست درازی کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس دوران بعض خواتین کے دوپٹے اتار لیے گئے۔ بیشتر خواتین چیخ و پکار کرتے ہوئے نمائش گاہ سے باہر کھلے میدان میں نکل آئیں اور بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی یہ امر قابل ذکر ہے کہ

مقامی پولیس کی ایک بھاری تعداد نمائش گاہ میں موجود تھی جو خاموش تماشائی بنی خواتین کی بے حرمتی ہوتے دیکھتی رہی۔ یہ سلسلہ تقریباً" ایک گھنٹہ جاری رہا۔ اس دوران بعض اوباش لوگوں نے نمائش سٹالوں میں گھس کر لوٹ مار کی کوشش بھی کی۔ فیصل آباد کے شہریوں نے اس واقعہ پر شدید احتجاج کرتے ہوئے اس غنڈہ گردی کی مذمت کی ہے۔ اس واقعہ سے پنجاب کے شہریوں میں زبردست پریشانی' بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب خواتین کی عزت و احترام کا تحفظ کرنے میں زبردست ناکام رہی اور پولیس کا رویہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس نمائش کے دوران مجسٹریٹ صاحبان' پولیس کی بھاری تعداد اور سفید کپڑوں میں ملبوس پولیس ملازمین موقع پر موجود تھے۔ بجلی واقعی چلی گئی تھی لیکن اس قسم کے واقعہ کے متعلق کسی بھی معزز شہری نے رپورٹ نہیں کی اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ صرف یہ اخباری رپورٹ ہے جو حقیقت پر مبنی نہیں۔ جہاں تک بجلی کے چلے جانے کا تعلق ہے وہ صحیح ہے اس کے علاوہ بدتمیزی کا یا خواتین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ یا ان کی بے حرمتی کرنے کا معاملہ حکومت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا۔ اس وقت وہاں پر پولیس بھی موجود تھی اور مجسٹریٹ صاحبان بھی موجود تھے۔ اس لیے وہاں پر کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا اس وجہ سے اس تحریک التواء کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! صوبائی دارالحکومت کے ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی اگر اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا تھا جبکہ اخبار نے باقاعدہ یہ رپورٹ دی تھی کہ وہاں پر اس واقعے کے خلاف جلوس نکالا گیا اور مظاہرہ کیا گیا۔ پولیس نے اپنی نا اہلی کو چھپانے کے لیے اس واقعہ کو درج نہ کیا ہوگا۔ جہاں پولیس کی کوتاہی' زیادتی یا دست درازی یا ان کے فرائض سے عدم دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے وہاں پولیس پرچہ درج کرنے سے یا رپورٹ درج کرنے سے اجتناب کرتی ہے۔ جناب والا! اگر یہ واقعہ نہیں ہوا تھا تو پولیس کے آئی جی یا کسی ذمہ داری افسر کی طرف سے دوسرے دن حکومت پنجاب کی طرف سے اخبار کے اس واقعہ کے بارے میں تردیدی خبر شائع کرانی چاہیے تھی۔ جبکہ اس کے بعد بھی اخبارات میں اس واقعے کے بارے میں لوگوں کی احتجاجی خبریں شائع ہوتی رہیں۔ جناب والا! اگر خواتین کا یہ حال ہے جن کی چادر اور چار دیواری کا یہ

دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کا نام لیتے ہیں اسلام نے عورت کو بڑی توقیر' احترام اور عزت دی ہے اور ایک عورت کی بے حرمتی کی خاطر محمد بن قاسم جزیرہ عرب سے سندھ آ گئے تھے اور روم میں ایک عیسائی نے ایک مسلمان لڑکی کو تھپڑ مارا تھا تو وہاں سے خلیفہ عباسی نے حملہ کر دیا تھا تو یہاں فیصل آباد میں اپنے ہی ملک کی بیٹیوں کا اسلام کا نام لینے والے تحفظ نہیں کر سکتے تو جناب سپیکر! آپ کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ یہ ملک ہم نے بنایا تھا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ متعلقہ بات نہیں۔ آپ نے پہلے بھی جتنی بات کی ہے وہ بھی اس سے متعلقہ نہیں۔ اس لیے کہ اس پر discussion کی اجازت نہیں ہوئی شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب والا! کیا فاضل ممبر کسی قومی اخبار کا ذکر کر رہے ہیں۔ جس میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف انفرمیشن ہے کہ کیا فاضل ممبر کسی قومی اخبار کا ذکر کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی مغل صاحب! تشریف رکھیے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ کس اخبار میں یہ خبر آئی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! فیصل آباد میں جلوس نکالے گئے اور وہاں پر احتجاج کیا گیا اگر یہ اتنا بڑا واقعہ تھا جب ہی وہاں پر جلوس نکالے گئے تھے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار take up کرنے کا یہ طریقہ نہیں۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ جسے آپ سمجھتے ہیں کہ وہ specific nature کا ہے public importance کا ہے اور urgent nature کا ہے۔ اس کو آپ ایوان کی اطلاع کے لیے پیش کریں۔ حکومت کے نوٹس میں لائیں حکومت اس پر اپنا نقطہ نظر بیان کرے اور اس کو آپ اپنی تحریک التوائے کار کی صورت میں highlight کرنے میں کامیاب ہو جائیں اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اس پر کوئی resolution پاس نہیں ہوتا اس پر action ہو سکتا ہے۔ حکومت چاہے تو اس پر action لے سکتی ہے۔ لیکن عام طور پر تحریک التوائے کار کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ایسا واقعہ

جس کو آپ اہم سمجھتے ہوں ایوان میں پیش کر سکتے ہیں تو اس پر discussion صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جس وقت اس تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے دیا جائے اس کو admit کر لیا جائے تو پھر وقت مقرر کر کے اس پر باقاعدہ بحث ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے اس پر بحث کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں اور نہ ہی وہ متعلقہ ہے۔ ایک اور چیز میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ تحاریک التوائے کار کے بارے میں ہے کہ جس بات کو بجٹ سیشن میں اپنی تقریر میں زیر بحث لا سکتے ہیں اس کو رولز کے مطابق تحریک التوائے کار میں agitate کرنے کی اجازت نہیں۔ اس لیے اس تحریک التوائے کار کے موضوع کو بھی آپ اپنی budget speech میں زیر بحث لا سکتے تھے' اگر لاء اینڈ آرڈر situation discuss ہو رہی ہو اس وقت آپ جن باتوں کو زیر بحث لا سکتے ہیں اس پر بھی تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ اس لیے میں اس تحریک التوائے کار کو out of order قرار دیتا ہوں۔ جناب فضل حسین راہی۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! فضل حسین راہی صاحب کئی دنوں سے نظر نہیں آ رہے کیوں نہ ان کی کوئی خیر وعافیت معلوم کر لی جائے۔

جناب سپیکر: راؤ طارق محمود صاحب (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) جناب قربان علی چوہان صاحب۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) جناب عبدالقادر شاہین صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! جتنی بھی تحاریک التوا یہاں پر پیش کی جا رہی ہیں ان سے سب سے اہم معاملہ یہ ہے کہ آج جمعیت اہل حدیث نے قائد ایوان کو علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ اس مسئلے پر بحث نہایت ضروری ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو اس مسئلے پر سب سے پہلے میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں تحاریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

دو بہنوں کا اغوا اور آبرو ریزی

جناب سپیکر: شاہین صاحب کو اس التوائے کار کی کاپی دی جائے۔

جناب عبدالقادر شاہین: ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9 اپریل 1989ء کے تمام قومی اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں سے چھپی ہے کہ 18 افراد دو سگی بہنوں کو زبردستی اٹھا کر لے گئے۔ دونوں بہنیں چیختی چلاتی رہیں لیکن کسی کو ان کی مدد کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ماں باپ فریاد کرتے پہنچے تو لڑکیوں کو برہنہ حالت میں ان کے حوالے کیا گیا۔ سانحہ ضلع سے 26 کلومیٹر دور بانانوالہ کے نواحی گاؤں چک 168 مچھر والی میں دن دیہاڑے زنا بالجبر کی لرزہ خیز واردات ہوئی۔ 18 افراد الٰہی یار محمد حسین' رنگ علی' خضر حیات' ریاض امیر انور اور ایوب وغیرہ اپنے مخالف شخص محمد علی کے گھر داخل ہوئے۔ اس کی دو نوجوان بیٹیوں کو جبراً" اٹھا کر اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ دونوں بہنوں نے مدد کے لیے چیخ و پکار کی لیکن گاؤں کے کسی آدمی میں ان ظالموں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ ملزموں نے لڑکیوں کو راستہ میں ہی برہنہ کر دیا اور انہیں گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ ڈیرے پر ملزمان رانا ولد امیر رنگ علی عرف کھڑکا انور اور سرفراز نے اپنے دیگر ساتھیوں کے پہرے میں دونوں لڑکیوں کی آبرو ریزی کی اس اثناء میں لڑکیوں کے ماں باپ کو پتا چلا تو وہ ملزمان کے ڈیرے پر گئے اور ان کی منت سماجت کی جس کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور آخر کار دونوں بہنوں کو برہنہ حالت میں ماں باپ کے حوالے کیا گیا۔ جس سے علاقہ کے عوام میں بالخصوص اور صوبہ بھر میں بالعموم غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ استدعا ہے کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر میری اس تحریک التوائے کار پر بحث کی جائے۔ جناب والا! یہ ایک ہی واقعہ نہیں ہے بلکہ آج اور کل کے اخبارات ڈکیتی' قتل کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہین صاحب! آپ کی تحریک التواء پیش ہوگئی ہے آپ تشریف رکھیں۔ اس پر گورنمنٹ کی طرف سے کون صاحب بات کرنا چاہیں گے؟ جناب لاء منسٹر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب عبدالقادر شاہین: لاء منسٹر اس پر بات کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ لودھی صاحب کو منع فرمایا

جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التواء پر کون صاحب بات کریں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! سپرنٹنڈنٹ پولیس شیخوپورہ کی رپورٹ کے مطابق واقعات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مورخہ 6-4-89 کو مسماۃ مقصوداں بی بی متغیثہ مقدمہ نے ایک درخواست ایس ایچ او تھانہ مانانوالہ کو دی کہ مورخہ 2-4-89 کو قریب 9 بجے دن وہ اپنی والدہ مسماۃ اقبال بی بی' ہمشیرہ خود مسماۃ کلثوم بی بی اپنے گھر پر موجود تھی۔ اس کا والد مانانوالہ گیا ہوا تھا کہ الزام علیہان محمد حسین' رنگ علی' اللہ یار' سرفراز' خضر حیات وغیرہ ان کے مکان میں داخل ہوئے۔ اسے اور اس کی ہمشیرہ کو زبردستی اٹھا لیا۔ اس نے اس کی ہمشیرہ اور والدہ نے چیخ و پکار کی مگر اسے اور اس کی ہمشیرہ کلثوم بی بی کو الزام علیہان نے برہنہ کر دیا اور ان سے دست درازی کی۔

اس دوران الزام علیہان کی امدادی مسمیان محمد ایوب' خضر' رحمت علی اقوام ہنجرا ساکنان دیہہ مچھروالی تھانہ مانانوالہ بھی آ گئے جنہوں نے دیگر الزام علیہان مندرجہ بالا کی امداد کرتے ہوئے اسے اور اس کی ہمشیرہ بی بی کو زبردستی اغوا کر کے برہنہ حالت میں محمد حسین ملزم کے گھر لے گئے وہاں پر رنگ علی عرف کھڑکا رانا و سرفراز نے باری باری اس کی عصمت دری کی۔ دیگر ملزمان نگرانی کرتے رہے۔ اسی طرح انور نے کلثوم بی بی کی عصمت دری کی۔ اس دوران درخواست دہندہ کا والد محمد علی اور سبحان اللہ یار ولد کومل اور لال ولد کومل قوم دھاڑویوال ساکنان کڑکن تھانہ مانانوالہ آ گئے۔ جنہوں نے ملزمان کی منت سماجت کر کے اسے اور اس کی ہمشیرہ کو ملزمان سے آزاد کرایا۔

وجہ مغائرت یہ ہے کہ درخواست دہندہ کا نکاح 8/9 ماہ قبل خضر حیات ولد غلام علی ملزم سے ہوا تھا۔ مگر رخصتی کے چار پانچ یوم بعد اسے زدوکوب کر کے واپس بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں خضر حیات نے اسے طلاق دے دی۔ اس کی ہمشیرہ کلثوم بی بی کا نکاح دو ماہ قبل نیاز ولد اللہ یار قوم داری وال سے ہوا تھا جس کا بھی رنج ملزمان کو تھا۔ بوقت وقوعہ الزام علیہان نے دھمکی دی تھی کہ اگر تھانہ میں مقدمہ درج کروانے کی کوشش کی تو جان سے مار دیں گے۔

جناب والا! جب یہ مقدمہ درج ہوا تو ڈی ایس پی سانگلہ ہل سرکل نے اس کی تفتیش کی

فوری طور پر جو 18- ملزمان ابتدائی رپورٹ میں نامزد ہیں ان کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا۔ رنگ علی' رانا سرفراز اور انور ملزمان کا ڈاکٹری ملاحظہ کرایا گیا۔ جن کے نتائج مثبت موصول ہوئے۔ اس طرح مدعا علیہ مقصوداں بی بی اور کلثوم بی بی کا ڈاکٹری معائنہ کروایا گیا جس کے نتائج مثبت موصول ہوئے۔

لہٰذا مورخہ 89-4-21 کو بعد تکمیل تفتیش مقدمہ ہذا میں چالان مکمل برخلاف 18- کس ملزمان بے اعتبار شہادت استغاثہ مرتب کر کے عدالت مجاز میں برائے سماعت دیا گیا۔ مگر بعد میں مدعی فریق اور ملزمان میں راضی نامہ ہوگیا جس کی بناء پر مدعی فریق نے پولیس رپورٹ کے متضاد بیان بہ عدالت جناب سیشن جج صاحب شیخوپورہ دیے جس پر ملزمان برضمانت از عدالت رہا ہو چکے ہیں۔

تو ان میں آپس میں اب صلح ہو چکی ہے۔ واقعہ بہت سنگین نوعیت کا ہے۔ جناب والا! پولیس نے بروقت کارروائی کر کے 18 ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا اور جو بھی قانونی کارروائی تھی اس کی ساری تکمیل کی اور عدالت میں فوری طور پر ان کا چالان بھی بھیجا لیکن بعد میں انہوں نے آپس میں راضی نامہ کر لیا اور سیشن کی عدالت میں جا کر بیانات دیے اور وہ اصل واقعات سے منحرف ہوگئے جس کے نتیجے میں اس کی ضمانت ہوگئی۔ جناب والا! یہ پوزیشن ہے۔

جناب سپیکر: تو عبدالقادر شاہین صاحب اب تو یہ معاملہ نمٹ چکا ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب والا! اسی لیے اس معاملے کو ہاؤس میں لے کر آئے تھے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے تھوڑی دیر پہلے فرمایا کہ اس پر کوئی رولنگ یا فیصلہ نہیں ہوا کرتا لیکن اس کو ہائی لائٹ کر کے اس طرف بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو صرف یہ بات بتانا ضروری سمجھوں گا کہ جس طریقے سے ان خواتین سے وہ لکھوایا گیا اسکی کاپیاں میرے پاس موجود ہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو اس بنچوں پر بیٹھے ہوئے ساتھی ایک کمیٹی بنا لیں۔ آج چار دن سے وہ خواتین بار بار آپ کے پاس درخواستیں لے کر آ رہی ہیں کہ ان کے ساتھ انتہائی بدتمیزی کر کے زبردستی ان سے دستخط کروائے گئے۔ ان کو کسی کورٹ میں لے جایا گیا بلکہ ملزمان نے تھانے میں بیٹھ کر ان سے لکھوایا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

میاں منظور احمد موہل: میں اپنی ان بہنوں سے کہوں گا کہ یہ جو کہہ رہی ہیں کہ یہ پولیس کے نمائندے ہیں' بدنام ہوگئے ہیں۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔ یہ no cross talk نہ کریں۔ جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تحریک التواء دی گئی ہے اگر وہ راضی نامہ نہ بھی ہو تو جو رول 67 ہے اس کا سب رول (7) اے کہتا ہے کہ No motion shall be moved

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ان سے کہیں کہ یہ ہاتھ نہ ہلائیں کیونکہ یہ آداب کے خلاف ہے.....

(قہقہے)

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ اگر کہتے ہیں تو میں کہوں گا کہ ہاتھ ہلانا کوئی آداب کے خلاف نہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! یہ اس طرح ہاتھ ہلاتے ہیں جیسے جناب سپیکر! کو کچھ پڑھا رہے ہیں اور ہاؤس کی طرف ایسے کھڑے ہوتے ہیں جیسے ایک ٹیچر کلاس میں کھڑا ہوتا ہے۔ کتاب پکڑ کر ایسے ایسے کرتے ہیں کہ ایسے کھڑے ہو جائیں اور ایسے بیٹھ جائیں۔ ان سے کہیں کہ یہ طریقے سے بات کریں کیونکہ یہ ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اگر اس بات کا نوٹس نہیں لیں گے کہ اشارہ کرنا بھی اگر غیر پارلیمانی ہے تو میں ان کو کیا سمجھا سکتا ہوں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جیسے ماسٹر یوں یوں کرتا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ اس طرح کرتے ہوئے ایسے لگتے ہیں جیسے کہہ رہے ہوں کہ ڈاچی والیا موڑ مہاراں.....

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ آپ سے دل لگی کرتے ہیں اور کوئی بات نہیں.....

میاں منظور احمد موہل: اگر میں بھی دل لگی کرنے لگ جاؤں تو پھر آپ مجھے روکتے ہیں.....

(قہقہے) جناب والا! میں اس لیے پڑھتا ہوں کہ مجھے پتا ہے یہ ان پڑھ ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب ذرا رکیئے۔

تو یہاں یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی گئی ہے کہ میاں منظور موہل صاحب کا ہاتھ ہلانا

نامناسب ہے۔ اس پہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہاتھ ہلانا یا بات کرتے وقت ہاتھ کا ہل جانا یا اشارے سے یا ہاتھوں سے اپنی بات کو زیادہ تقویت دینے کے لیے اس قسم کے ایکشن کرنا کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں' وینس صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کی بات کوئی نہیں سن رہا۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: رول 67 (7 - کے) (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: don't interrupt please.

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اگر میں اس طرح بار بار ٹوکوں گا تو آپ تنگ آئیں گے۔ اگر یہ کہتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ ان کے ہاتھ میں کتاب کیوں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! چیئر کو ایڈریس کریں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں یہی کہتا ہوں کہ خدا کے لیے ان کو روکیں' صبر کی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ میں نے یہ رول کا حوالہ دیا ہے کہ جو معاملہ عدالت میں چلا جائے تو اس پر تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔ اس پہ آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: یہ بات صحیح ہے۔ آرڈر پلیز' ڈلہ صاحب! تشریف رکھیں۔ شاہین صاحب! تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: اگر یہ مداخلت کرتے ہیں تو کرنے دیں میں ان کو قدم قدم پر بار بار ٹوکوں گا۔ میں قانون کے حوالے سے ان کی مداخلت کروں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب No Interruption please آرڈر پلیز۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میری ان بہنوں کو آپ کنٹرول کریں۔ میں ادھر منہ کر کے بیٹھتا ہوں پھر بھی یہ جملے کستی ہیں۔ کیا یہ پارلیمانی روایت ہے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ ان کو روکیں۔

جناب سپیکر: نہیں' یہ نامناسب بات ہے۔ آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ موہل صاحب کی یہ بات جائز ہے کہ آپ ساتھ ساتھ نشستوں پہ بیٹھے ہیں۔ آپ کو اس انداز میں موہل صاحب سے بات نہیں کرنے چاہیے۔ آپ کے وہ بھائی ہیں آپ ان کی بہنیں ہیں۔ آپ کو اس انداز میں بات نہیں کرنی چاہیے کہ آپ کے لیے وہ قابل اعتراض بات ہو۔

محترمہ فوزیہ حبیب: میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ موبل صاحب کو اگر اپنی بہنوں سے گلہ ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ ہمارے بڑے ہی عزیز ترین بھائی ہیں۔ ہم ان کی عزت اور احترام کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمیں ان سے کچھ شکوے ہیں اور شکایتیں ہیں اور اگر پیار و محبت میں کچھ کہہ دیں تو انہیں برا نہیں ماننا چاہیے ویسے ان کی بہت زیادہ عزت اور احترام ہمارے دل میں ہے۔ یہ اس بات کا برا نہ مانیں اور ہم ان کی بہنیں بیٹیوں کے برابر ہیں۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ میری بہن نے کہا کہ ہم ان سے پیار کرتے ہیں' ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ پیار محبت باہر جا کر کریں۔ اسمبلی میں ان کو نہیں کرنا چاہیے۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب یہ کوئی پارلیمانی بات نہیں۔ بہن بھائی کا پیار کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ان کے کوئی گلے شکوے ہیں تو میرے دوستوں کو اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو میں خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ یہ مسئلہ عدالت میں ہے اس پہ کارروائی ہو چکی ہے..... جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب سپیکر! آپ نے میری تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ قرار دے دی ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شکایت ہے تو وہ میرے پاس آئے۔ تو کیا یہ ملزمان کو تحفظ فراہم کرتے ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے اتنا بڑا جرم کیا ہو دوسری طرف پنجاب حکومت انہیں تحفظ دے کر اپنی گاڑیوں میں گھوم رہے ہیں۔ یہ کوئی بات ہے۔

جناب سپیکر: یہ لاء منسٹر صاحب کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے بھائی نے آپ سے بھی مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ وہ خواتین اور مدعی حضرات آپ سے بھی ملنا چاہتے ہیں اور کئی دنوں سے کوشش کر رہے ہیں اور اسمبلی کے چکر لگا رہے ہیں اور ان کی داد رسی نہیں ہوئی ہے اور ان سے زبردستی انگوٹھے لگوائے گئے ہیں۔ ایک رپورٹ ہمیں پولیس کی طرف سے ملی ہے اور ایک انہوں نے اس ایوان میں یہ الزام لگایا ہے کہ وہ یہاں آتے ہیں لیکن ان کو ملتا کوئی نہیں۔ میں نے ان کی بات کو حقیقت سمجھتے ہوئے' ان کا احترام کرتے ہوئے اور اخلاقی طور پر ان کو ایک چٹ بھیجی ہے۔ کہ

اگر وہ خواتین یا مدعی حضرات آپ کے پاس دوبارہ آتے ہیں تو آپ ان کو میرے پاس بھیجیں تاکہ مجھے صحیح صورت حال کا پتا چلے اور اس کے مطابق میں ان کی کوئی امداد کر سکوں۔ اس چیز کو ہاؤس میں لانا میں سمجھتا ہوں بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں نے ایک اچھے جذبے کے تحت پرائیویٹ طور پر ایک چٹ بھیجی تھی اور اس کو وہ اپنی کارگزاری بنا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں انہوں نے میرے پر خلوص اور نیک نیتی کے جذبے کا جواب اسی جذبے کے ساتھ نہیں دیا۔ اس پر میں بہت افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب عبدالقادر شاہین: جناب سپیکر! مجھے ان کی نیک نیتی پر کوئی شک نہیں ہے۔ میں انہیں سلام پیش کرتا ہوں لیکن اس ہاؤس میں حقیقت کو بیان کرنے کا ہمیں بھی حق حاصل ہے۔ میں نے اس لیے کہا ہے کہ انہی کی نیک نامی ہوگی کہ اگر ملزمان پکڑے جائیں گے۔ اگر ان کو سزا ملے گی تو ان کی نیک نامی ہوگی۔

جناب سپیکر: شاہین صاحب! وہ تو اب بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو وہ ان سے رابطہ قائم کریں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جناب لاء منسٹر رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

صوبائی زکوٰۃ فنڈ کے حسابات کے بارے میں آڈٹ رپورٹ بابت 81-1980ء 82-1981ء 83-1982ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I lay before the House:-

> "The Audit Reports on the Accounts of Provincial Zakat Fund for the years 1980-81, 1981-82, 1982-83 and Zakat Year 1403-04 and 1404-05 A.H."

MR SPEAKER : The Audit Reports on the Accounts of Provincial Zakat Fund for the years 1980-81, 1981-82, 1982-83 and Zakat Year 1403-04 and 1404-05 A.H. have been laid before the house.

حکمت عملی کے اصولوں کی پاسداری اور نفاذ کے بارے میں رپورٹ بابت 1987-88ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I lay before House

"The Reports on the Observance and Implementation of Principles of Policy in relation to the affairs of the Punjab for the year 1987 and for the year 1988."

MR SPEAKER : The Reports on the Observance and Implementation of Principles of Policy in relation to the affairs of the Punjab for the year 1987 and for the year 1988 have been laid before the House.

مالیاتی حسابات / مدبندی حسابات پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت 1985-86ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I lay before the House

"The Finance Accounts/Appropriation Accounts and Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1985-86.

MR SPEAKER : The Finance Accounts/Appropriation Accounts and Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1985-86 have been laid before the House. These are referred to the Public Accounts Committee No. 2 for report within a period of one year.

حکومت پنجاب کے تجارتی اداروں پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ

بابت 86 - 1985ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I lay before the House :-

"The Audit Report on the Public Sector Enterprises, Government of the Punjab and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1985-86.

MR SPEAKER : The Audit Report on the Public Sector Enterprises, Government of the Punjab and the Report of the Auditor General of Pakistan thereon for the year 1985-86 have been laid before the House. These are referred to the Public Accounts Committee No. I for report within a period of one year.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! یہ جو رپورٹیں پیش ہوئی ہیں کیا ان پر بحث کے لیے کوئی وقت مقرر فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: ابھی تو یہ سٹینڈنگ کمیٹی میں غور کے لیے پیش کی گئی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب والا! یہ حکمت عملی کے اصولوں اور دوسری زکوٰۃ کے بارے میں رپورٹ پر تو بحث ہونی چاہیے جو کہ کمیٹی سے ہو کر آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: ہاں' اس کے لیے آپ باقاعدہ موشن پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: تو جناب والا! یہ سرکاری پارٹی move کرنی چاہیے۔ اگر ہم move کرتے ہیں تو پھر آپ کہیں کہ ایک دن ملے گا۔ ہم تو بڑی دیر سے تحاریک پیش کرتے آ رہے ہیں اور اس وقت سے پینڈنگ چلی آ رہی ہیں کہ حکمت عملی کے اصولوں پر بحث کی جائے۔ میں نے اس پر تحریک استحقاق بھی دی تھی۔ روایت یہی ہے کہ یہ سرکاری بنچز کی طرف سے پیش ہوتی ہے۔ جب وہ ایوان میں پیش کر دیتے ہیں تو اپوزیشن اس پہ موشن پیش نہیں کرتی۔ وہ یہ فرما

دیں کہ اس اجلاس میں بحث کرنا چاہیں گے یا اگلے اجلاس میں چاہیں گے۔ جیسے وہ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: کیا لاء منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ ان پر کب بحث ہو گی۔ جناب وصی ظفر صاحب دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! ان رپورٹوں پہ ہم ان شاء اللہ اگلے اجلاس میں بحث کریں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میرا ایک نکتہ استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: بی بی نکتہ استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جس وقت legislation کو ٹیک اپ کر لیں تو اس وقت کوئی نکتہ استحقاق نہیں اٹھایا جا سکتا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میرا نکتہ استحقاق بہت ضروری ہے۔ اس کو آپ آج ہی ٹیک اپ کریں۔

جناب سپیکر: بی بی! کل جب تحاریک استحقاق پر بحث ہو تو اس وقت اس کو ٹیک اپ کریں۔ اس سے پہلے مجھے یہ لکھ کر بھیجیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: کل تو جمعہ ہے۔

مسوداتِ قانون

یونیورسٹیز کے بارے میں مسوداتِ قانون پر بحث

جناب سپیکر: کل جمعہ نہیں جمعرات ہے' اور کل اجلاس ہو گا۔ آپ یہ لکھ کر مجھے بھیج دیں..... یونیورسٹی کے ایک ہی جیسے بل ہیں۔ ان کی پہلی خواندگی میں ہمارے پاس جو مقررین کے نام آئے ہیں ان میں سید ذاکر حسین شاہ' نوابزادہ غضنفر علی گل' جناب محمد وصی ظفر' محمد شاہنواز چیمہ اور ملک امان اللہ۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ ان پانچوں ایک ہی جیسے بلوں پر اظہار خیال کر سکتے ہیں لیکن ہمیں تقاریر کے لیے وقت مقرر کر لینا چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اگر وقت گزر گیا تو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟

جناب سپیکر: وہ وقت گزر گیا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! ان کی بات غلط تھی۔ میں رولز کے مطابق کہہ رہا ہوں۔

یہ موشن دیں گے اور سیکرٹری اسے ایجنڈے پر لائے گا۔

جناب سپیکر: وہ بات تو اب ختم ہو گئی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں میری وزیر قانون اور آپ سے یہی گزارش ہے کہ مقرر حضرات کے علاوہ بھی چاہے پانچ پانچ دس دس منٹ بات کریں۔ ان کی تعداد کچھ اتنی زیادہ نہیں ہوگی اور یہ رول 179 کے تحت ہو سکتا ہے ان کو بھی بولنے کی اجازت دی جائے۔ محرک حضرات کو زیادہ وقت دیا جائے میرے خیال میں گھنٹے سے زیادہ کوئی بھی وقت نہیں لے گا اور میں تو دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔ گل صاحب اور شاہ صاحب تقریباً ایک گھنٹہ لیں گے۔ باقی سب دس دس منٹ لیں گے۔ باقی چار پانچ آدمی اس کے علاوہ جو لاء گریجویٹ ہیں' گورداسپوری صاحب' کاروار صاحب' کیانی صاحب یہ تین چار آدمی دس دس منٹ لیں گے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب اس میں آپ کو دس دس منٹ سے زیادہ نہیں دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: ٹھیک ہے' دس منٹ۔

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ شروع کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! پانچوں پر ایک ہی وقت بات کرنی ہوگی۔

جناب سپیکر: پانچوں پر کیا آپ یہ طے کر چکے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یونیورسٹیوں کے ایکٹ میں جو ترمیم کی جا رہی ہیں وہ انتہائی حساس' خطرناک اور منفی نتائج کی حامل ترمیم ہیں۔ اگر اس ترمیم کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو ہر سوچنے والا پاکستانی اس نتیجے پر پہنچے گا کہ آخر اس وقت ایسی ترمیم کی کون سی ایسی ضرورت پیش آ گئی ہے۔ وہ کیا اغراض و مقاصد ہیں جن کے تحت جان بوجھ کر شعوری طور پر' بلکہ میں تو اس حد تک کہوں گا کہ بددیانتی سے گورنر کے اختیارات کو کم کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ادارے مستحکم ہونے چاہیں' قوانین اداروں کو پیش نظر رکھ کر بنانے چاہیں۔ ملک و قوم کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر بنانے چاہیں۔ قوانین کسی مخصوص فرد یا کسی مخصوص ٹولے کو پیش نظر رکھ کر نہیں بنانے چاہیں۔ ایسے قوانین ہمیشہ نتائج کے اعتبار سے منفی ہوتے ہیں۔ آج میں آپ کی خدمت میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ترمیم جو چھوٹی سی ترمیم آپ سمجھ رہے ہیں یہ انتہائی خطرناک نتائج کی حامل ہے۔ یقین جانیے کہ یہ جو فیڈریشن کے خلاف اس طرح سے چھوٹی چھوٹی

intrigues اور سازشیں کی جا رہی ہیں یہ فیڈریشن کی جڑیں ہلا کر رکھ دے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ رپورٹ جو کمیٹی نے پیش کی ہے۔ اس کو وزراء ملاحظہ فرمائیں اور پھر غور کریں۔ کمیٹی نے یہ رپورٹ پیش کی ہے۔

"The Committee considered the Bill in detail. Mr. Khalid Latif Kardar, MPA was of the view that the Bill is ultra vires of the Constitution because under Article 105, the Governor has to act on the advice of the Chief Minister. The Constitution does not lay down any restriction of time within which the Governor has to act. As the Chancellor is the Governor, the advice of the Chief Minister to the Chancellor will, in fact, be the advice tendered to the Governor and Article 105 will apply. The proposed bill restricts the power of Governor in as much as if he does not act within seven days, he will be deemed to have accepted the advice of the Chief Minister. This is in violation of the Constitution

Other members were of the view that the Governor and the Chancellor are two independent offices. For the present the Governor also acts as Chancellor. But when he acts as Chancellor he does not act as Governor. As such Article 105 does not apply. The advice by the Chief Minister to the Chancellor cannot be deemed to be the advice given to Governor. As such Article 105 has no application. The present bill, therefore, does not violate the Constitution. It would rather help smooth working of the University Affairs. Inspite of this amendment, the Chancellor will have the power to agree or disagree.

The Committee agreed with the majority view and recommended the Bill as introduced in the Assembly."

(اس مرحلے پر جناب میاں شہباز شریف کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! یہ کہاں سے inference draw کیا ہے انہوں نے۔ یہ پہلی دفعہ interpretation کی گئی ہے کہ گورنر اور چانسلر دو علیحدہ آفیسر ہیں۔ جب کہ یونیورسٹی.....

میاں منظور احمد وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی یہ فرسٹ ریڈنگ ہے لیکن میرے فاضل دوست فرسٹ ریڈنگ کی بجائے' دوسری ریڈنگ پر چلے گئے ہیں' کیونکہ ان کی جو اس وقت ترمیم ہے وہ یہ ہے کہ رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے۔ یعنی اس بل کو عوام کی رائے دریافت کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ ان کو اس نکتے پر بات کرنی چاہیے۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ آئے گا جس وقت ترمیم پر بات ہوگی۔ پھر تیسرا مرحلہ آئے گا جب اس بل پر as a whole بحث ہوگی۔ میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ یہ اس دائرے میں رہتے ہوئے اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے۔ کیوں کیا جائے؟ یہ وجوہات بتا رہا ہوں۔ جب رائے عامہ کے لیے جائے گا تو پھر یہ آئینی ماہرین کے پاس بھی جائے گا۔ قانون میں جو اعلیٰ تعلیم رکھتے ہیں ان کے پاس بھی جائے گا۔ یہ یونیورسٹی کے طلباء کے پاس جائے گا۔ یونین کے پاس بھی جائے گا' اساتذہ کی ایسوسی ایشن کے پاس بھی جائے گا۔ یونیورسٹی کے اکیڈمک سٹاف کے پاس جائے گا۔ سنڈیکیٹ کے پاس بھی جائے گا' سینٹ کے پاس جائے گا۔ سلیکشن بورڈ کے پاس جائے گا' عوام کے پاس جائے گا۔ طلباء کے والدین کے پاس جائے گا۔ میں تو ان کو بتا رہا ہوں کہ اس بل کو کیوں مشتہر کیا جائے۔ یہ فرسٹ ریڈنگ ہے۔ اس لیے ان کا نکتۂ اعتراض درست نہیں۔ ویسے جناب سپیکر نے یہ پہلے کہا تھا کہ کسی قسم کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ پھر ہم اگر بولے تو منظور وٹو صاحب کو تکلیف ہوگی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ interpretation ایک عجیب قسم کی interpretation ہے۔ حالانکہ اگر آپ یونیورسٹی ایکٹ اٹھا کر دیکھیں تو اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ۔

The Governor shall act as the Chancellor of the University یہ جو پانچ یونیورسٹیاں ہیں ان کے سب کے ایکٹ میں' کسی کی دفعہ دس اور کسی کی دفعہ گیارہ میں یہ لکھا ہوا ہے اور shall کا لفظ استعمال ہوا ہے may کا بھی نہیں ہوا۔ جہاں shall کا لفظ استعمال ہوتا ہے وہ mandatory ہوتا ہے۔ وہاں پر پابندی ہوتی ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنر ہی چانسلر ہوگا۔ تو یہ Separate کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ آئین کو ایکٹ کو' قوانین کو' دفعات کو' آرٹیکلز کو' سیکشنز کو' interrupt کرنے کے مسلمہ اصول ہیں۔ قواعد و ضوابط ہیں۔ یہ مجھے بتائیں کہ انہوں نے کس قاعدے کے تحت کس اصول کے تحت' کس ضابطے کے تحت یہ inference draw کیا ہے کہ گورنر اور چانسلر کے عہدے الگ الگ ہیں اوپر سے مثال وزیر قانون نے دی ہے اور پھر شکوہ کرتے ہیں کہ نوابزادہ غضنفر علی ان کی کم علمی کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود ہی expose ہوگئے ہیں۔ سپیکر صاحب کو کہہ رہے ہیں کہ جس طرح آپ اور ضلع کونسل اوکاڑہ کے چیئرمین ہیں انہوں نے analogy یہ پیش کی۔ قیاس یہ کیا ہے جس طرح آپ سپیکر بھی ہیں اور ضلع کونسل کے چیئرمین بھی ہیں۔ جناب والا! یہ کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ۔

The Chairman shall act as the Speaker of the Assembly or vice a versa the Speaker shall act as the Chairman of the Zila Council.

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات پر strict کریں کیونکہ اس پر جناب سپیکر نے فیصلہ دے دیا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں محرک ہوں اور میرے اوپر کوئی پابندی نہیں لگ سکتی۔

جناب چیئرمین: چانسلر اور گورنر دو علیحدہ آفس ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب قواعد و ضوابط کے تحت میں محرک ہوں اور میرے اوپر وقت کی کوئی پابندی نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ موضوع پر بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ انہوں نے اپنی تقریر میں بات کی ہے کہ جس طرح سپیکر اور ضلع کونسل کے چیئرمین دو علیحدہ آفس ہیں اسی طرح چانسلر اور گورنر کے آفس بھی علیحدہ

علیحدہ ہیں۔ یہ principle of analogy کے خلاف ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: یہ پرنسپل آف analogy کے خلاف ہے یہ لاجک کے خلاف ہے۔ یہ reasons کے خلاف ہے۔ یہ انہوں نے کہاں سے سپیکر اور چیئرمین کی بات کا اطلاق گورنر اور چانسلر کو کر رہے ہیں۔ یہاں تو Governor shall act as Chancellor of the university میں تو دریشک صاحب کے بارے میں یہی کہوں گا کہ "یہ تیری سادہ دلی مار نہ ڈالے مجھ کو۔" جناب والا! اصل میں اس میں جو انتہائی خطرناک بات ہے' پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر اور چیف منسٹر اور گورنر کے اختیارات' پاورز اور ان کے باہمی تعلقات کا تعین آئین میں کر دیا گیا ہے' جس طرح پریذیڈنٹ آف پاکستان کو یہ پابند نہیں کیا جا سکتا سوائے آئینی ترمیم کے کہ وہ سات دن کے اندر اندر پرائم منسٹر کی ایڈوائس کو ماننے کا پابند ہوگا۔ اس طرح جناب والا! گورنر کو بھی پابند نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سات دن کے اندر اندر جو وزیر اعلیٰ ہدایت کریں اس کو مان لیں۔ جناب والا! یہ میں آپ کے سامنے آئین کا آرٹیکل 105 پڑھتا ہوں۔ جناب والا! آپ مجھے ٹائم کی پابندی نہیں لگا سکتے' آپ وزیر قانون سے پوچھ سکتے ہیں' اس ہاؤس سے پوچھ سکتے ہیں۔ میں محرک ہوں' میں تو ایک گھنٹہ بھی تقریر کروں گا۔

جناب چیئرمین (میاں شہباز شریف): دس منٹ طے ہوا تھا۔

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہی گزارش ہے کہ محرک کو time limit نہیں ہے۔ دوسرا میں نے عرض کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے سے کم وقت لیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: یہ دفعہ 105 ملاحظہ فرمائیں۔

Governor to act on Advice; etc.

Subject to the Constitution, in the performance of his functions, the Governor shall act in accordance with the advice of the Cabinet or the Chief Minister;

Provided that the Governor may require the Cabinet or, as the case may be, the Chief Minister to reconsider such advice,

whether generally or otherwise, and the Governor shall act in accordance with the advice tendered after such reconsideration.

جناب والا ! یہ صوبائی اسمبلی آئین کے آرٹیکل 105 میں گورنر کے معین اختیارات میں کمی بیشی نہیں کر سکتی' اور گورنر کو reconsider کرنے کا اختیار ہے اور وہ اسے reconsider کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ سات دن کے اندر اندر ایڈوائس جو چیف منسٹر گورنر کو دے گا اس کو ماننا پڑے گا۔ یہ اس کی contradiction ہے۔

This is repugnant to the constitution article 109

جناب والا ! صوبائی اسمبلی کس طرح ایک آئین کی ایکسپریس دفعہ' سیکشن یا آرٹیکل کے خلاف قانون بنا سکتی ہے۔ اس طرح آرٹیکل 48 بھی ملاحظہ فرمائیں' یہاں لکھا ہوا ہے کہ۔

President to act on advice, etc.

(1) In the exercise of his functions, the President shall set in accordance with the advice of the Cabinet or the Prime Minister:

Provided that the President may require the Cabinet or, as the case may be, the Prime Minister to reconsider such advice, either generally or otherwise, and the President shall act in accordance with the advice tendered after such reconsideration.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب ذرا conclude کیجئے آپ کا ٹائم ہوگیا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب کیسے ہوگیا ہے میں محرک ہوں۔

MR CHAIRMAN : The Speaker may fix time limit for speech on a Bill or a motion.

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! محرک کے لیے روایت ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! دیکھئے اس میں لکھا ہے کہ.....

سید ذاکر حسین شاہ: جناب یہ کون سا قاعدہ ہے؟

جناب چیئرمین: صفحہ 72 نکالیئے۔

(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر سر' جناب والا! یہ ہے ہی بل اس کے بارے میں رول 180 دیکھیں۔

جناب چیئرمین: This is concerning bill and motion

میاں منظور احمد موہل: آپ مجھے عرض کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: Limitation on debate and closure.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ دیکھیں کہ یہ 179 بھی میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور یہ 180 بھی میں نے ہی پوائنٹ آؤٹ کیا تھا' جب موہل صاحب کہتے تھے کہ دوسرا کوئی نہیں بول سکتا۔ جناب والا! ڈبیٹ کے لحاظ سے یہ ڈبیٹ اس وقت شروع ہوتی ہے جب محرک وائنڈ اپ کرلے۔ اس لیے محرک پر پابندی نہیں لگتی۔ ڈبیٹ پر پابندی لگے گی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ بحیثیت چیئرمین یا بحیثیت سپیکر کسی محرک کو نہیں روک سکتے' بل پر جو آدمی ترمیم move کرتا ہے۔ اسے آپ نہیں روک سکتے۔ اس کے لیے time limit نہیں۔ اگر اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو پچھلی اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ یہاں حسن محمود صاحب ایک بل پر پانچ دن تک بولتے رہے ہیں اور وہ چیلنج کر کے بولتے رہے ہیں کہ آپ مجھے نہیں روک سکتے۔

میاں منظور احمد موہل: سر پوائنٹ آف آرڈر میرا ہے اور بول وہ رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں تو ویسے ہی واضح کر رہا ہوں اور میں تو ان کی اجازت سے واضح کر رہا ہوں۔ جب بل پیش ہوا تھا تو یہاں پر ریکارڈ ہے حسن محمود صاحب مسلسل پانچ دن تک یہاں پر بولتے رہے ہیں۔ اس لیے آپ بھی انہیں نہیں روک سکتے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی تین stages ہوتی ہیں first, second and third میرے دوست نے امتیاز ہی نہیں کیا کہ first reading میں میں نے کیا کہنا ہے کیونکہ وہ تو انہوں نے یہ بات بتانی تھی کہ عوام اور ان کے لیے اور یہ آگے

second amendment پر کہ یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے اور 180 میں جناب والا یہ کہتے ہیں کہ یہ بات نہیں تو یہ بالکل غلط بات کر رہے ہیں۔ delate on of time اب جناب والا دیکھیں۔

Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion.....

in connection with a Bill..... آپ جناب والا! مداخلت نہیں کر سکتے۔

..... or any motion becomes protracted, the Speaker may. after taking the sense of the Assembly. fix a time limit for the conclusion of the discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be.

پہلی ہو' دوسری ہو' تیسری ہو' کوئی بھی سٹیج ہو' وہ اسمبلی کی سینس محسوس کر کے وہ protracted کر سکتے ہیں وہ ٹائم لسٹ مقرر کر سکتے ہیں۔ تیسرا جناب والا! یہ ہے کہ

(3) The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion.

وہ کر سکتے ہیں اور وہ دس منٹ کی تقریر کر گئے ہیں۔ آپ سے پہلے سپیکر صاحب نے ان کو کہا تھا کہ جن کی ترمیم تھی وہ دس منٹ کے لیے بول سکتے ہیں۔ جناب والا! وہ ایک فیصلہ دے چکے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! انہوں نے کہا تھا کہ mover کے علاوہ بولنے والے ممبران دس منٹ۔

جناب چیئرمین: نہیں شاہ صاحب' سپیکر صاحب نے دس منٹ ٹائم مقرر کیا ہے آپ کو مزید اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! آپ سپیکر صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! لاء منسٹر صاحب سے بھی پوچھ لیں۔ رولز بھی بالکل واضح ہیں کہ محرک اپنا ٹائم لیں گے باقی کو دس منٹ سے اوپر نہیں دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! ہماری اپوزیشن کے ساتھ گفتگو میں یہی تھا کہ محرک حضرات تقریباً" آدھ گھنٹہ بولیں گے اور باقی صاحبان پانچ سے دس منٹ تک جنہوں نے ترامیم دی ہوئی ہیں وہ بولیں گے۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ ایسی بات پر بحث کر رہے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس ایوان کی روایات رہی ہیں آپ گھنٹہ آدھ گھنٹہ سے پہلے کسی کو روک نہیں سکتے۔ یہ وزیر صاحب کو بھی معلوم ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میری معروضات ہیں کہ جس طرح آئین کے آرٹیکل 48 میں صدر اور وزیراعظم کے تعلقات کا تعین کیا گیا ہے اسی طرح آئین کے آرٹیکل 105 میں چیف منسٹر اور گورنر کے تعلقات متعین کیے گئے ہیں۔ جس طرح آئین میں ترمیم کے بغیر آرٹیکل 48 کو limit نہیں کیا جاسکتا اس میں ترمیم نہیں کی جا سکتی وہاں صدر کو وزیراعظم کے مشورے کا سات دن کے اندر اندر پابند نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح صوبے میں گورنر صدر کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جو فیڈریشن کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس کو آئین کے آرٹیکل 105 کے تحت powers دی ہیں۔ جو اختیارات دیے ہیں جو اتھارٹی دی ہے اس کو آپ صوبائی لیجسلیشن کے ذریعے limit نہیں کرسکتے۔ آئین میں ترمیم کا ایک طریق کار ہے اور اس کی مجاز پارلیمنٹ ہے۔ یہ تو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مثال ہے کہ ایک صوبے کی اسمبلی آئین کے آرٹیکل کو amend کر رہی ہیں۔ یہ آپ کس طرح کر سکتے ہیں۔ یہاں تو 105 جنرل پروژن ہے۔ یہاں limitation مقرر نہیں کی گئی۔ یہاں وقت کا تعین نہیں کیا گیا۔ اگر ضرورت ہوتی اس وقت legislatures time limit مقرر کرنے میں explanation میں یا proviso میں یہ بات لکھ سکتے تھے کہ صدر یا گورنر اتنے دنوں کے اندر اندر وزیراعظم یا وزیراعلیٰ کے مشورے کا پابند ہوگا۔ legislation کی روح یہ ہوتی ہے کہ وہ تمام وقت کے لیے قانون اور آئین کی دفعات ہوتی ہیں۔ جناب والا! افراد کو مدنظر رکھ کر آئین میں ترامیم نہیں کی جاتیں۔ جب کمیٹی میں ہمارے فاضل اراکین نے اس پر اعتراض کیا تو اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اس ایکٹ میں بھی 105 لکھا ہوا ہے یعنی جیسے University Act ہے۔ اب سوال یہ ہے کیا صوبائی اسمبلی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ آئین میں ترمیم کر سکے۔ کوئی ایکٹ قانون یا بل پنجاب اسمبلی پاس کرے گی وہ آئین سے متصادم ہوگا۔ آئین

کی روح کے منافی ہوگا تو ایسے قانون' ایسے بل' ایسے ایکٹ کی کوئی قیمت نہیں۔ جناب سپیکر! گورنر اس صوبے کا executive head ہے۔ executive authority گورنر میں vest کرتی ہے۔ آپ 129 کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں exercise of executive authority of province لکھا ہوا ہے۔

Article 129 The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

جناب والا! وہ صوبے کی executive authority ہے اور اس لحاظ سے گورنر آئین کے مطابق چلنے کا اور اپنے اختیارات کو استعمال کرنے کا پابند ہے۔

چودھری محمد جعفر اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل دوست گورنر کی ایگزیکٹو اتھارٹی کو بار بار یہاں لا رہے ہیں۔ صحیح طور پر جو گورنر کی پوزیشن ہے وہ آئینی ہے۔ ایگزیکٹو اتھارٹی گورنر کی نہیں۔ آئین میں یہ لکھا ہے۔

(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں بھی یہی کہہ رہا ہوں۔ گورنر اپنی Powers آئین کے مطابق استعمال کرنے کا پابند ہے۔ گورنر کو آئین کے آرٹیکل 105 کے تحت یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چیف منسٹر کے مشورے کے مطابق کام کرے۔ آئین گورنر کو یہ پابند نہیں کرتا کہ وہ سات دن کے اندر اندر لازمی چیف منسٹر کی بات کو مانے۔ اگر وہ چیف منسٹر کی بات کو نہ مانے تو چیف منسٹر کی بات حتمی متصور ہوگی۔ آئین کے آرٹیکل 129 کے تحت گورنر اپنے اختیارات کو استعمال کرنے کا پابند ہے۔ یہ گورنر کو ایک ایکٹ کے ذریعے سات دنوں تک محدود کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! یہ 129 کی بھی خلاف ورزی ہے۔ 105 کی بھی خلاف ورزی ہے۔ یہ آئین کی روح کے بھی منافی ہے۔ قانون سازی کے مسئلہ' بنیادی' احساسی اور اصولوں کے بھی منافی ہے کہ صوبائی اسمبلی آئین کی متعدد دفعات کی مخالفت کرتے ہوئے ایک ایسا بل پاس کرانا چاہتی ہے جو غیر آئینی ہے۔ ہم نے اس لیے ترمیم دی ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے۔ جانے دیں اس بل کو

رائے عامہ کے لیے مشتہر کریں۔ آئینی ماہرین آپ کو اپنی آراء دے دیں گے۔ ماہرین قوانین آپ کو اپنی آراء سے آگاہ کریں گے۔ تنظیمیں آپ کو اپنی آراء دیں گے۔ پھر آپ کو پتا چلے گا کہ جو بل آپ پیش کر رہے ہیں یہ کتنا خطرناک بل آپ پاس کر رہے ہیں۔ آپ من مانی کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ جان بوجھ کر یہ غیر آئینی بل اس لیے پیش کیا گیا ہے کہ صوبائی حکومت جب سے ملک میں جمہوریت بحال ہوئی ہے مسلسل ایسے اقدام کر رہی ہے جس سے علیحدگی پسندی کا تاثر ملتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم ٹیلی ویژن قائم کریں گے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم مرکز کو revenue نہیں دیں گے۔ کبھی کہا جاتا ہے بنک قائم کریں گے۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے پیپلز ورکس پروگرام پر عمل درآمد نہیں ہونے دیں گے۔

جناب والا! یہ غیر آئینی اقدام ہے۔ وزیر قانون صوبائی حکومت کو معلوم ہے کہ یہ آئین کی دفعات میں ترمیم نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ لڑائی کو بڑھانے کے لیے۔ یہ فیڈریشن کو کمزور کرنے کے لیے۔ ان کے جو اقدامات ہیں ان کا تسلسل قائم رکھنے کے لیے یہ ایک ایسا بل لے آئیں جس کو اگر بادی النظر دیکھا جائے تو یہ آئین کی خلاف ورزی ہے ان کے پاس اس کا کوئی جواز موجود نہیں اور نہ کوئی جواز پیش کر سکتی ہیں۔ اگر یہ بل ماہرین کے پاس جائے گا تو وہ پھر وزیر قانون کو بتائیں گے کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ صوبائی اسمبلی کو کس نے power دی ہے کہ وہ آئین میں ترمیم کرے۔

جناب والا! اگر یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ اگر اس طرح یک طرفہ طور پر بغیر استصواب رائے کے، بغیر اتھارٹی کے، بغیر پاور کے آئین میں ترمیم کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تو جناب والا! یہ بات نہ جانے کہاں تک پہنچ جائے۔ آپ اس بل کے مضمرات پر غور کریں۔ میرے خیال میں آئین کو ایک نظر دیکھنے والا آئین سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھنے والا، آئین کو سمجھنے والا کوئی شخص بھی جب اس بل کو دیکھے گا اور جب آئین کی متعلقہ دفعات کا مطالعہ کرے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ بل غیر آئینی ہے اور اس بل کو پنجاب اسمبلی میں پیش نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات دہرا رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: نہیں جناب والا! میں دہرا نہیں رہا۔ آپ ایک سیاسی جماعت کے سربراہ صوبے کے چیف منسٹر کو اختیارات دیں گے تو یونیورسٹیوں کا ماحول مزید خراب ہو جائے گا آپ

اور فاضل اراکین بھی اخبارات میں پڑھ رہے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں آئے دن مظاہرے ہو رہے ہیں' انجینئرنگ یونیورسٹی میں جو واقعہ ہوا ہے اس میں صاف الزام لگ رہا ہے کہ پہلے ہی صوبائی حکومت' وزیراعلیٰ اور ان کے مشیر تعلیمی اداروں میں ملوث ہیں۔ یہ آج کے اخبارات میں بھی آیا ہے۔ اگر اب یہ صورت حال ہے تو گورنر کے اختیارات کم کر کے وزیراعلیٰ کو مزید اختیارات دیے گئے تو طلبہ کی بے چینی اور بڑھ جائے گی۔ اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں میں' یونیورسٹیوں میں صوبائی حکومت کا عمل دخل اور بے جا مداخلت وہاں کے حالات کو مزید خراب کر دے گی۔ پہلے ہی پچھلے گیارہ سال میں یونیورسٹیوں کو اسلحہ خانہ بنا دیا گیا ہے' یونیورسٹیوں کے حالات بڑے خراب ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ متعلقہ بات نہیں کر رہے۔ متعلقہ بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ متعلقہ بات ہے۔ اگر آپ یونیورسٹیوں کو سیاسی ہاتھ میں دے دیں گے۔ اپنے آفس کے اعتبار سے گورنر غیر جانبدار ہوتا ہے۔ گورنر کسی سیاسی جماعت کا سربراہ نہیں۔ گورنر پہلے سیکرٹری جنرل تھا لیکن جب اس نے گورنر کا عہدہ سنبھالا تو سیاسی آفس چھوڑ دیا۔ اب اگر آپ گورنر کے اختیارات چیف منسٹر کو دے دیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ یونیورسٹیوں کا انتظام و انصرام اسلامی جمہوری اتحاد کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ پہلے ہی Muslim Students Federation پر الزام لگ رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ صوبائی حکومت تعلیمی اداروں میں کنٹرول کرنا چاہتی ہے۔ اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل ایک جماعت کی ایک ذیلی تنظیم اسلامی جمعیت طلبہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ وزیراعلیٰ اور ان کے مشیر تعلیمی اداروں میں ملوث ہیں۔ آپ اس قسم کا بل پاس کریں گے جس سے چیف منسٹر کے اختیارات میں اضافہ ہوتا ہو اور غیر جانبدار گورنر کے اختیارات میں کمی واقع ہوتی ہو۔

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب عالی' معزز رکن بڑے اچھے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن گورنر صاحب تو پی پی کا الیکشن لڑ کر اور وہ بھی ہار کے گورنر بنے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ وہ غیر سیاسی ہیں' یا غیر جانبدار ہیں؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! کسی ملک میں یونیورسٹیاں اعلیٰ ترین درسگاہیں ہوتی ہیں۔ اگر

انہیں یونیورسٹیوں کا مفاد عزیز ہوتا۔ اگر ان کے پیش نظر طلبہ کا مفاد ہوتا۔ اگر یہ اس صوبے کے مفاد کو پیش نظر رکھتے تو ایسا بل لاتے جس سے یونیورسٹیوں میں سیاست یا صوبائی حکومت کا عمل دخل کم ہوتا۔ وہ ایسا بل لاتے جس کے تحت یونیورسٹیوں کی سنڈیکیٹ کو مزید با اختیار بنایا جاتا۔ یونیورسٹیوں کی سینٹ کو مزید استحکام بخشا جاتا' سلیکشن بورڈ کو مزید اختیارات دیے جاتے اور اس سے ادارے اور یونیورسٹیاں مستحکم ہوتیں۔ یونیورسٹیوں کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر بل لایا جاتا۔ یہ بل چیف منسٹر کو پیش نظر رکھ کر اور مخصوص حالات میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ایسے بل جو مخصوص' وقتی تقاضوں کے تحت پیش کیے جاتے ہیں' ان کو کالے قوانین کہا جاتا ہے۔ ابھی تو قانون بنا نہیں' قانون بنانے کی خواہشیں' آرزو اور جستجو ہے۔ اس غلط جستجو کو رہنے دیں' اس لیے کہ یونیورسٹیوں میں تعلیمی ماحول خراب ہوگا' اساتذہ میں بے چینی بڑھے گی۔ طلبہ کو کنٹرول کرنے یا ایک خاص سیاسی جماعت کے تابع کرنے کی کوشش ناکام ہوگی۔ وہاں جھگڑے ہوں گے' وہاں قتل و غارت ہوگی اور یونیورسٹیوں کا تقدس پامال ہوگا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس کو مشتہر کیا جائے اور ایک اہم بات یہ ہے کہ خود یونیورسٹیوں کو جو Academic staff association ہے اس کے عہدے داروں نے یہ کہا ہے کہ ہمارے ساتھ تو یہ ظلم ہو رہا ہے۔ ایک غیر جانبدار چانسلر سے نکال کر ہمیں ایک سیاسی چانسلر کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ جب یہ سات دن کی پابندی آ جائے گی تو عملاً چیف منسٹر چانسلر بن جائے گا۔ پھر تو تمام یونیورسٹیاں اسلامی جمہوری اتحاد کے تحت آ جائیں گی۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی آدھا گھنٹہ نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: آپ کا وقت ہو گیا ہے۔ اپنی بات ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: ابھی پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ جناب والا! میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عوام کے پاس جانے سے کیوں ڈرتے ہو؟ میں نے 81 (a) کے تحت جو تحریک پیش کی ہے کہ اس کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ اگر اس کو مشتہر نہیں کیا جاتا تو اس قاعدے کا کیا فائدہ؟ یہ کیا قواعد و ضوابط میں صرف لکھنے کے لیے رکھا گیا ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ آپ کو پنجاب کے عوام کی حمایت حاصل ہے تو پھر آپ عوام کے پاس جاتے ہوئے کیوں ڈرتے

ہیں؟ اس بل کو عوام کے پاس جانے دیں۔

جناب محمد اصغر کوریجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل ممبر نے ابھی اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ عوام کے پاس جاتے ہوئے گھبراتے کیوں ہو۔ تو ہم ہر وقت عوام کے ساتھ رہتے ہیں اور ہم عوام کے ووٹ لے کر' منتخب ہو کر یہاں پہنچے ہیں۔ عوام سے ہمارا رابطہ قائم ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ جب الیکشن عوام اور نمائندگان کا باہمی رابطہ.....

جناب چیئرمین: نوابزادہ صاحب! آپ شروع کیجئے۔ آپ بس کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: مجھے وائنڈ اپ تو کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں وائنڈ اپ کر لیں۔ مہربانی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! جب انتخابات ہوتے ہیں تو نمائندے ووٹوں کے لیے جاتے ہیں۔ کیا عوام اور نمائندوں کا تعلق مخصوص انتخابی دنوں تک محدود ہے؟ نہیں۔ عوام اور نمائندوں کا باہمی تعلق قائم رکھنے کے لیے یہ قاعدہ 81 (a) رکھا گیا ہے کہ کوئی بل' جس کا تعلق مفاد عامہ سے ہے' جس کا تعلق ملک اور صوبے سے ہے' اس کو مشتہر کیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو آپ کو کیسے پتا چلے گا کہ عوام کی اس بل کے بارے میں کیا رائے ہے۔ جناب سپیکر! اس بل کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے اور اس کو جلد بازی اور عجلت میں پاس نہ کیا جائے۔ ویسے بھی میں آپ کو' وزیر قانون کو یہ بتا دوں کہ آئین کی ایک دفعہ 116 بھی ہے۔ آپ گورنر کے اختیارات کم کر رہے ہیں۔ ان کے پاس بھی اختیار ہے کہ وہ اس کو واپس بھیج دیں۔ پھر بھی یہ بل لمبا ہو سکتا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر! آپ اس کو جلد بازی میں پاس کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ گورنر کے اختیارات کم کریں گے تو گورنر بھی 116 کے تحت اس کو واپس بھیجنے کا آئینی اختیار رکھتا ہے۔ اگر آپ اس کو مشتہر نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ ہم اس کو آج ہی پاس کرا لیں گے تو جب یہ گورنر کے پاس جائے گا تو گورنر نہیں چاہے گا کہ اس کے اختیارات کم ہوں۔ وہ کہے گا کہ اس پر دوبارہ غور کیا

جائے۔ پھر بھی یہ لمبا ہو جائے گا اس لیے 31 اگست تک اس کو مشتہر کیا جائے تو آپ اس سے بچ جائیں گے ورنہ گورنر اپنے اختیارات آپ کو پلیٹ میں رکھ کر نہیں دے دے گا۔ اس کو بھی 116 کے تحت اختیار ہے کہ وہ اس بل کو واپس بھیج دے جو اس کے اختیارات کو کم کرتا ہے۔ آپ کا پھر بھی وہ مطمع نظر پورا نہیں ہوگا کہ آپ گورنر سے تمام اختیارات لے کر چیف منسٹر کی جھولی میں ڈال دیں۔ یہ آئینی بحران پیدا ہوگا۔ آپ آئین کے خلاف بل پاس کر رہے ہیں تو اس کے بعد ہم عدالتوں میں بھی جائیں گے۔ آپ عدالتوں کے راستے کھول رہے ہیں۔ ہم کوئی غیر قانونی کام اس صوبے میں نہیں ہونے دیں گے اور ہم ہر ایسے بل کی مخالفت کریں گے جو آئین سے متصادم ہوگا۔ جو قانون سے متصادم ہوگا۔ اس لیے جناب سپیکر! آئینی بحران سے بچنے کے لیے' اس بل کی خطرناک پوزیشن اور اساس کو پیش رکھتے ہوئے اس کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم رب شرح لی صدری ویسرلی امری ○ واحلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی ○ جناب سپیکر! میں اس کے آغاز پر آؤں اس ایوان میں ایک نکتہ اعتراض اٹھا تھا اس میں لکھا تھا

Principles of the Bill and its general provisions may be discussed.

اب سوال یہ ہے کہ یہ ایک ترمیمی بل جب آئے گا تو اس پر ترمیم کے حوالے سے اس کے جنرل پرنسپل پر بات ہوگی۔ سیکنڈ ریڈنگ آخر میں آئے گی اور اس پر کمیٹی کی رپورٹ کے حوالے سے فرسٹ ریڈنگ ہوگی اور کمیٹی کی رپورٹ میں آرٹیکل 105 کا ذکر ہے۔ اس لیے اگر آرٹیکل 105 زیر غور یا زیر بحث آئے تو اس میں بل اور ترمیمی بل میں کافی فرق ہوتا ہے۔ جناب والا! قانون سازی کیوں کی جاتی ہے اور اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ ہم قانون کے بغیر اپنی زندگی کیوں نہیں گزارتے۔ قانون سازی کی فلاسفی کیا ہے؟

philosophy of the jurisprudence of the amendment کیا ہے اور اختیارات کے گھٹانے اور بڑھانے کا فلسفہ کیا ہے۔ which is involved in this amendment Bill

قانون اپنی زندگیوں کو ہموار گزارنے کے لیے اور smooth functioning کے لیے تشکیل دیے جاتے ہیں اور تشخیص کار کے لیے division of the work کے لیے کہ اس نے کون سا کام کرنا اور کس نے کون سا کام کرنا ہے۔ تاکہ زندگی ایک نظام کے ساتھ ایک تقسیم کار کے ساتھ ایک سلیقے کے ساتھ اگر ایک شخص یا ایک ادارہ ایک طبقہ یا ایک گروہ تمام کی تمام ذمہ داریاں اپنے ذمے لے لے تو اس سے معاشرہ میں بحران پیدا ہو جائے گا۔ ہر شخص ہر ادارہ ہر گروہ اور ہر انسٹیٹیوشن کو اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے اختیارات استعمال کرنے ہیں اور ان کو ایک دوسرے کی اتھارٹی میں tress-pass نہیں کرنا ہے۔ پھر بھی نظام چلے گا۔ ہم مارشل لاء کے خلاف اسی لیے ہیں کہ فوج کا کام ڈیفنس ہے۔ حکومت کرنا نہیں۔ اگر ایک سیاستدان یہ کہے کہ میں نے لڑائی لڑنی ہے یا جنگ کرانی ہے تو وہ ناکام ہو جائے گا۔ اس لیے جو اس کا کام وہ نہیں کر رہا جو اس کا کام ہے جو قانون سازی ہوتی ہے

It is determining the functions of different institutions and the groups and the people.

اگر ہم ایک دوسرے کے اختیارات پر ہاتھ ڈالیں گے۔ ایک دوسرے کی حدود میں جائیں گے وہ criminal بن جائے گا اور mala fide بن جائے گا۔ اب میں یونیورسٹی پر آتا ہوں کہ یونیورسٹی ہوتی کیا ہے۔ آخر یونیورسٹی میں جھگڑا کیا ہے۔ جب گورنر صاحب کا آئین لکھا ہوا ہے تو پھر یہ چیف منسٹر کو کیوں لکھ رہے ہیں۔ کیا یونیورسٹی میں کوئی ایسی چیز موجود ہے کہ وہاں سے گورنر کو ہٹانا ضروری ہوگیا اور جناب والا! گورنر تو پہلے ہی nominal ہے اور آئینی ہے۔ یعنی برائے نام ہے۔ اس کو اختیار نہیں دیے گئے۔ اس کے نام پر بزنس ہوتا ہے۔ بزنس چیف منسٹر ہی کرتا ہے۔ لیکن وہ in the name of governor اب آپ کم از کم اسکا نام تو رہنے دیں اور اس لیے رہنے دیں کیونکہ میری مرضی نہیں۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے تو آپ پاکستان کا نام چیف منسٹر رکھ دیں تو مجھے کیا ہے۔ یہ بات نہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ آئین میں جو requirement ہیں کہ فلاں کام چیف منسٹر کے ذریعے ہی ہوگا' حکم ان کا ہوگا لیکن گورنر بے چارے کے نام پر ہوگا۔ کیونکہ اسمبلی میں اکثریت ہے۔ اس سے وہ پاس کرالیں گے۔ میں یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کو متفکر نہیں ہونا چاہیے اور یونیورسٹی میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے جس سے ان

کو گورنر صاحب سے خطرہ لاحق ہوگیا ہے اور پنجاب میں کیونکہ ہماری حکومت ہے اس لیے گورنر صاحب کوئی ایسا اختیار استعمال نہ کرلیں جس سے ہماری absolute authority جو ہیں وہ daunts آ جائیں۔ جناب والا ! یہ encyclopedia of the social sciences میں universities کیا ہیں۔

The mediaeval Latin term Universities was originally employed to denote any community or corporation.

شاید یہاں university corporation کا ذکر آیا ہے۔ شاید اس لیے گورنر صاحب کو اعتراض ہوگیا۔ لیکن کارپوریشن کے معنی latin زبان میں ہیں یہ بہت پرانے معنی ہیں۔ اب یونیورسٹی میں کارپوریشن نام کی کوئی چیز نہیں۔ اب یونیورسٹی کیا ہے۔

when used in its modern sense, a body devoted to learning and teaching and education.....

یہ تو جناب teaching, learning and education کا مسئلہ ہے۔ یہ کوئی corporate body نہیں۔

I mean to say monitory business and special functions are involved.

اس میں اگر گورنر بے چارے کا نام تو رہنے دیں۔ یہ کہاں کی بات ہے کہ ہم اس کو ہٹا رہے ہیں۔ ممکن یہ ہے کہ انہوں نے دیکھ لیا ہو کہ اس میں کارپوریشن کا لفظ ہے جو بھی کارپوریشن ہے۔ اس کو آپ۔

As the Minister for S&GAD very amicably explained yesterday. He is understanding my point and he is getting my point. He is nodding his head in affirmation.

اور ہر پڑھا لکھا آدمی میری بات کے ساتھ اتفاق کرے گا۔

He is nodding his head in approval of my arguments and in the hearts of his heart he believes there is no use in bringing this

Bill. It is a futile exercise. It is sheer wastage of the time of the House.

کیونکہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایک تو گورنر صاحب پہلے ہی بے اختیار ہیں۔ پھر ہم ان کو یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ وہ بے اختیار ہیں۔ یہ عجیب بات ہے یہ تو امرازی طور پر ہے۔ ابھی تو میں یونیورسٹی ایکٹ کی طرف آؤں گا اور پھر میں بتاؤں گا کہ اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ اس میں ترمیم کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ حضور والا! اس کی روح کیا ہے' اس کے مقاصد کیا ہیں۔ اگر فاضل وزیر قانون اس ایکٹ کا مطالعہ فرمائیں تو اس کے Preamble میں لکھا ہے۔

It is a statement of objectives:

It reads as follows :

> "Whereas it is expedient to re-constitute and re-organise the University of the Punjab for the purposes of improving the reaching, research provided thereby publications and administration thereof, safeguarding its autonomy and democratizing its constitution;"

جناب سپیکر! یہ نکتہ انتہائی اہم ہے اس ایکٹ کے Preamble میں لکھا ہے کہ۔

".....democratizing the constitution"

اس لیے یہ ایکٹ بنایا گیا کہ یونیورسٹیوں کے Acts کو جمہوری بنایا جائے۔ اب Acts کو جمہوری کیسے بنایا جاتا ہے۔ اگر تو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نافذ کرے تو وہ جمہوری نہیں ہوتے۔ ایکٹ وہ ہوتا ہے اگر اس کے الفاظ بھی وہی ہوں۔ اس کے مقاصد بھی وہی ہوں۔ اس کا دائرہ کار بھی وہی ہو۔ اس کے اختیارات بھی وہی ہوں۔ اگر اس کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جاری کرے تو وہ جمہوری ایکٹ نہیں ہوگا۔ کیسے جمہوری بنے گا؟ کہ وہی ایکٹ اور وہی الفاظ وہی دائرہ کار اور وہی اختیارات اور وہی مقاصد اگر وہ آئین پاکستان کے تحت منتخب اسمبلیوں میں move ہوگا تو وہ جمہوری ہوگا۔ تو یہ ایکٹ بنایا گیا تھا کہ یونیورسٹیوں کے ایکٹ کو جمہوری کرنے کے لیے democratize کرنے کے لیے۔ اب یہ اچھی democratization کہ ہم اس ایکٹ کے ذریعے آئین کے خاتمے پر تلے

ہوئے ہیں۔ آئین کو ختم کر کے۔ آئین میں tress pass کر کے آئین سے انحراف کر کے آئین میں گھپلا کر کے۔ جناب والا! کسی چیز کو democratize نہیں بنایا جا سکتا" یہ وزیر قانون کو بھی علم ہے اور مجھے پتا نہیں کہ اس کی compulsion کیا ہے What are the reasons under lying کیونکہ اس بل کے اندر انہوں نے جو statement of objects دی ہے کہ for the smooth functioning up کیا یہ smooth functioning نہیں ہو رہی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ سے اس ملک کے اندر تو ایک انتا یعنی اس صوبے کے اندر اتنا زبردست گورنر رہا ہے۔ ہمارے ملک امیر محمد خان صاحب۔ ان کے ہوتے ہوئے بھی جو somooth functioning ہوتی رہی ہے۔ وہ آپ جانتے ہیں۔ لیکن ہمارے جنرل صاحب گورنر صاحب تو کسی چیز میں رکاوٹ ڈالتے ہی نہیں اور انہیں آئین اجازت بھی نہیں دیتا۔ اگر آپ گورنر کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں I have to say اگر آپ گورنر کو احساس دلانا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو گورنر نہیں مانتے۔ تو آپ اسے اٹھا کر پنجاب سے باہر پھینک دیجئے۔ آپ عوام سے التماس کریں کہ آئین میں ترمیم کرائیں۔ آپ ریفرنڈم کرا لیں کہ ہمیں پنجاب میں گورنر نہیں چاہیے۔ اس طرح سے Acts میں گورنر کے نام کو ہٹانے کا آغاز ہے۔ یہ frame work ہے۔

This is scheme of that greater objective which is yet to be achieved.

یہ اس کی exercise ہے۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ اسیں انہاں دا چیا پے ٹوہنے آں۔ اسیں وتر پے دیکھدے آں کہ اینہے بل رکھیا جا سکدا اے کہ نئیں۔

Actually the Punjab Government is testing our guts. اور وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آئین اور قانون کو کس حد تک temper with اس پر test کر رہے ہیں۔ تو ہم ان شاء اللہ یہ بتائیں گے کہ اس پر آپ کو ہم temper with نہیں کرنے دیں گے۔

..... We will block this by the all the means at our disposal and what are those means which are at our disposal. These are constitutional means. It means we will block all those

amendments which are ultra vires of the Constitution and which are not under the scope of the Punjab Government

کیونکہ ہم نے high handedness نہیں کرنی ہے۔ جناب والا ! قانون کی پابندی وہ کرتا ہے جو قانون کی supremacy مان لیتا ہے۔

میاں محمد شہباز شریف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب نوابزادہ صاحب گورنر صاحب کو کہاں سے بیچ میں لے آئے ہیں۔ یہاں تو بات چانسلر کی ہو رہی ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! گورنر کی حیثیت سے وہ چانسلر ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا ! اگر اس ایکٹ میں گورنر کا نام نہیں تو میں گورنر کا ذکر نہیں کروں گا۔ I am talking within the ambit of this Act. اس میں لکھا ہے۔ کیونکہ اگر اس میں گورنر کا ذکر نہیں آتا آپ نے ترمیم میں گورنر کا ذکر کیوں کیا۔

چودھری محمد جعفر اقبال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! ہمارے پاس واضح رولز ہیں تو میں رول نمبر176 عرض کرتا ہوں جس میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ

Rule 176 - Limitation of Debates:

(1) The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly.

(2) A member while speaking shall not __

(a) discuss any matter which is sub-judice in a Court of Law in any part of Pakistan;

(b) reflect upon the President or the Governor in his personal capacity:

Provided that nothing in this sub-rule shall preclude any reference, subject to the provisions of the Constitution, to the President or the Governor in relation to any act done in his official capacity,

تو یہ بار بار گورنر صاحب کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ تو ان کی personal capacity میں لا رہے ہیں۔ان کو as institutional head نہیں رکھ رہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : That is what you are doing. That is what your Law Minister is doing.

ہم تو گورنر کے رول کو ہائی لائٹ کر رہے ہیں۔ ہم تو اس کی حیثیت کو مستحکم کر رہے ہیں۔ یہ جو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

This is directly against the Government. I am pleased that you have realised their ignorance. This is exactly in our favour.

(قطع کلامیاں)

رانا صاحب! آپ بول لیں۔ آپ کے بولنے کا نقصان مجھے نہیں ہوگا۔ آپ کا لاء منسٹر خفا ہوگا۔ اگر آپ بولیں گے کیونکہ

He is short of time. He has no time to spare.

میاں محمد شہباز شریف: ہو سکتا ہے کہ کل آپ گورنر بن جائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی میرا کہا مانے تو میں میاں شہباز شریف صاحب کو گورنر بنا دوں اور پھر میں پوچھوں کہ میاں صاحب! اب بتاؤ کیا حال ہے؟

وزیر مال: یہ آپ کو مبارک ہو۔

(قطع کلامیاں)

میاں محمد شہباز شریف: میں نے اپنی سیٹ loose نہیں کرنی۔

(قطع کلامیاں)

نوابزادہ غضنفر علی گل: مجھے میاں شہباز شریف کو گورنر بنانے میں کوئی اعتراض نہیں۔

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک فاضل ممبر نے کہا ہے کہ نواز شریف کو گورنر بنائیں۔ نواز شریف کی عوام میں جڑیں ہیں' وہ جیت کر آیا ہے۔ اگر وہ ہار جاتا تو شاید گورنر بنانا پڑ جاتا۔

(قطع کلامیاں)

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! نواز شریف صاحب بھی دو سیٹوں پر ہار کر آئے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ نوابزادہ صاحب کو اپنی بات جاری رکھنے دی جائے آپ جتنا ان کی بات کو نوکیں گے اتنا ہی یہ اپنا ٹائم بڑھائیں گے۔

(قطع کلامیاں)

رانا صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ پٹڑی سے اتر جاتے ہیں اور ہم انہیں پٹڑی سے اتارنے کے لیے باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی نوابزادہ صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں بول رہا تھا کہ اس ایکٹ کے پیچھے کیا جذبات کارفرما ہیں۔ کیا محرکات ہیں۔ کون سی چیز ان کو آئین کے اوپر سے گزرنے کے لیے لے جا رہی ہے کہ جو آئین کو بلڈوز کرنا چاہتے ہیں کیوں؟ ان کے greater objectives جو آخری منزل ہے اس کی نشان دہی کریں اور ممکن ہے آخری منزل پر نصراللہ دریشک صاحب ساتھ نہ دے سکیں۔ ہو سکتا ہے اور جناب والا! اس کے آگے آیئے۔ اس ایکٹ کے اندر جو کمیٹی کی رپورٹ آئی ہے اس میں لکھا ہے کہ چانسلر اور گورنر دو مختلف چیزیں ہیں۔ اس لیے ان کو الگ تناظر میں دیکھنا ضروری ہے۔ اس ایکٹ کی جو دفعہ 11 (1) ہے جس کے اندر یہ ترمیم لا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ۔

The Governor of the Punjab shall be the Chancellor of the University.

جناب والا! ان کے اس ایکٹ میں یہ enacted ہے کہ

The Governor of the Punjab shall be the Chancellor. It is mandatory. It is not the sweet will of the Law Minister or his Government to say that he is not the Chancellor.

The Law Minister has the guts to say

کہ ہمارا دل کرے تو ہم کسی کو چانسلر بنا دیں۔ یہ تو مجھے پتا ہے کہ آپ کسی جاہل کو اس کی qualification relax کر کے بنا سکتے ہیں۔ آپ ایک پرائمری فیل کو جس کا میں نام نہیں لوں گا رولز relax کر کے لگایا ہے جس کو جناب وزیر منصوبہ بندی نے defend کیا ہے۔ آپ کے پاس تو اتنے اختیارات ہیں all powers -all powers نہیں all powers -full Powers بھی اور چیز ہوتی ہے full powers -full powers کا مطلب اور ہوتا ہے۔ جناب کھوسہ صاحب سے آپ پوچھیں جن کو انگریزی آتی ہے اگر آپ اس سلسلے میں handicap ہیں۔

He is Aitchisonian. He will tell you the difference between all powers and full powers.

اور full powers میں ایک threat بھی ہوتا ہے۔ جناب والا! آپ کے پاس جو اس میں

You relax the qualification you relax the age, relax all the rules, all the rules under the sun.

تو جناب والا یہ کیا معاملہ ہے۔

MR SPEAKER : You are being irrelevant.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اگر میں ایکٹ سے ہٹوں تو آپ مجھے اس ایوان سے نکال دیجئے۔ تو جناب والا اس رپورٹ کے اندر لکھا ہے اور وزیر قانون نے on the floor of the house کہا تھا کہ چانسلر کسی کو بنایا جا سکتا ہے۔ کسی ان پڑھ آدمی کو بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے qualification نہیں۔ اس کے لیے provision نہیں۔ یہ تو 11 (1) میں لکھا ہوا ہے that the Governor of the Punjab shall be the Chancellor. And you can say that

اگر آپ میں ہمت ہے اور آپ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ہم کسی کو بھی رکھ سکتے ہیں تو پھر اس میں ترمیم لائیں۔ اگر آپ قانون کو بلڈوز کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو پھر ترمیم 11 (1) میں لائیں اور یہاں بھی گورنر کو

with the word Chief Minister or the Education Minister or the Minister for Ignorance

substitute کر دیں۔

جس کو آپ چاہیں اسے کر دیں۔ جناب والا! میں آئین پر آ رہا ہوں اور اس رپورٹ میں انہوں نے فرمایا ہے کہ گورنر اور چانسلر دو مختلف چیزیں ہیں۔ رول 105 میں یہ ہے کہ

105(1). Subject to the Constitution, in the performance of his functions, the Governor shall act in accordance with the advice of the Cabinet or the Chief Minister.

اور اس کے آگے لکھا ہے کہ

Provided that the Governor may require the Cabinet or as the case may be, the Chief Minister to reconsider such advice, whether generally or otherwise, and the Governor shall act in accordance with the advice tendered after such reconsideration.

یعنی گورنر نے تو reconsideration کے بعد بھی آپ کی بات ماننی ہی ماننی ہے تو یہ جو آپ سات دن لگا رہے ہیں اس میں آپ کی بدنیتی ہے اس میں آپ

You want to undermine the constitutional authority and the function of the Governor and through that you want to undermine the authority of the President and the Governor of the Punjab, the representative of the President of the Federation.

آپ پریذیڈنٹ کے through فیڈریشن کو undermine کرنا چاہتے ہیں۔ تو خدا کے لیے اس بارے میں سوچیں اور پھر یہ اپنے بجٹ میں کہتے ہیں کہ مرکز اور صوبے کا تعلق باپ بیٹے کا ہوتا ہے۔ مگر بیٹا اپنے باپ کی ٹانگیں توڑنا چاہتا ہے۔ وہ باپ کو گھر سے نکالنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حکم میرا چلے گا اور نام تمہارا ہوگا۔ آرڈر میرے ہوں گے اور پیسے تمہارے ہوں گے اور اگر تم اتنے دنوں میں اتنے پیسے نہیں دیں گے تو میں تمہاری جیب سے نکال لوں گا۔ جناب والا! یہ کوئی بات ہے اور کیا یہ باپ بیٹے کا function ہے؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا! باپ بیٹے ہونے کا دعویٰ نواب صاحب کر سکتے ہیں مگر ہم نہیں کر سکتے۔ وہ ایک آئینی سربراہ ہیں لیکن ہم انہیں باپ تسلیم نہیں کرتے وہ یہ خود ہی کریں یا پھر ان کے ساتھی اگر پسند کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی مرضی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں لکھا ہے کہ مرکز اور صوبے کا تعلق باپ بیٹے کا ہے یا پھر اسکو deny کردیں تو رانا صاحب کیا باپ بیٹے کا تعلق ایسے ہوتا ہے آپ کی بھی اولاد ہوگی میری بھی ہے اور لوگوں کی بھی ہے۔ اس کو آپ جنرل sense میں لے لیں اگر آپکے بیٹے منہ زور ہوگئے ہیں اور آپ کا اختیار نہیں چلنے دیتے۔ مگر خدا کے لیے آپ ایسا نہ کریں سارے بیٹوں کو آپ اس طرح نہ چلائیں۔ Let the son remain a son and the father remain a father. اور اس کا protocol رہنا چاہیے اور اگر بیٹا باپ کا باپ بننا چاہتا ہے تو نقصان ہو جائے گا۔ اس میں قباحتیں ہیں اس ملک کا سکون تباہ ہو جائے گا۔ اس ملک کا ڈھانچہ تباہ ہو جائے گا آپ گورنر کے اختیارات نہیں چھین رہے۔ آپ آئینی ڈھانچے کو

You are trespassing on the infrastructure of the Constitution because Constitution does not suit to the extension of dictatorship. Constitution does not suit to the people who cannot live under the democracy, who cannot respect the will of the people, who cannot bow the will of the people, who do not believe in consensus.

ہم تو جناب والا! آئین کے ماتحت ہیں اور آئین جو ہمیں کہے ہم اسے ماننے کے لیے تیار ہیں اور جناب والا! مجھے افسوس اس بات کا ہے افسوس نہیں کیونکہ مجبوریاں ہوتی ہیں کہ بجٹ پڑھوا دیا کھوسہ صاحب سے اور انہوں نے اپنے روایتی انداز میں اور وضع دار ہونے کے ناتے اپنی شرافت میں بجٹ پڑھ دیا اور ترامیم میرے بزرگ سردار زادہ ظفر عباس صاحب سے through کرا لیے وہ بھی ایک روایتی اور شریف آدمی ہیں اور وہ کیا کریں۔ ان سے تنہائی میں پوچھیں اور ان کے دل سے پوچھیں

He has done it under duress with great reluctance.

اگر جناب والا! ترمیم کی ضرورت ہوتی تو ہم بھی کہتے کہ گورنر صاحب رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں یا

آئینی بحران پیدا ہو رہا ہے۔ آئین کے اندر گورنر کو کچھ نہیں دیا گیا آپ کیا لینا چاہتے ہیں۔ اتنا برداشت نہیں کہ گورنر آپ کو reconsider لکھ کر بھیج دے۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ وہ اگر سات دن کے اندر advice نہ دی تو فیصلہ وزیراعلیٰ کا ہوگا اور سمجھا گورنر صاحب کا جائے گا۔ اب اسکے منطق کی سمجھ نہیں ہوگی کہ بات میری ہوگی اور نام تمہارا ہوگا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ شعر بشریٰ رحمٰن صاحبہ کا ہو اور نام میرا لکھا جائے کیا جناب والا ! یہ نہیں ہوسکتا It is very dangerous trend اس سے آگے آیئے۔

All the universities are funded by Federation through the University Grants Commission.

ایسا ہے کہ نہیں ہے کوئی جو اس کو deny کرے

All the universities are funded by the Federation.

اور فیڈریشن فنڈ کرے اور اس میں اس کا اختیار نہ ہو امریکنز نے انگلستان کو محاصل دینے سے انکار کر دیا تھا اور ان کا یہ نعرہ no taxation without representation آپ فیڈریشن سے یونیورسٹیوں کو چلائیں اور فیڈریشن کے نمائندے کا اس میں اختیار نہ ہو یہ تو اخلاقی اقدار کے منافی ہے۔ کہ جس سے آپ پیسے لیتے ہیں اس کے نمائندے کو نہیں رکھتے۔ آپ ایکسائز انسپکٹر کو تو اپنی فیکٹری میں رکھ سکتے ہیں آپ انکم ٹیکس والوں کو تو اپنی فیکٹری میں بٹھا سکتے ہیں لیکن جو فیڈریشن کا نمائندہ ہے اس کا کوئی اختیار نہیں۔ جبکہ ان کے پیسے اور ان کا مال ہوتا ہے۔ تو جناب والا ! اس کا مطلب ہے کہ آپ فیڈریشن گریز ہیں اور آپ جو پندرہ بل لائے ہیں ان کی ایک ہی line of action ہے ان کا ایک ہی theme ہے۔ ایک direction ہے اور یہ سب ایک ہی goal کی نشان دہی کرتے ہیں کہ ہم نے اس طرح سے فیڈریشن سے دور ہٹنا ہے It is very dangerous. A promise cannot prosper. جناب والا ! اس طرح سے ایک صوبے کی فلاح نہیں ہوسکتی اور پنجاب کو تو یہ امتیاز حاصل ہے کہ پنجاب نے کبھی مرکز گریز پالیسی اختیار نہیں کی اور جو لوگ یہ مشورہ دے رہے ہیں یہ میں نے کل بھی on the floor of the house پر کہا تھا اور میں آج بھی میاں شہباز شریف کی وساطت سے یہ کہہ رہا ہوں تاکہ وہ وزیراعلیٰ صاحب کو بتائیں کہ جو لوگ بلا ضرورت آپ کو یہ ترمیم لانے کے لیے کہہ رہے ہیں وہ آپ کے دوست نہیں

ہم آپ کو اس صوبے کا وزیر اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر کچھ دوسرے لوگ نہیں دیکھنا چاہتے اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جی ہم نے آپ کو نہیں مانا جناب ہم نے مانا ہے یہ آپ کی بغلوں میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو آپ کو نہیں مانتے اور آپ کو نہیں دیکھنا چاہتے وہ آپ سے یہ تزاہم کرا رہے ہیں کہ آپ کو مرکز سے لڑایا جائے اور اس کا فائدہ اٹھایا جائے۔ جناب والا! اس کے آگے میں آتا ہوں کہ آئین کا آرٹیکل 105 بھی ہوگیا اور سیکشن 11 بھی ہوگیا ان کی جو خلاف ورزی ہے وہ آئین کے ڈھانچہ کو تباہ کرنے کے لیے ہے۔۔۔۔

MR SPEAKER : Nawabzada Sahib, there is nothing new which you are contributing now.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I am winding it up.

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں ٹھیک 1-30 بجے اس کو چھوڑ دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس contribute کرنے کو اب کچھ نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اگر میں irrelevant ہوں تو آپ مجھے روک دیں۔

جناب سپیکر: اس کو ختم کریں تاکہ ہم آپ کے کسی اور ساتھی کو بات کرنے کی باری دیں' ایک منٹ میں ختم کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ایسی legislation کبھی نہیں لانی چاہیے کہ جو ایک وقت آنے پر اپنے خلاف استعمال ہوسکے۔

Legislation should be taken objectively for all times to me.

کہ ہم حکومت میں نہ ہوں۔ ہمیں اس وقت کے لیے legislate کرنا چاہیے کہ جب ہم حکومت میں نہ ہوں کہ جب ہم اسمبلیوں میں نہ ہوں۔ ہمیں اس کو درمیان میں رکھنا چاہیے کہ ممکن ہے جو اگلا حاکم آئے اس کے جو انداز ہیں وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوں اور ہم اس پوزیشن میں نہ ہوں تو پھر ہم کیا کریں گے؟ کس کو بام لے کر پکاریں گے؟ پھر ہم چلائیں گے کہ ہمارے بنیادی حقوق اور یہ ہمارے استحقاق پامال ہو رہے ہیں۔ آپ گورنر کو اس کا آئینی حق دینے کے لیے تیار نہیں۔ پھر آپ کو آپ کا حق کون دے گا؟ جناب والا! جب بھی کوئی بغاوت کی سوچتا ہے تو وہ فوراً مجرم نہیں بن جاتا وہ پہلے چھوٹے چھوٹے کام کرتا ہے اور پھر اپنے ذہن کو بڑے کام

کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ پھر اس کے اندر کی جو حس ہے' اس کی جو orientation ہے وہ mutinous ہو جاتی ہے۔ وہ criminal ہو جاتی ہے اور پھر جب وہ بغاوت کرتا ہے یا جرم کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ میں ٹھیک کر رہا ہوں کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس کے لیے condition کر لیا ہوتا ہے۔ یہ psychology پڑھنے والے جانتے ہیں کہ conditioning کیا ہوتی ہے؟ conditioning یہ ہوتی ہے کہ آپ اپنے آپ کو ایسے ڈھال لیتے ہیں کہ پھر آپ automatically وہ حرکتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں اور آپ کو احساس نہیں ہوتا کہ میں غلط کر رہا ہوں اور پھر یہ وہ سٹیج ہوتی ہے کہ۔

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

Are you preparing yourself for an ultimate mutiny or for an ultimate crime against the federation of this country.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب یہ آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: سر! یہ ایک منٹ میں ختم نہیں ہوگا۔ یہ ایک اوریے کے اندر لکھا ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب پھر ہمیں اس پر time limit مقرر کرنا پڑے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: سر! میں پھر سوا ایک بجے تک ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب جہاں تک relevant بات کرنے کا تعلق ہے اس پر آپ نے کافی بات کر لی ہے' ویسے بھی آج آپ کی بات میں روانی نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: سر! یہ بھی آپ ہی کہہ رہے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ اس کو اب ایک منٹ میں ختم کیجئے۔ اب اس سے زیادہ اب میں آپ کو وقت نہیں دوں گا....

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں ختم کر رہا ہوں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے تو 45 منٹ لیے ہیں۔

جناب سپیکر: 45 منٹ نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: انہوں نے 45 منٹ لیے ہیں۔ آپ ہاؤس سے پوچھیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے 20 منٹ لیے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں نے ابھی آدھا گھنٹہ لیا ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب میں آپ کو دو منٹ دیتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: This is a gentleman's promise میرا اس پر آخری نکتہ ہے اس کے بعد میں ختم کر دیتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ۔

"The Bill to strip the Chancellor of what protective say he has in the affairs of the University of Punjab does not credit at all to the people or the impulse behind the move. According to the proposed amendment if the Chancellor does not act within seven days on the advice given to him by the Chief Minister, the advice is assumed as approved....."

یہ ہے پبلک option جسے ہم اخبارات کے ذریعے عوام کے ذریعے elicit کرنا چاہتے ہیں۔ آگے لکھا ہے کہ۔

Normally every step that adds to the power of the Elected Chief at the cost of the appointed head is to be welcomed. That is also the spirit of the Constitution. But there is a critical difference in the case of the institutions of higher learning.

اگر یہ انڈسٹری کی بات ہوتی، کسی اتھارٹی کی بات ہوتی تو ہم اعتراض نہ کرتے کیونکہ یہ seat higher learning کی بات ہے اس لیے ہم کر رہے ہیں کہ۔

"It is important for these that they are autonomous, enjoy academic freedom and are kept outside the purview of the party politics."

And we are dragging the Chancellor and the Governor into the party politics.

"That is why the countries legislators conscious of this provided for powerful and independent Senate, Syndicate and Selection Boards for each University which render it as impervious to external pressure and consideration, and representative and professional self-governance and make it.....

Sir, the speed with which the Advisor to the Chief Minister is coming to me, I object to it.

Sir, I will wind it up, otherwise I know that I will be man-handled in a few moments. This style is not good. I will tackle the Advisor equally well. But this style is not good. I will not take the law into my own hands because I believe in democratic process.

آخری جو بات میری ہے وہ یہ ہے کہ وہ وزیر اس لیے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ جب میں بولتا ہوں تو ان کی بات expose ہو جاتی ہے۔

(قہقہے)

تو جناب والا! میرا یہ آخری نکتہ ہے۔

I am narrating the last and sad commentary on the whole affairs.

اور ایک مفکر نے کہا ہے کہ۔

Our sweetest vanities are those who tell us our sad stories.

ہمارے خوبصورت اور میٹھے گیت وہ ہیں جو ہمارے المیے بیان کرتے ہیں۔

I am now going to give the sad ...

جو chinese کا menu ہوتا ہے۔ اس میں ہوتا ہے کہ ایک sweet and sour یعنی کہ وہ کھٹا میٹھا

I am going to give the sweet and sour commentary, a sad commentary on the whole affairs.

وہ یہ ہے کہ خدا کے لیے' اگر آپ کسی خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ افراد کو اداروں پر کبھی ترجیح نہ دیں کیونکہ جناب والا! اس کی ایک وجہ ہے کہ جب بھی ہم نے افراد کو اداروں پر ترجیح دی ہے تو افراد مضبوط ہوئے ہیں اور ادارے کمزور ہوئے ہیں اور افراد فانی ہوتے ہیں۔ ایک انتہائی مضبوط آدمی کی ایک دن لاش بھی نہیں ملتی۔ جس کو ہم نے مضبوط کیا کیونکہ وہ آدمی تو ویسے چلا گیا اور جو ادارے ہیں وہ ویسے بیمار اور کمزور' وہ بھی دھڑام سے گر جاتے ہیں تو وہ مرض لازوال بن جاتا ہے اور اس کا علاج نہیں رہتا۔ تو یہ trend ہے کہ افراد کو اداروں پر فوقیت نہ دی جائے۔ ان کا مرہون منت نہ بنایا جائے۔ اداروں کو مضبوط کریں گے تو افراد مضبوط ہوں گے۔ اداروں کو استحکام دیں گے تو اس نظام کو استحکام ہوگا۔ اداروں کو استحکام ہوگا تو گاڑی چلے گی۔ اس طرح گاڑی کبھی نہیں چل سکتی۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : In the name of the institutions of this country, in the name of the Federation of this country, I appeal to the conscious of the whole House.

میں اپیل کرتا ہوں کہ پارٹی لائین سے ہٹ کر سوچیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے کہ اس ایکٹ کے اندر گورنر لکھا جائے یا چیف منسٹر لکھا جائے' اس میں میرا نام تو نہیں لکھا جائے گا۔ لیکن ایک اعتراض ضرور ہے کہ جو اصول ہے' جو آئین ہے' جو ادارہ ہے اور جو طریق کار کو تبدیل نہ کریں اور اگر اس فلور پہ حکومت یہ بل واپس لے لے تو میں سمجھتا ہوں اس کی پوزیشن اس ایوان کے اندر بڑھے گی۔ اس کی عزت بڑھے گی اور اس پہ اعتماد پیدا ہوگا اور یہ احساس پیدا ہوگا کہ پنجاب کی حکومت نے جمہوریت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگر آپ اس کو پاس کر کے "سات دن" کر بھی دیں گے تو گورنر اس کو پھر واپس بھیج سکتا ہے۔ تو پھر آپ کیا کریں گے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ جناب ایڈوائزر! یہ اگر ٹھیک ہوتا تو پھر ٹھیک ہوتا۔ یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ ٹھیک نہیں۔ جناب والا!

اداروں کے نام پر جمہوریت کے نام پر' آنے والی نسلوں کے نام اور علم و فضل کے نام پر وزیر قانون ان ترامیم کو defer کر لیں اور جب وزیراعلیٰ صاحب جب آئیں گے تو میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ آئین کے نام پر' اور آئین کے تحت چلنے والے اداروں اور روایات کے نام پر ایسی non-national ایسی wasteful ایسی misplaced ایسی non-required ایسی frivolous amendment کو لا کر پنجاب کی پگ پہ داغ نہ لگائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

جناب سپیکر: جناب محمد وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں ان کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ صریحاً" آئین سے انحراف ہے اور ایک بڑے خوبصورت طریقے سے آئین میں ترمیم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! جو سب سے پہلے کمیٹی نے رپورٹ پیش کی اور اس میں کہا کہ گورنر ایک علیحدہ چیز ہے اور چانسلر ایک علیحدہ چیز ہے۔ اگر اس کو ایک جاہلانہ بات بھی کہا جائے تو وہ بھی کم ہوگا۔ کیونکہ جناب نے universities Act کا section 11 (A) بھی ملاحظہ فرمایا۔ جس کے تحت چانسلر بھی آئین کے آرٹیکل 105 کے تحت کام کرتا ہے اور جس میں لکھا گیا ہے کہ جو گورنر ہوگا وہی چانسلر ہوگا اور چانسلر ہوگا اور چانسلر کے اختیارات واپس لینا اور جناب والا' اگر یہ صورت حال ہوتی تو یہ پابندی آرٹیکل نمبر103 میں گورنر کے بارے میں دیا گیا ہے کہ۔

"103.(1) The Governor shall not hold any office of profit in the service of Pakistan or occupy any other position carrying the right to remuneration for the rendering of service."

اگر یہ کوئی علیحدہ چیز ہوتی تو آئین کے تحت گورنر اس کو لے ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کے بعد جناب والا! آرٹیکل نمبر105 جو بالکل واضح ہے۔

"Subject to the Constitution, in the performance of his functions, the Governor shall act in accordance with the advice of the Cabinet or the Chief Minister.

Provide the Governor may require the Cabinet or the Chief Minister as the case may be, the Chief Minister to reconsider such advice, whether generally or otherwise, and the Governor shall act in accordance with the advice tendered after such reconsideration."

جناب والا! گورنر کو اختیار ہے کہ وہ ایڈوائس واپس بھی بھیجے اور جناب والا! یہ ترمیم اس وقت بے کار ہو جاتی ہے۔ جناب والا! آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ سات دن کی پابندی تو لگا دی اور اگر گورنر اسے واپس بھیج دیتا ہے۔ reconsideration کے بعد پھر کوئی پابندی نہیں چاہیے وہ دو سال پڑی رہے۔ یہ ویسے ہی بے کار امنڈمنٹ ہے کہ اگر اس کو باہمی چپقلش میں لایا جائے تو ٹیکنیکلی اس کو بے کار کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔ جناب والا! جیسا کہ نواب زادہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں اداروں کا تحفظ چاہیے۔ شخصیتوں کا تحفظ قانون سازی کے ذریعے تحفظ نہیں کرنا چاہیے۔ جناب والا 129 Act کے تحت جیسا کہ ایگزیکٹو اتھارٹی گورنر کے پاس ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ گورنر یہاں پر مرکزی حکومت کا نمائندہ ہے اور صوبے اور مرکز کے درمیان رابطے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس طرح سے یہ ایک مذموم کوشش ہی نہیں بلکہ سازش کی جا رہی ہے کہ مرکزی حکومت کے تمام کنٹرول صوبے سے اٹھا لیے جائیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ بھی یہاں پہ بل پیش کر دیے گئے ہیں۔ سول سروس ٹریبونل میں جہاں جہاں گورنر کا نام ہے اس کو ختم کر کے چیف منسٹر کا نام ڈال دیا جائے اور جہاں چیف منسٹر کا نام نہیں ڈالا جا سکتا تو ادھر "سات دن" کی پابندی لگا دی جائے۔ جناب والا! جو بھی قانون سازی ہو رہی ہے یہ صوبے پر سے مرکزی کنٹرول ختم کرنے کے لیے سازش کی جا رہی ہے جو کہ انتہائی مہلک ثابت ہوگا۔ اس کے نتائج جو اس ملک اور اس صوبے میں نکلیں گے ان کو کسی نے سوچا ہی نہیں۔ ان پہ کسی نے غور ہی نہیں کیا۔ یہ صوبائی خودمختاری نہیں بلکہ یہ فیڈریشن کو کنفیڈریشن کی طرف لے جانے کے مترادف ہے۔ جناب والا! آئین میں کون سی بات نہیں۔ یہ 131 میں دیکھیں۔ اس میں چیف منسٹر کی ڈیوٹی بھی متعین کر دی گئی ہے کہ گورنر کے بارے میں اس کی کیا ڈیوٹی ہے اور گورنر کی ڈیوٹی بھی متعین کر دی ہے کہ چیف منسٹر کے بارے میں اس کی کیا ڈیوٹی ہے۔ آرٹیکل 131 واضح طور پر

کہتا ہے کہ چیف منسٹر جو بھی اقدام کرے گا جو بھی فیصلہ کرے گا وہ گورنر کے علم میں لائے گا' کابینہ جو بھی فیصلہ کرے گی وہ گورنر کے علم میں لائے گی۔ اس کی وجوہات صرف یہ ہیں کہ ایک مضبوط مرکز چاہیے۔ جناب والا! یہ جو مرکز کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کی ترامیم کی جا رہی ہیں۔ ان کا مقصد گورنر کے اختیارات کو کم کرنا نہیں۔ بلکہ ان کا مقصد ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا ہے کہ فیڈریشن کو کنفیڈریشن کی طرف لے جایا جائے۔ یہ ایک انتہائی گھناؤنی سازش ہے اور یہ کبھی بھی محب وطن لوگوں کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ جناب والا! اگر اکثریت کے بل بوتے پر ہم آج یہ ترمیم کر بھی لیں گے تو کیا ہم نے یہ سوچا ہے کہ اس کے اثرات کیا ہوں گے' اس کے نتائج کیا ہوں گے؟ یہاں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں۔ لیکن ادارے نہیں بدلتے۔ اسمبلیاں اگر ٹوٹتی بھی رہی ہیں تو دوبارہ بن جاتی رہی ہیں۔ یونیورسٹیوں نے قائم رہنا ہے' اس ملک نے قائم رہنا ہے۔ ہمیں کسی شخص' کسی فرد واحد کے لیے ایسی ترامیم نہیں کرنی چاہیں کہ جس سے کل نہ صرف ہمیں بلکہ پوری قوم کو شرمندہ ہونا پڑے۔ جناب والا! یہ بل مفاد عامہ کے منافی بل ہے۔ ان کو کیوں نہیں پبلک کی رائے کے لیے مشتہر کیا جاتا۔ اس میں حرج کیا ہے۔ اگر ہم یہ سوچتے ہیں کہ اس بات میں تضاد ہے اور ایوان اس نتیجہ میں پہنچتا ہے کہ اس کو عوامی نکتہ نظر معلوم کرنے کے لیے پیش کر دیا جائے کہ عوام کی کیا رائے ہے۔ وہ کیا چاہتے ہیں۔ آیا وہ چاہتے ہیں کہ مرکز کا کنٹرول پنجاب پر سے ختم کر دیا جائے۔ اگر وہ ایسا چاہتے ہیں تو پھر یہ ترمیم ضرور ہو جانی چاہیے اور اگر وہ ایسا نہیں چاہتے تو انہیں ایسی ترامیم نہیں لانی چاہیں۔

جناب والا! گورنر ایک آزاد مرکزی نمائندہ ہوتا ہے۔ جب آپ Universities کو کسی سیاسی جماعت کے حوالے کر دیں گے یا کسی سیاسی جماعت کے سربراہ کے حوالے کر دیں گے تو جناب والا! یونیورسٹیوں کا حال اس وقت آپ کے سامنے ہے کہ وہاں کلاشنکوف' ڈنگا فساد' لڑائی شروع ہے۔ ایڈمنسٹریٹو کنٹرول چپقلش کی نذر ہو گیا ہے' سیاست کی نذر ہو گیا۔ اب جب کہ ان پر سے فیڈرل گورنمنٹ کا کنٹرول بھی اٹھا لیا جائے گا۔ جناب والا! یونیورسٹی میں تو اس طرح یونیورسٹی گرانٹس کمشن کا بھی کنٹرول ہے اس کو بھی کسی ایکٹ کے ذریعے ختم کر دیں اور پھر آہستہ آہستہ فیڈرل لسٹ کو بھی ختم کر دیں اور concurrent list کو بھی ختم کر دیں اور ہر طرح کے قانون بنا کے اپنا کام چلا لیں۔ پھر ان چیزوں کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے بعد نہ اس ایوان کی ضرورت

رہے گی اور نہ اس صوبہ کی ضرورت رہے گی اور جناب والا! پھر دیکھیں گے کہ پھر اس ملک کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔ اگر اس طرح کی قانون سازی ہوتی رہی۔ ہمیں اس طرح کی متنازعہ چیزیں ایوان میں لانے سے گریز کرنا چاہیے۔ یہ نا صرف غیر قانونی اور غیر آئینی ہے بلکہ یہ غیر اخلاقی بھی ہے۔ جناب والا! یہ قومی مفاد اور ملکی مفاد کے منافی ترامیم ہیں۔ ان کے جو دور رس نتائج برآمد ہوں گے وہ انتہائی گھناؤنے اور خوفناک ہوں گے۔ ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان بلوں کو رائے عامہ کے لیے بھیجا جائے اور لوگوں کی رائے معلوم کی جائے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ملک امان اللہ صاحب!

ملک امان اللہ: جناب والا! اس بل کے ذریعے جو ایکٹ میں ترمیم کی جانی پیش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس فلور سے اپنے ملک کے آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ جناب والا! جو یہ بل پیش ہوا تو ہمارے بینچز سے اس کی مخالفت کی گئی۔ کچھ قانونی حوالے پیش کیے گئے کہ یہ متعلقہ نہیں۔ جناب والا! اس وقت آپ بھی کچھ پریشان سے دکھائی دیتے تھے۔ آپ کافی غور کیا اور اتفاق سے اس وقت نماز کا وقت ہوچکا تھا۔ آپ نے ہاؤس کو پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کیا اور پندرہ منٹ کی بجائے آپ چیمبر میں پینتالیس منٹ تک بیٹھے۔ اس پر غور کرتے رہے۔ اس میں کچھ ایسی بات ضرور تھی۔ آپ بھی کچھ محسوس کرنے لگے تھے کہ شائد ہم آئینی حدود کو چھو رہے ہیں' جو مناسب نہیں۔ جناب والا! ہمارے صوبے ایک نظام کے تحت چلتے ہیں اور ان کو کچھ آئینی اختیارات دیے جاتے ہیں۔ پنجاب میں ایسے کون سے حالات پیش آ گئے ہیں کہ ہم نے ایسے بل پیش کرنے شروع کر دیے ہیں جن بلوں کا ٹکراؤ مرکز سے ہو۔ جناب والا! پہلے تو مارشل لاء میں آئین ہی نہیں تھا۔ کم از کم 1985ء سے لے کر اس ایوان میں ایک سیاسی جماعت کی حکمرانی تھی۔ مرکز میں بھی ایک سیاسی جماعت کی حکمرانی تھی۔ جناب والا! اس وقت ان بلوں کو پیش کرنے کی ضرورت کیوں پیش نہ آئی۔ آج ان بلوں کو.....

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ہاؤس کے اندر کسی ممبر کو کوئی چیز ہاتھ سے چھوڑ کر مارنا مناسب ہے۔

میاں منظور احمد موہل: اس لمحہ پر بات کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد وہ بات نہیں کی جا سکتی۔

جناب فضل حسین راہی: اگر آپ اس کے حق میں فیصلہ دیں گے تو میں ایسے کروں گا کہ باہر سے چند پتھر اٹھا کر ان کی جیب میں ڈال دوں گا جس کو مرضی مارتے رہیں یہ پھر ☆☆ ہوں گے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں ملک امان اللہ صاحب اپنا اظہار خیال کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! آپ نے راہی صاحب کی بات کا نوٹس نہیں لیا۔

جناب سپیکر: یہ ضروری نہیں کہ ہر بات کا نوٹس لیا جائے۔ راہی صاحب کے یہ ☆☆ کے الفاظ کارروائی سے حذف کیے جاتے ہیں۔ چونکہ راہی صاحب کی کٹوتی کی تحریک نہیں۔ اس لیے وہ اس طرح اپنا ٹائم لینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے بھائی کو disturb نہ کریں۔ ملک امان اللہ صاحب کو اپنا اظہار خیال کرنے دیں۔ ملک صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک امان اللہ: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ 85ء سے لے کر الیکشن 88ء تک مرکز میں اور پنجاب میں ایک ہی حکومت تھی۔ اگر یہ بل جو کہ آج پیش کیے گئے ہیں اگر ان کی ضرورت ہوتی تو یہ آج سے قبل بھی پیش کیے جا سکتے تھے۔ آخر کیا ضرورت پیش آئی ہے کہ جب اتفاق سے مرکزی حکومت پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتی ہے پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت ہے تو یہ بات واضح ہے کہ ہماری پنجاب کی حکومت کو جن باتوں سے کچھ خدشہ ہے یا اپنے اختیارات میں کچھ کمی محسوس کرتی ہے تو وہ بل لا کر یہاں پیش کر دیے جاتے ہیں۔ یہ مرکز کے ساتھ ایک ٹکراؤ ہے۔ یہ آئین کو چھیڑنے کی بات ہے۔ خدارا! اس ملک کا آئین بچنے دیں۔ یہ چھوٹے موٹے بل سے آئین کو جو دیمک آپ لگا رہے ہیں یہ ٹھیک نہ ہوگا۔ شاید کل کو آپ محسوس کریں کہ یہ بل پھر اصلی حالت میں رہنے چاہیں تو پھر آپ کو شرم ساری ہو گی۔ آپ محسوس کریں گے کہ ہمیں یہ چیزیں نہیں کرنی چاہیں تھیں۔ آخر کیا بات ہے؟ پنجاب تو بڑا smoothly چل رہا ہے۔ یونیورسٹیز میں کیا ضرورت پیش آ گئی ہے کہ ہم یہ ترامیم پیش کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہم آئین میں کیسے ترمیم کر سکتے ہیں۔ یا وفاقی حکومت کے ساتھ کس طرح ٹکراؤ کریں۔ ایسی باتیں ہمیں جذبات سے نہیں سوچنی چاہیں ہمیں چاہیے کہ ہم ان باتوں پر غور کریں۔ یہاں اکثریت ایسے لوگوں کی بیٹھی ہے جو محب وطن لوگ ہیں جن کے کوئی ذاتی مفادات نہیں۔ ان لوگوں کی سمجھ کے لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ

☆☆☆ (بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

وہ ایسی باتوں سے گریز کریں۔ یہ نہ ہو کہ یہاں پہ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر "ہاں" یا "نہ" کہہ کے اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے۔ آپ کا اس میں کچھ مقصد نہیں۔ یہ تو ایسی بات ہوئی کہ ایک شخص کو آپ طاقتور کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے کو کمزور کرنا چاہتے ہیں جس کو آپ کے آئین نے اختیار دیا ہوا ہے۔ خدارا! آئین کو آئین رہنے دیں۔ اگر آئین بچے گا تو آپ بھی بچیں گے۔ خدانخواستہ اگر اس آئین کو کچھ ہوا تو اس میں نہ میرا بھلا ہوگا اور نہ آپ کا بھلا ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر: جناب شاہنواز چیمہ صاحب بیٹھے نہیں۔ میرے ساتھ وصی ظفر صاحب نے بات کی ہے کہ کچھ ایسے صاحبان کہ جن کی تراسیم نہیں ہیں اور وہ محرک نہیں ہیں۔ ان کو بھی ان بلوں پر اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اپنی پچھلی روایات پر عمل کریں گے اور اس کے مطابق ہمارے پاس جتنے بھی حضرات کے نام ہیں ان کو ہم موقع دیں گے کہ وہ ان پر اپنا اظہار خیال کریں گے۔ اگر وہ متعلقہ بات کریں تو میں ان کے لیے وقت کی حد بھی مقرر نہیں کروں گا۔ اس پر بے شک وہ کھل کر اظہار خیال کر لیں۔ لیکن جن لوگوں کی تراسیم نہیں ہیں ان کو میں اس پہ بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اگر ایک مقرر کی تقریر کو دوسرا مقرر دھرائے اور وہی الفاظ استعمال کرے تو اس کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! پہلے تو یہ طے ہوا تھا کہ جو محرک ہیں ان کو بغیر کسی پابندی کے وقت دیا جائے گا اور جو محرک نہیں ہیں ان کو دس دس منٹ دے دیے جائیں گے۔ اب ہمیں یہ نئی نوید ملی ہے کہ جو

محرک نہیں ہیں ان کو بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جو افہام و تفہیم ہوئی تھی اور جو بات چیت ہوئی تھی یہ اس کے برعکس ہے۔ جناب والا! نذر حسین کیانی ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں.....

جناب سپیکر: جناب شاہ صاحب! یہ کس وقت طے ہوا تھا؟ کن کے ساتھ طے ہوا تھا؟

(قطع کلامیاں)

MR KHALID LATIF KARDAR : Mr Speaker, earlier speaker was allowed to speak upto ten minutes and you don't allow people to speak when the matter is so important.

جناب سپیکر: کس نے اس پر فیصلہ دیا تھا؟ ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ فیصلہ کیا تھا؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب آپ خود یہاں موجود تھے۔ وزیر قانون نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: یہ کس نے بات کی ہے۔ ایک آدمی بات کرے۔ کاردار صاحب کو آپ بٹھائیں پوائنٹ آف آرڈر پر سید ذاکر حسین شاہ بات کر رہے ہیں۔ کاردار صاحب زرا تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ کا خیال یہ ہے کہ وزیر قانون نے آپ سے یہ بات طے کی تھی؟ وزیر قانون صاحب نے اگر یہ بات کی ہے تو وہ ارشاد فرمائیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ ذرا تشریف رکھیں۔ مجھے یاد ہے جو میں نے کہا تھا۔

وزیر قانون: جناب والا! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ہماری آپس میں جو افہام و تفہیم ہوئی تھی اس کے تحت محرک اس بل پر آدھ گھنٹہ بولیں گے اور باقی صاحبان جنہوں نے ترامیم دی ہیں اور محرک نہیں ہیں وہ اس پر پانچ سے دس منٹ تک بولیں گے۔ یہ ہماری آپس میں افہام و تفہیم ہے لیکن جنہوں نے ترامیم دی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے ترامیم دی ہیں وہ تو بول چکے ہیں اب باقی تو ترمیم پیش کرنے والوں میں سے کوئی رہ نہیں گیا۔

جناب سپیکر: ان کا خیال یہ ہے کہ جنہوں نے ترامیم نہیں دی ہیں وہ بھی بولیں گے۔

وزیر قانون: نہیں جناب ہرگز نہیں۔

جناب سپیکر: ایک وقت میں ایک آدمی بات کرے۔ سید ذاکر حسین شاہ آپ کی طرف سے بات کر رہے ہیں۔ آپ لوگ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم یہاں پر جو بات کرتے ہیں وہ ٹیپ ہو جاتی ہے اس میں

ہم سچے ہیں یا وزیر قانون سچے ہیں۔ آپ ٹیپ چلوا کر سن لیں۔

وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ جو محرک ہیں ان کو آدھ گھنٹہ اور جو محرک نہیں ہیں ان کو دس منٹ دیے جائیں گے۔ میاں شہباز شریف صاحب اس وقت صدارت کر رہے تھے۔ آپ ایوان سے باہر تھے یہ بات طے ہوئی اور ایوان کے فلور پر جو بات وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں اس سے مکر جانا میرے خیال میں کوئی اچھی روایت نہیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

آوازیں: پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ ہونے دیں۔

(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ مسئلہ اس میں یہ تھا کہ اگر ایک ترمیم میں چار آدمی ہیں تو محرک یعنی جس نے ترمیم مود کی اس کو آدھ گھنٹہ باقی جو تھے ان کو پانچ سات منٹ دیے جائیں گے۔ لیکن ان کو جنہوں نے ترمیم پیش کی ہے۔ جنہوں نے ترمیم پیش نہیں کی ان کو وقت نہیں ملے گا۔ ان کا مطلب یہی تھا۔ جناب والا! یہ اصل بات ہے۔ کیونکہ محرک سارے نہیں ہیں۔ محرک ایک ہے جس نے ایوان میں.....

یہ محرک جس نے تحریک پیش کی تھی باقی سے مراد وہ ہے جنہوں نے ترمیم پیش کی تھی جنہوں نے ترمیم پیش کی وہ نہیں بول سکتے۔ جناب والا! یہ بات تھی۔

جناب سپیکر: فضل حسین راہی صاحب اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔ یہ بات clear ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بات واضح ہو جائے گی ایک ترمیم S صاحبان نے دی ہے۔ اب اس پر determine کرنا ہے کہ کیا وہ پانچوں محرک ہیں یا ان میں سے ایک آدھ مودر ہے۔ اگر ایک آدمی محرک ہے اور باقی صاحبان ان کے ساتھ شامل ہیں اس ترمیم کو پیش کرنے میں تو وہ ایک محرک تصور ہوگا۔ آپ کی طے شدہ بات کے مطابق ایک آدمی نصف گھنٹا بات کرے گا باقی صاحبان دس دس منٹ بات کریں گے۔ اگر وہ پانچوں صاحبان محرک ہیں تو بھی پانچوں کو بطور محرک تصور کیا جائے گا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح وزیر قانون سے آپ کی بات طے ہوئی ہے اس کے مطابق پانچوں آدھ گھنٹہ بات کریں گے۔ جنہوں نے مود نہیں کی وہ صاحبان

دس دس منٹ بات کریں گے۔ جن کا ترمیم میں نام نہیں ہے۔
جناب وزیر قانون اس بات کی وضاحت کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! بات یہ تھی کہ جب سید ذاکر حسین شاہ تقریر فرما رہے تھے تو اس وقت تک یہ اعتراض نہیں اٹھایا گیا کہ یہ وقت زیادہ لے رہے ہیں۔ میاں منظور احمد موہل نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا کہ ان پر وقت کی پابندی لگائی جائے۔ اس وقت انہوں نے جناب سپیکر! کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی کہ وزیر قانون کے ساتھ ہماری اس بارے میں بات طے شدہ ہے اور ہم نے اس سلسلہ میں دس منٹ سے زیادہ بات کرنی ہے۔ اس پر جناب سپیکر نے میری رائے پوچھی تو میں نے واضح طور پر کہا کہ محرک کے بارے میں بھی ہماری جو بات طے ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ دوصاحبان اور وہ بھی میں نے نام لے کر گذارش کی کہ سید ذاکر حسین شاہ اور غضنفر گل صاحب آدھ گھنٹہ بولیں گے اور محرک میں جناب وصی ظفر صاحب بھی شامل ہیں۔ اس میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ اس میں یہ بھی دس منٹ بولیں گے۔ تو اس میں تو کوئی ابہام نہیں ہے۔ ویسے وہ آدھ گھنٹہ بول چکے ہیں۔ اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس وقت ہمیں وقت ضائع کرنے کی بجائے آگے چلنا چاہیے اور اس میں کسی قسم کی کوئی ambiguity اور کوئی confusion نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جب آپ نے یہ بل consolidate فرمائے تھے تو وہ بھی ٹیپ چلا لیں۔ جناب نے یہ فرمایا تھا کہ وہ پانچ کے پانچ محرک تصور ہوں گے اس لیے ہم ان بلوں کو consolidate کرتے ہیں اور اس کے علاوہ جو ہوں گے وہ دوسرے ہوں گے۔ جناب والا! یہ ہمیں اس لیے ہم اس میں پانچ کے پانچ محرک ہیں۔ ایک بل ملک امان اللہ صاحب نے موو کیا ہوا ہے' ایک بل شاہنواز چیمہ نے موو کیا ہوا ہے' ایک بل میں نے موو کیا ہوا ہے۔ ایک بل ذاکر شاہ صاحب نے موو کیا ہوا ہے اور اب consolidated پانچ بلوں پر بحث ہو رہی ہے۔ ہم پانچ کے پانچ موورز ہیں اور جناب نے بھی یہی فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ جناب والا! آدھے گھنٹے کی بھی بات نہیں ہوئی تھی میں اس وقت خاموش ہوگیا تھا۔ میں نے تو وزیر قانون صاحب کو یہ بتایا تھا ایک گھنٹے کے قریب غضنفر گل صاحب اور ایک گھنٹے کے قریب سید ذاکر شاہ صاحب بولیں گے میں کم

بول لوں گا۔ باقی جو محرک نہیں ہیں ان پر دس دس منٹ کی پابندی ہوگی۔ جو کہ جناب کے پاس اختیار بھی ہے وہ لگا لیں گے۔ یہ تمام بات in black and white ہوئی نہیں تو اس میں کوئی بات ہی نہیں تھی۔ محرکین میں ہم سب کا نام دیتے اور علیحدہ علیحدہ ترامیم پیش کر دیتے۔ جناب والا! ان five consolidated بلوں پر جناب نے خود فرمایا تھا کہ یہ پانچ کے پانچ محرکین تصور ہوں گے اور بحث اکٹھی کر لیں گے اور یہ جناب کی اپنی رولنگ موجود ہے۔ جب پانچ محرکین ہیں تو پھر باقی وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے ترامیم پیش نہیں کیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے الگ amendment دی تھی اور میں نے اپنی amendment الگ دی تھی اگر اسمبلی نے ان کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ عرض تھی کہ میں بھی اٹھ کے اسے move کروں تو آپ نے کہا کہ آپ کی طرف سے بھی move ہو گئی۔ تو آپ اپنے عملے کو ہدایت دیں کہ وہ ہر ممبر کی الگ الگ amendment لکھا کریں' اس کے اوپر نیچے نام نہ لکھ دیا کریں۔

جناب سپیکر: تو اس کے مطابق آنی چاہیے۔ اگر آپ الگ دیں گے تو الگ آئے گی اگر آپ اکٹھی دیں گے تو اکٹھی آئے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں جی نہیں' ہم نے اکٹھی نہیں دیں۔ انہوں نے الگ دی ہے اور میں نے الگ دی ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ اکٹھی کیسے ہو گئیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: وہ اس لیے چونکہ یہ similar amendments تھیں۔ انہوں نے غلطی سے یہ کہا کہ اسے دونوں ناموں سے لکھ دیا۔ جناب والا! ہم الگ محرک ہیں اور وہ الگ محرک ہیں اور اگر میاں منظور احمد موہل صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ادھر سے اٹھ کر ادھر بیٹھنے سے یہ ہمارے حقوق پہ ہاتھ ڈال لیں گے تو یہ کس طرح ممکن ہے یہ he is more catholic than pope. اتنی وکالت تو حکومت کی لاء منسٹر اور دیگر منسٹر نہیں کرتے جتنی کہ آج کل میاں صاحب کر رہے ہیں۔ جناب بڑی افسوس ناک بات ہے یہ میں نے کوئی Catholicism پہ حلف نہیں اٹھایا یہ تو انگریزی کا محاورہ بولا ہے۔

بیگم شیلا بی چارلس: کیونکہ جناب والا یہ religious matter میں آ جاتا ہے اور اس لیے میں

سمجھتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی میں ان کا نام لینا جائز نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ انگریزی کا محاورہ ہے

I will not discuss the pope at all.

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں..... آرڈر پلیز..... میاں صاحب اب اس کو کیوں لمبا کرتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں رولز اور ریگولیشن کے مطابق بات کرتا ہوں نہ میں کسی کی خوشامد کرتا ہوں۔ یہاں پر پارلیمانی سیکرٹری بیٹھا تھا میں نے اس پر بھی اعتراض کر دیا تھا' وہ تو حکومت کی پارٹی کا تھا' میں تو قطعاً" کسی کی خوشامد نہیں کرتا۔ میں رولز اور ریگولیشن کے مطابق بات کرتا ہوں۔ جو بھی کوئی غلط کرتا ہے تو میں وہ آپ کی assistance کے لیے نشان دہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہاں ذاتی قسم کی بات نہیں ہونی چاہیے۔

راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں گے۔ اسلم گورداسپوری صاحب ذرا تشریف رکھیں۔ جی راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: یہ بات نہیں مسئلہ صرف یہ ہے کہ یہاں پر آپس میں commitment ہوئی ہے اور اس commitment کو honour کرنے کا مسئلہ ہے اور کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: میں اس پہ بات کر رہا ہوں آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب فضل حسین راہی: یہ حکومت سمجھتی ہے اور یہ ایوان سمجھتا ہے کہ جس قانون پہ زیادہ بحث ہو جائے وہ قانون اچھا ہوتا ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ یہاں پر جتنی بھی ترامیم یا بل لائے جاتے ہیں انہیں اتنی جلدی میں bulldoze کرنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے۔ ہم اس ہاؤس میں عوام کی آواز اٹھانے کے لیے آئے ہیں' ہم ان کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ آپ بات کیوں نہیں کرنے دیتے' جناب والا! میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ نے جہاں اچھی روایات قائم کی ہیں ان کو برقرار رکھنے کے لیے اور بھی دلیری سے اقدامات کریں۔

حکومت تو آپ سے کہے گی کہ آج ہی ان کے تمام بل پاس کروا دو۔ ان کا بنک بھی قائم کروا دو۔ لیکن عوام کیا کہے گی۔ قانون سازی کرنے کے لیے کچھ قوانین ہوتے ہیں راستے ہوتے ہیں' آئین کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں' ان کو روکنے کے لیے یہ آپ کا اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہمارے جو ممبرز بولنا چاہتے ہیں ان تمام کو بولنے کا موقع دیں' اس کے بعد ان کی اکثریت ہے اگر یہ بل پاس کروا سکتے ہیں تو پاس کروالیں۔ میں آپ سے یہی گذارش کروں گا۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب میں اس پر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دوں گا۔ پہلے اس پر مجھے فیصلہ کرنے دیں۔ آپ سارے صاحبان تشریف رکھیں۔ رانا صاحب تشریف رکھیں..... آرڈر پلیز۔ سردار صاحب تشریف رکھیں..... سردار صاحب میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کیونکہ آپ پہلی مرتبہ اس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں' اس لیے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں' ارشاد فرمایئے۔

سردار محمد عارف نکئی : جناب والا! جب آپ نے رائے شماری کروالی ہے تو پھر اس کے بعد یہ بحث کس چیز پر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات جائز ہے۔ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کاردار صاحب تشریف رکھیں ذرا میری بات سن لیں۔ بات یہ ہے کہ یہ جو بل ہے اس پہ میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں' میں نے اس پہ سوال put کر دیا ہے اور آپ کی amendment پہ decision ہوگیا ہے۔ اس کو اب میں کسی بھی صورت میں reopen نہیں کر سکتا۔ نہ ہی مجھے اس کو reopen کرنا چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER : You can't interrupt Mr. Kardar. Mr. Kardar what are you doing? You can't interrupt the Speaker. Mr. Kardar. Take your seat please, and learn to behave Mr. Kardar.

اور دوسری بات کا جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ اگر آپ کی کوئی آپس میں اب بلوں کے بارے میں بات کرنے کے بارے میں settlement ہوئی ہے اور اگر اس پہ لاء منسٹر صاحب اور وصی ظفر صاحب اتفاق کریں کہ صاحبان جن کے نام امینڈمنٹ کی moves میں شامل نہیں ہیں ان کو بھی کوئی ٹائم لسٹ مقرر کر کے بات کرنے کے لیے کچھ ٹائم دینا ہے۔ اگر سارے ہاؤس کی یہ رائے ہوگی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں اس پہ آگے بڑھتا ہوں۔ جناب لاء منسٹر اور جناب وصی ظفر آپس میں بات کر لیں' اگر وہ بات کریں گے اور اس پہ طے کریں گے کہ جو اگلے بل آ رہے ہیں ان پہ کچھ ایسے صاحبان جن کے نام امینڈمنٹس کے movers میں شامل نہیں ہیں' وہ اگر اتفاق کریں کہ ان کو بات کرنے کی اجازت دی جائے تو میں اس بات پہ غور کرنے کو تیار ہوں گا اور جو صاحبان یہاں پر بات کرنا چاہتے ہیں ان میں جناب اسلم گورداسپوری صاحب' جناب کاردار صاحب' اور جناب کیانی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں' میرے بعد تین صاحبان کے نام آئے تھے اور بھی کچھ صاحبان بات کرنا چاہتے تھے۔ تو اس پہ لاء منسٹر صاحب اور وصی ظفر صاحب کوئی time limit مقرر کر کے اگر وہ ان صاحبان کو بھی بات کرنے کے بارے میں مجھے جوائنٹ درخواست کریں تو میں ان کی اس درخواست پر غور کرنے کے لیے آمادہ ہو جاؤں گا۔ جی جناب گورداسپوری.....

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! آپ کی بڑی مہربانی' آپ نے بڑی شفقت سے' محبت سے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اگلے دنوں میں جو لوگ move نہیں کرتے وہ بھی بول سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی میں نے یہ فیصلہ نہیں دیا۔

(قطع کلامیاں)

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر! میں اختصار کے ساتھ عرض کر رہا تھا کہ آج کے ہاؤس کی یا اسمبلیوں کی یہ روایات ہیں کہ اس میں جو شخص اپنی بات کا اظہار کرنا چاہے اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا یا تو ایک محرک ہوتا تو یہ فیصلہ کر سکتا تھا کہ اس کے بعد بولنے والوں کی کتنی لسٹ ہے۔ جب انفرادی طور پر ایک ہی بل کے محرک ہوں اس میں ٹریڈیشن

یہ ہے کہ دوسروں کو بھی بولنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم اپنی روایات کا خیال نہیں رکھیں گے تو ہم اپنی تاریخ متعین نہیں کر سکیں گے۔ جو پچھلا بل گزرا ہے اس میں روایات کا ہی ماتم تھا۔ اب اتنی بڑی روایات کو توڑتے رہے ہیں۔ اتنی بڑی روایات کو پامال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اسلم گورداسپوری صاحب! آپ نے پھر بل پر بات کرنا شروع کر دی ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: میں ٹریڈیشن پہ بات کر رہا ہوں۔ یہ ٹریڈیشن اس بل کی کنڈیشن ہے۔ آپ اس ٹریڈیشن کو ختم کر رہے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس طرح ہم اس ہاؤس میں mandate کے ساتھ آئے ہیں اور اس mandate میں ہمارا پریویلج ہے کہ عوام کے مفاد میں ہاؤس کے متعلق ہم بات کر سکیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ آپ بھی ایک روایت کے مطابق یہاں آئے ہیں۔ یہ روایت ہے کہ آپ ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہم آپ کو قبول کرتے ہیں۔ یہ ایک روایت ہے۔ سپیکر سب کا ہے۔ اسی طرح روایت کے مطابق ہمارے بھی کچھ حقوق ہیں اور وہ بل ایک ٹریڈیشن کا بل ہے اس کو ٹریڈیشن کے نکتہ نظر سے لینا چاہیے تھا۔ افسوس ہے اگر اس طرح سے ہماری ٹریڈیشن آپ کی ٹریڈیشن کو بلوں کی شکل میں لا کر دوسری ٹریڈیشن قائم کی گئی.....

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ رولز کیا کہتے ہیں۔ رولز اور روایات یہ کہتی ہیں کہ جو صاحبان محرک ہیں۔ جن کے نام ترامیم میں ہیں اور انہوں نے ترامیم پیش کی ہیں سپیکر کی صوابدید ہے کہ ان میں سے بھی کسی کو بولنے کی اجازت دے یا نہ دے۔ جہاں تک رولز کا تعلق ہے۔ اگر آپ کو اس بات سے اختلاف ہے اگرچہ سپیکر کے کنڈکٹ کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا اگر مجھے رول بتائیں تو میں آپ کو سننے کے لیے تیار ہوں۔ یہ ایک بات ہے۔

دوسری رہی روایات کی بات۔ روایات کی بات یہ ہے کہ جن صاحبان نے ترامیم پیش کی ہیں میں ان سب کو شروع سے لے کر آج تک اجازت دیتا چلا آیا ہوں کہ وہ اپنی بات ختم کریں۔ ہاں

جنہوں نے ترامیم پیش نہیں کی ہیں ان کو میں نے اجازت نہیں دی۔ آج اگر اجازت نہیں دے رہا اس سے پہلے بھی اجازت نہیں دی۔ یہ مسئلہ رولز کا تھا۔

اب اگر سارا ہاؤس اس پہ اتفاق کرے تو آپ کے یہ علم میں ہے نارملی ہاؤس ساری بات جس پہ اتفاق کرے میں اس بات کو قبول کرتا ہوں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں۔ اس میں اگر مجھے آپ کی سہولت کے لیے رولز میں نرمی بھی کرنی پڑے تو میں نرمی..... کرنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن اگر سارا ہاؤس اس پہ اتفاق کرے اب بھی میں نے یہ کہا ہے کہ اگر وزیر قانون اور وصی ظفر صاحب اس بات پہ اتفاق کر لیں کہ جن صاحبان کی ترامیم نہیں ہیں۔ جن کے نام اس میں شامل نہیں ہیں۔ میں اس کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوجاؤں گا لیکن رولز میں یہ نہیں ہے۔ روایات میں یہ نہیں ہے۔ جو بات آپ کر رہے ہیں جو روایات کی آپ بات کر رہے ہیں۔ یہ روایات اور رولز میں نہیں۔ اس پر میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔ میں نے اس پر رائے شماری کرا لی ہے۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے میں اپنے فیصلے پر قائم رہوں گا۔

اگلے بلوں کا جہاں تک تعلق ہے اس پہ یہ صاحبان بات کر لیتے ہیں اس میں اسلم گورداسپوری صاحب، کیانی صاحب، کاردار صاحب، راہی صاحب اور وینس صاحب کو شامل کر لیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن وہ سارے ہاؤس کا فیصلہ سمجھتے ہوئے میں اس کو قبول کر لوں گا۔ اب اس پہ بات ختم ہوتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسے آپ نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ روایات اور رولز پہلی بات ہے لیکن میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیسے میرے بھائی اسلم گورداسپوری صاحب نے بات کی ہے کہ کسی رولز اور کسی قانون کے پیچھے کچھ روایات ہوتی ہیں کہ جب کچھ لوگوں نے اچھی روایات پیدا کیں اور اس پر انہوں نے محسوس کیا اور انہوں نے اس کو مستقل بنانے کے لیے رولز کی شکل میں لے آئے۔

جناب والا! دوسری آپ نے صوابدید کی بات کی ہے۔ ٹھیک ہے ہم سپیکر کے فیصلے کو چیلنج نہیں کر سکتے۔ ہمیشہ انصاف کو چیلنج نہیں کیا جاتا۔ غیر انصافی کو ہر لمحے ہر جگہ پہ چیلنج کیا جاتا ہے اور جو آپ کی صوابدید ہے اس کا بھی معرض وجود میں آنا صرف دیکھا یہ جاتا ہے کہ اگر کوئی قوانین بنیں تو وہ کس لیے بنتے ہیں۔ قوانین انسانوں کے لیے بنتے ہیں انسان قوانین کے لیے نہیں

بنتے ہیں۔ صوابدید صرف ایک آدمی کو اس لیے دی جاتی ہیں کہ جب وہ مفاد عامہ کے لیے کوئی قدم اٹھانا چاہے تو اس کے راستے میں یہ سرخ فیتہ حائل نہ ہو۔ آپ اپنی صوابدید ہمارے حقوق معطل کرنے کے لیے تو ہر وقت استعمال کرتے ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس دفعہ یہ صوابدید آپ اس طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ آخر ہم اس ہاؤس میں اپنا ماضی الضمیر بیان کرنے کے لیے آئے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ہمیں یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے۔ اگر آپ ہمیں موقع فراہم نہیں کریں گے تو جناب والا! پبلک میں آپ کے متعلق کیا تاثر ہوگا اور اس پورے ہاؤس کا کیا تاثر ہوگا۔ اس لیے یہ ضروری نہیں۔ میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنے اختیارات خصوصی کو استعمال کرتے ہوئے ایسے حالات پیدا نہ کریں کہ جہاں صرف یہی ہو کہ یہاں پر غیر جانبدارانہ کوئی بات نہیں ہو رہی۔ غیر جانبداری کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے۔ غیر جانبدار ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ جو بھی آدمی پاور میں ہوتا ہے He is on the side of a giver, he is not on the side of a receiver اس لیے آپ ہمیں اس حق سے محروم نہ کریں۔ میری یہ آپ سے استدعا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب اس پر مزید ڈبیٹ کی کسی بھی صاحب کو اجازت نہیں دے سکتا۔ جہاں تک شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے' شاہ صاحب مجھ سے رعایت اور حمایت چاہتے ہیں' یہ کہہ کر کہ جناب سپیکر! آپ نے اس سے پہلے تو کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا' یہ اچھا کام آپ کر دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: میں نے قطعاً" یہ نہیں کہا۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی discretion کو ہمیشہ ہمارے حقوق معطل کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ تو مجھے آپ کی یہ بات سن کر بے حد دکھ ہوا ہے اور افسوس ہوا ہے۔ میں نے اپنی discreation کو ہمیشہ آپ کے حقوق میں اضافہ کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ آپ کے اظہار خیال میں آسانی پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ آپ کی عزت و احترام میں اضافہ کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: میں نے یہ کہا ہے کہ جب قواعد معطل کرنے ہوں تو اس وقت

discretion کا استعمال کیا جاتا ہے۔ میں نے قطعاً یہ نہ کہا تھا۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں اس بحث کو ختم کر چکا ہوں۔ میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں۔ آپ کیوں ضد کرتے ہیں؟ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! مہربانی فرمائیں اور ایک گھنٹے کے لیے وقت میں توسیع فرما دیں۔

(قطع کلامیاں۔ شور)

جناب نذر حسین کیانی: ایسی کون سے ایمرجنسی ہے؟ یہ کل بھی ہو سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: ہم باہر چلے جاتے ہیں' میں بتا دوں کہ ہم آپ کو روک لیں گے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ کس نکتے پر فرما رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: وہ کہہ رہے ہیں کہ وقت بڑھا لیا جائے۔ کیوں؟ مسئلہ کیا ہے ہم نے یہاں تین بجے تک بیٹھ کر کیا کرنا ہے؟ اور یہ درست بات ہے اور آپ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ اگر اپوزیشن کا یہ ایک سو آدمی یہ فیصلہ کر لے کہ کوئی بل پاس نہیں ہو سکتا تو آپ اس کی تصدیق کریں گے کہ ایک مہینہ بھی لگے رہیں تو آپ ایک بل پاس نہیں کروا سکیں گے۔ میں یہ جانتا ہوں۔ یہ میرے علم میں ہے۔

وزیر مال: اگر آپ کوئی ترمیم تو آپ وقت صرف کر سکتے ہیں۔ لیکن پاس کرنے میں اکثریت کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ (مداخلت) آپ بات سنیں۔

وزیر مال: میں گذارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ وصی ظفر صاحب سے پوچھیں۔ آپ مہربانی سے ہدایت فرمائیں کہ انہوں نے اپنا جو لیڈر یہاں بھیجا ہے' اس کی تو بات سن لیں۔ وہ یہاں کی بات کر کے گئے ہیں اور وہ بغیر اجازت کے بولتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب' آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے ٹائم کی تو کوئی بات نہیں کی۔ میں نے تو یہ عرض کیا ہے کہ محرک کے علاوہ جو بولنا چاہیں' ان کے لیے آدھا گھنٹا اور دے دیں۔ اس آدھے گھنٹے میں جتنے بھی بول بولیں۔ میں نے اپنا اور امان اللہ صاحب کا کہا ہے کہ ہم دس دس منٹ بول لیں گے۔ باقی محرک صاحبان کے لیے آدھا گھنٹا اور اس کے علاوہ بھی آدھا گھنٹا دے دیں۔ یہ میں

نے لاء منسٹر سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ کا اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ جن صاحبان کے نام ترامیم پر موجود ہیں' ان کے علاوہ اپوزیشن سے جو صاحبان بولنا چاہیں' انہیں نصف گھنٹے تک بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر تین آدمی بولنا چاہتے ہیں تو دس دس منٹ بول لیں اور اس طرح انہیں بولنے کی لیے نصف گھنٹا دیا جائے اور اگر پانچ پانچ منٹ بولیں گے تو چھ آدمی بول سکتے ہیں۔ تو آپ کی آپس میں یہ بات طے ہو گئی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا!

وزیر قانون: یہ آئندہ کے لیے ہے۔

جناب سپیکر: وقت بڑھانے کے بارے میں بھی آپ کی بات ہوئی ہے؟

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آپ کی طرف سے ایک آدمی' آپ کے نمائندے بات کر رہے ہیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔ آپ صاحبان تشریف رکھیں۔ آپ کے نمائندے وصی ظفر صاحب بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: دو بج کر پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ وقت میں توسیع نہیں کی گئی۔ یہ غیر قانونی کارروائی ہو رہی ہے۔ اسمبلی کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: وقت بڑھانے کی بات جناب وزیر قانون نے کی تھی۔

(قطع کلامیاں)

تشریف رکھیں وصی ظفر صاحب! میرے پاس لاء منسٹر صاحب کی طرف سے وقت بڑھانے کی درخواست آئی ہے۔ میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ اگر ایوان کو اس کی منظوری حاصل ہے تو میں وقت میں اضافہ کر دوں گا۔

(قطع کلامیاں - شور)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں اس ضمن میں ایک گذارش کرتا ہوں۔ میں نے کل گذارش کی تھی کہ ہاؤس کو ٹھیک نو بجے شروع کر دیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ وصی ظفر صاحب کی بات تو سنیے۔ آپ اپنے ایک نمائندے کی بات تو سنئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! سلمان تاثیر صاحب بھی تھے' گل صاحب بھی تھے اور میں بھی تھا۔ چار پانچ اور صاحبان تھے۔ یہی عرض کی تھی کہ صبح ٹھیک نو بجے اجلاس شروع فرما دیں۔ تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ آج دس چالیس کے قریب اجلاس شروع ہوا۔

جناب سپیکر: دس بجے شروع ہوا۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں' جناب ساڑھے دس بجے کے بعد شروع ہوا۔ ساڑھے بارہ بجے تو تحاریک التوائے کار ختم ہوئی تھیں۔ وہ جو ڈیڑھ گھنٹا ضائع ہوا' وہ اب ہم پر مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو خود لیٹ آئے۔ اگر ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی بھی اس بات پر راضی نہیں ہوتا تو کیا کیا جا سکتا ہے؟ میں تو کل سے کہہ رہا تھا اور پھر ہم نے اپنا وقفۂ سوالات کا ایک گھنٹا دیا ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب میں آپ سے یہ کہنا چاہوں کہ اس میں آپ یہ بھی دیکھیں' کہ اگر لاء منسٹر صاحب کی طرف سے اکثریتی پارٹی کی طرف سے سپیکر کے پاس درخواست آتی ہے کہ آپ قانون سازی کے لیے ایک گھنٹا بڑھا دیں اور اس میں سپیکر ایوان سے دریافت کرتا ہے کہ آپ کی یہ رائے ہے اور اگر ایوان اس کی منظوری دیتا ہے کہ ایک گھنٹا بڑھا لیا جائے تو سپیکر کے پاس اس کے سوا کوئی قانونی اور اخلاقی چارہ کار نہیں کہ وہ وقت کو بڑھائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اس بات پر واک آؤٹ کرتے ہیں تو آپ بغیر کسی وجہ کے چیئر سے عدم تعاون کرتے ہیں۔ میں آپ سے کہوں گا کہ نصف گھنٹا یا ایک گھنٹا وقت بڑھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! جتنا بھی کام چل رہا ہے' وہ by arrangement چل رہا ہے۔ جو جو ادھر سے طے ہو جاتا ہے' اس کے مطابق ہاؤس کا انتظام چل رہا ہے۔ ہم کہیں گے کہ جناب کی بڑی فراخ دلی ہے کہ رولز ٹھونسے ہیں۔ نہ ہم نے کلیم کیے ہیں' نہ انہوں نے ٹھونسے ہیں۔ ہاؤس کا انتظام by arrangement چل رہا ہے۔ اسی لیے اتنا تعاون ہے اور ایوان کا ماحول اتنا اچھا ہے۔ ورنہ کے پہلے حالات بھی جناب کے علم میں ہیں۔ جناب والا! اس کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ اگر ہم تعداد میں کم بھی ہیں تو ہمارے جذبات کا بھی خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر: یقیناً"

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ اگر نو بجے تشریف نہیں لائے تو

اس میں حکومتی بنچوں کی ناکامی ہے۔ یہ طے ہوا تھا کہ تین آدمی بھی ہوں تو نو بجے ہاؤس شروع کر دیا جائے۔ ہمارے محرک صاحبان اور میں خود تین بجے تمام حاضر تھے۔ اگر وقت پر ہاؤس شروع ہو جاتا ہے تو وقت بڑھانے کی نوبت بھی نہ آتی اور نہ ادھر سے کوئی resentment ہوتی۔

جناب سپیکر: وہ بات بھی ختم ہو گئی۔

چودھری محمد وصی ظفر: وہ بات ختم ہو گئی۔ جناب والا! آپ فیصلہ تو ٹھونس سکتے ہیں۔ اگر یہ نہیں چاہتے تو اس میں کوئی اتنی بڑی مصیبت نہیں آ جائے گی۔ آپ کل وقت بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو بھی دیکھیں کہ ابھی آپ کی لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے آپ سے یہ بات طے کر لی ہے کہ جو ترامیم کے محرک نہیں' جن کے نام نہیں' ان کے بولنے پر بھی انہیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: اور آپ کے آدمی آج accommodate ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ آپ کا مشترکہ فرمان ہے تو میں اس پر عمل کروں گا اور ان کو accommodate کریں گے۔ اس میں تھوڑا سا give & take ہے ان میں تھوڑا سا جذبہ ہونا چاہیے۔ اگر انہوں نے آپ کی بات مان لی تو آپ بھی ان کی بات کو تسلیم کیجئے اور ایک گھنٹہ میں کیا ہو جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میں نے تو کہا کہ میں نصف گھنٹے کی بجائے دس منٹ بول لوں گا۔ بیس منٹ میں نے اپنے دیے۔ بیس منٹ ملک امان اللہ کے دیے اور آدھا گھنٹا شاہ نواز چیمہ کا دیا ہم نے 70 منٹ کے بدلے میں نصف گھنٹا لیا۔ یہ اس لیے کہ انتظام صحیح ہے۔ اپنا وقت دے کر جناب لیا ہے۔ جب انہوں نے وقت بڑھانے کی بات کی تو میں نے ان کو بتا دیا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ہمیں آپ دیں گے یہ ہمارا وہ وقت ہو گا جو ہمارے اپنے ممبران نے ترامیم move کی ہوئی ہیں۔ یہ وقت ان میں سے نکلے گا۔ اگر ایک ممبر آتا ہے اور اپنی ترمیم پر بولنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ تین دن وہی بولتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ کارروائی اس وقت بے ضابطہ ہو رہی ہے۔ اس لیے وزیر قانون کی طرف سے جو اس وقت تحریک move ہوئی ہے کہ وقت ایک گھنٹا مزید بڑھا دیا جائے۔ آپ کی کیا رائے ہے کہ وقت بڑھا دیا جائے۔ (منظور) وقت ایک گھنٹا کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے وصی ظفر صاحب ایک سیکنڈ کے لیے بیٹھیں میری بات ذرا سن کر جائیں۔ یہ وقت جو ہم بڑھا رہے ہیں یہ ان کی بات کرنے کے لیے کر رہے ہیں' تاکہ وہ قانون سازی میں جو صاحبان دلچسپی رکھتے ہیں وہ اس قانون سازی میں حصہ لے سکیں گے۔ یہی بات میں نے وصی ظفر صاحب سے کی ہے۔ اگر ممکن ہے تو آج گھنٹا بڑھا لیتے ہیں۔ ایک گھنٹا کوئی زیادہ وقت نہیں۔ ان میں سے جو بولنا چاہتے ہیں وہ بھی بول لیں اور وہ قانون سازی میں حصہ لیں اور جناب والا یہ واک آؤٹ نہ کریں۔ یہ اگر بولنا چاہتے ہیں تو ضرور بولیں اور اپنا اظہار خیال کریں۔ اگلے دن ہم رات کو اس ہاؤس کو دس بجے تک چلانا چاہتے تھے لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ ہم نے رات کے کھانے پر کہیں جانا ہے۔ اس لیے اجلاس جلدی ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ ہم نے ان کی بات مانی اور ہم ان کے بغیر قانون سازی نہیں کرنا چاہتے۔ یہ جتنا چاہیں بولیں۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ بولنا چاہتے ہیں یہ بولیں۔ اس لیے میری ان سے اپیل ہے کہ وہ واک آؤٹ نہ کریں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس ایوان کو بہتر انداز سے چلائیں اور ہم افہام و تفہیم کے ذریعے چلانا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ یہ اسمبلی لگی ہوئی تھی اور دو بجنے کے بعد وقت بڑھائے بغیر اور جب آپ نے وقت بڑھایا ہے وہ آپ نے 2 بج کر 13 منٹ پر بڑھایا ہے۔ اسمبلی کی تیرہ منٹ تک جو کارروائی ہوتی رہی ہے اس کے بارہ میں آپ رولنگ دیجئے۔

جناب سپیکر: اس میں جو کارروائی ہوتی رہی ہے اس میں آپ کی باتیں تھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب 13 منٹ تک جو کچھ اسمبلی میں ہوا ہے وہ کیا ہے۔ آپ ایوان کا وقت 2 بج کر 13 منٹ پر بڑھا رہے ہیں۔ آپ تیرہ منٹ کے بارہ میں مجھے رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں میں رولنگ دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب یہ یونیورسٹیز بل ہیں۔ ان کو آپ وقت بڑھا کر پیش کر لیں باقی بزنس کل پر رکھ لیں۔

جناب فضل حسین راہی: ابھی تمہاری ترامیم move نہیں ہوئی ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! ترامیم move کر لیں۔ آپ ان کو second reading کے لیے put کر لیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں پر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ حزب اقتدار اپوزیشن کو بولنے کا حق نہیں دیتے اور یہ بل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جو تیاری کر کے نہیں آتے اور جو ترامیم پیش نہیں کرتے ہم یہاں عوام کی نمائندگی کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے ترامیم نہیں دیں ہمیں پھر کہتے ہیں کہ ہمیں بولنے کا حق دیا جائے۔ یہ قانون ہے جناب والا! جب یہ اس قانون کے مطابق یہ تیاری کر کے نہیں آتے اور تاثر یہ دیتے ہیں کہ ہمیں بولنے کا حق نہیں دیا گیا۔ خود لاعلم ہیں گھر سے تیاری نہیں کرتے۔ یہاں کہتے ہیں کہ ہمیں بولنے کا حق دیا جائے۔ جب یہ قواعد کی کتاب ہے اس کتاب کے قانون کے مطابق میں چلنا ہوگا۔ یہ کیسے بول سکتے ہیں یہ کتاب موجود ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ وزیر قانون کی شرافت ہے۔ وہ ان کو روایت کے باوجود قواعد کے ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ وہ بول لیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان کی بڑی فراخ دلی ہے۔ یہ خود تیاری کر کے نہیں آتے۔

(شور)

سید جاوید علی شاہ: جناب سپیکر! میں نے یہاں محسوس کیا ہے کہ یہاں لوگوں کو زبان کی بواسیر ہے۔ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑی بڑی باتیں کر جاتے ہیں۔ ہماری طرف سے بھی کچھ لوگ ہیں۔ یہاں راہی صاحب کوئی کشتہ کھا کر آتے ہیں اور ادھر سے ڈاکٹر شیلانی صاحبہ کوئی کشتہ کھا کر آتی ہیں یہ باتیں کرتی چلی جاتی ہیں ان دونوں کو باہر بھیجا جائے۔ ورنہ میں احتجاجاً باہر جا رہا ہوں۔

ڈاکٹر شیلانی چارلس: جناب سپیکر! جو الفاظ انہوں نے پہلے کہا ہے اس کو حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ مجھے بزنس کو لینے دیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment)

Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 15th July, 1989:

1. Mr. Khalid Latif Kardar
2. Syed Zakir Hussain Shah
3. Malik Shah Muhammad Mohsin
4. Sardar Zafar Iqbal
5. Malik Muhammad Aslam Gurdaspuri
6. Sardar Ashiq Hussain Gopang
7. Ch. Khalid Javed Virk
8. Rana Phool Muhammad Khan

9. Rana Shamim Ahmad Khan

10. Ch. Muhammad Wasi Zafar.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : Motion moved and the question is —

"That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف دی پنجاب مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 15th July, 1989:

1. Mr. Khalid Latif Kardar
2. Malik Shah Muhammad Mohsin
3. Syed Zakir Hussain Shah
4. Sardar Zafar Iqbal
5. Malik Muhammad Aslam Gurdaspuri
6. Sardar Ashiq Hussain Gopang
7. Ch. Khalid Javed Virk
8. Alhaj Rana Phool Muhammad Khan
9. Rana Shamim Ahmad Khan
10. Ch. Muhammad Wasi Zafar.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : Motion moved and the question is —

"That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER : The amendment moved and the question —

That the University of Engineering & Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the University of Engineering & Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the University of Engineering & Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be referred to Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 15th July, 1989:

1. Mr. Khalid Latif Kardar
2. Syed Zakir Hussain Shah
3. Malik Muhammad Aslam Gurdaspuri
4. Sardar Zafar Iqbal
5. Malik Shah Muhammad Mohsin
6. Sardar Ashiq Hussain Gopang
7. Ch. Khalid Javed Virk
8. Alhaj Rana Phool Muhammad Khan
9. Rana Shamim Ahmad Khan
10. Ch. Muhammad Wasi Zafar.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : Motion moved and the question is —

"That the University of Engineering & Technology, Lahore (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) دی بہاؤ الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question —

That the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

That the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 15th July, 1989:

1. Mr. Khalid Latif Kardar
2. Syed Zakir Hussain Shah

3. Malik Shah Muhammad Mohsin

4. Sardar Zafar Iqbal

5. Malik Muhammad Aslam Gurdaspuri

6. Sardar Ashiq Hussain Gopang

7. Ch. Khalid Javed Virk

8. Alhaj Rana Phool Muhammad Khan

9. Rana Shamim Ahmad Khan

10. Ch. Muhammad Wasi Zafar.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : Motion moved and the question —

That the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) دی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

"That the University of Agriculture, Faisalabad (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989."

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

"That the University of Agriculture, Faisalabad (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special

Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is —

"That the University of Agriculture, Faisalabad (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 15th July, 1989:

1. Mr. Khalid Latif Kardar
2. Syed Zakir Hussain Shah
3. Malik Shah Muhammad Mohsin
4. Sardar Zafar Iqbal
5. Malik Muhammad Aslam Gurdaspuri
6. Sardar Ashiq Hussain Gopang
7. Ch. Khalid Javed Virk
8. Alhaj Rana Phool Muhammad Khan
9. Rana Shamim Ahmad Khan
10. Ch. Muhammad Wasi Zafar.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The motion moved and the question is —

"That the University of Agriculture, Faisalabad (Amendment) Bill, 1989 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آج کے اخبار میں☆ ☆کے بارے میں ایک آرٹیکل چھپا ہے۔ تو جناب والا میری گزارش ہے کہ اخبارات کو منع کیا جائے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب میں اس پر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! ویسے بھی☆ ☆کا ذکر مناسب نہیں۔

جناب سپیکر: میں اس پر پہلے بات کر چکا ہوں کہ یہ جو الفاظ کسی معزز رکن کے لیے استعمال کیے گئے ہیں یہ bad taste میں ہیں۔ اس لیے میں ان الفاظ کو حذف کرتا ہوں اور یہ نامناسب ہیں اور یہ کسی بھی معزز رکن کے نام کے ساتھ نہیں آنے چاہییں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! اخبارات کو کہہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: میں اخبارات کے رپورٹر صاحبان سے بھی یہی کہوں گا کہ یہ الفاظ کسی معزز رکن کے ساتھ نہیں آنے چاہییں کیونکہ یہ نامناسب اور نازیبا الفاظ ہیں۔

MR SPEAKER : Now we will take up the Bill clause by clause. Clause-2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. First amendment is from Nawabzada Ghazanfar Ali Gul. He may move the amendment.

..... Nawabzada Ghazanfar Ali Gul.

(The honourable member was not present in the House)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا ! میں نے آپ سے یہی عرض کیا تھا کہ ہمارے محرک حضرات اس ایوان میں موجود نہیں۔ اس لیے بل کی دوسری خواندگی کل لے لیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب ! میں اس پر straightaway question put کروں گا۔ اگر محرک حضرات موجود نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا ! جو پہلی خواندگی کے question put کرنے ہیں وہ آج کر لیں اور دوسری خواندگی کے جو question put کرنے ہیں وہ کل سے شروع کر لیں۔ یہ میں نے

☆ ☆ ☆ (بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

درخواست کی تھی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب کیا یہ طے ہوا ہے۔

وزیر قانون: نہیں' جناب والا!

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ طے نہیں ہوا تھا لیکن جناب والا! جب اپوزیشن کے ممبران واک آؤٹ کرنے لگے تھے تو اس وقت میں نے جناب سے درخواست کی تھی کہ پہلی خواندگی کا مسئلہ ہے.....

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ صاحب نے جو میرے ساتھ بات کی ہے وہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کے بل آپ نکال لیں۔ اگر ایوان کو ایک گھنٹا اور extend کرنا پڑے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں نے بھی پہلی خواندگی کی بات کی تھی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پہلی خواندگی کی بات نہیں کی تھی۔ آپ نے کہا تھا کہ یہ جو ایک گھنٹے کا وقت بڑھا دیا گیا ہے اس میں یونیورسٹیوں کے بل نکال لیں اور براہ مہربانی ہم درخواست کرتے ہیں کہ باقی بل آج نہ لیں۔ میں نے ان سے کوئی commitment نہیں کی۔ لیکن انہوں نے میرے ساتھ یہ بات کی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: نہیں جناب والا! میں نے پہلی خواندگی کا کہا تھا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے میرے ساتھ یونیورسٹیوں کے بلوں کی بات کی تھی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں نے یہی کہا تھا کہ پہلی خواندگی کو آپ آج مکمل کرلیں اور باقی کو کل کرلیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو جھٹلانا نہیں چاہتا لیکن آپ نے میرے ساتھ یونیورسٹیوں کے بلوں کی بات کی ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! آپ کی بات درست ہے لیکن میرا مقصود یہ تھا کہ اگر پہلی خواندگی پر کچھ explain نہیں ہوسکا تو اسے explain کرلینا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! میں نے فلور پر آپ سے یہی گزارش کی تھی کہ پہلی خواندگی تک آپ مکمل فرمالیں اور دوسری خواندگی کل take up کرلیں اور جناب نے فرمایا تھا کہ

میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب وقت بڑھایا جا چکا ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ آگے چلنا چاہیے۔ اب اس میں غیر ضروری طور پر اس میں تاخیر کرنا میرے خیال میں نامناسب ہے۔ میں نے آپ سب کو اپنے ماضی الضمیر کے مطابق بات کرنے کا موقع دینا ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے بزنس کو غیر ضروری طور پر نشانہ نہیں بننے دینا ہے۔ یہ بھی میرے فرائض ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ آپ سے ایک گھنٹا بڑھائیں اور اس کی پہلی خواندگی مکمل کر لیں اور اس کو جناب نے شروع کیا اور جناب وہ ہو چکی ہے۔ تو جناب والا! اب ہم کوئی ترمیم دیتے ہیں۔ آپ تمام بلوں کو ابھی put کر کے پاس کر لیں آدھ گھنٹا اور لگ جائے گا۔

جناب والا! میں نے اپنے ساتھیوں سے اجازت لے کر آپ سے کہا تھا کہ آپ first reading مکمل کر لیں.....

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ نے کس سے بات کی۔ پہلی خواندگی کی آپ نے کس سے بات کی؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں نے اس فلور پر کی تھی اور کیانی صاحب سے بات کر کے یہ بات کی تھی کیونکہ وہ اس وقت ڈپٹی لیڈر تھے۔ اس وقت آپ distrub تھے اور جناب نے کہا تھا کہ میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے کہ آپ نے بات کی ہوگی مگر سوال یہ ہے کہ اس کو کیا دوسری طرف سے بھی کسی نے قبول کیا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اگر اسے قبول کیا تھا تو جب ہی تک ایوان کی کارروائی آگے بڑھی تھی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب میرے ساتھ کریں کہ اگر اس کو قبول کیا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اپوزیشن کے تمام فاضل اراکین واک آؤٹ کر گئے تھے اور میں نے ان کو روکنے کے لیے یہ راستہ نکالا تھا اور جناب نے کارروائی شروع کی تو یہ صاف واضح تھا کہ اسے قبول کر لیا گیا ہے اور تمام میرے ساتھی دوبارہ یہاں بیٹھ گئے۔ تو جناب والا!

میری درخواست ہے کہ پہلی خواندگی آج مکمل فرمالیں اور دوسری خواندگی کل شروع کردی جائے۔ تو جناب نے اس وقت فرمایا تھا کہ میں بات کو سمجھ گیا ہوں اور مجھے بیٹھنے کے لیے کہا تو میں بیٹھ گیا اور وہ تمام صاحبان اندر تشریف لے آئے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! کیا میں نے آپ سے یہ بات کی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ نے کہا تھا کہ میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا میں نے ایسی بات کی تھی کہ پہلی خواندگی آج کریں گے اور باقی بزنس کل کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب والا! میں نے کب کہا کہ.....

جناب سپیکر: کیا وزیر قانون صاحب نے آپ سے بات کی تھی کہ پہلی خواندگی آج کریں گے اور باقی بزنس کل کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ نے اس وقت یہ فرمایا تھا کہ میں سمجھ گیا ہوں اور ہم واپس اس ایوان میں بیٹھ گئے تو جناب والا! اس کا مطلب یہی تھا کہ پہلی خواندگی آج مکمل کر لی جائے گی اور باقی کل۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ بات کو خود بخود ایسے ہی سمجھ لیتے ہیں۔ میری آپ سے یہ بات نہیں تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب! آپ ٹیپ چلا لیں میں نے عرض کی تھی کہ پہلی خواندگی آج مکمل فرمالیں دوسری خواندگی ٹھیک کل صبح نو بجے شروع کر لیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! مجھے بتایا جائے کہ ہم جو clause by clause کو take up کر رہے تھے اس میں نواب زادہ صاحب کی ایک ترمیم ہے۔ کیا وہ move کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! نواب زادہ صاحب اسے ضرور move کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو لائیں بسم اللہ کیجئے move کیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! نواب زادہ صاحب تو جہاز میں بیٹھ کر اسلام آباد چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کو تصور کروں گا کہ یہ move نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی میں

question put کروں گا مجھے افسوس ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب' میں کوئی زیادتی نہیں کر رہا ہوں۔ یقین جانیے کہ آپ کی موجودگی میں یہ سارے بل آئیں اوران پر آپ کو اپنے اظہار خیال کا موقع ملے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ میں نے درخواست کی تھی اور میری وہ درخواست وزیر قانون بھی سن رہے تھے اور جناب ٹیپ بھی چلا لیں کہ پہلی خواندگی جناب آج مکمل کر لیں۔ دوسری خواندگی ہم کل شروع کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی وزیر قانون صاحب! آپ وصی ظفر صاحب کی بات کا جواب دیں۔

وزیر قانون: جناب والا ! اس قسم کی کوئی بات میرے ساتھ طے نہیں ہوئی تھی بلکہ سیکنڈ ریڈنگ کے بارے میں یہاں کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی بات تھی تو میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بات جو طے ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ یونیورسٹیز کے بلوں کو آج ہی take up کر لیں اور آج ہی ان کو مکمل کر لیں۔ باقی آئندہ کے لیے جو بات طے ہوئی تھی وہ میں نے جناب کو پیش کر دی تھی۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب کی امنڈمنٹ تصور ہوگی کہ یہ move نہیں کی گئی کیونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا ! ان بلوں میں اتنی urgency نہیں مگر آپ ان کو ہمارے معاہدے کے خلاف take up کر رہے ہیں۔ تو جناب والا ! آپ وقت کو بڑھا کر سارے بلوں کو آج پاس کر لیں۔ ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: اور ہم جا رہے ہیں۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب والا ! یہ اتنے اہم بل ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ عوام کو ان کے بارے میں کچھ پتا نہ چلے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی)

جناب سپیکر: میں یہ چاہوں گا کہ جناب گل حمید خان روکڑی اور جناب رانا پھول محمد خان آپ دونوں صاحبان اپوزیشن کو لائیں۔ تو نواب زادہ صاحب کی اس میں امنڈمنٹ نہیں۔

Next amendment has been received by Ch Muhammad Wasi Zafar, Ch Muhammad Shah Nawaz Cheema and Malik Amanullah. Ch. Muhammad Wasi Zafar, Ch. Muhammad Shah Nawaz Cheema and Malik Amanullah may like to move their amendment. However, this amendment is not admissible under Rule 173(3) as this will have the effect of a negative vote.

Clause - 2

MR SPEAKER : The question is :

"That Clause 2 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 1

MR SPEAKER : Now Clause 1 is under consideration. No notice of amendment has been received. The question is :

"That Clause 1 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER : Now the Preamble is under consideration. No notice of amendment has been received The question is :

"That the Preamble do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER : Now the Long Title is under consideration. Since there is no amendment, it forms part of the Bill.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I move:

"That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989 be passed."

MR SPEAKER : The motion moved is :

That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989 be passed."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER : The motion moved and the question is :

"That the Islamia University of Bahawalpur (Amendment) Bill, 1989 be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed

جناب سپیکر: گل حمید خان روکڑی صاحب اور رانا پھول محمد خان صاحب اپوزیشن سے بات کرنے کے لیے تشریف لے گئے تھے کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں اور legislation میں شامل ہوں تو اس پر میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن نے کیا ردعمل ظاہر کیا ہے؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے درخواست کی ہے لیکن وہ بضد ہیں کہ second reading کل پر رکھ لی جائے تو میں نے ان سے عرض بھی کی تھی کہ ہمیں قوم کیا کہے گی؟ کہ قانون ساز ادارے کے لوگ جان بوجھ کر رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ یہ جناب کا بھی اختیار ہے کہ جناب کم سے کم وقت لیں اور قانون سازی کرائیں۔ وہ اس پر رضامند نہ ہوسکے۔ وہ پانچ سات آدمی ہیں باقی تو چلے گئے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہوں نے کہا کہ کارروائی ہو رہی ہے۔ آپ کر لیں۔ میں نے کہا پھر جنگ والا بل بھی آج ہی نکال لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا جی نکال لو ہمیں کیا اعتراض ہے؟ تو اس لیے میں درخواست کروں گا کہ قانون سازی میں ہم ان اپنے بھائیوں کو شریک رکھنا چاہتے ہیں چونکہ ان کو تنقید اور ترمیم کا حق ہے۔ لیکن وہ منت سماجت کرنے کے باوجود بھی ہمیں کمزور سمجھتے ہوئے انہوں نے ہمیں ٹھکرا دیا۔ اب میں جناب سے درخواست کروں گا کہ ہاؤس کا ٹائم اور بھی بڑھا کر قانون سازی کے معاملے کو آج ختم کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں اپنی بات معزز ممبران اپوزیشن تک پہنچانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں اور اپوزیشن کا رول ہاؤس میں ادا کرنا ہے۔ وہ انہیں ادا کرنا چاہیے۔ ان کو contribute کرنا ہے' ہاؤس میں انہیں contribute کرنا چاہیے۔ وہ یہاں تشریف لے آئیں۔ ہم چاہتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ یہاں موثر انداز میں اپنا نقطہ نظر اس معزز ایوان میں پیش کریں اور ان بلوں کے بارے میں جو ان کی رائے ہے اس سے ہاؤس کو اور سارے پنجاب کے لوگوں کو آگاہ کریں۔

(اس مرحلہ پر میاں محمود الحسن ڈار معزز ایوان میں تشریف لے آئے)

ڈار صاحب! آپ میری بات پہلے سن لیں' وہ اگر تشریف لے آتے ہیں تو پھر میں لاء منسٹر سے یہ کہوں گا کہ اپوزیشن کے لوگ اگر تشریف لے آتے ہیں تو ہم آج صرف یونیورسٹی کے بلوں پر رائے شماری کرانے پر اکتفا کریں اور میں ذاتی طور پر بھی یہ کہوں گا کہ یونیورسٹی کے بلوں پر رائے شماری کرانے پر اکتفا کریں گے۔ اس میں آپ کی ترامیم کو ٹیک اپ کریں گے۔ آپ کو بولنے کا موقع دیں گے لیکن اگر آپ تشریف نہیں لائیں گے اور پھر یہاں صرف حزب اقتدار موجود ہوگی تو پھر حزب اقتدار والے اگر یہ مطالبہ کریں گے کہ ان بلوں کی legislation کو مکمل کیا جائے تو پھر ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا کہ ہم legislation کو مکمل کریں۔

میاں محمود الحسن ڈار: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کی وساطت سے ٹریژری بنچز کے معزز اراکین کو یہ بتا دوں کہ رانا صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ آپ روکڑی صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ وہاں پر یہی بات ہوئی تھی کہ آپ پہلے جا کر کارروائی کو دکھائیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں اور ہم وہاں پر یہ بات کرتے رہیں۔ یہ پیغام لینے کے لیے آئے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ دیکھو یہاں پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی اور اس وقت جناب کارروائی کر رہے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ اپوزیشن کو اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آپ نے حکم فرما کر ان کو بھیجا۔ آپ کی نیت پر کوئی شک نہیں اور اپوزیشن والے بھی اس بات کو مان سکتے ہیں لیکن یہ طریقے سے ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ آپ اپنی کارروائی کو بھی جاری

رکھیں اور ان کو بھی کہیں کہ چلو جا کر بات چیت کریں۔ جناب اب آپ نے فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہی طریقہ ہے کہ میں جاتا ہوں اور اپنے ساتھیوں سے پھر بات کرتا ہوں اگر یہ بات طے ہوتی ہے تو پھر آپ کو آ کر بتا دیتے ہیں کہ واک آؤٹ ٹوٹتا ہے یا نہیں ٹوٹتا۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ پر میاں محمود الحسن ڈار معزز ایوان سے تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: جی گل حمید خان روکڑی صاحب اس بارے میں مزید اگر اپوزیشن سے بات کرنے کی ضرورت ہو تو پھر آپ ان سے بات کر لیں۔

MR SPEAKER : Now we take up the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 clause by clause.

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین ایوان میں تشریف لے آئے)

چودھری محمد وصی ظفر: دوسری خواندگی پر ترامیم دے کے پاس کرانے کا مطلب یہ ہے کہ آج رات کے چھ بج جائیں گے۔ جناب والا! ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کا یہی خیال ہے۔ جناب والا! یونیورسٹی بلز کا جتنا کام آج کر چکے ہیں اسے وہیں تک رہنے دیں۔ اس وقت تین بجنے والے ہیں۔ باقی کل صبح ٹھیک دو بجے اجلاس شروع کر دیا جائے۔ ترامیم کے محرک بھی موجود ہوں گے۔ ہم نے وقفۂ سوالات بھی چھوڑ دیا ہے اور آج بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس سے زیادہ تعاون اور ہم کیا کریں گے۔ ہم تو خود چاہتے ہیں کہ مسودہ ہائے قوانین پر جتنی زیادہ سے زیادہ بحث ہو جائے کم سے کم وقت میں اور صحت مند ماحول میں' وہ بہتر ہے۔ جناب والا! میری گزارش یہی ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں' اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں۔ ایک دو بل آج آپ نے نپٹا لیے ہیں باقی کل کر لیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے بھی گزارش کروں گا اور آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! سرکاری بنچز کے اراکین چاہتے ہیں کہ آج ہی وقت بڑھا کر یہ بل پاس کریں اور آپ چاہتے ہیں کہ legislation کے کام کو ابھی بند کر دیا جائے اور ان یونیورسٹیوں کے بلوں کو بھی کل ٹیک اپ کیا جائے۔ میں نے اس میں درمیانہ راستہ نکالا تھا اور آپ کی سہولت کے لیے تھا جس کا میں نے اظہار بھی کیا ہے۔ کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آج صرف یونیورسٹیوں کے بل ٹیک اپ کر لیتے ہیں اور باقی کوئی بل ٹیک اپ نہیں کرتے اور باقی

legislation کل نیک اپ کی جائے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یونیورسٹی بلز میں بھی ہم نے ترامیم دی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: تو آئیں' ان ترامیم پر بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس پر تو بحث ہوگی۔

جناب سپیکر: ہم آپ کو بات کرنے کا موقع دیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: اس طرح تو چھ بج جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضروری تو نہیں کہ چھ بج جائیں۔ جس وقت تک ہاؤس کی رائے ہوگی کہ وقت کو بڑھایا جائے تو بڑھایا جائے گا۔ تو میں نے ہاؤس کی صورت حال دیکھنی ہے اور اپنی بھی دیکھنی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اگر اکثریت کے بل بوتے پر اسی طرح کبھی قواعد کو نرم کر کے اور کبھی ہاؤس کی رائے لے کے اور اپوزیشن کو دبا کے چلنا ہے تو پھر اس میں arrangement کا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: قواعد کو نرم کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں تو سابقہ مثالیں پیش کر رہا ہوں۔ کبھی اکثریت کے بل بوتے پر اپوزیشن کو اتنا دبا کے کہ وہ آواز بھی نہ اٹھا سکے۔ اگر اسی طرح چلنا ہے تو پھر اپوزیشن کی ادھر ضرورت نہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ آپ ٹیپ چلا کے دیکھ لیں۔ میں نے یہی بات کی تھی کہ پہلی خواندگی آج مکمل کرلی جائے۔ دوسری خواندگی کو کل پہ ڈالا جائے۔ جناب والا! نے فرمایا کہ میں بات سمجھ گیا ہوں۔ وہاں پہ یہ بھی افہام و تفہیم ہوئی تھی کہ جناب والا! نے بھی اسے قبول کر لیا ہے اور سرکاری بنچز نے بھی اسے قبول کر لیا ہے۔ جناب والا! رانا صاحب نے بھی اندر آ کے کچھ عجیب طریقے سے بات پیش کی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان بلوں پہ بحث ہو تو صحت مند ماحول میں۔ اس میں کوئی ایسی جلدی نہیں۔ ہم اس کو طول بھی نہیں دینا چاہتے۔ آپ کے اپنے اختیار میں ہے آپ کل صبح اور شام بھی کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! اگر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر جائیں اور ان کے لیڈران بھائی ان کو منانے جائیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی آئے اور تقریر کر جائے کبھی دوسرا

آئے اور تقریر کر جائے کیا ایسی کوئی مثال ہے۔ یا تو واک آؤٹ توڑ کر اندر آئیں۔ یہ کہاں کا طریقہ ہے کہ ایک آدمی آئے اور مائیک پہ تقریر کر کے پھر واک آؤٹ پر چلا جائے۔ یہ تو میں نے آج نیا ہی تماشا دیکھا ہے۔ یہ واک آؤٹ ہے یا نہیں ہے۔ اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے بھائی آئیں ہم ان کی شرط ان شاء اللہ مانیں گے۔ اگر وہ نہیں آئے تو ہم نے قوم کو منہ دکھانا ہے۔ جتنی بھی قانون سازی ہے اگر رات کے بارہ بھی بج جائیں ہم وہ کر کے جائیں گے۔ یہ اس ہاؤس کی رائے ہے اور جناب کو اس کا احترام کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مونل صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اگر رانا صاحب بارہ بجے تک تقریر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ جناب نے مائیک پہ حکم فرمایا۔ ہم لابی میں تھے۔ ہمارے اراکین نے بھیجا کہ جا کے صحیح صورت حال اور اپنا مطالبہ میں جناب کے آگے پیش کروں اور دھراؤں' جناب والا! ہماری آخری بات یہی ہے کہ اگر سارے بل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بالکل کریں ہم ان میں شامل نہیں ہوسکتے' اس طرح کے غیر جمہوری اقدامات میں ہم شامل نہیں ہوسکتے۔ وقت بڑھانے کا کوئی جواز نہیں۔ دوسری خواندگی کو کل ٹیک اپ فرمالیں۔ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بات طے تھی کہ بھرپور دو دن دیے جائیں گے۔ وقت بڑھانے کی کوئی بات ان سے طے نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود بھی درمیانی راستہ میں نے نکالا تھا کہ جب وہ واک آؤٹ کر رہے تھے کہ پہلی خواندگی آج مکمل ہو جائے اور واک آؤٹ نہ ہو اور دوسری خواندگی صبح ٹھیک نو بجے ٹیک اپ کرلیں گے۔ خود ڈیڑھ گھنٹا لیٹ آتے ہیں تو اس کا بوجھ وہ ہم پر کیوں ڈالتے ہیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! اب اس میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ بات کافی ہوچکی ہے۔ کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ legislation آپ کے بغیر یہاں پہ ہو جائے اور آپ ان بلوں پہ اظہار خیال نہیں کرنا چاہتے۔ یہ اب آپ کی مرضی پہ ہے کہ آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ میں تو آپ کو یہی رائے دوں گا کہ آپ آ جایئے۔ ان یونیورسٹی کے بلوں پر اظہار خیال کیجئے ان کے کچھ بلوں کی disposal ہو جائے گی۔ سرکاری بنچز والے بھی مطمئن ہوں گے کہ ہمارے معاملات بھی کچھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ باقی جتنے سارے بھی معاملات ہیں ان کو کل ہم ٹیک اپ کرلیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی ضد کی بات

نہیں۔ اگر سرکاری بنچز چاہتے ہیں کہ وہ فورس کر کے اپوزیشن کو باہر بھیجیں اور سارے کے سارے بل آج بارہ بجے تک پاس کر لیں تو ضرور کر لیں۔ ہماری تو یہی گزارش ہے کہ شاید دو بل پاس ہو گئے ہیں یا ایک بل پاس ہو گیا ہے اور جو جاری ہے اسے بھی پاس فرما لیں۔ تین بل رہ جائیں گے باقی صبح کر لیں۔

جناب سپیکر: میں لاء منسٹر صاحب کی رائے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں لاء منسٹر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ ہماری بات کو مانیں۔

وزیر قانون: جناب والا! کل میں قائد حزب اختلاف کے پاس اسی سلسلے میں گیا تھا اور ان سے میں نے یہی گزارش کی تھی کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے یہ بل ہر قیمت پر جمعرات تک پاس ہو جائیں۔ اس سلسلے میں آپ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں اور آج کے لیے میں نے ان کی خدمت میں یہ درخواست کی تھی کہ آج ہم شام کو بھی اجلاس کو لیں اور آپ کے تعاون سے ہم یہ اجلاس کریں گے تاکہ اراکین حزب اختلاف کو زیادہ سے زیادہ بات کرنے کا موقع ملے۔ اس وقت وصی ظفر صاحب بھی موجود تھے۔ ظفر صاحب بھی موجود تھے۔ لیکن قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ آپ آج کا علیحدہ کوئی اجلاس نہ کریں۔ آپ جمعرات کو صبح کا اجلاس کر لیں۔ ہم آپ سے تعاون کریں گے اور ان شاء اللہ العزیز آپ کے یہ سارے کے سارے بل دو بجے تک پاس ہو جائیں گے۔ اگر خدانخواستہ یہ بل دو بجے تک پاس نہ ہوئے تو پھر جمعرات کی شام کو آپ اجلاس رکھ لیں اور شام کے اجلاس میں بقایا جو تھوڑی بہت کارروائی ہوگی وہ ہم مکمل کر لیں گے۔ جناب والا! اس وقت صورت حال یہ ہے اور ابھی وصی ظفر صاحب تشریف لائے تھے تو میں نے ان سے اسی خدشے کا اظہار کیا تھا کہ ٹائم بڑھائیں گے تو آپ کے دوست واک آؤٹ کر جائیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں وہ واک آؤٹ نہیں کریں گے۔ آج بھی مجھے پھر یہ خطرہ ہے کہ آج بھی اگر ان کا اسی طرح سے رویہ رہے تو کل اگر ہم ٹھیک نو بجے بھی اجلاس کی کارروائی شروع کر دیں پھر بھی دو بجے تک سارے بل پاس نہ ہو سکیں۔ ان کا رویہ رکاوٹ ڈالنے کا ہے' وقت کو ضائع کرنے کا ہے وقت کو ٹھیک طور پر استعمال کرنے کا نہیں ہے۔ یہ پریشانی والی بات ہے۔ جناب والا! اگر legislation کرنی ہے اور عوام کے لیے کچھ کام کرنا ہے ہم out of way ان کو وقت دے رہے ہیں' ان کو بلا رہے ہیں کہ آپ آ کے بات کریں۔ ان کی بات سے اتفاق کر رہے ہیں اور وہ بلا

وجہ اٹھ کے چلے جاتے ہیں۔ جس دن ان کا کھانا تھا۔ اس دن جواز تھا' ہم نے اس دن ہاؤس کو آگے نہیں چلایا۔ ان کے حکم کی تعمیل کی۔ اب جبکہ ہاؤس کا وقت بڑھ گیا ہے' بیٹھ بھی گئے ہیں اور پھر درمیان میں اٹھ کر چلے جانا اچھی بات نہیں ہے۔ یہ یقین دھانی کرا دیں کہ کل دو بجے تک یہ سارے بل پاس کرا دیں گے اور آپ گارنٹی دے دیں پھر جس طرح یہ کہتے ہیں میں تیار ہوں۔ یہ ہمارے بل پاس کروا دیں اور اس بات کی آپ مجھے یقین دہانی کرا دیں۔ جو انہوں نے میرے ساتھ معاہدہ کیا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: میں کیسے گارنٹی دے سکتا ہوں۔

وزیر قانون: جناب والا! آپ ان سے پوچھیں۔ اگر یہ بلا وجہ تاخیر کریں گے تو پھر ہمارے پاس وقت بڑھائے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔ ہم ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کی رائے سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن جو ہماری حدود و قیود ہیں ان کا بھی انہیں خیال کرنا چاہیے۔ ان کا بھی احساس کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ legislation کو take up کیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جیسے لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ قائد حزب اختلاف نے یقین دہانی کرائی تھی کہ دو بجے تک بل پاس نہیں ہوں گے تو شام کا اجلاس بھی کر لیں گے.....

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹے کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: تو جناب والا! اگر ان کی صبح کے اجلاس اور شام کے اجلاس پہ بھی تسلی نہیں ہوئی تو ہم اس کارروائی میں شامل نہیں ہوسکتے۔ یہ آج ہی سارا کام مکمل کر لیں۔ ہم تو اتنا تعاون کرتے ہیں کہ کل صبح دو بجے تک بھی اور کل شام بھی ہم بیٹھیں گے۔ ان کو قائد حزب اختلاف نے یقین دہانی کرائی ہے۔ قائد حزب اختلاف یقین دہانی دلا چکے ہیں اور اس بات پہ بھی وہ خوش نہیں۔ خود ہی وہ بات کر رہے ہیں کہ قائد حزب اختلاف نے یقین دہانی کرائی تھی کہ کل صبح دو بجے اگر پاس نہ ہوئے تو شام کو ہم پاس کرا دیں گے چاہے ہمیں اپنی ترجیم چھوڑنی پڑی۔ چاہے ہمیں اپنی تقریروں کو چھوڑنا پڑے۔ یقین دہانی کا یہی مطلب ہوتا ہے پھر وہ تسلی کیوں نہیں کرتے۔ کل کی بات میں آج کے وقت بڑھانے کی کوئی بات نہیں تھی۔ جناب سپیکر! ہم ایسا

کرتے ہیں کہ یونیورسٹی کا بل آج نکال لیتے ہیں باقی جتنے بل ہیں وہ کل پہ چھوڑ دیتے ہیں۔ کل ہمیں چاہیے ایک نشست کرنا پڑے یا دو یہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے جتنے ممبر بولنا چاہیں وہ بولیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! جو آج دو بل رہ گئے ہیں ان کو اگر کل صبح کے بل چلنے دیں اور باقی کل تمام نیک اپ کر لیں گے۔ بے شک دو نشستیں ہوں ہم آپ کی بات کروائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پھر میں اپنے دوستوں کو بلا لاؤں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر: اگر ہمیں پہلے علم ہوتا کہ سردار طفیل صاحب کا جانا اتنا مفید ہوگا تو ہم ان کو پہلے بھیجتے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ negative ووٹ وہ ہوتا ہے جو ایکٹ کو negate کرے۔ جو کلاز کو یا ترمیم کو negate کرے وہ negative ووٹ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: اس پر وصی ظفر صاحب میرے ساتھ کسی وقت بھی بات کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بات تو میں کر لوں مسئلہ تو مجھے اس وقت درپیش ہے۔ آپ مجھے موقع فرمائیں میں اپنا مؤقف پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: میری اس میں considered opinion ہے اور میں نے اس پر اپنا mind apply کیا ہے اور اس پر کافی غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں جس کے نتیجے میں میں نے یہ رولنگ دی ہے کہ deleting clause جو ہے۔ پوری کلاز کو delete کرنا جو ہے یہ effect of negative vote ہے اور اس میں اگر کسی ترمیم کی یہ صورت ہو جائے کہ اس ترمیم سے confusion create ہو۔ ساری کلاز delete ہوتی ہو اور اصل بل کی روح ختم ہوتی ہو تو پھر سپیکر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس ترمیم کو entertain نہ کرے اور اسی basis پر کہ یہ ترمیم جو ہے یہ negative vote ہے۔ اس لیے میں نے اس ترمیم کو inadmissible قرار دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ مجھے اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: اس پر تو میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: پھر جناب next پر مجھے موقع دیا جائے۔

Clause - 2

MR SPEAKER : Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it, first one is from Nawabzada Ghazanfar Ali Gul. He may move his amendment..... He is not here. It will be taken as withdrawn, if it is not moved. The second amendment is from Ch. Muhammad Wasi Zafar, Ch. Muhammad Shah Nawaz Cheema, Malik Amanullah, but this amendment is defective one. Wasi Zafar Sahib by this amendment you want to delete the clause, so this amendment is inadmissible, this has an effect of negative vote. This amendment would be taken as inadmissible, no discussion could take place on it—

Now, the question is :

That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1

MR SPEAKER : Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :

That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER : Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER : Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment, it becomes part of the Bill.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker Sir, I beg to move :

That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 be passed.

MR SPEAKER : The motion moved is :

That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER : The motion moved and the question is :

That the University of the Punjab (Amendment) Bill, 1989 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR SPEAKER : Now, the University of Engineering and Technology (Amendment) Bill, 1989 is under consideration and we take up the Bill clause by clause.

Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it, first amendment is by

Nawabzada Ghazanfar Ali Gul. He may move his amendment..... He is not here. The second one is moved by Mr. Wasi Zafar, Mr. Muhammad Shah Nawaz Cheema, Malik Amanullah. This amendment to my mind is inadmissible, this has an effect of negative vote.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں اور میں اس issue پر دو واضح رولنگ دے چکا ہوں۔ میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ آپ اس بل پر بھی بات نہ کریں اگر آپ اسی negative vote پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آئندہ جو کل بل آئیں گے ان پر بات کر لیں۔ میں آپ کو بات کرنے کی پہلے اجازت دے دوں گا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ بہتر یہی ہے اس پر آپ بات نہ کریں۔

Clause - 2

MR SPEAKER : Now, the question is :

That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 1

MR SPEAKER : Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :

That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER : Now, the Preamble of the Bill is under

consideration, since there is no amendment in it. The question is :

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER : Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker Sir, I beg to move :

That the University of Engineering and Technology (Amendment) Bill, 1989, be passed.

MR SPEAKER : The motion moved is :

That the University of Engineering and Technology (Amendment) Bill, 1989, be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER : There is nobody to oppose.

The motion moved and the question is :

"That the University of Engineering and Technology (Amendment) Bill, 1989, be passed".

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR SPEAKER : Now, we take up the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989. Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. First

amendment is from Nawabzada Ghazanfar Ali Gul..... He is not present..... The second amendment is moved by Ch Muhammad Wasi Zafar, Ch Muhammad Shah Nawaz Cheema and Malik Amanullah. The same has an effect of a negative vote. It is inadmissible.

MR SPEAKER : Now, the question is :

That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 1

MR SPEAKER : Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :

That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER : Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is :

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER : Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment, it becomes part of the Bill.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker, I beg to move :

That the Bahau-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989, be passed.

MR SPEAKER : The motion moved is .

"That the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989 be passed".

MR SPEAKER : Nobody to oppose.

The motion moved and the question is :

"That the Baha-ud-Din Zakariya University (Amendment) Bill, 1989 be passed".

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR SPEAKER : The University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill, 1989 is under consideration.

Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause - 2

Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received. First amendment is from Nawabzada Ghazanfar Ali Gul. He is not present..... It will be taken as withdrawn. The second amendment is from Ch. Muhammad Wasi Zafar, Ch Muhammad Shah Nawaz Cheema, Malik Amanullah. The same has an effect of a negative vote. It is inadmissible. So now,

The question is :

That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR SPEAKER : Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it. The question is;

That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER : Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it.

The question is;

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER : Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment, it becomes part of the Bill.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker Sir, I beg to move:

"That University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill, 1989, be passed".

MR SPEAKER : The motion moved is

"That University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill, 1989, be passed".

MR SPEAKER : Nobody to oppose.

The motion moved and the question is :

"That University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill, 1989, be passed".

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR SPEAKER : The House is adjourned till 9.00 a.m. tomorrow.

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

جمعرات' 29- جون 1989ء

(پنج شنبہ' 24-ذی القعدہ 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾

سورۃ الانبیاء آیت نمبر 105 تا 112

بے شک ہم نے زبور میں پند و موعظت کے (بیان کے) بعد لکھ دیا ہے کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔ یقیناً اس قرآن میں اس قوم کی (فلاح دارین) کے لیے کفایت ہے جو عبادت گزار ہے۔ اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔ فرما دیجئے کہ میرے پاس تو صرف یہ وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا (وہی ہے جو) ایک ہے تو کیا تم اسلام لانے کے لیے تیار ہو۔ اگر وہ پھر بھی روگردانی اختیار کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے تمہیں پوری طرح آگاہ کر دیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے قریب ہے یا بعید۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو بات تم باآواز بلند کہتے ہو اور جو تم (اپنے دل میں) چھپاتے ہو' جانتا ہے۔ اور میں کیا جانوں (اس ڈھیل سے) شاید تمہارا امتحان لینا اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مطلوب ہو۔ آپ نے عرض کی۔ میرے رب! (ہمارے درمیان) حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور (اے کفار!) ہمارا رب وہ ہے جو رحمٰن ہے۔ اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم کرتے ہو۔

وما علینا الا البلاغ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب چیئرمین! کورم نہیں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب چیئرمین گنتی کی جائے' گنتی کی گئی کورم پورا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں نے ایک تحریک استحقاق نمبر63 پیش کی ہے۔ جو انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ میری اس معزز ایوان سے اور آپ سے یہ گزارش ہے کہ مہربانی کر کے قواعد و ضوابط کو معطل کر کے میری تحریک کو پہلے take up کیا جائے۔ جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہ تحریک پیش کر چکا ہوں۔

باجی نصرت رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے بھی سانحہ اوجڑی کیمپ راولپنڈی کے متعلق بات کرنی ہے۔ راولپنڈی میں جب وہاں پر سانحہ ہوا تو وزیراعلیٰ وہاں پر گئے تھے۔ انہوں نے جا کر وہاں پر اعلان کیا تھا کہ تمام قرضے جو لیے گئے ہیں۔ معاف کر دیے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کس نکتے پر بات کر رہی ہیں۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

باجی نصرت رشید: میں نے اجلاس کے شروع میں ہی بات کرنی تھی۔ تاکہ بعد میں یہ بات نہ اٹھے۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

باجی نصرت رشید: نہیں میں بول سکتی ہوں' میں بولوں گی۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

میں اس طرح سے بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

باجی نصرت رشید: آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے یہ بات آپ کے اور آپ کے بھائی کے خلاف جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: میں یہاں پر بحیثیت سپیکر بیٹھا ہوں۔ میرے حق میں بات جائے یا نہ جائے میں

نے قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا ہے۔ لہٰذا میں آپ کو اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ شکریہ۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کیا بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب والا! میں تحریک استحقاق پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کی تحریک استحقاق یہاں پر آگئی ہے نمبر کیا ہے؟

بیگم صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! مورخہ 28 جون کے اخبارات میں.....

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر! آپ مجھے فلور دے بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ فرمائیں۔

اقلیتوں کے لیے بجٹ میں فنڈز مختص نہ کرنا

ڈاکٹر شیلابی چارلس : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ سال 89-1988ء کے میزانیہ کو wind up کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگلے مالی سال میں اقلیتوں کے لیے لازماً" علیحدہ فنڈز مختص کیے جائیں گے۔ مگر بجٹ 90-1989ء میں اقلیتوں کے لیے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے گئے' نہ صرف میرا بلکہ تمام اقلیتی اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیے ان کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف فنڈز مختص کیے جاتے ہیں' جیسا کہ غریبوں یتیموں اور بیواؤں کے لیے زکوۃ میں سے فنڈز دیے جاتے ہیں مگر اس زکوۃ فنڈز میں سے کرسچین بیواؤں یتیموں اور غریبوں کو کوئی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔ جناب سپیکر! زکوۃ کمیٹی کا کہنا ہے کہ زکوۃ فنڈز میں سے کرسچنز کو کوئی فنڈز نہیں مل سکتا کیونکہ یہ ان پر لاگو نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر مالی سال 89-1988ء کے بجٹ پیش کرنے پر میں نے ایک تحریک استحقاق پہلے بھی پیش کی تھی جس پر وزیر خزانہ نے وعدہ کیا تھا..... کہ ڈاکٹر صاحبہ اس

دفعہ minority کی فلاح و بہبود کے لیے فنڈ نہیں رکھے گئے یہ میں آپ کا پوائنٹ نوٹ کرتا ہوں اور آئندہ بجٹ میں جو فنڈز ہوں گے اس میں minority کے لیے بھی علیحدہ فنڈز رکھے جائیں گے۔ مگر اس دفعہ بھی مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ minority کے لیے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ اس دفعہ پھر minority کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ minority کی فلاح و بہبود کے لیے علیحدہ فنڈز separate funds allocate کر دینے چاہیں یا پھر میری تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کو دینی چاہیے' جبکہ ہم بھی اس ایوان کے معزز اراکین ہیں۔ جبکہ ہمارا تعلق بھی حکومتی پارٹی سے ہے اور ہمیں ہر دفعہ پنجاب میں نظر انداز کیا جاتا ہے اور جب بھی پاکستان کے معزز لیڈر اپنی تقریریں کرتے ہیں تو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور آپ کی فلاح و بہبود کے لیے برابری رکھتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ کہوں گی کہ پچھلے دور میں minority کے لیے چھ کروڑ روپے کا فنڈ separate allocate کیا گیا تھا۔ جناب والا! میں آپ سے' وزیراعلیٰ پنجاب سے' وزیر خزانہ پنجاب سے پر زور اپیل کروں گی کہ اس دفعہ وہ ہمارے لیے بجٹ میں کوئی فنڈ مخصوص کر دیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب اپنی discretionary grant میں سے کچھ نہ کچھ minority کے لیے علیحدہ فنڈز مخصوص کردیں تاکہ اس معزز ایوان میں اعلان کریں اور اقلیتی عوام کو بھی پتہ چلے کہ پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد ان کی فلاح و بہبود کے لیے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے پوری پوری کوشش کر رہی ہے۔ شکریہ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! معزز رکن اسمبلی نے جو تحریک پیش کی ہے اگر اس قسم کا فاضل وزیر خزانہ نے ان کے ساتھ کوئی وعدہ کیا تھا تو اس کا یہ طریق کار نہیں ہے کہ تحریک بطور تحریک استحقاق پیش کی جائے اس کا ایک الگ طریق کار ہے اور اس قسم کی تحاریک Assurance Committee کو بھیجی جاتی ہیں۔ میں اپنی معزز بہن سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کا جو بھی مناسب طریق کار ہے اس کو اپناتے ہوئے اپنی تحریک کو متعلقہ کمیٹی کو پیش کریں تو ان کا مسئلہ زیر غور آ سکتا ہے۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! یہ کون سی کمیٹی ہے جس میں میں یہ تحریک پیش کروں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ Assurance Committee ہے۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! جناب وزیر قانون کی اس یقین دہانی پر کہ یہ میری تحریک استحقاق Assurance Committee میں پیش کریں گے' میں اسے واپس لیتی ہوں۔

میاں محمود الحسن ڈار: میں انہیں اپنی تحریک واپس لینے پر مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ فوراً" ہی اپنے مقصد سے پیچھے ہٹ گئی۔ بہرحال میں ان کو ایک بات اپنی طرف سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میری بہن چاہے تو ہم انہیں ان کی Minority کو پیپلز پارٹی سے پیپلز پروگرام سے بہت بڑا حصہ دلا دیں گے۔

(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب والا! میں ان کی بڑی شکر گزار ہوں۔ لیکن ان کی بدولت تو ہمارے سکول لیے گئے' انہوں نے اب ہمیں کیا دینا ہے۔ اس حکومت نے تو ہمیں پہلے بھی دیا ہے اور ہم اپنی Minority کے لیے اب ان سے مانگ کے بھی لے سکتے ہیں اور ان سے درخواست کر کے بھی لے سکتے ہیں اور دیتے ہیں۔ شکریہ۔

رکن اسمبلی کی گرفتاری اور پولیس کا تشدد

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ اس ایوان کے ایک انتہائی معزز رکن جناب خالد جاوید ورک کو لاہور پولیس نے انتہائی گھناؤنے و بہیمانہ اور غیر شریفانہ انداز میں ان کے گھر پر چھاپہ مار کر گرفتار کیا اور گلبرگ پولیس اسٹیشن لے جا کر حوالات میں بند کر دیا اور جسمانی طور پر تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ اس کے علاوہ تھانے میں انہیں انتہائی غلیظ و گندی زبان سے بھی نوازا گیا۔ جس کی مثال کسی بھی اسلامی مذہب و معاشرے میں نہیں ملتی۔ معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ اس طرح کا وحشیانہ' ظالمانہ و غیر مہذبانہ سلوک سے نہ صرف اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے بلکہ عدم تحفظ اور

بے چینی کا باعث بھی بنتا ہے۔ بادی النظر میں یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اس واقعہ کے پس پشت حکومت پنجاب کا ہاتھ کار فرما ہے۔ معزز رکن کو ڈرانے' دھمکانے اور بدنام کرنے کے لیے سازش کی گئی ہے۔ لہٰذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ واقعہ ہذا کو اس ایوان میں زیر بحث لا کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب والا! یہ واقعہ اس اسمبلی کے اجلاس سے پہلے ہوا تھا اور اخبارات میں اس کی خاصی تشہیر ہوئی تھی اور میرے خیال میں توقع اس بات کی تھی کہ وہ لوگ جو اس ایوان کے ممبران کے استحقاق کے لیے اپنے آپ کو چیمپئن ظاہر کرتے ہیں' میرا خیال تھا کہ شاید وہ اس سلسلے میں اس ایوان میں کوئی تحریک پیش کریں گے۔ جناب والا! خالد جاوید ورک آئی جے آئی کے ممبر ہیں اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ سلوک نہ صرف ان کے استحقاق کو بھی مجروح کرتا ہے' بلکہ ایک رکن صوبائی اسمبلی ہونے کی حیثیت ہے ہم سب ساتھیوں کے استحقاق کو بھی مجروح کرتا ہے۔ میں نہ صرف پولیس کے اس رویے کی مذمت کرتا ہوں بلکہ آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں۔

ایک معزز ممبر: انہوں نے پچھلے دنوں اسمبلی کے فلور پر اس بات کی تردید کر دی تھی۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لیے اور آئندہ سے ممبران کی عزت نفس کو تحفظ دینے کے لیے' آپ جب کہ اس چیئر پر موجود ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کی سرکردگی میں یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوگا اور اس سلسلے میں آپ اسے ایوان میں زیر بحث لا کر ممبران کے حقوق کو تحفظ دلائیں گے۔ جس کے لیے میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ واقعہ جس کی نشاندہی میرے بھائی نذر کیانی صاحب نے کی ہے اس کا اس ہاؤس کے ایک معزز رکن کی ذات کے ساتھ تعلق ہے۔ پتا نہیں ان کو ان کے استحقاق کا ان سے زیادہ احساس ہوگیا ہے۔ پہلے بھی اس قسم کا ایک معاملہ اٹھا تھا اس میں انہوں نے اس بات کی پر زور تردید کی تھی۔ اگر ایسی کوئی استحقاق کی بات بنتی ہے تو وہ معزز رکن خود ایسی تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔ یا تو پھر ایسا کوئی معزز رکن اسمبلی ہو جو ہاؤس میں نہیں آسکتا اور اس کے ایما پر یہ لائی جائے۔ جبکہ وہ معزز رکن خود اس ہاؤس کا ممبر ہے اور یہاں موجود ہے اور وہ خود بات کرنے کا اہل ہے' وہ تو ایسی بات کرنا نہیں چاہتے' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض

ہماری حکومت کو بدنام کرنے کے لیے ایسا کیا جا رہا ہے۔ اور یہ تحریک استحقاق یہاں پر لے آئے ہیں۔ مگر اس قسم کی کوئی بات نہیں۔ اگر ایسی کوئی بات خالد جاوید درک صاحب کی ہے تو وہ ہمارے ساتھ بات کریں گے تو ہم ضرور اس کی پذیرائی کریں گے اور اس کا سختی سے نوٹس لیں گے۔ شکریہ جناب والا!

باجی نصرت رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم نے بجٹ میں کہا تھا کہ پولیس کا بجٹ نہ بڑھایا جائے۔ پنجاب کو پولیس سٹیٹ نہ بنایا جائے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ جب ہم اس ہاؤس کے ممبر نہیں تھے اور جناب وزیر قانون کے ساتھ ایسا سلوک ہوتا تھا اس وقت بھی ہم اس کی مذمت کیا کرتے تھے۔ جناب والا! یہ استحقاق صرف اس ممبر کا مجروح نہیں ہوا بلکہ ایوان کے تمام ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے یہ تحریک استحقاق کسی ایک خاص ممبر کی گرفتاری کے خلاف پیش نہیں کی۔ میں نے یہ تحریک استحقاق تمام ممبران کے حقوق کے تحفظ کے لیے پیش کی ہے۔ اس لیے یہ پولیس راج جو آپ نے یہاں پر قائم کر رکھا ہے آج کل خالد جاوید درک کے گھر جا رہا ہے تو 1985ء اور 1988ء کی تاریخ آپ کو یاد ہے۔ آپ کے ساتھ بھی یہ سلسلہ دہرایا جا سکتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: میں نے میاں منظور احمد موہل صاحب کو اجازت دی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب محمد اصغر کوریجہ: ان سے پہلے میں کھڑا ہوا ہوں۔ (قہقہہ)

میاں منظور احمد موہل: جناب چیئرمین! میرا نکتۂ اعتراض یہ ہے کہ کوئی ممبر کسی اور معزز ممبر کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے۔ جناب والا! قواعد انضباط کار کا قاعدہ نمبر53 بالکل واضح ہے اس میں لکھا ہے۔

"53. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee."

اگر آپ اپنی رضامندی کا اظہار کریں گے تو پیش ہوگی ورنہ نہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ جائز ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب چیئرمین نکتہ وضاحت پر میں بھی عرض کروں گا۔

"53. A member may, with the consent of the Speaker...."

There is no doubt that it has to be with the consent of the Speaker.

"A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of member or of the Assembly or of a committee.

ہم تمام جو اسمبلی میں ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور آپ نے مجھے اس کی اجازت دی ہے میں آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں.....

(قطع کلامیاں)

جناب محمد اصغر کوریجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ جاوید ورک صاحب صرف آئی جے آئی سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے بذات خود اس کو اپنا ذاتی مسئلہ بنایا ہے اور اس کو ہاؤس میں پیش کرنے سے گریز کیا ہے۔ یا تو میرے فاضل ممبر جس نے یہ تحریک پیش کی ہے ان کے پاس ان کا کوئی لکھا ہوا ثبوت موجود ہے کہ ہاں میری طرف سے تحریک استحقاق پیش کریں۔ میں استدعا کروں گا کہ جب کوئی محرک اپنی تحریک استحقاق کو پیش کرنا ہی نہیں چاہتا تو پھر معزز رکن اسے کیسے پیش کر سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! حدیث نبوی ہے کہ مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں۔ اگر کسی ایک مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام مسلمانوں کو اس کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! کیا حدیث پڑھنے پر بھی پابندی ہے۔ یہ اس سے متعلقہ بات ہے۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ یہ تحریک خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

حاجی نواز صاحب تشریف لائے ہیں۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب والا! مورخہ 28 جون کے اخبار میں جلی حروف سے یہ خبر شائع ہوئی کہ "صغیر اسلام کو 24 افراد کے ساتھ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں طلب کر لیا گیا ہے۔"

جناب چیئرمین: آپ کس چیز پر بول رہی ہیں۔

بیگم صغیرہ اسلام: میں ایک نکتہ استحقاق پر بول رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

بیگم صغیرہ اسلام: کل سپیکر صاحب نے مجھے اجازت دی تھی۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔

بیگم صغیرہ اسلام: سپیکر صاحب نے مجھے اجازت دی ہے انہوں نے کہا ہے کہ آج اسے پیش کریں۔

جناب چیئرمین: سپیکر تو اس وقت میں ہوں۔ آپ نے مجھ سے اجازت نہیں لی۔

بیگم صغیرہ اسلام: ☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب چیئرمین: ☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیگم صغیرہ اسلام: ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب چیئرمین: آپ کو اجازت لینی پڑے گی۔ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بیگم صغیرہ اسلام: مجھے سپیکر صاحب نے اجازت دی ہے۔ آپ چیئرمین ہیں سپیکر نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کل جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ محترمہ اس کا ایک مخصوص طریق کار ہے اس کے مطابق آپ مجھے لکھ کر دے دیں۔ اس کے بعد فیصلہ میں خود کروں گا کہ میں آپ کو پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں یا نہیں۔ انہوں نے ان کو اجازت نہیں دی تھی۔ یہ کہا تھا کہ آپ لکھ کر دے دیں اس کے بعد میں یہ دیکھوں گا اگر میں سمجھوں گا کہ اس کا ہاؤس میں پڑھنا مناسب ہے تو پھر میں اس کی اجازت دوں گا۔

جناب والا! دو مہینے سے جو دوسرے معزز اراکین کی تحاریک پینڈنگ پڑی ہیں ان کو آپ لیں۔

☆☆☆ (بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا)

جناب چیئرمین: بیگم صاحبہ براہ مہربانی آپ میری بات سنیے۔ ایک تو آپ نے فرمایا ہے کہ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ میں آپ کے یہ الفاظ حذف کرتا ہوں۔ کیونکہ میں یہاں پر بحیثیت سپیکر بیٹھا ہوں۔ مہربانی کر کے آپ اس بات کا خیال رکھیے گا۔

بیگم صغیرہ اسلام: سپیکر کی حیثیت سے آپ کو اجازت دینی پڑے گی۔

جناب چیئرمین: ابھی وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ بات یہ طے ہوئی تھی کہ آپ اپنی موشن لکھ کر دے دیں۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! آپ کو میری بات سننی پڑے گی۔ کیونکہ میری اس بات پہ بہت بے عزتی ہوئی ہے۔ جب دہشت گردی کی عدالتیں ختم کر دی گئی ہیں تو میرے خلاف یہ پراپیگنڈا کیوں اخباروں میں کیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر دے دیں۔

بیگم صغیرہ اسلام: میں نے لکھ کر دے دی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کی طرف سے لکھا ہوا میرے پاس آگیا ہے۔ میں سپیکر صاحب کے حوالے اس کو کروں گا اور انشاء اللہ وہ اس کے متعلق فیصلہ کریں گے۔

بیگم صغیرہ اسلام: جناب والا! مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: آپ کی طرف سے لکھا ہوا آگیا ہے میں اس کا فیصلہ بعد میں کروں گا اب ہم تحاریک التوا کار کو لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر آپ نے میری تحریک استحقاق کا کیا فیصلہ فرمایا ہے؟

جناب چیئرمین: میں نے فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! کون سے رول کے تحت اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے وزیر قانون کو بھی سنا۔ میں نے پہلے ہی فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔

☆☆☆ (بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا)

(قطع کلامیاں)

بیگم صغیرہ اسلام: سپیکر صاحب کا رویہ جانبدارانہ ہے۔ اس لیے میں واک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر بیگم صغیرہ اسلام ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ آپ نے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے کہ متعلقہ شخص یہاں نہیں۔ میں نے ان کی وجہ سے پیش نہیں کی۔ میں نے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہونے کی بنا پر اس کو پیش کیا ہے۔

جناب چیئرمین: میں نے پہلے ہی اس کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! آپ کی رولنگ کارروائی کا حصہ بنے گی۔ اگر کوئی غلط رولنگ حصہ بنی تو یہ بہت ہی بری بات ہوگی۔

جناب چیئرمین: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ کھوکھر صاحب کی نمبر ایک پر تحریک التوائے کار ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میری ایک تحریک جو کہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے میں نے اس معزز ایوان سے یہ گزارش کی تھی کہ رولز کو معطل کر کے مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ سننے میں آیا کہ آج ہاؤس ملتوی ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ حکومتی پارٹی پر منحصر ہے۔

جناب غلام سرور خان: میری گزارش ہے کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ہاؤس کا وقت بے جا ضائع نہیں کیا۔ میں بالکل متعلقہ بات کرنا چاہتا ہوں' to the point بات کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے آج یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: آپ سپیکر صاحب کے چیمبر میں ان سے ملیں۔ پرسوں کے لیے اس کے متعلق کوئی انتظام کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خان: آپ مہربانی فرمائیں۔ آج مجھے پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب چیئرمین: اس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ میں تحاریک التوائے کار کو لے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی میاں محمد سرور کھوکھر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ تشریف نہیں رکھتے .disposed of- جناب فضل حسین راہی صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ تشریف نہیں

رکھتے۔ Disposed of- راؤ طاق محمود صاحب کی تحریک التوائے کار ہے تشریف نہیں رکھتے۔
Disposed of- چودھری اصغر علی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ Disposed of
(اس مرحلے پر فاضل رکن بیگم صغیرہ اسلام واپس تشریف لے آئیں)
(نعرہ ہائے تحسین)
چودھری محمد وصی ظفر صاحب' اپنی تحریک التوائے کار پیش کیجئے۔ نمبر11

قبرستان کی جگہ کا ناجائز تصرف

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کے علاقہ شاہ کمال راواں میں ایک قبرستان ہے۔ اس کے ساتھ قبرستان کی خالی جگہ محکمہ اوقاف نے اپنے منظور نظر ملازمین کو دے دی ہے جس کی وجہ سے قبرستان کا رقبہ بالکل ختم ہوگیا ہے اور قبرستان کا تقدس مجروح ہوا ہے۔ اردگرد کے علاقوں کے بے شمار لوگوں کو مردے دفنانے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

اس واقعے سے شاہ کمال' راواں' محمد پورہ' نواب پورہ' عاشق آباد' غزالی پارک' وحدت پارک اور دیگر نزدیکی علاقوں کے لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: جناب لاء منسٹر۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہیں کہ وہ جواب دیں۔ انہیں سارے واقعات کا پتا ہے۔

جناب محمد اصغر کوریجہ (پارلیمانی سیکرٹری اوقاف): جناب والا! علاقہ شاہ کمال راواں لاہور کے لیے تقریباً بند، کنال کا رقبہ مختص ہے۔ جس میں نئی قبریں بنانے کے لیے بھی کافی جگہ موجود ہے۔ اس رقبے میں دس دس مرلے کے دو پلاٹ اوقاف کو 99 سال کے لیے پٹے پر دیے گئے۔ احکامات جاری کیے گئے' اب یہ احکامات منسوخ کر دیے گئے ہیں۔ چونکہ قبرستان میں اس وقت بھی کافی جگہ مردے دفنانے کے لیے موجود ہے' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک اتنی اہم

نہیں۔ میں وصی ظفر صاحب سے کہوں گا کہ وہ تحریک واپس لے لیں۔ یہ کوئی بجٹ کا مسئلہ نہیں۔ یہ قبرستان کا مسئلہ ہے۔ تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ مسئلہ ان کی مرضی کے مطابق طے کر لوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: ٹھیک ہے جناب۔

MR CHAIRMAN : The motion is not pressed by the mover.

جناب محمد شاہنواز چیمہ صاحب نمبر12-

دو بہنوں کا اغواء

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا 9' 10 اور 12 ایک ہی موضوع پر ہیں اور ہو چکی ہیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: اگر ہو چکی ہیں تو پھر مجھے پیش کرنے کی اجازت ہی کیوں دی تھی؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ جاری رکھیے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9 اپریل 1989ء کے قومی اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ 18 افراد دو سگی بہنوں کو اٹھا کر لے گئے۔ دونوں بہنیں چیختی چلاتی رہیں لیکن کسی کو ان کی مدد کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ماں باپ فریاد کرتے ہوئے پہنچے تو دونوں بہنوں کو برہنہ حالت میں ان کے حوالے کیا گیا۔ سانگلہ ہل سے 26 کلو میٹر دور مانانوالہ کے نواحی گاؤں چک 168 مچھروالی میں دن دھاڑے زنا بالجبر کی لرزہ خیز واردات ہوئی۔ اٹھارہ افراد الٰہی یار محمد' حسین رنگ علی' خضر حیات' ریاض علی' امیر انور اور ایوب وغیرہ اپنے مخالف محمد علی کے گھر داخل ہوئے۔ اس کی دو نوجوان بیٹیوں کو جبراً" اٹھا کر اپنے ڈیرے پر لے گئے جہاں پر ملزموں رانا ولد امیر رنگ علی عرف کھڑکا انور اور سرفراز نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ ان کی آبرو ریزی کی۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رول 67 سب کلاز "ڈی"

67(d): The motion shall not revive discussion on a matter which has been discussed in the same session;

یعنی اس سیشن میں کوئی معاملہ زیر بحث آ چکا ہے تو وہی معاملہ دوبارہ اس میں زیر بحث نہیں آ سکتا۔ کل یہ تحریک پیش ہوئی تھی' اس لیے یہ خلاف ضابطہ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ لیکن میں نے انہیں پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: ماں باپ منت سماجت کرتے رہے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور آخر کار دونوں بہنوں کو برہنہ حالت میں ماں باپ کے حوالے کیا اور انہیں خاموش رہنے کی دھمکی دی جس سے علاقے کے عوام میں اس انسانیت سوز واقعے سے بے چینی پائی جاتی ہے۔ استدعا ہے کہ میری اس تحریک التواء پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

جناب چیئرمین: چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں میں نے آپ کو اس کو پڑھنے کی اجازت دی تھی۔میں اس کو dispose of کرتا ہوں کیونکہ اس سے پہلے اسی قسم کی تحریک پہلے آ چکی ہے۔ اس لیے یہ dispose of ہوتی ہے۔ چودھری اصغر علی صاحب موجود نہیں۔ نواب زادہ غضنفر علی گل۔

بلدیاتی اداروں کے چیئرمینوں کے اختیارات میں کمی

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عاجلہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 20 اپریل 1989ء کے قومی اخبارات میں یہ خبر صفحہ اول پر نمایاں طور پر چھپی ہے کہ بلدیاتی اداروں کے چیئرمینوں سے بھرتی کے اختیارات واپس لے لیے گئے اور یہ کہ ایک سرکلر کے مطابق اب بلدیاتی اداروں کے تمام ملازمین کی بھرتی صوبائی وزیر بلدیات کرنے کے مجاز ہوں گے۔ اس خبر سے عوامی حلقوں میں سخت بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔ یہ ایک انتہائی سنگین اقدام ہے جس سے بلدیاتی اداروں کو مفلوج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ منتخب اداروں کے سربراہوں کو ملازم بھرتی کرنے کا بنیادی اختیار ہے لیکن ان کو غیر مؤثر اور صرف علامتی سربراہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ بلدیاتی اداروں کے آئینی اور قانونی اختیارات میں صریحاً" مداخلت ہے۔ بلدیاتی

ادارے جمہوری معاشرے اور نظام کی اساس ہوتے ہیں۔ ان کا استحکام نظام مملکت میں استحکام پیدا کرتا ہے۔ اور ان اداروں کا انہدام جمہوریت کو ختم کرنے کی طرف پہلا قدم سمجھا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب اپنے اس اقدام سے بلدیاتی اداروں کو عملی طور پر ختم کرنا چاہتی ہے۔ ایسے کئی دیگر اقدامات سے بھی صوبائی حکومت کا رجحان ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صوبہ پنجاب میں تمام جمہوری منتخب اداروں اور دیگر اداروں کو ختم کر کے شخصی اور مطلق العنان حکومت قائم کرنا چاہتی ہے۔ صوبائی حکومت کی یہی خواہش اور طرز عمل اس کو وفاق سے متصادم کیے ہوئے ہیں۔ یہاں تاثر پایا جاتا ہے کہ بلدیاتی اور دیگر اداروں کو بتدریج مفلوج کر کے غیر جمہوری نظام کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ بلدیاتی سربراہوں سے اختیارات واپس لینا لوکل گورنمنٹ ایکٹ 79ء کی بھی صریحاً" خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا استدعا کی جاتی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اس انتہائی اہم نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے تاکہ اس پر مفصل بحث کی جا سکے اور اسمبلی ایسے اقدامات کے خلاف مداخلت کر کے بلدیاتی اداروں کا تشخص بحال کرائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا نقطۂ اعتراض یہ ہے کہ رول 67 کی آئی کو ملاحظہ فرمائیں۔ جو مسئلہ قانون سازی کے ذریعے بنایا جا سکے اور اس میں قانون سازی مخل ہو۔ اس پر تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔

The motion shall not relate to matters which can only be remedied by legislation.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں کے اختیارات میں کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی بلکہ موجودہ حکومت نے ان کے اختیارات میں اضافہ کیا ہے جو خبر چھپی ہے اس کا اس حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور حکومت نے اس خبر کی تردید بھی کر دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بھرتی کے جو اختیارات پہلے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کے پاس تھے۔ وہ اختیارات بھی موجودہ حکومت نے بلدیاتی اداروں کو تفویض کر دیے ہیں۔ اب یہ بلدیاتی ادارے اسامیاں بھی پیدا کر سکتے ہیں اور گریڈ 1 سے گریڈ 11 تک کے ملازمین بھی بھرتی کر سکتے ہیں۔ بلدیاتی اداروں کے سالانہ بجٹ پر ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کو جو احکامات جاری کرنے کے اختیارات تھے وہ اب بلدیاتی ادارے خود کر سکتے ہیں۔ ٹھیکہ اور پٹہ جات پر جو پابندیاں تھیں وہ بھی اب بلدیاتی اداروں کو دے دیے گئے ہیں۔

اسکے علاوہ ملازمین کے میڈیکل الاؤنس کی 200 روپے سے زیادہ تک کی منظوری حکومت سے لینا پڑتی تھی اب بلدیاتی اداروں کو یہ اختیارات بھی دے دیے گئے ہیں۔ شناختی کارڈ کے اجراء کے لیے تصدیق ضروری ہوتی ہے۔ وہ اختیارات بھی بلدیاتی اداروں کو دے دیے گئے ہیں۔ تعمیراتی منصوبہ جات کے تمام اختیارات بلدیاتی اداروں کو دے دیے گئے ہیں' بلدیاتی اداروں میں نئی اسامیاں تخلیق کرتے وقت ضروری تھا کہ ان کا غیر ترقیاتی خرچ کل اخراجات سے تجاوز نہ کرے۔ حکومت نے اس پابندی کو نرم کرتے ہوئے صحت' صفائی' آب رسانی' بجلی اور تعلیم پر اٹھنے والے اخراجات کو ترقیاتی اخراجات میں شامل کرنے کی ہدایت اور اجازت دے دی ہے۔ یہ تفصیل اس لیے دے دی ہے کیونکہ یہ موضوع ایسا تھا کہ اس کی تفصیل دینا ضروری تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جو خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور اس خبر کے آنے سے اخبارات میں حکومت کی جانب سے تردید بھی کر دی گئی ہے۔ اگر معزز رکن چاہیں تو میں وہ تردید ان کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اگر جناب یہ اس ایوان کے فلور کے اوپر حتمی یقین دہانی کرائیں کہ یہ خبر غلط اور آئندہ بھی جو ان کے بھرتی کے اختیارات تھے ان سے نہیں لیے جائیں گے تو میں اپنی تحریک پر زور نہیں دوں گا اور یہ یقین دہانی کرائیں کہ یہ خبر غلط ہے اور آئندہ بھی نہیں لیں گے۔

ملک غلام محمد خان: میں معزز رکن کے علم میں لانا چاہتا ہوں ایسی کوئی ہدایت پنجاب حکومت سے موصول نہیں ہوئی۔ یہ صرف ایک خبر ہی ہے۔ ایسا کوئی احکام نہیں ہوا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر اخبار کی خبر غلط ہے تو یہ اس ایوان کے فلور پر یقین دہانی کر دیں کہ آئندہ بھی بلدیاتی اداروں سے بھرتی کے اختیارات نہیں لیے جائیں گے میں پریس نہیں کروں گا۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب والا! جیسا کہ وزیر صاحب نے کہا کہ یہ خبر من گھڑت ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ بلکہ پہلے سے زیادہ ان اداروں کو خود مختار بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ powers دی گئی ہیں اور controlling authorities سے اختیارات چھین لیے گئے ہیں۔ اس لیے یہ خبر غلط ہے۔ جہاں تک آپ کی تحریک التوائے کار کا مسئلہ ہے وہ نہیں بنتی۔ آپ نے کہا

ہے کہ اختیارات چھین لیے گئے ہیں۔ وہ اختیارات نہیں چھینے گئے ہیں۔ آپ نے آئندہ کی بات درج نہیں کی ہے اور نہ ہی اس کا اس میں مطالبہ ہے۔ جہاں تک انہوں نے کہا کہ اختیارات لے لیے گئے ہیں وہ غلط ہے اور اس کی تردید آگئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وزیر قانون یہ یقین دہانی کرا دیں کہ یہ خبر غلط ہے اور آئندہ بھرتی کے اختیارات نہیں لیے جائیں گے تو میں تحریک کو پریس نہیں کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے تو نواب زادہ صاحب کی تسلی کے لیے اتنا تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا تھا۔ انہوں نے اخباری خبر پر اپنی تحریک کی بنیاد رکھی ہے اور اس اخباری خبر کی واضح طور پر تردید کر چکے ہے۔ میں وہ تردید ان کو دکھانے کے لیے تیار ہوں تو اس معاملہ کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: جناب فضل حسین راہی۔ اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔ وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اسے Pending کر دیں۔

مسودات قانون

جناب چیئرمین: یہ Pending کر دیں۔ پھر راہی صاحب کی تحریک التواء ہے ان کی ساری تحاریک التوا Pending کر لیں۔ تحاریک التوا کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم قانون سازی پر آتے ہیں۔ جی لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب سروسز ٹریبونل، مصدرہ 1989ء (جو پیش کیا گیا)

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker Sir,

I introduce the Punjab Services Tribunal (Amendment) Bill, 1989.

MR CHAIRMAN : The Punjab Services Tribunal (Amendment) Bill, 1989, is introduced. It is referred to the appropriate Standing Committee to report by 15th July, 1989.

مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب پبلک سروس کمیشن، مصدرہ 1989ء

(جو زیر بحث لایا گیا)

MR CHAIRMAN : Now, we take up legislation.

MINISTER FOR LAW : I move :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I oppose it Sir.

CH MUHAMMAD SHAHNAWAZ CHEEMA : Sir, the House is not in quorum

ایک معزز ممبر: (حزب اقتدار) جناب سپیکر! کورم پورا ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: جناب سپیکر! ڈویژن کرائی جائے اور گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین: ایوان میں کورم پورا ہے۔ جی لاء منسٹر صاحب!

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میں لاء منسٹر صاحب کو آپ سے پہلے فلور دے چکا ہوں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : You cannot move the Bill as it is ultra vires of the Constitution.

MR CHAIRMAN : I have already given floor to the Law Minister.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : Sir, I am objecting to that. The Bill regarding the Punjab Public Service Commission is ultra vires of the Constitution. We can't discuss it because it is ultra vires of the Constitution. He can't move the Bill.

جناب والا! کوئی غیر آئینی قانون سازی ہاؤس میں نہیں آسکتی اس سے قبل بھی اس پر بحث ہوئی تھی اور سپیکر صاحب نے یونیورسٹی بل کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! آپ مجھے ظور دے چکے ہیں اس لیے آپ کو میری بات سنی چاہیے۔

MR CHAIRMAN : Yes, that is right.

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker, I move :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : Sir, Point of order.

MR CHAIRMAN : The motion moved is

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ بل ہاؤس میں move نہیں ہو سکتا۔

MR CHAIRMAN : The motion moved and question is :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! ہم نے تو oppose کیا ہوا ہے۔

(قطع کلامیاں)

MR CHAIRMAN : You should oppose it.

تو آپ oppose کریں اس میں کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

یہ پیش ہو چکا ہے۔ (قطع کلامیاں) ٹھیک ہے ہم ترامیم کو لیتے ہیں جی شاہ صاحب۔ (قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! انہوں نے oppose نہیں کیا۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔ انہوں نے لکھ کر دیا ہوا۔ اب ہم ترامیم کو لیتے ہیں۔ جی شاہ صاحب! آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں نے ترمیم دی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اسے پیش کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جی ہاں میرا نام موجود ہے۔ میں پہلا محرک ہوں اور میں پہلے بولوں گا۔

MR CHAIRMAN : Please move your amendment.

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH : Sir, I move :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989."

MR CHAIRMAN : The motion moved is :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

MINISTER FOR LAW : Sir, I oppose it.

MR CHAIRMAN : Nawabzada Sahib you can't make a short statement.

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! نہیں کل یہ confusion پیدا ہوا تھا کہ جی ایک آدمی

نے دی ہوئی ہیں۔ ہم نے الگ الگ دی ہوئی ہیں۔ ادھر ایک ساتھی نے کہا ہے کہ آپ کے سیکرٹریٹ کا قصور ہے۔ ان کی الگ موشن گئی ہے اور میری ترمیم الگ گئی ہوئی ہے۔

-I am another mover.

I move :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

MR CHAIRMAN : But it is opposed by the Law Minister.

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ رولز آف پروسیجر کے تابع اگر دس آدمیوں نے ایک ہی ترمیم دی ہے تو پہلا آدمی جو ہے وہ move کرے گا دوسرے ہاؤس میں move نہیں کر سکتے۔ بول سکتے ہیں لیکن move نہیں کر سکتے۔ یہ قانون ہے۔ جناب والا!

MR CHAIRMAN : This motion has already been moved. Let us first dispose of this motion and then I will invite you to move your motion.

MINISTER FOR LAW : I oppose it.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! پھر آپ اس پر اپنی consent دیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری ترمیم بھی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی علیحدہ ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ ٹھیک ہے۔

But let us first dispose of this motion.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! سپیکر صاحب سے ایسے ہی طے ہوا تھا کہ یہ اکٹھی move

ہو جائیں گی اس کے بعد اس پر چلیں گے۔

جناب چیئرمین: وصی ظفر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ پہلے میں یہ dispose of کر لوں اس کے بعد میں آپ کو invite کروں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ سارا طریق کار ہی غلط ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: وہ غلط نہیں ہوگا۔ میں آپ کو دعوت دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ Let us first dispose of this motion- آپ کی ترمیم کو میں بعد میں invite کر لوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں دوسرا محرک ہوں اور میری علیحدہ ترمیم ہے۔

جناب چیئرمین: وصی ظفر صاحب آپ نے جو تحریک دی ہے اس میں آپ نے جو opinion مانگی ہے وہ 20 جولائی تک ہے اور یہ 31 اگست تک ہے۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب درست ہے۔ وہ میں move تو اب کر لوں گا اور تقاریر بعد میں ہوں گی۔

جناب چیئرمین: میں آپ کو بعد میں invite کروں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں ٹائم زیادہ لگے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ جی شاہ صاحب!

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ جو طریق کار ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے move کر دی اب انہیں move کرنی چاہیے۔ پھر یہ سب علیحدہ علیحدہ بولیں گے اور جو یہ کہہ رہے ہیں یہ procedure کے مطابق ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی وصی ظفر صاحب.....

CH MUHAMMAD WASI ZAFAR : Sir, I move :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

MR CHAIRMAN : The motion moved is :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

This motion will be taken as moved by Mr. Wasi Zafar, Ch. Shah Nawaz Cheema and Malik Amanullah Sahib.

MINISTER FOR LAW : I oppose it, Sir.

MR CHAIRMAN : Please move your third amendment.

CH MUHAMMAD SHAH NAWAZ CHEEMA : Sir, I move :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report by 15th July, 1989:

1. Mr. Khalid Latif Kardar
2. Syed Zakir Hussain Shah
3. Malik Shah Muhammad Mohsin
4. Sardar Zafar Iqbal
5. Malik Muhammad Aslam Gurdaspuri
6. Sardar Ashiq Hussain Gopang
7. Ch. Khalid Javed Virk
8. Alhaj Rana Phool Muhammad Khan
9. Rana Shamim Ahmad Khan
10. Ch. Muhammad Wasi Zafar.

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! نکتۂ اعتراض یہ ہے کہ پہلے شاہ صاحب اپنی امنڈمنٹ واپس لیں پھر وہ تیسری move کر سکتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: وہ تو انہوں نے واپس لے لی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: کیا وہ انہوں نے واپس لے لی ہے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: انہوں نے وہ واپس لے لی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پھر ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں جناب وہ ترمیم تو شاہ صاحب نے واپس لے لی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: جناب والا! ادھر سے جو بات کہیں وہ valid ہوتی ہے اور ہم جو بات کہیں وہ invalid ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں چیمہ صاحب valid تو وہی بات ہوتی ہے جو رولز کے تحت ہوتی ہے کیونکہ وہ رولز کے تحت بات کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی بات valid ہے..... جی سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ جو پنجاب پبلک سروس کمیشن امنڈمنٹ بل 1989ء ہے اس میں آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ۔

Punjab Public Service Commission (Ordinance) 1978 in Section 3, 4, 5, 8, & 9 for the word "Governor" wherever occurring the words "Chief Minister" be substituted.

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! ایوان میں کورم نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی گنتی کی جائے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! کورم کا میں نے نہیں کہا میں نے کہا کہ

The house is not in order. Put it in order.

بیگم ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر! نواب زادہ صاحب نے کورم کا کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ ترمیم لائی گئی ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978ء کی دفعات 3، 4، 5، 8 اور 9 میں جہاں جہاں لفظ گورنر آیا ہے وہاں وہاں لفظ گورنر حذف کر کے وزیراعلیٰ لکھ دیا جائے۔ پانچ یونیورسٹیوں کے جو ایکٹ آئے ہیں وہاں بھی گورنر کی curtail Powers کی گئی ہیں۔ پبلک سروس کمیشن میں بھی گورنر سے اختیارات چھین لیے گئے ہیں۔ ایک اور بل آ رہا ہے۔ وہاں بھی گورنر کے اختیارات وزیراعلیٰ لے رہے ہیں میرے خیال میں یہ جس طرح سے گورنر کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں آخر ایک دن یہ نوبت آئے گی کہ گورنر کو بھی وزیراعلیٰ مقرر کرے گا۔ میرے خیال میں آئندہ اجلاس میں یہ ترمیم لائیں گے۔ جناب سپیکر! آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں سیکشن 3 کا تعلق Composition of Commission etc. سے ہے یہ کیوں اختیارات دیے جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ وزیراعلیٰ اس صوبے کے سیاہ و سفید کے مالک بننا چاہتے ہیں۔ وہ تمام اداروں کو اپنے کنٹرول میں لانا چاہتے ہیں۔ ان کو پاکستان کے آئین اور پاکستان کی فیڈریشن سے کوئی دلچسپی نہیں وہ ہر وہ کام کر رہے ہیں جس سے ان کا اقتدار مستحکم ہو۔ جناب والا! سیکشن 3 کا میں نے کیوں کہا ہے

There shall be a Commission consisting of such number as may be determined by the Governor.

تو پنجاب پبلک سروس کمشن کے ممبران کے تعین کے اختیارات بھی وزیراعلیٰ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں تاکہ پنجاب پبلک سروس کمشن کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ جناب والا! پہلے بھی پنجاب پبلک سروس کمشن اپاہج ہو چکا ہے مفلوج ہو چکا ہے۔ اس کمشن کے تو پہلے کوئی اختیارات نہیں اور جو وزیراعلیٰ چاہتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ اب جو یہاں گورنر کا لفظ لکھا ہوا ہے اس کے بھی اختیارات وزیراعلیٰ لینا چاہتے ہیں آپ جناب والا! ذرا اس کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ۔

The Members of the Commission shall be appointed by the Governor.

وزیراعلیٰ تمام ممبران کی تقرری کو بھی اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں اور جناب

The terms and conditions of service of the members shall be determined by the Governor.

یہ گورنر کے تمام اختیارات بھی وزیراعلیٰ خود لے رہے ہیں۔ جناب والا! آگے سیکشن 4 ہے اور سیکشن 4 کی کلاز نمبر2 یہ ہے کہ۔

The member may resign in writing address to the Governor.

یہ گورنر کے اختیارات بھی وزیراعلیٰ اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں اور گورنر کو بالکل ایک Rubber stamp بھی نہیں رہنے دیا۔ جناب والا! اس سے آگے سیکشن 5 ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ۔

The Member shall not be removed from office during the term of his office, except in the manner hereinafter provided, if the Governor is of the opinion that a Member may have been guilty of misconduct or may be incapable of properly performing the duties of his office... .....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

رانا پھول محمد خان: جی سر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔ شاہ صاحب رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ آپ ذرا رکیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل رکن شاہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ مسئلہ یہ نہیں کہ اختیارات کون لے رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ آئین کا یا قانون کا کوئی حوالہ دے سکتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی کو اس ترمیم کا اختیار نہیں پھر تو ٹھیک ہے ورنہ جب صوبائی اسمبلی کو ترمیم کا اختیار ہے تو پھر اس پر اتنا سر کھپانے کی ضرورت کیا ہے؟ اسمبلی کے اختیارات کو آپ چیلنج کریں اگر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ترمیم اسمبلی کر رہی ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: سبحان اللہ' سبحان اللہ' کدی تے کوئی چنگی گل کر لیا کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH : The Governor shall appoint a Judge of the High Court to inquire into the matter.

اب انکوائری کے لیے جج کا تقرر بھی وزیراعلیٰ کریں گے۔ جناب والا! اس پبلک سروس کمشن میں کوئی ایک اختیار بھی گورنر کے پاس نہیں رہنے دیا گیا۔ جناب والا! آگے چلیں۔ جو اس سے اگلی سیکشن ہے وہ ذرا ملاحظہ فرمایئے۔ اب سیکشن 8 میں یہ کہا گیا ہے کہ۔

Commission to be informed when its advice is not accepted.

Section 8 - "Where the Governor does not accept the advice of the Commission he shall inform the Commission accordingly."

اب یہ یہاں پر یہ لانا چاہتے ہیں کہ۔

Commission to be informed when its advice is not accepted by the Chief Minister. He shall inform the Commission accordingly.

اسی طرح جناب والا! سیکشن 9 میں رپورٹ آف کمشن ہے کہ۔

Report of the Commission :

"The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare a report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

یعنی یہ رپورٹ بھی وزیراعلیٰ کو پیش کی جائے گی۔ اب جناب والا! اصولی طور پر پنجاب اسمبلی اس بل کو نہ تو introduce کرا سکتی ہے اور نہ ہی اس کو پاس کر سکتی ہے۔ کیونکہ پنجاب اسمبلی کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ گورنر کے اختیارات چھین کر وزیراعلیٰ کو لائل پور کا' فیصل آباد کا گھنٹہ گھر بنا دے۔ جناب والا ! اس پبلک سروس کمشن میں یہ گورنمنٹ کی تعریف کی گئی ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

MR NAZAR HUSSAIN KIYANI : Point of order. The House is not in order. It may be called to order.

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے درخواست ہے کہ یہ کارروائی خاموشی سے اور توجہ سے سنیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! وزراء کرام بھی attentive نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزراء کرام تو متوجہ ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف انفرمیشن مسٹر سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب میری آپ سے گزارش ہے کہ شاہ صاحب کو بات کرنے دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ legislation میں ہماری دل چسپی کتنی ہے اور ان کی دل چسپی کتنی ہے؟ صوبے میں ہماری دل چسپی کتنی ہے اور ان کی دل چسپی کتنی ہے؟ اس ملک میں ہماری دل چسپی کتنی ہے اور ان کی دل چسپی کتنی ہے؟ اس ہاؤس کے وقت میں ہماری دل چسپی کتنی ہے اور ان کی دل چسپی کتنی ہے؟ اگر ان کو دل چسپی نہیں ہوتی تو پھر یہ legislation لے کر کیوں آ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کو دل چسپی ہے تو پھر اس کارروائی کو جاری رہنے دیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : Why don't they take interest in the legislation which is being done in the House?

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب! اگر آپ کو دل چسپی ہے تو پھر interrupt نہ کریں اور کارروائی کو جاری رہنے دیں۔ جی شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر ! جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بل ultra vires of the Constitution ہے یا Repugnant to the spirit of the Constitution ہے تو میری یہ کہنے کی بنیاد اور اساس آئین کا آرٹیکل 129 ہے۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ۔

Exercise of executive authority of the Province :

> "The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the

Constitution."

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! کیونکہ یہ first reading ہے تو فاضل ممبر اس کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ میں رول 81 آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں پھر آپ خود فیصلہ کریں گے۔

"On the day on which any of the motion referred to in rule 79 is made....."

یہ رول 79 ڈی کے تابع پیش کی جاتی ہے۔

"That it be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon."

جناب والا! آگے یہ ہے کہ۔

"..... or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principle."

کیونکہ یہ امنڈمنٹ جو کر رہے ہیں یہ تو اس مرحلہ پر ہوگی اب تو ان کو عام بات کرنی چاہیے۔ یہ تو دفعہ 4، 5، 8، 9 کی بات کر رہے ہیں۔ جب ان کی دوسری ریڈنگ میں ترامیم آئیں تو اس وقت یہ بات کر سکتے ہیں۔ پہلے مرحلے پر یہ بات نہیں ہو سکتی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : That is not a Bill. This is an Amendment Bill. The principles of an Amendment Bill have to be discussed in the perspective of amendments. How can he say that we cannot discuss the amendments.

یہ امنڈمنٹ بل ہے.....

میاں منظور احمد موہل: وہ آگے آئے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ان کو گھوڑے اور گدھے میں تمیز بھی کرنی چاہیے کہ بل کیا ہوتا ہے اور امنڈمنٹ بل کیا ہوتا ہے؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمشن آرڈیننس میں جو گورنر کو powers دی گئی ہیں وہ اس لیے دی گئی ہیں کہ وہ صوبے کا executive head ہے اور اس کو executive head Provincial Assembly نے نہیں بنایا۔ گورنر کو صوبے کا executive head آئین نے بنایا ہے جو پاکستان کا متفقہ آئین ہے اور جو ہمارے لیے سب سے زیادہ سپریم ہے۔

ملک غلام محمد خان ٹوانہ: جناب سپیکر! گورنر executive head نہیں بلکہ گورنر صوبے کا constitutional head ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ نے بجا فرمایا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: کیا 73 کا آئین متفقہ نہیں وہ آٹھویں ترمیم کے علاوہ سب متفقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ interruption نہ کریں اور کارروائی کو جاری رہنے دیں۔ آپ ہاؤس کا وقت کیوں ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب کو بولنے دیں۔ میں نے ان سے بھی درخواست کی ہے اور وہ بیٹھ گئے ہیں آپ بھی بیٹھ جایا کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ آپ جمہوریت کی بات تو بڑی کرتے ہیں لیکن ذرا یہ بھی خیال رکھا کریں کہ جب چیئر بات کرتی ہے تو اس کو بھی سن لیا کیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! پبلک سروس کمشن میں یہ جو گورنر کو اختیارات دیے گئے تھے اس کے پیچھے ایک فلاسفی تھا' اس کے پیچھے ایک حکمت تھی' اس کے پیچھے ایک مثبت مقصد تھا۔ یہ ایسے ہی نہیں کہ جو پہلے 1960ء میں اور پھر اس کے بعد 1974ء میں امنڈمنٹس ہوئیں تو گورنر کو برقرار رکھا گیا بلکہ آج سے پہلے 29 سال میں کسی کو بھی یہ جسارت نہیں ہوئی کہ وہ

گورنر کے اختیارات کو کم کرے۔ جناب والا ! مخصوص فرد اور افراد کے لیے لواروں کو تباہ نہ کریں۔ ہم اور یہ سب جو اس جگہ بیٹھے ہیں یہ 1973ء کے آئین کے صدقے میں بیٹھے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے نتیجے میں بیٹھے ہیں۔ اس آئین کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ آپ آئین کا آرٹیکل (5) پڑھیں۔ یہاں یہ صاف طور پر لکھا گیا ہے کہ۔

Article 5 -

"Obedience to the Constitution and law is the inviolable obligation of every citizen....."

جناب والا ! آئین اور قانون کے ساتھ وفاداری ہم سب کا بنیادی فرض ہے ہم پہلے پاکستان کے شہری ہیں اور پھر اسکے بعد صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کے ممبران ہیں۔ جناب والا! یہ اس قسم کے منفی بل جو فیڈریشن کے خلاف ہیں' جو فیڈریشن کو کمزور کرنے کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں۔ یہ بڑے خطرناک بل ہیں۔ جناب والا! وقتی مصلحتوں کی خاطر' چھوٹے چھوٹے وقتی فائدوں کی خاطر' وزیراعلیٰ کو مزید طاقتور بنانے کی خاطر' پبلک سروس کمشن کو کنٹرول کرنے کی خاطر آئین کو تباہ نہ کیا جائے۔ آئین کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا جائے۔ جناب والا ! جو آئین کے ساتھ وفاداری نہیں کرتا اس کی سزا اس آئین میں بھی موجود ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: چھوٹی مصلحتوں کی خاطر اور وزیراعلیٰ کو مزید طاقتور بنانے کی خاطر' پبلک سروس کمشن کو کنٹرول کرنے کی خاطر آئین کو تباہ نہ کیا جائے۔ آئین کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا جائے اور جو آئین کی وفاداری نہیں کرتا اس کی سزا اس آئین میں بھی موجود ہے۔ سیکشن 2(a) جو ان کے دور میں آئین کا حصہ بنائی گئی۔ آپ قرارداد مقاصد کو پڑھیں۔ اس میں کیا مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! جس آرٹیکل کا ذکر شاہ صاحب فرما رہے ہیں وہ آئین کو توڑنے کے متعلق ہے۔ خلاف ورزی تو بہت سارے لوگ کرتے ہیں۔ ہم تو جو کام کرتے ہیں آئین کے عین مطابق کرتے ہیں۔ کہ آئین نے جو اسمبلی کو اختیارات دیے ہیں۔ آئین نے جو اختیارات

تفویض کیے ہیں ان کو کس کی نا اہلی کی بناء پر واپس لینا' یا کسی پارٹی کا رکن ہونے کی بناء پر یا غیر ضروری سمجھتے ہوئے۔ اس پر سزائے موت نہیں بلکہ آئین کو توڑنے پر ہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! رانا صاحب سے کہیں کہ وہ آئین کو پڑھ کر سنا دیں۔

ملک امان اللہ: جناب والا! رانا صاحب کے متعلق تو میں یہ کہوں گا کہ دوسرے شخص نے کسی سے پوچھا کہ بھائی تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا جناب نام تو اللہ محمد کا ہے مجھے لوگ "دگاڑو دگاڑو" کہتے ہیں۔ رانا صاحب تو "دگاڑو دگلوڑ" ہیں۔ یہ اسمبلی کی ہر کارروائی میں مداخلت کرتے ہیں۔ ان سے کہیں "دگاڑو صاحب" آپ کا نام تو آ جائے گا مہربانی فرمائیں کارروائی جاری رہنے دیں۔

رانا پھول محمد خان: ملک صاحب آپ اتفاقیہ اسمبلی میں آ گئے ہیں۔ آپ کو ابھی تجربہ نہیں آئین کی خلاف ورزیوں اور آئین توڑنے میں کتنا فرق ہے؟

سید جاوید علی شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آئین اور قواعد و ضوابط میں معذور لوگوں کے لیے کوئی خصوصی رعایت رکھی گئی ہے کہ بغیر کسی وجہ کے رانا صاحب بول پڑتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں! ذاکر شاہ صاحب' آپ اپنی بات پوری کریں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر کوئی ممبر کھڑا ہو کر اپنا پوائنٹ آف آرڈر آپ کی خدمت میں پیش کرے تو آپ کی رولنگ اس پہ آنا ضروری ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر مناسب ہو تو پھر ضرور آنا چاہیے۔

جناب نذر حسین کیانی: تو پھر میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پھر رانا پھول محمد خان صاحب کی تحریک پر رولنگ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس تحریک پہ؟

جناب نذر حسین کیانی: ابھی جو انہوں نے آئین کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر پہ فرمایا تھا۔ کیا ان کا یہ پوائنٹ آف آرڈر صحیح تھا؟ ان کی وہ کوٹیشن غلط تھی اس لیے ان کا پوائنٹ آف آرڈر غلط تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے اس وقت کہا تھا کہ آپ تشریف رکھیں۔ جو رولنگ ضروری سمجھی جاتی ہے وہ ضرور دیتے ہیں۔ جو ضروری نہیں ہوتی اس کے لیے مجھے مجبور نہیں کیا

جا سکتا۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب ان کو آئین کی اردو کی کتاب ہی دے دیں۔ اسی میں سے پڑھ کر سنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیانی صاحب، آپ سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ آپ کے دوست بول رہے ہیں اور آپ ان کو موقع نہیں دے رہے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! آپ ان سے بھی کہیں کہ وہ بھی تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں، میں نے ان سے بھی کہا ہے کہ وہ بھی تشریف رکھیں۔

بیگم نجمہ حمید: انہوں نے پیپلز پروگرام کے لیے زیادہ فنڈز رکھا ہے۔ اس لیے رانا پھول محمد خان صاحب زیادہ بول رہے ہیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر صحیح تھا یا ان کا جائز ہے جو یہ کہہ رہے ہیں ان کا تو کسی صورت میں پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔ وہ تو پھر رولز کے مطابق بات کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ کارروائی کو جاری رکھنے دیں۔ آپ کم سے کم مداخلت کریں۔ بلاوجہ مداخلت کیوں کرتے ہیں۔ اس سے تو کارروائی رک جاتی ہے اور یہ بھی آتا ہے کہ Legislation میں فلاں کا مفاد ہے اور فلاں کا نہیں۔ اگر مفاد ہے تو کارروائی کو جاری رہنے دیں۔ میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ یہ مداخلت نہ کریں۔ بار بار عرض کروں گا کہ مداخلت نہ کریں۔ جی شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! بے شک مداخلت کریں لیکن ہم وقت میں توسیع نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ اس بات کو چھوڑیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ پہلے مداخلت کرتے ہیں جب دو بجے وقت ختم ہو جاتا ہے تو پھر کہتے ہیں اب ایک گھنٹا اور بڑھا دو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب یہ چیئر کا کام ہے کہ وقت بڑھائے یا نہ بڑھائے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر یہ این چارٹر کے مطابق جبری مشقت ممنوع ہے۔ اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ دو بجے کے بعد کوئی توسیع نہیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نواب زادہ صاحب' آپ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔ یہ غیر ضروری باتیں نہ کریں۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! دوستوں کی اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا کیا ارادہ ہے۔ یہ کیا سوچ کے آئے ہیں اور یہ کیا سوچ رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ کارروائی کو جاری رکھنے دیں۔ یہ مداخلت صحیح نہیں اس سے کارروائی رکے گی۔ وقت ضائع ہوگا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا۔ میرے فاضل رکن نے میری بات نہیں سمجھی کہ قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ اگر میں پوری قرارداد مقاصد پڑھنی شروع کر دوں تو دو گھنٹے لگ جائیں گے۔ میں نے ان کو بتایا کہ قراردلو مقاصد میں جو مقاصد بیان کیے گئے ہیں یہ بل ان مقاصد کی نفی کرتا ہے۔ میرا کہنے کا یہ مقصد تھا کہ فیڈریشن کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! ہم سب آئین کے وفادار ہیں۔ آپ آئین کے Articles میں دیکھیں کیا لکھا ہوا ہے۔ سب سے پہلے ملک کی سالمیت ہے۔ یہ ملک ہے تو وزیراعلیٰ بھی ہے' گورنر بھی ہے اور یہ اسمبلیاں بھی ہیں۔ ممبران بھی ہیں اور وزیر اعلیٰ کے اختیارات بھی ہیں اور ان کے یہ مزے بھی ہیں اور خدانخواستہ اگر ملک کی سالمیت کو کوئی نقصان پہنچا تو جیسے یہ بل لا رہے ہیں ان کی اپنی بھی خیر نہیں ہوگی۔ جناب والا! یہ ملاحظہ فرمائیں۔

Wherein the integrity of the territories of the Federation, its independence and all its rights, including its sovereign rights on land, sea and air, shall be safeguarded.

تو جناب والا! فیڈریشن کی آزادی' فیڈریشن کے یونٹوں کی سالمیت اور تحفظ ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ اب صرف اس لیے کہ پبلک سروس کمشن کے اختیارات وزیراعلیٰ لینا چاہتے ہیں اوہ آئین کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ پہلے اے ایس آئی' نائب تحصیل دار اور اس قسم کی ملازمین کی دوسری بھرتیاں وزیراعلیٰ کر رہے ہیں اب یہ چاہتے ہیں کہ پبلک سروس کمشن کے تحت بھی جتنی ملازمتیں

ہیں وہ بھی اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اس لیے وہ پبلک سروس کمشن کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ جناب والا! لیکن یہ غیر آئینی بل ہے۔ آپ اس کے مضمرات کا جائزہ لیں۔ پاکستانی کی حیثیت سے سوچیں' ملک کے ایک وفادار شہری کی حیثیت سے سوچیں۔ جناب والا! گورنر ایک غیر جانب دار عہدہ ہے اور وہ وفاق کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ صوبہ وفاق کی تمام طاقت اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے۔ گورنر کی پاور کو کم کرنا فیڈریشن کی پاور کو کرنے کے مترادف ہے اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بل بدنیتی پر مبنی ہے کہ یہ صوبائی حکومت نے ردعمل کے طور پر جو وفاقی حکومت کے خلاف ایک عرصہ سے محاذ آرائی کی پالیسی اپنا رکھی ہے یہ بل اس محاذ آرائی کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ گورنر چونکہ غیر جانبدار ہے اور گورنر کی موجودگی میں ہم من مانی نہیں کر سکتے۔ ہم اپنی مرضی کے لوگوں کو نواز نہیں سکتے۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ پبلک سروس کمشن کے تحت جو گورنر کے اختیارات ہیں وہ بھی وزیراعلیٰ کو دے دیے جائیں تاکہ آئی جے آئی کے ارکان اسمبلی کے مزید رشتہ داروں کو پبلک سروس کمشن کے نام پر اعلیٰ ملازمتیں دی جائیں۔ لیکن جناب والا! ہم غیر قانونی حرکت اور غیر قانونی فعل کی مخالفت کریں گے۔ اس لیے کہ ہم عوام سے یہ مینڈیٹ لے کر آئے ہیں۔ آئین نے ہمیں اختیار دیا ہے اور ہم آئین کے تحت آئین اور پاکستان کے ساتھ وفاداری کے پابند ہیں اور یہ لوگ جو کبھی ایک بل لاتے ہیں کبھی دوسرا بل لاتے ہیں۔ یہ پاکستان کی فیڈریشن اور صوبے کے مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ہم آپ کی توجہ ان زیادتیوں اور ان من مانیوں کی طرف دلا رہے ہیں اور ان سے گزارش کرتے ہیں کہ خدارا! ملک کے مفاد میں سوچیں۔ پہلے ہی سرکاری ملازمین ان کی من مانیوں سے بہت تنگ ہیں۔ کبھی بغیر باری کے ترقیاں دیتے ہیں۔ کبھی براہ راست بھرتیاں کرتے ہیں۔ کوئی آئین کے قواعد و ضوابط کے تحت تقرری نہیں ہو رہی۔ یہ ایک ادارہ تھا جو ایک عرصہ سے مفلوج ادارہ ہے لیکن بہرحال ایک ادارہ تھا اور ایک قانون کے تحت چل رہا تھا۔ اب اس ادارے کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! ہم اس لیے یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بہت ہی متنازعہ بل ہے' غیر آئینی بل ہے۔ اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں۔ یہ صوبے اور وفاق کے مفادات کے خلاف ہے۔ یہ فیڈریشن کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ اس سے پنجاب کے غریب عوام کے حقوق بھی متاثر ہوں گے۔ اس لیے کہ وزیراعلیٰ تو ارکان اسمبلی کو ہی تمام ملازمتیں دے دیں گے

اور باقی جو پنجاب کے شہریوں کے بنیادی حقوق ہیں کہ ملازمت کے مواقع اور قانون کے سامنے سب کی یکساں حیثیت' وہ تو سب ختم ہوجائے گی۔ اس لیے کہ یہ تمام اختیارات ایک غیر جانبدار ہاتھ سے نکل کر ایک پارٹی کے سربراہ کے ہاتھ میں آ جائیں گے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے۔ اس لیے کہ یہ ماہرین آئین کے پاس جائے گا۔ قوانین' قواعد وضوابط اور آئین کی پیچیدگیوں اور باریکیوں کو سمجھنے والے افراد کے پاس جائے گا' یہ پنجاب کے ہر شہری کے ہاتھ میں جائے گا۔ یہ سرکاری ملازمین کے ہاتھ میں جائے گا۔ پھر آپ کے پاس ایک رائے آئے گی اور پھر آپ کو پتا چلے گا کہ یہ جو آپ نے چالاکی کی ہے کہ تین' چار' پانچ' آٹھ' نو میں گورنر کی بجائے وزیراعلیٰ لکھ دیا جائے۔ اس کے کتنے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور جناب والا! میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجلت میں اس قسم کے غیر قانونی بل منظور کرانے کی روش قائم کرانے کی کوشش کریں گے یہ ایک بد ترین روش ہوگی۔ یہ قواعد و ضوابط کی دفعہ 81 میں یہ پروویژن کیوں رکھی گئی ہے کہ بل رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جائے۔ جب سے یہ اسمبلی آئے ہیں۔ اس کو چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ جتنے بل بھی اسمبلی میں پیش ہوئے ایک بل بھی عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے مشتہر نہیں کیا گیا۔ یہ پنجاب کے عوام کی توہین ہے۔ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ ایک طرف تو پنجاب کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور دوسری طرف ان پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ جناب والا! یہ منافقت کی پالیسی ہے۔ یہ دو رخی پالیسی ہے۔ یہ دوغلی پالیسی ہے۔ ان کو پنجاب کے لوگوں پر اعتماد نہیں۔ ان کو پتا ہے کہ پنجاب کے لوگ ان کالے بلوں کی حمایت نہیں کریں گے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری یہ ترمیم جو میں نے آئین' فیڈریشن اور صوبے کے مفاد میں پیش کی ہے یہ مشتہر کیا جائے' عوام کی رائے لی جائے اور اس کے بعد عوام کی رائے ایوان کے سامنے پیش کی جائے۔ تاکہ ہم بھی کہہ سکیں کہ صوبائی حکومت نے کسی ایک معاملے میں تو عوام کے ساتھ ہم دردی کی ہے۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! تقاریر کے لیے نصف گھنٹا مقرر کیا گیا تھا۔ نصف گھنٹا ہو چکا ہے اس لیے تقاریر ختم ہونی چاہییں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لیے وقت کی حد مقرر تو نہیں ہوتی لیکن میری گذارش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقررین بات کر لیں تو زیادہ اچھی بات ہے۔ جناب وزیر قانون' کیا مقررہ وقت کی

کوئی بات ہوئی تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! شاہ صاحب اپنی بات ختم کر رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: میرے لیے وقت کی پابندی نہیں لگ سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب ایک بات میرے نوٹس میں آئی ہے وہ میں confirm کر رہا ہوں۔ کوئی بھی legislation پر بات کرے اس پر پابندی نہیں لگ سکتی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تو رولز کے تحت ہے۔ میں تو یہ confirm کر رہا تھا کیا کوئی ایسا معاہدہ ہوا تھا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ہمارا یہ معاہدہ ہوا تھا کہ یہ تقریباً" آدھ گھنٹا بولیں گے۔ اگر ایک دو منٹ وہ مزید بولنا چاہتے ہیں تو بول لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب!

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ایک ایسا آرڈیننس جس پورے آرڈیننس میں کہیں بھی وزیراعلیٰ کا ذکر نہیں تھا اور پورا آرڈیننس گورنر کے بارے میں تھا' پورے آرڈیننس میں گورنر کے لفظ کو حذف کر کے تمام اختیارات وزیراعلیٰ کو دیے جا رہے ہیں۔ اس سے زیادہ زیادتی' غیر آئینی بات' غیر قانونی بات پنجاب کی پارلیمانی تاریخ میں نہیں ہوئی کہ پبلک سروس کمشن کے ساتھ وزیراعلیٰ کا کوئی تعلق نہیں بنتا' کوئی واسطہ نہیں بنتا۔ اس کا کوئی ربط نہیں بنتا۔ کسی آئین نے ان کو اختیار نہیں دیا' کسی قانون نے ان کو اختیار نہیں دیا۔ یہ تمام اختیارات وزیراعلیٰ کو دے رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب' خدا کا خوف کریں۔ وہ ہنس رہے ہیں۔ یہ اتنی سنجیدہ بات ہے اور وہ قہقہے لگا رہے ہیں۔ مسکرا رہے ہیں اور ایک وقت آئے گا کہ یہی وزیر قانون ان کالے قوانین کی وجہ سے روئیں گے۔ جس طرح ماضی میں ان کے باغ اجڑے تھے تو یہ روئے تھے۔ ہمیں تو یہ احساس تھا کہ کم از کم یہ ایسے کالے قوانین پیش نہیں کریں گے۔ جو شخص اس کرب کی کیفیت سے گزرا ہو وہ اس کرب کی کیفیت کو محسوس کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جب سے اسمبلی بنی ہے۔ انہوں نے خوشامد کی تمام حدیں توڑ دی ہیں اور یہ تو سب چاہتے ہیں کہ پورا ملک وزیراعلیٰ کو دے دیا جائے۔ لیکن جناب وزیر قانون صاحب کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ آپ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر یہ قوانین پاس کراتے جائیں' گورنر کے صاحب کے پاس بھی 116 کے تحت اختیارات ہیں۔

گورنر صاحب بھی یہ بل واپس کرتے جائیں گے۔ پھر یہ اس اسمبلی میں آئیں اور پھر اس کے بعد ہم ملک کی اعلیٰ عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائیں گے اور ان شاء اللہ ہماری موجودگی میں وزیراعلیٰ گورنر کے اختیارات استعمال نہیں کر سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ اس طرف بیٹھے ہوئے بعض ہمارے باضمیر دوست جن میں ارشد لودھی صاحب بھی شامل ہیں' وہ متاثر ہو رہے ہیں۔ ان کو یہ احساس ہوگیا ہے کہ میں سچی بات کر رہا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ شاہ صاحب ایوان میں نہیں بول رہے۔ یہ کسی بھائی لوہاری گیٹ پہ جلسہ عام کر رہے ہیں۔ مہربانی سے ان کو یہ سمجھائیں کہ یہ اسمبلی کا فلور ہے اور ان کو پتا ہونا چاہیے کہ چیف منسٹر کی advice پہ چانسلر کام کرتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نام نہیں۔ اگر آپ نے تقریر کرنی ہے تو کسی میدان میں کریں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا! انہیں گورنر پر اعتراض ہے یا باضمیر ہونے پر اعتراض ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری شاہ صاحب سے ذاتی گذارش ہے کہ اپنی بات کو ذرا مختصر کر لیں۔ گل صاحب اور دوسرے دوستوں نے بھی بولنا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں صرف ایک بات کرتا ہوں' آپ ذاتی طور پر بہت شریف آدمی ہیں اس لیے مجھے آپ کا بہت احترام ہے۔ سپیکر کی بحیثیت سے آپ کا کردار محل نظر ہے۔ لیکن بحیثیت انسان آپ بہت اچھے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے ذاتی حکم کی تعمیل کروں گا اور میں صرف اتنی بات کروں گا کہ اس طرف بھی ہمارے جو باشعور اور باضمیر دوست بھائی تشریف رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اسے رائے عامہ کے لیے مشتہر کرنا ضروری ہے اور صوبے کے مفاد میں ہے ان کو یہ بھی پتا ہے کہ یہ بل آئین کے خلاف ہے اور اس کو نہیں آنا چاہیے لیکن ابھی تک وہ مصلحتاً خاموش ہیں۔ ابھی وہ کچھ وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور میں ان کے بارے میں اتنا کہوں گا۔ برف پگھلے گی تو پر کھولیں گے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ وزیر قانون کو آپ یہ حکم دیں کہ وہ پاکستان کے آئین' پاکستان کی فیڈریشن اور صوبے کے مفاد میں اس منفی اور کالے بل کو واپس ہی لے لیں تو کافی بہتر

ہے۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ غضنفر علی گل۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: نحمدہ' و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رب شرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی۔ صدق اللہ العظیم۔ جناب والا! حزب اختلاف کا یہ کام ہوتا ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مولانا صاحب فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ آج جناب شاید اس اجلاس کا آخری دن ہو۔ میرے ساتھ جناب سپیکر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ عورت کی سربراہی کے مسئلے پر آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ میں تقریر نہیں کرنا چاہتا صرف دو منٹ چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب اس وقت قانون سازی ہو رہی ہے۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! ابھی آپ کا دل نہیں بھرا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چنیوٹی صاحب بارہا یہ مسئلہ پیش کر چکے ہیں۔ یہ بات بھی آئین کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کیوں بات کر رہے ہیں۔ میں نے تو ان کو اس مسئلے پر بٹھا دیا ہے۔ میں نے تو ان کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! حزب اختلاف کا کام یہ ہوتا ہے کہ حزب اقتدار جو قانون لے کر آئے' اکثریت کے بل بوتے پر لے کر آئے تو ہم ادھر بیٹھے ہوئے معصوم لوگوں کو بتاتا ہے

ان کو جھنجھوڑنا ہے' ان کو اونگھ سے جگانا ہے کہ جاگو' ایسا نہ ہو کہ ڈاکو لوٹ کر لے جائیں کیونکہ چوکیدار کا کام گھر کی راکھی کرنا نہیں ہوتا' اس کا کام ڈاکو اور چوروں سے لڑنا نہیں ہوتا۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ گلی گلی ھوکا دیتا ہے کہ جاگتے رہنا۔ اگر سو جاؤ گے تو لٹ جاؤ گے۔ اپنے حواس بحال رکھو اور خود کو ہوشیار رکھو۔ ہم تو چوکیدار ہیں جو کہ آئینی دھوکہ دے رہے ہیں کہ اگلے بنچوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے لوگو ذرا جاگتے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا ووٹ غلط بات کے لیے نہ دلوا دیا جائے۔ مجھے یہ یقین ہے اور میں یہ اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ترمیم پیش کرنے سے پہلے حکومت نے اور وزراء نے اس اسمبلی کے معزز اراکین کو اعتماد میں نہیں لیا۔ اس کے مضمرات نہیں بتائے اگر یہ بتا دیتے تو پھر پٹارہ کھل جاتا۔ کوئی اٹھ کر یہ پوچھ سکتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آخر اس ترمیم کی ضرورت کیا ہے؟

وہ جو سنائی انجمن نے شب غم کی آپ بیتی
کئی رو کے مسکرائے کئی مسکرا کے روئے

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میرے بھائی وزیر قانون کا تو کام ہی یہی ہے پہلے مسکرا کے روئے اور اب رو کے مسکرا رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اسی لیے جن لوگوں نے حکومت کا عذاب بھی دیکھا ہو اور پیار بھی دیکھا ہو ان کو ایسی راہ اختیار کرنی چاہیے' ایسے قوانین لانے چاہیں کہ اگر آئندہ بھی وہ حکومت کے محکوم ہو جائیں تو ان کو رونا نہ پڑے۔ آئین اور قانون کی حفاظت میں وہ ہمیشہ مسکراتے رہیں۔ اگر آئین اور قانون سربلند رہے گا تو تمام چہرے مسکراتے رہیں گے اور اگر آئین اور قانون کے ساتھ چکر کیا جائے گا' اس کو خراب کیا جائے گا اس کو چھیڑا جائے گا تو مسکراتے ہوئے بھی رونے پر مجبور ہو جائیں گے۔ آپ سوچیں میں یہ بات Party politics سے ہٹ کر کر رہا ہوں۔ ہم اس ایوان کے اراکین ہیں اور پنجاب کے کسٹوڈین ہیں۔ اگر کسی بھینس کے آگے چارہ ڈال دیا جائے تو وہ بھی پہلے سونگھتی ہے کہ کھانے والا ہے کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانات میں بھی ایسی حس دی ہے جس سے وہ اچھے برے میں تمیز کر سکتے ہیں۔ ان کو سونگھنے کی قوت دی ہے۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر یہ کس پہ بول رہے ہیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: میں آپ پر بول رہا ہوں۔ میں آپ کا احساس جگا رہا ہوں۔

(قطعہ)

احساس مر نہ جائے تو انسان کے لیے
کافی ہے ایک راہ کی ٹھوکر لگی ہوئی

بیگم نجمہ حمید: جناب یہ غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔
رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب والا! میں یہ گذارش کروں گا کہ ہماری بہنوں کی سیٹیں تبدیل کر دی جائیں وہ بار بار اس طرح اپنے ہاتھ ہلاتی ہیں تو وہ اپنے سر درد کرتی ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میں نے بھینسوں کی بات کی ہے۔ ڈھگوں کی بات نہیں کی۔ جناب والا! اشرف المخلوقات تو انسان ہے۔ اسے یہ سوچنا چاہیے کہ یہ قانون میرے آگے رکھا گیا ہے۔ اس کو دیکھیں اس کو ٹٹولیں کہ اس میں کیا ہے۔ اس پر جو حکومت کا ریشمی غلاف پڑا ہے اس کے اوپر جو وزارتوں اور مشاورتوں کا پردہ پڑا ہے اس کو اٹھا کر تو دیکھیں کہ پردے میں کیا ہے اور ممکن ہے وزارت کے نیچے سم قاتل رکھا ہو۔

چمن کے رنگ و بو نے اس قدر دھوکے دیے مجھ کو
کہ میں نے شوق گل بوسی میں کانٹوں پر زبان رکھ دی

اور کہیں یہ نہ ہو کہ۔

"جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔"

جناب والا! کہیں یہ نہ ہو۔
اور جناب والا! لونے آکھیا اے کہ پتا اج لگا اے گلاں بیجاں سن مس درد فراق ماری دیاں۔ تے بیہڑے اونھاں نوں پیڑ کے لنگ جاون اوناں نال نئی یاریاں لائی دیاں۔ آپ کو یہ سوچنا چاہیے' وہ دلاسہ دے کے رات کو بھی بستر گول کر کے چلے جائیں گے آپ کدھر جائیں گے۔ اس نے کہا کہ تو کہاں جائے گی کچھ اپنا ٹھکانہ کر لے' ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجراں ہوں گے۔ آپ

سوچیں' یہ میں آپ کو سوچنے پر مجبور کر رہا ہوں' اگر آدمی کو محسوس نہ ہو کہ میں جاگ رہا ہوں یا میں سویا ہوا ہوں تو پھر چٹکی لے کے دیکھتا ہے۔ اگر وہ خود چٹکی لینے کی قوت نہ رکھتا ہو تو پھر کسی دوسرے کو چٹکی لینی چاہیے کہ یہ آدمی کیا جاگ رہا ہے یا سویا ہوا ہے یا پھر یہ مستقل سویا ہوا ہے۔ تو جناب والا! یہ دیکھیں کہ یہ جو آپ کے آگے رکھا گیا ہے یہ کیا ہے' اس بات کو چھوڑ دیں کہ یہ گورنر کے متعلق ہے یا وزیر اعلیٰ کے متعلق ہے۔ صرف یہ دیکھیں کہ یہ کیا ہے اور جناب والا! یہ ایک سازش ہے' میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس صوبے کے نوجوان وزیراعلیٰ کے خلاف ایک اسم بامسمیٰ شخص کے خلاف اور اس صوبے کی حکومت کیخلاف اور اس ملک کی مرکزیت کے خلاف ایک سازش ہے کہ حکومت کی صفوں میں بیٹھے ہوئے کچھ لوگ جن کو یہ جمہوری مذاق پسند نہیں وہ ایک سکیم کے تحت وزیراعلیٰ سے ایسے ایسے کام کروا رہے ہیں اور مجھے تو شک ہے کہ وزیراعلیٰ کو بھی علم نہیں ہوگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے اوپر بھی مجھے یہ چیک کرنا پڑے گا کہ آیا وزیراعلیٰ کے نوٹس میں یہ باتیں ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ہاؤس میں ہوتے تو میں انہیں بتاتا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے' اصل میں یہ اس ایوان کے خلاف سازش نہیں بلکہ ان کے خلاف بھی سازش ہے' اگر انہیں صوبے کا مفاد عزیز نہیں تو پھر انہیں اپنا مفاد سوچنا چاہیے۔ اب میں جناب والا! قانون سازی کی طرف آتا ہوں۔ اب میں کہوں گا کہ legislation کے ethics کیا ہیں اور jurisprudence کیا ہے کہ why we legislate یہ ایسے تو نہیں کہ قانون اٹھا کے لے آئے اور اسے بعد میں اکثریت سے پاس کروا لیا' اس کی وجہ ہونی چاہیے۔ قانون سازی بے ہنگم چیزوں کو ایک ترتیب دینے کے لیے ہوتی ہے ایڈہاک ازم کو نظام میں لانے کے لیے' الجھے ہوئے معاملات کو سلجھانے کے لیے اور بگڑے ہوئے کام بنانے کے لیے جناب والا legislation لائی جاتی ہے اور ادھر ہم بنے ہوئے کام بگاڑنے کے لیے' سلجھے ہوئے کاموں کو الجھانے کے لیے اور ان کو گنجلیں بنانے کے لیے legislation لائی جاتی ہے۔ جناب والا! legislation کا کام اختیارات دینا ہوتا ہے اور تقسیم کار کرنا ہوتا ہے۔ وہ جو distribution of work, power and authorities ہیں' کبھی بھی legislation کا democracy میں یہ طلب نہیں کہ اب تمام قانونی اختیارات لے کر کسی ایک شخصیت میں منتقل کر دیں۔ یہ تو مارشل لاء اور non-democratic rules کے بارے میں ہے۔ یہ جو absolute rule کے بارے میں

ہے یہ انارکی کے نارے ہیں ہے یہ جو despotic rule کے بارے میں ہے کہ تمام قوتیں لے کے' اس سوسائٹی کے تمام اختیارات لے کے آپ ایک آدمی میں منتقل کر دیتے ہیں۔ جناب والا! جمہوریت میں تو separation of power ہوتا ہے وہ and there is the distribution of authority and functions اس کے بغیر نہیں چل سکتے۔ آئین میں گورنر کو گورنر رہنا ہے اور وزیراعلیٰ کو وزیراعلیٰ رہنا ہے' آئین بنائے ہی اس لیے جاتے ہیں کہ بتا دیا جائے کہ سپیکر کے اختیارات کیا ہیں' ہمارے اختیارات کیا ہیں۔ وزیر کے اختیارات کیا ہیں۔ آئین اس لیے نہیں بنایا جاتا کہ یہ دس صفحوں کی کتاب ہے اور اسے اٹھا کر ایوان سے باہر پھینک دیں۔ آئین تو عقل مندوں کے لیے اشارے ہیں' اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ یہ جو میری آئتیں ہیں' یہ جو میرا کلام ہے یہ باشعور لوگوں کے لیے اشارے ہیں۔ یہ مولانا اس کے بارے میں اپنی باری پہ بتائیں گے کیونکہ وہ بھی اس ترمیم کے خلاف بولیں گے۔ حق پرست ہیں' حق گو ہیں سنت رسول کے محافظ ہیں اور ان کا تو عقیدہ ہے کہ حق بات کہنی چاہیے خواہ حاکم ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ وہ حق بات کہیں گے۔ جناب والا! وہ باتیں ہیں جو سوچنے سمجھنے کی ہیں۔

(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER : No cross talks please.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! جو آئین اور قانون ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہم اس بل میں بحث کے لیے issue frame کر لیتے ہیں کہ کون کون سے issues اس میں شامل ہیں' کیا کیا باتیں ہیں' جن کو ہم نے زیر بحث لانا ہے۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ پبلک سروس کمشن کیوں بنایا گیا ہے' اس ملک کے اندر کام چل رہا تھا کیا ضرورت تھی کہ قانون بنا دیا اور ہم نے پبلک سروس کمشن کو لا کے بٹھا دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: روکڑی صاحب میری آپ سے گذارش ہے کہ ذرا ادھر توجہ فرمایئے۔ بیٹھے ہوئے ایڈوائزر صاحبان سے میری خاص طور پر گذارش ہے کہ وہ ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلنے دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: سپیکر صاحب ان کو پتا ہی نہیں کہ اس ایوان میں کیا ہو رہا ہے They are disinterested people. They are indifferent. اور میں انہیں وارننگ دے

رہا ہوں' انتباہ کر رہا ہوں اس فلور کے ہاؤس پر کہ خدا کے لیے صوبائی معاملات میں اتنا indifference اچھا نہیں' اس سے ہماری گیارہ سالہ جمہوریت کی جدوجہد پر پانی پھر جائے گا۔ اس نے کہا کہ "تم کو اگر توفیق نہیں تو مجھ کو ہی سچ کہنے دو۔" کم از کم یہ سننے کی ہمت تو پیدا کریں۔ They should patient to listen to the facts

جناب والا! یہ پبلک سروس کمشن اس لیے بنایا گیا تھا کہ اس صوبے کے عوام کو اس صوبے کے نظام کو چلانے کے لیے مختلف محکموں کے لیے جن ملازمین کی ضرورت ہو تعلیم کے qualifica- tion & criterion کے مطابق وہ ان کا انٹرویو کرے۔ ان کے امتحانات لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب میری آپ سے گذارش ہے کہ خاموشی اختیار کیجئے۔ یہ کارروائی جاری ہے۔ رانا صاحب میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہاؤس میں آپس میں یہ cross talk اور یہ شور ہوتا رہے۔ میری گذارش یہ ہے کہ وہ آواز اتنی بلند ہے کہ ہاؤس میں شور ہوتا ہے۔ یہ اچھی بات نہیں' یہ ہاؤس کے وقار کے منافی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ ہاؤس تو زبان درازی کے لیے ہے۔ زبان بندی کے لیے نہیں۔ اس لیے گذارش ہے کہ وہ آئندہ سے مشورہ کر کے اپنا مسئلہ حل کر سکتے ہیں' وہ ان کو disturb نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر مشورہ کرنا بھی ہے تو آواز اتنی بلند ہو کہ وہ ہاؤس کی کارروائی کو disturb نہ کرے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ ایک ادارہ بنایا گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

پہلے جناب والا! رانا پھول محمد خان صاحب کو بولنے کا موقع دے دیں۔ میں ان کے بعد بول لوں گا۔ ان میں بولنے کی تو ہمت نہیں ہے۔ اب ان میں اتنی جرات نہیں ہے کہ بات کر سکیں۔ جو بولتے ہیں۔ اپنے صوبے کے لیے قانون سازی میں حصہ لیتے ہیں۔ بولتے ہیں ان میں یہ مداخلت کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون صاحب ہم سے کوآپریشن کی کوئی توقع نہ رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ اگر وہ اس کارروائی کو چلانا نامناسب سمجھتے ہیں تو وہ فرما دیں۔ آپ ہاؤس کا کیا وقار بلند کر رہے ہیں۔ آپ ہاؤس کے وقار کا کیا خیال کر رہے ہیں۔ اگر ہاؤس سمجھتا ہے کہ کارروائی جاری رکھی نہیں جانی چاہیے تو پھر اس کو ملتوی کردیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں۔ ان کو بولتے ہوئے بیس منٹ ہوگئے ہیں۔ آپ اپنی مداخلت کے لے کہہ رہے ہیں کہ ایک گھنٹا ہو گیا ہے۔ پھول خان صاحب آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ کیا یہ بات مناسب ہے کہ کارروائی جاری رہے اور وقت ختم ہوجائے۔ نوابزادہ صاحب آپ فرمائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ ادارہ آئین کے آرٹیکل 242 کے تحت بنایا گیا ہے۔

> (1) Majlis-e-Shoora (Parliament) in relation to the affairs of the Federation, and the Provincial Assembly of a Province in relation to the affairs of the Province may, by law, provide for the establishment and constitution of a Public Service Commission."

جناب والا! یہ صرف صوبائی اسمبلی کے ایکٹ سے نہیں بنایا گیا اس کے لیے آئین کے اندر گنجائش رکھی گئی۔ کسی صوبے اور فیڈریشن کے نظام کو چلانے کے لیے ہم نے جو ملازمین بھرتی کرنے ہیں اس کے لیے قومی سطح کا اور صوبائی سطح کا ایک ادارہ ہوگا جس کا نام پبلک سروس کمشن ہوگا۔ مرکز میں وہ صدر کے ماتحت ہوگا اور صوبے میں گورنر کے ماتحت ہوگا۔ میرے خیال میں تو آئین کی رو سے پہلے ہم یہ دیکھ لیں کہ یہ ترمیمی بل اس ایوان کے اندر آبھی سکتا ہے یا نہیں۔ یہ میں نے نکتہ اعتراض اٹھایا تھا اس وقت چیئرمین صاحب تھے۔ انہوں نے میرے نکتۂ اعتراض کو bulldoze کر دیا۔ میں تو اس وقت اس بل کی admissibility پر بولنا چاہتا تھا۔ اس وقت ہی یہ جھگڑا ختم ہوجاتا کہ یہ admissible ہی نہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آئین نے جو ایک ادارہ قائم کرنے کی اجازت دی ہے۔ آرٹیکل 242 کے پس منظر میں دیکھنا ہوگا۔ آئینی تناظر میں دیکھنا ہے۔ جو اس کا infrastructure ہو گا۔ جو اس کا constitution ہوگا جو اس کا فریم ورک ہوگا وہ

آئین کے تحت ہوگا۔ This is expressly provided for under Article 242 اسی آئین کے تحت جو ایکٹ ہے اور 1978ء کا آرڈیننس ہے اس کے اندر 3-5-8-9 اور 10 دفعات ہیں یعنی جہاں جہاں پہ گورنر کا نام ہے اس کو مٹا دو۔ کیا اس کو مٹا دینا آپ کے اختیار میں ہے۔ یہ کوئی دیوار پہ لکھی ہوئی بات نہیں کہ یہ نعرہ ہے اس کو مٹا دیں گے۔ یہ سامنے لکھی ہوئی مجسمے کی تختی نہیں کہ اس کو اکھاڑ کر پھینک دیں گے۔ کبھی کسی جمہوری نظام میں آئینی پروویژن کو پھینکنے کا جو انجام ہوتا ہے اس کو آئین کے آرٹیکل 6 میں دیکھیں کہ جو کوئی آئین کو subvert کرنے کی کوشش کرے گا He is guilty of high treason. اس کی سزا موت ہوتی ہے۔ اگر آئین کے دیے ہوئے الفاظ.....

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر نوابزادہ صاحب کے آئین کے آرٹیکل 242 کا جو حوالہ دیا ہے اسی کے تحت یہ بل پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ درج ہے کہ صوبائی اسمبلی کو پبلک سروس کمشن کی تشکیل کرنے کا اختیار ہے۔

آرٹیکل 242 دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان

"مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) وفاق کے امور سے متعلق اور کسی صوبے کی صوبائی اسمبلی اس صوبے کے امور سے متعلق قانون کے ذریعے پبلک سروس کمشن کے قیام اور تشکیل کے احکام وضع کر سکے گی۔"

ہم تو اس کے مطابق کر رہے ہیں جس کا یہ حوالہ فرما رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آئین میں ہے کہ "صوبائی اسمبلی پبلک سروس کمشن کی تشکیل کرے گی۔" یہ نہیں لکھا کہ اس کی شکست و ریخت کرے گی۔ اس کی توڑ پھوڑ کرے گی۔ اس کی روح کا ترمیم کے ذریعے حلیہ بگاڑ دے گی۔ اس کے آئینی ڈھانچہ کو تباہ کر دے گی۔ یہ لفظ "تشکیل" لکھا ہے۔ جن لوگوں کو لفظ "تشکیل" اور "تخریب" میں فرق محسوس نہیں میں ان کے متعلق یہی کہوں گا۔

"ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے۔"

اس کے متعلق میں کیا کہوں۔

"حیران ہوں کہ روؤں یا پیٹوں جگر کو میں"

میں اس اسمبلی میں اپنے ہونے کا ماتم کروں یا ان کی عقل کو روؤں۔ جہاں ہمیں قدرت نے لا کر بسا دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! انہوں نے آئین کا حوالہ دیا ہے۔ جس آئین نے اس اسمبلی کو پبلک سروس کمشن کی تشکیل کا اختیار دیا ہے۔ وہ کسی وقت بھی اس میں ترمیم کر سکتی ہے۔ اس کو از سر نو تشکیل کر سکتی ہے۔ یہ آئین کے غلط حوالے نہ دیں۔ اگر مولوی صاحب کا آئین سے کوئی تعلق نہیں تو پھر آئین کی مٹی تو پلید نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! مجھے compliment ہے مجھے "مولوی" کا ان سے کسی بات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ آئین جو چیز بنانے کا اختیار دیتا ہے اس کو جو توڑے اس کی جو شکست و ریخت کرے اس کا آئین کے آرٹیکل 6 کے اندر ذکر ہے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ آپ اس کو پڑھ نہیں سکتے۔ اچھے بیٹھے ہیں۔ اگر آپ آئین کے آرٹیکل 6 کو پڑھ سکتے ہوتے تو آپ کانپ جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر فضل کیا ہے کہ آپ کو کچھ پتا نہیں۔ جناب والا! بعض اوقات نہ جاننا بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ رانا پھول محمد خاں صاحب بھی ممکن ہے اس بات کو جان گئے ہوں گے۔ ہم آرٹیکل 6 سے بچنا چاہتے ہیں اور یہ پھنسنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ بتا رہے ہیں کہ آگ کے قریب مت جاؤ کیونکہ یہ جلا دیتی ہے۔

رانا پھول محمد خان: اچھا ہے وہ انگریزی پڑھ سکتے ہیں۔ میں تو انگریزی جانتا ہی نہیں۔ چونکہ ہماری قومی زبان اردو ہے۔ میں نے اردو میں پڑھ کر آئین کی دفعہ آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ انہیں کہیں کہ یہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ پھانسی بھی لگ جائیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : آپ اردو میں جو کچھ جانتے ہیں اس سے اس ایوان کو مستفید فرما دیں۔ آپ اردو جانتے ہیں اردو میں کچھ نہیں جانتے۔ اس حرارت سے جو کھیلے گا وہ جل جائے گا۔ یہ مارشل لاء نہیں' عدالتیں بحال ہیں۔ آئین بحال ہے' اسمبلیاں بحال ہیں۔ جو کوئی اس آئین کے ساتھ fiddle کرے گا اس کا انجام آئین کے مطابق ہوگا۔ یہ ایک سازش ہے جو اس صوبے کے وزیراعلیٰ کے ساتھ ہو رہی ہے میں وہ بھی بتاتا ہوں اور جو اس پر قانون سازی ہونی ہے وہ بھی میں بتاؤں گا۔ عین ممکن ہے میری بات سمجھ میں آ جائے سنی جائے۔ میں نے تو آپ کی وساطت سے میاں شہباز شریف کو کہا تھا کہ آپ میاں نواز شریف کو بتائیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے

اور کیا ہو رہا ہے۔ آئین کے ساتھ liberty نہیں لینی چاہیے۔ اس ملک کا جو آئینی ڈھانچہ ہے اس کے ساتھ نہیں کھیلنا چاہیے۔ انہوں نے پبلک سروس کمشن ایکٹ کے اندر جو گورنر کا نام لکھا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں لکھا۔ میاں منظور احمد موہل صاحب اس طرف کے جو آئینی ماہرین ہیں۔ اگر یہاں ہوتے تو میں انہیں بتاتا۔ اسی آئین کا آرٹیکل 139 ہے وہ آپ اردو میں نکال کر دیکھیں اور پھر اس پر آپ اپنی رائے دیں۔

It reads as follows :

139. All executive actions of the Provincial Government shall be expressed to be taken in the name of the Governor.

It is a mandatory provision.

کیونکہ اس میں shall آیا ہے۔ کس کو بتاؤں کہ shall اور will میں یا may be میں کیا فرق ہوتا ہے؟ یہ بھی میری بدقسمتی ہے تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ قائداعظم تو سن نہیں سکتے۔ (مداخلت) وہ تو تصویر ہے میں تصویر سے کیا باتیں کروں؟ ان کی روح یقیناً" اس ایوان میں موجود ہوگی۔ آئین میں 139 mandatory provision ہے کہ اس صوبے میں جو کارروائی کی جائے گی وہ گورنر کے نام پر کی جائے گی۔ کیونکہ گورنر کا نام ضرور آئے گا۔ آئین میں تو آ سکتا ہے۔ آپ آئین میں امنڈمنٹ کرا لیں اور جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آئین میں ترمیم لانا پنجاب اسمبلی کے دائرہ کار میں ہے؟

رانا پھول محمد خان: نکتہ وضاحت کیونکہ فاضل رکن نے میری طرف اشارہ کر کے 139 کا حوالہ دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنر آرڈیننس بھی جاری کر سکے گا اور کارروائی کی توثیق بھی کرے گا۔ اس میں پبلک سروس کمشن کا ذکر نہیں۔ گورنر کو ہٹانے کے لیے ہماری کوئی امنڈمنٹ نہیں۔ اس لیے 139 تو لاگو ہوتی ہی نہیں۔ اور اگر مولانا نے کہیں سے کر لی ہے تو میرا خیال ہے کہ ان کی بینائی کمزور ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میرے محترم پر آئین ہی لاگو نہیں ہوتا تو ان پر ایک آرٹیکل کیا لاگو

ہوگا؟ انہوں نے اپنے آئین بنا رکھے ہیں۔
ہمارے اوپر تو آئین لاگو ہوتا ہے ان کے اوپر نہیں ہوتا۔ جناب والا! 139 میں لکھا ہے کہ جو بھی کیا جائے گا' کرے گا وہ چیف منسٹر وزیراعلیٰ کو کیوں شک میں ڈال دیا گیا ہے؟ اس میں وزیراعلیٰ کو بتا دیا گیا ہے۔ لفظ "گورنر" سے کس کو خطرہ ہے؟ اور میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے پوچھتا ہوں۔ صرف یہ آئینی تقاضا ہے کیونکہ وہ آئینی سربراہ ہے کہ اس کا نام اس میں لکھنا ضروری ہے کام چیف منسٹر کرے گا۔ اب آگے آئیں۔ آرٹیکل 105 اردو میں پڑھیئے۔

105. Subject to the Constitution, in the performance of his functions, the Governor shall act in accordance with the advice of the Cabinet or the Chief Minister;

یعنی گورنر کے پاس یہ choice ہی نہیں کہ اپنی مرضی کرے۔ لیکن 139 کے تحت جو ہوگا' وہ ان کے نام پر ہوگا۔ لیکن جو ایڈوائس چیف منسٹر کرے گا' صحیح یا غلط' اس کو گورنر صاحب oppose کریں گے۔ 105 کے آگے آتا ہے۔

Provided that the Governor may require the Cabinet or, as the case may be, the Chief Minister to reconsider such advice, whether generally or otherwise, and the Governor shall act in accordance with the advice tendered after such reconsideration.

reconsideration کے بعد بھی گورنر کو اختیار نہیں کہ اس کو روکے۔ کیبنٹ کو بھیج سکتا ہے۔ اگر وہ reconsider ہو کر اسی صورت میں آ جائے تو گورنر کو اس کی اجازت دینی پڑتی ہے۔ اگر Governor shall act on the advice of the Chief Minister تو لفظ "گورنر" سے کیا خطرہ ہے؟ یہ مجھے بتائیں' کہ گورنر صاحب کے ساتھ تو چڑ ہو سکتی ہے۔ ایک شخص جو صوبے کا گورنر بن کر آ گیا ہے اس سے آپ کو چڑ ہو سکتی ہے۔ لیکن لفظ "گورنر" کے ساتھ کیوں؟ کیونکہ گورنر کے معنی نکا خان نہیں۔ گورنر کے معنے ہیں' گورنر۔ وہ کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے کئی لوگ تھے' وہ گورنر تھے۔ ان کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ بھی جو آئیں گے' وہ گورنر ہوں گے۔ جو آگے آئیں گے' وہ نکا خان نہیں ہوں گے۔ آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں کہ گجرات

کے اے ڈی ایم تھے' مرتضیٰ برلاس کا تبادلہ ہوگیا۔ ان کی جگہ نیا اے ڈی ایم آگیا۔ ایک آدمی نے آکر کہا کہ میں برلاس صاحب سے مل کر آیا ہوں۔ تو ہم نے کہا کہ برلاس صاحب تو چلے گئے ہیں انہوں نے کہا' نیا برلاس آگیا ہے تو انہوں نے برلاس کو ہی اے ڈی ایم سمجھ لیا۔ جناب والا! شاید یہی حادثہ حکومت پنجاب کے ساتھ ہے کہ یہ ٹکا خان کو ہی آئندہ آنے والا گورنر سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ گورنر اور ہے۔ اس میں شخصیت involve نہیں Governor is constitution expression اس میں کوئی بھی ہو' کسی کی شخصیت بھی involve نہیں۔ آرٹیکل 105 پڑھا ہے۔ اس کے ساتھ 129 اور 131 پر آئیں۔ میں آج رانا صاحب کو آئین کی سیر کراؤں۔ لوگوں نے تو انہیں چڑیا گھر کی سیر کرائی ہوگی۔ میں انہیں آئین کی سیر کراتا ہوں۔ 129 میں لکھا ہے۔

The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

اب آئین کے صفحے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ گورنر وہ کرے گا جو آئین میں لکھا گیا ہے اور گورنر وہ کرے گا جیسے اسے وزیراعلیٰ کہے گا۔ آرٹیکل 129 سیکشن 5 میں لکھا ہے' میاں منظور صاحب ساتھ ساتھ لکھتے جائیں۔ The Chief Minister shall hold office during the pleasure of Governor کہ وہ گورنر کی خوشنودی میں اپنا office hold کریں گے۔ تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ گورنر کی خوشی سے یہ office hold کر رہے ہیں؟ یہ ضروری نہیں کہ گورنر کی خوشنودی ہو یا نہ ہو۔ گورنر کسی وزیراعلیٰ کو چاہ رہا ہو یا نہ چاہ رہا ہو۔ وزیراعلیٰ رہے گا' اگرچہ آئین کے اندر لکھا ہے کہ اس کی خوشنودی تک اس کی زندگی ہے اور اس کو الیغائی کیا ہے۔ وہ اس کے آگے آتا ہے۔ اب جناب والا یہ فرمائیں کہ The Governor shall exercise his powers. 105, 129, 139, 242 کے بعد آپ آجائیں کہ صوبائی حکومت نے نئے رولز آف بزنس فریم کیے ہیں اور میں جناب وزیر قانون کی اپنی طرف توجہ چاہوں گا۔ جناب سپیکر! انہیں attentive کرائیں۔ کیونکہ انہوں نے جواب دینا ہے۔ آپ اب لیجئے رولز آف بزنس کے سیکشن 5 کو وہ ہے۔

Function of Chief Minister :

Chief Minister shall communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the Administration of the affairs of the Province....

حالانکہ یہ کام وزیراعلیٰ نے کرنا ہے۔ لیکن یہ حکومت پنجاب کے بنائے ہوئے رولز آف بزنس میں لکھا ہے۔ آگے آتا ہے۔

Shall furnish such information relating to the Administration of the affairs of the Province and proposals for legislation as Governor may call for.

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب' آپ ذرا شارٹ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر میں اس امنڈمنٹ سے باہر ہوں تو مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کب کہا ہے کہ آپ امنڈمنٹ ایکٹ سے باہر ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر میں اس سے باہر نہیں ہوں تو مجھے مت روکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تو ویسے عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ مہربانی سے شارٹ کریں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : You can't call me to question, I got to differ, I would humbly submit with due deference.

آپ کو تو سمجھ آ رہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔ "شور" کیا ہوتا ہے' جناب والا؟ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہنگامہ "شور" ہوتا ہے۔ نہیں' شور کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز آپ کے سمجھ نہ آ رہی ہو وہ آپ کے لیے شور ہے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ آپ کو تو سمجھ آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ کو دوسروں کی سمجھ نہیں آتی۔ میں تو ویسے کہہ رہا ہوں کہ ذرا شارٹ کریں تاکہ دوسرے دوست بھی بول لیں۔

جناب نذر حسین کیانی: آپ نے حج پر جانا ہے۔ حج پر جانے سے پہلے تو اچھا کام کر کے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا کام کرنے کے لیے ہی تو کہہ رہا ہوں۔ میں تو درخواست کر رہا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس کے آگے یہ لکھا ہے۔

If the Governor so requires, for consideration of the Cabinet any matter on which decision has been taken by the Chief Minister or a Minister but which has not been considered by the Cabinet.....

and the Governor..... and if the Governor so requires may submit for the reconsideration of the Cabinet any matter on which advice has been tendered by the Cabinet, and the Governor shall act in accordance with advice tendered by the Cabinet after such reconsideration.

نوابزادہ غضنفر علی گل: آپ لفظ گورنر کو نہیں ہٹا سکتے۔ اگر یہ آئینی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں نہ لکھتے اور رولز آف بزنس میں لکھا ہے۔

Reference to the Governor :

Notwithstanding the provisions made in these rules where terms of any provision of constitution any function to be perform, or any order got to be issued by the Governor, or his specific approval is required, the department concerned will incorporate paragraph to this effect in the summary entitled as the summary for the Chief Minister, and the Chief Minister shall tender his advice and submit case to the Governor.

اب جناب والا! آ جائیں بزنس کے رول 3- بی پر آ جائیں اس کے 4 میں لکھا ہے۔

Reports of Commission of Inquiry appointed by the Governor.... The cases and papers to be submitted to the Governor for information.....

اس کے اندر لکھا ہے۔

Annual Report of Public Service Commission

رولز آف بزنس کے تحت لکھا ہے کہ چیف منسٹر کو پبلک سروس کمشن کی رپورٹ بھی گورنر کو بھیجنی پڑے گی۔ یہ آئین میں لکھا ہے اور اس ایکٹ میں آپ ترمیم لا رہے ہیں کہ وہاں جو لفظ گورنر لکھا ہے اس کو ہٹا دیں یہ آئین کی اور آپ کے رولز آف بزنس کی خلاف ورزی ہوگی۔ میرا یہ admissibility پر پوائنٹ ہے۔

These amendments are amounting to amend the Constitution, and thus are ultra vires of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

اس کے بعد جناب والا! آپ آئیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آئین کے آرٹیکل کے مطابق اور رولز آف بزنس کے مطابق کیا گورنر چیف منسٹر نہیں۔ اس کا تو صرف نام لکھا گیا ہے۔ اسکے بعد اب اس میں ایک چھوٹی سی چیز آئے گی۔ جناب والا! میں ایک بہت اہم نکتہ کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ جب یونیورسٹیز کا بل آیا تھا اس میں فرمایا گیا تھا کہ چانسلر کی جناب والا! وزیر قانون کو میری طرف متوجہ فرمائیں۔ وہ میری بات نہیں سن رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دینا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: کیونکہ گورنر اور چیز ہے اور چانسلر اور چیز ہے۔ جب وہ چانسلر ہوتا ہے تو وہ گورنر نہیں ہوتا اور جب وہ گورنر ہوتا ہے چانسلر نہیں ہوتا۔ گھوڑا ہوتا ہے جب وہ تانگے کے آگے ہوتا وہ گھوڑا نہیں ہوتا وہ تانگہ گھوڑا ہوتا ہے۔ جب وہ اصطبل میں ہوتا ہے تو گھوڑا ہوتا ہے۔ پبلک سروس کمشن کے اندر تو اس کی دوسری حیثیت کا ذکر نہیں۔ ایک ہی حیثیت بتائی گئی ہے گورنر اب یہ فرمائیں۔

The word 'Governor' is inserted under Articles and provisions of the Constitution.

ان کو ہٹانے سے delete کرنے سے یہ مطلب ہوگا کہ یہ آئین کو delete کر رہے ہیں۔ جناب والا! اس کے آگے آیا یہ ترمیم کیوں لائی جا رہی ہے۔ یہ ترمیم اس لیے لائی جا رہی ہے کہ ان کی

ضرورت نہیں۔ یہ ترامیم لائی جا رہی ہیں۔ چونکہ گورنر مرکز کا نمائندہ ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ میری بات سننا پسند فرمائیں گے کہ ایک معاہدہ وزیر قانون اور اپوزیشن کے درمیان ہوا تھا کہ مور نصف گھنٹا بولیں گے۔ باقی دیگر دوست دس دس منٹ بولیں گے۔ رانا صاحب آپ کے علم میں ایسی کوئی بات ہے۔

رانا شوکت محمود: جناب والا! میرے علم میں ایسا کوئی معاہدہ نہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ اگر اس قسم کے کوئی بلز ہیں تو ان کو جلد از جلد نکالا جائے۔ لیکن اس پر جتنے مقرر اس پر بولنا چاہتے ہیں جو ان کا حق ہے اور اس کے لیے قانون اور ضابطہ بھی موجود ہے اور وزیر قانون اس ضابطہ کے تحت اس میں جو قانون موجود ہے اس کو توڑ نہیں سکتے۔ اس میں جو قانون ہے اس کے تحت یہ حق حاصل ہے۔ جو بھی ترمیم پیش کرے وہ بول سکتا ہے ہم ان کا یہ حق نہیں لے سکتے اور ان کے علاوہ دیگر مقررین بھی بولنا چاہتے ہیں۔ کافی نام ہیں اور وہ آپ کے سامنے بھی موجود ہیں میرا خیال ہے کہ انہیں موقع ملنا چاہیے تاکہ عوام اور ان کی بہتری اور بہبود کے لیے جو بھی ہم قانون بنا سکیں بنائیں وہ بہتر قانون بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے اور اس طرح قوانین بہتر بنیں گے اور ہمیشہ قانون کا یہ فلسفہ ہے قانون وہی ہوتا ہے جس پر عوام' ملک اور معاشرے کی آرا لے لی جائیں۔ وہی بہتر ہو سکتا ہے تاکہ اس کو ذہن قبول کر سکے اس میں کوئی حرج نہیں اور آخر قانون نے عوام کی زندگی پر متاثر ہونا ہے۔ اس لیے اس کو سنجیدگی کے ساتھ اور مناسب وقت دے کر کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر ہمارے دوست بولنا چاہتے ہیں تو انہیں بولنے دیا جائے۔ ان کو بولنے کا حق ہے۔ ان کو ضرور بولنے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں قانونی طور پر کوئی پابندیاں نہیں۔ میں نے اس لیے یہ پوچھا ہے اور میں نے وصی ظفر صاحب سے بھی پوچھا ہے۔ مجھے یہ پتا چلا تھا کہ کوئی معاہدہ ہوا ہے۔ اس پر بولنے پر کوئی پابندی نہیں۔ اس میں گذارش تھی کہ زیادہ سے زیادہ دوست بول سکیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں نے جناب تقریباً" کی بات کی تھی اور نوابزادہ صاحب کی بالخصوص بات ہوئی تھی کہ ان کی زبان اٹکتی ہے تو یہ کچھ زیادہ وقت لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 50 منٹ تک بول چکے ہیں۔ میری یہ گذارش ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ دوست بول سکیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! بنیادی طور پر۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس میں جناب والا! 180 ہے۔

Whenever the debate on any motion in connection with a Bill or on any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be.

(2) At the appointed hour, in accordance with the time limit fixed for the completion of a particular stage of a Bill or a motion, the Speaker shall, unless the debate is sooner concluded, forthwith put every question necessary to dispose of all the outstanding matters in connection with that stage of the Bill or the motion.

(3) The Speaker may fix time limit for a speech on a Bill or a motion.

آگے 181 آ جاتا ہے جو closure move کرنے کے متعلق ہے۔ جب کوئی زیادہ لمبی تقریر کرنے لگ جائے تو question put کر کے تمام کارروائی بند کر کے اس بل کو پاس کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری گذارش یہ ہے کہ یہ رول جو انہوں نے خود پڑھا ہے وہاں سے جاہل آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ڈیبیٹ پر ٹائم مقرر ہو سکتا ہے۔ and debate would be open جب محرک موو کر لے۔ موور کا موو کرنا بالکل ڈیبیٹ میں نہیں آتا۔ ڈیبیٹ اس کے بعد شروع ہوتی ہے اور اس کا ٹائم سپیکر صاحب نے دس منٹ مقرر کیا ہوا ہے۔ ڈیبیٹ موور کے بعد شروع ہوگی۔

It would be open for debate when the mover had moved it.

اس میں کون سی logic کی بات ہے۔

ایک معزز ممبر: بل پر بحث نہیں ہو رہی۔

چودھری محمد وصی ظفر: بل پر اگر کوئی بحث ہے تو mover یہ move کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ ڈیبیٹ کے لیے ممبران کے لیے open ہوگا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ بل کی پہلی خواندگی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب! آپ تشریف رکھیں جی گل صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں بنیادی طور پر قانون ساز elect ہو کر آیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو سب جانتے ہیں آپ بات کریں۔ آپ یہاں تب ہی بیٹھ سکتے ہیں کہ آپ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں نے اس پر ایک ہفتہ مغز ماری کی ہے۔ For the education of the whole House یہ ہمارا مشترکہ مسئلہ ہے۔ کوئی ان کی مخالفت میں نہیں جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: تو جناب والا! یہ گورنر ہوتا ہے اس کا آپ کو بھی علم ہے اور عوام کو بھی علم ہے کہ یہ صدر کا نمائندہ ہوتا ہے اور فیڈریشن کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اگر ان کا نام بھی بلوں میں نہیں آنا تو صوبوں میں گورنر مقرر کیوں کیے جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ parliamentary form of democracy میں گورنر Constitutional heads ہوتے ہیں figure head کیا لینے ہوتے ہیں حالانکہ میں تو انہیں figure head کہنے سے ڈرتا ہوں کیونکہ وہ Constitutional heads ہیں اور وہ اسی لیے ہیں کہ جو business transact ہوگی in the name of Governor ہوگی According to Article 139 of the Constitution تو اگر ایکٹ میں ان کا نام بھی نہیں آتا تو جناب والا! ان کو اتنے بڑے گورنر ہاؤس میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے اوپر اتنے اخراجات اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ صوبائی حکومت ایکٹ لے آئے کہ ہمیں صوبائی گورنر کی ضرورت نہیں۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ریفرنڈم کرا لیں کہ صوبہ پنجاب کے گورنر کی ضرورت نہیں۔ کسے آکھیا کہ "گلیاں ہوجان سنجیاں وچ مرزا یار پھرے۔" ان کا تو مطلب یہ ہے کہ دوسرا کوئی آدمی جس کا آئینی طور پر گورنر نام ہے اس کو آپ

کیوں نہیں رہنے دے رہے؟ اس لیے کہ آپ کو مرکز سے کد ہے۔ آپ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہمیں مرکز قبول ہے نہ اس کا نمائندہ قبول ہے اور وہ اپنی آئینی حیثیت میں بھی قبول نہیں اور اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں اور یہ ساری باتیں کرتے ہیں۔

ایک معزز ممبر (حزب اقتدار): ٹائم؟

نوابزادہ نصنفر علی گل: ٹائم ایک بجنے میں پانچ منٹ ہیں۔ آپ نے ٹائم پوچھا میں نے بتا دیا میرے مطابق آپ نہیں پڑھ سکتے۔ اس کے بعد جناب والا! یہ ایک scheme develop کی جا رہی ہے اور یہ جو یونیورسٹی کے بل لائے گئے ہیں اور تین چار اور بل introduce ہوئے ہیں ان میں بھی یہ ہے کہ جہاں جہاں گورنر لکھا ہے اور ایک اردو کے ترجمے میں لکھا ہے کہ جہاں جہاں لفظ "گورنر" وارد ہوا ہے یہ وارد نہیں ہوا اس کو اوپر سے کسی چھتری کے ذریعے نہیں اتارا گیا۔ یہ آئین کی assertion ہے۔ یہ اس میں assert ہوا ہے۔ یہ وارد نہیں ہوا اس لیے مجھے اس کے ترجمے پر اعتراض ہے۔ That is another insult to the Constitution اور یہ مرکز کے خلاف ایک سازش کی جا رہی ہے۔

شاخ نازک پر جو آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اور اگر اس حکومت کے یہی trends رہے اور یہی trades رہے۔ It is a very serious stage Mr Speaker Sir. اس لیے آپ کو بتا رہا ہوں کہ ہم نے اس پنجاب میں رہنا ہے۔ اگر ہم نے نہ رہنا ہوتا تو ہم نہ چیختے چلاتے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر اس ملک میں مصیبت آئے گی تو انہیں اس سے غرض نہیں ہوگی۔ ہمیں تو روٹی بھی یہاں سے اس پاک سرزمین سے ملتی ہے۔ یہ جو مادر وطن ہے اس سے ہمیں محبت ہے۔ ہماری بقاء کا مسئلہ ہے کہ یہ جو انحراف آئین اور مرکز کے کیا جا رہا ہے یہ ultimate جو یو ڈی آئی ہے۔

آوازیں: (حزب اقتدار): شیم۔

نوابزادہ نصنفر علی گل: خدا کرے آپ کی زبان سے اس کے علاوہ بھی کچھ نکلے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

مجھے اللہ تعالیٰ نے آدھی زبان دی ہے' جرأت ہے' جرأت اظہار اور گفتار دیا ہے اور میں تو کہتا

ہوں کہ۔

بڑا کرم ہے کہ ذوق نظر دیا تو نے
یہ چیز بخش کر برباد کردیا تو نے

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب! خدا کرے تو آپ میں جرأت اختصار بھی آئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں نے ان بے حس پتھروں کو اور جو اتنے بلند پیکر تھے انہیں قریب سے دیکھا تو خود پتھر تھے۔ یہ میں۔

گیت سناتا اے دیوانے پتھر کی دیواروں کو
لیکن مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

میں نے تو اذان دینی ہے کوئی نماز کے لیے آئے یا نہ آئے۔ اس کو مولانا منظور چنیوٹی صاحب سمجھ لیں گے۔ میرا کام ہے اذان دینا اور وہ میں دے رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! یہ generation یہ unilateral declaration of independence کی طرف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ ابھی بنک کا بھی بل آئے گا۔ یہ اقدام آہستہ آہستہ اسے آپ introduce کر رہے ہیں کہ ایک دن اگر کہیں گے یہ ایکٹ لے کر آئے ہیں کہ ہم وفاق کی اکائی نہیں ہیں We are not a federating unit اور کون روک سکے گا آپ کو جناب والا؟ کیونکہ آپ کو جو آئین سے روکے آپ اس کا گریبان پکڑ لیں گے۔ جو آپ کو ویسے روکے آپ اس کو ڈنڈے مروائیں گے۔ جناب والا! رکتے تو وہ ہیں جو قانون کو سمجھتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں اور جو لوگ قانون کو جانتے ہی نہیں وہ احترام کیا کریں گے۔ ان کے نزدیک ان الفاظ کی حقیقت کیا ہے۔ ایک آدمی کو کسی نے کہا قرآن شریف اٹھاؤ۔ اس کو علم نہیں تھا کہ قرآن شریف میں کیا ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ کوئی وزنی چیز ہو گی۔ اس نے کہا کہ مجھے پہلے دکھا دو۔ تو جب اس نے قرآن شریف دیکھا تو کہا کہ جتنے مرضی ہے اٹھوا لو اور جو احرار کے لیڈر تھے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ان کے خلاف عدالت میں مقدمہ ہوا تو حکومت پاکستان کے خلاف ایک stock witness لائی۔ ایک گواہ لائی اور اس نے قرآن پر حلف اٹھایا کہ میں جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا جب اس نے بیان

دیا تو مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے فرمایا کہ جج صاحب اس سے حلف میں لوں گا تو انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ اگر تم جھوٹ بولو گے تو تمہاری بیوی کو تین طلاقیں ہیں تو اس شخص نے کہہ دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے پولیس کے کہنے پر کیا ہے۔ جج نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے فرمایا کہ اس کو تو قرآن کریم کی سمجھ نہیں۔ اس کی اہمیت کا احساس نہیں۔ اس لیے اس نے حلف اٹھا لیا اور اسے اپنی بیوی کی اہمیت کا احساس ہے' لہٰذا یہ سچ بولے۔ یہ احساس ہونا چاہیے کہ ان الفاظ میں کیا لکھا ہوا ہے۔ اس کے لیے شعور ضروری ہے کہ یہ جو مٹاتے جا رہے ہیں گورنر تو یہ آہستہ آہستہ ایک خود مختار ریاست کے قیام کی طرف جا رہے ہیں۔ جو ہم نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری آپ سے دوبارہ گذارش ہے کہ آپ ذرا اختصار سے کام لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ (قطع کلامیاں) گورنر کا لفظ ہٹانے سے what do they want to achieve? لاء منسٹر صاحب اپنی جوابی تقریر میں بتا دیں کہ تمام قوانین سے تمام ایکٹ سے جو لفظ "گورنر" کو حذف فرما رہے ہیں اس سے achieve کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ملے گا انہیں؟ یہ جو pseudo satisfaction of authority ہٹانا ہے تو اسے گورنر ہاؤس سے باہر اٹھا کر پھینکو ہم دیکھتے ہیں کہ تم کیسے اٹھاتے ہو۔ یہ کتابوں سے مٹاتے ہو۔ اور جو آئین اور قانون کو مٹانے کی کوشش کرے گا۔ وہ خود حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا اور آپ نے دیکھا ہے اس آسمان نے دیکھا ہے اس زمین نے دیکھا ہے اور دریائے ستلج کے بہتے ہوئے پانی نے دیکھا ہے جس نے آئین کو مٹانے کی کوشش کی وہ حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور اب بھی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب' میری آپ سے گذارش یہ ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میری آپ سے یہی گذارش ہے کہ جو صوبہ میں ہو رہا ہے وہ کوئی بات ہی نہیں۔ And you are custodian of the province اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بات ہی نہیں کہ لفظ گورنر مٹا دو' گورنر مٹا دو یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب' آپ کے سامنے آپ کے دوست وصی ظفر صاحب نے بھی یہ بات کی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ آئین پاکستان ہے ہم نے oath لی ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں گے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گل صاحب' کیا آپ میری بات سننا پسند نہیں کریں گے؟ میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کے سامنے جناب وصی ظفر نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ تقریباً آدھے گھنٹے کی بات ہوئی تھی آپ کے سلسلہ میں یہ تھا کہ آپ زیادہ بولیں اور اب آپ ایک گھنٹا بولے ہیں۔ اب آپ دوسرے دوستوں کو بھی موقع دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں اپنے آئینی حق پر کوئی compromise نہیں کروں گا۔

I am not a prostitute. I will avail the opportunity of my constitutional right. I don't want any interference from the other side.

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اگر وہ اپنے معاہدے پر قائم نہیں رہنا چاہتے تو میں بھی انہیں رولز آف پروسیجر سے باہر نہیں جانے دینا چاہتا۔ رولز آف پروسیجر میں رول 181 یہ ہے کہ جب تقریر اتنی لمبی ہو جائے اور اسمبلی کی sense affect ہو وہ کیا ہے جناب والا!

> 181(1) At any time after a motion has been moved or a question has been proposed, a member rising in his place may claim to move, "That the question be now put".

I now move that the question may be put.

اور کیا ہوگا۔

> and unless it appears to the Speaker that such motion is an abuse of the rules of infringement of the right of reasonable debate, the question "That the question be now put" shall be put forthwith and decided without amendment or debate.

آپ کو یہ سوال put کرنا چاہیے اور اسمبلی سے consensus لینی چاہیے کہ اسے آپ جاری چاہتے ہیں یا جاری نہیں چاہتے ہیں تو جناب والا! کو میں نے رول 181 کا حوالہ دیا ہے اگر وہ اس

معاہدہ پر یا اس افہام و تفہیم پر نہیں رہنا چاہتے تو جناب والا! ہمیں بھی آتا ہے کہ ہم رول 181 کے تحت ایسا کریں۔ تو جناب والا! آپ اسمبلی سے یہ سوال Put کریں کہ کیا آپ چاہتے ہیں یہ closer ہے اس کالاء میں بھی closer ہے یعنی اس پر تقریر close ہو جاتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ مونس صاحب کی بات صرف اس حد تک درست ہے کہ اس consensus کی جو sense ہے اور جو اس رول کے حوالے سے اس اسمبلی میں پریکٹس رہی ہے وہ یہی ہے کہ اگر چیئر یہ سمجھے کہ محرک irrelevant ہو رہا ہے -only then the chair can interrupt

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب' میری گذارش یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ چیئر یہ سمجھے کہ irrelevancy ہے تو میں آپ سے گذارش کر رہا تھا کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ ایک agreement ہوا۔ یہ رول کی بات نہیں تھی۔ رولز کو تو سب جانتے ہیں۔ اب نوابزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں کسی agreement کا پابند نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب والا! وہ بھی پابند ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری صرف یہ گذارش ہے کہ نوابزادہ صاحب agreement کے پابند ہیں یا نہیں۔ اب وصی ظفر صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟ کیا وہ agreement چلنا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! agreement چلنا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب' میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں۔ میں وصی ظفر صاحب سے بات کر رہا ہوں تو آپ کیا کر رہے ہیں تھوڑا سا behave کریں آپ کی مہربانی ہے۔ بات آپ جمہوریت کی کرتے ہیں اور behave آپ کرنا جانتے نہیں ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ہم اسی agreement کے تحت چل رہے ہیں۔ اور ہم اس کے پابند ہیں اور یہ صرف اتنی سی گذارش تھی کہ نوابزادہ صاحب کو تھوڑا سا اضافی وقت دے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب وہ ایک گھنٹا اور پانچ منٹ بول چکے ہیں اب آپ کیا فرماتے ہیں آپ فرما دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پندرہ منٹ اور دے دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! دس منٹ اور دے دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور دوسروں کو صرف سات منٹ ملتے تھے مگر مجھے 45 منٹ ملتے تھے کیونکہ میں handicapped آدمی ہوں۔ اس میں special provision ہے اور یو این کا چارٹر مجھے یہ حق دیتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے رول 181 کا حوالہ دیا تھا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اس کو اٹھا کر باہر پھینک دیں اس کو نوکری نصیب کر دیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے نکتۂ اعتراض اٹھایا تھا کہ آپ رول 181 کے تحت اسمبلی کی consensus معلوم کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب' آپ میری ایک منٹ بات سن لیجئے ان کے اپنے کہنے کے مطابق اب پانچ منٹ رہتے ہیں ان کو بولنے دیں کارروائی smoothly چل جائے گی۔ میری آپ سے گذارش ہے انہوں نے کہا ہے کہ ایک بج کر دس منٹ تک انہیں بولنے دیں۔ اب پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ جی نوابزادہ صاحب آپ اپنی بات کو honour کریں اور آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔ دو' دو منٹ میں آپ اپنی statement نہ بدلیں اب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ آپ نے جو پہلے commitment دی اس کے مطابق آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ جو آرٹیکل نمبر3 ہے جس کے اندر یہ ترمیم لا رہے ہیں وہ ہے۔

> The Commission shall consist of such number of members that may be determined by the Governor.

اس کو مٹانے کی اور وزیراعلیٰ ایزاد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ممبران وزیراعلیٰ نے مقرر کرنے ہیں۔ گورنر صاحب نے under Article 05 of the Constitution تو صرف اس پر دستخط کرنے ہیں اور اسے approve کرنا ہے۔ ویسے آرٹیکل نمبر4 میں گورنر صاحب کا نام ہے۔

Resign his office by writing under his hand with address

to the Governor.

جو ممبر کا resignation ہے' وہ منظور کرنا تو وزیراعلیٰ نے ہے تو اگر گورنر لکھا رہے تو اس میں کیا حرج ہے اس کے آگے جناب والا سیکشن 5 آ جاتا ہے۔ اس میں ہے If the Governor is of the opinion that a member تو کرنا چیف منسٹر صاحب نے ہے یہ صرف گورنر لکھا ہوا ہے اس سے آگے سیکشن 8 ہے۔ وہ ہے کہ The Governor does not accept the advice of the Commission. کہ گورنر اگر کمشن کی advice منظور نہ کرے اس میں چیف منسٹر کا ذکر نہیں۔ چیف منسٹر کی advice آرٹیکل 105 کے تحت منظور کرنی ہی کرنی ہے۔ تو جناب والا! اس کو مٹانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے آگے جناب والا سیکشن 9 ہے اس کی کلاز 3 میں جو گورنر کا نام ہے۔

The Governor shall call a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

کہ گورنر صاحب کمشن کی رپورٹ کی کاپیاں اسمبلی کے آگے رکھوائیں گے یہ کون سا کام ہے جس پر کسی کو اعتراض ہو سکتا ہے صرف وزیراعلیٰ صاحب۔ یہ جو ہمارے آگے کاپیاں رکھتے ہیں یہ ڈورمین ہیں اور یہ اسمبلی کے اہلکار ہیں تو گورنر صاحب تو خود آ کر اس اسمبلی میں کاپیاں نہیں رکھیں گے۔ ہمیں اعتراض ہوتا اگر گورنر صاحب اس ایوان میں آ کر کاپیاں بانٹتے تو ہم سمجھتے کہ جی یہ ہماری بے عزتی ہوگئی ہے تو جناب والا! میری تقریر کا جو آخری theme ہے اور جو comparative themes ہیں ان کا جو theme ہے اور ہمارا جو جمہوری theme ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ کوئی فرد' کوئی کنبہ' کوئی قبیلہ' کوئی گروہ کوئی کمیونٹی کوئی قوم in the law of jungle نہیں رہ سکتے اس کے لیے کچھ ادارے بنانے پڑتے ہیں اور ان کو مضبوط کرنا ہے کہ ان کے تحت وہ فرد یا کنبہ یا کمیونٹی یا خاندان یا وہ محلہ یا وہ شہر یا وہ ملک یا وہ قوم یا وہ ملت ہے ان سب نے ان اداروں کے تحت زندگی گزارنی ہے اور ان اداروں سے انحراف ان اداروں کو کمزور کرے گا اور افراد کو بھی کمزور کرے گا۔ جناب والا! ہمارے ہاں یہ روایت پڑ گئی ہے کہ ہم اداروں کو افراد پر قربان کر دیتے ہیں' ہم کہتے ہیں کہ حکمران کو مت کچھ کہو۔ بھئی حکمران جو ہے وہ آئین کا suh-servient ہے ہم کہتے ہیں کہ آئین کو کچھ نہ کہو۔ ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے' وہ

کہتے ہیں کہ حکمران کو کچھ نہ کہو' خواہ وہ کوئی ہو' خواہ وہ گنڈا سنگھ ہو خواہ وہ نتھا سنگھ ہو' خواہ وہ طوطا ناک ہو لیکن حکمران کو کچھ مت کہو ہم کہتے ہیں کہ حکمران کو جو دل چاہے کہو مگر آئین کو کچھ نہ کہو۔ آئین نہیں رہے گا تو حکمران بھی نہیں رہے گا یہ آئین حکومت کا ماخذ ہے۔ It is a source of power and authority اگر آپ آئین سے انحراف کریں گے تو آپ پر کوئی بھی آ کر حکومت کر سکتا ہے تو اس لیے میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ادارے مضبوط کریں گے تو افراد مضبوط ہوں گے۔ اب اس ملک میں 21 سال سے زیادہ جو غیر جمہوری دور رہا ہے اس نے ملک کے تمام جمہوری' معاشرتی اور سماجی اداروں کو تباہ کر دیا ہے اور اس لیے ہم انتشار کا شکار ہیں۔ ہم منتشر ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہم کہاں جائیں۔ جناب والا! ایڈہاک ازم اس کا نام ہے کہ ادارہ نہ ہو اور انسان کو سمجھ کا پتا نہ ہو۔ انسان کو sense of direction نہ ہو۔ جس طرح بھائی دروازے پر آوارہ گائیں کیلوں کے چھلکے کھاتی پھرتی ہیں اس طرح قومیں پھرتی رہتی ہیں۔ وہ انتشار کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی اور وہ بھٹک جاتی ہیں۔ جناب والا! کسی قوم کو کوئی عذاب ختم نہیں کرتا۔ قوم کو کوئی غیر ملکی حملہ آور ختم نہیں کر سکتا۔ کوئی سیلاب ختم نہیں کر سکتا۔ کوئی جنگ ختم نہیں کر سکتی۔ قومیں اداروں کے انہدام سے ختم ہوتی ہیں۔ اگر ادارے گر جائیں تو قومیں نہیں رہتیں مثلاً" عدلیہ کو لے لیں میرے خیال میں اگر تمام معاشرتی ڈھانچہ گر جائے اور عدلیہ صحیح سلامت ہو تو کچھ نہیں بگڑا اور اگر سارا معاشرہ صحیح سلامت ہو اور عدلیہ گر جائے تو سمجھیں سب کچھ گر گیا۔ اس اسمبلی کا اگر ہال ٹھیک رہے اور یہ جو main pillars ہیں ان کو ہٹا دیں تو یہ اسمبلی دھڑام سے ہمارے سروں پر آگرے گی ہم اس کے نیچے دب کر مر جائیں گے۔

Institutions are like pillars which are holding the building and the system of this country or any other country or the nation.

اگر آپ اداروں کو شخصیات کے لیے کمزور کریں گے اور اگر آپ افراد کے لیے اصولوں پر سمجھوتے کریں گے تو معاشرہ بکھر جائے گا۔ جناب والا! آج زاویت یہ بنی ہے۔ ہم ایوان کے اندر اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر پر کہتے ہیں کہ یہ جو بل ہے غیر آئینی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر خلاف ضابطہ ہے۔ ہم آئین سنا رہے ہیں اور وہ فرما رہے ہیں کہ جی نہیں اس کا

مطلب یہ ہے ہم اکثریت کے بل بوتے پر یہ قانون پاس کرائیں گے۔ آپ عدالتوں میں جائیں تو ٹھیک ہے یہ ابھی translation ہے کہ ہم ایک phase سے نکل کر دوسری phase میں جا رہے ہیں اور جناب والا! جب انسان یا کوئی چیز یا کوئی بگلہ انتہائی محتاط ہوتا ہے اس کے لیے وہ اندھا موڑ ہوتا ہے اس پر ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے اب ہمارے یہ translational period ہے ہمیں اس پر احتیاط سے اور پھونک پھونک کر چلنا ہے تاکہ ہم اپنی منزل پر پہنچ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ نوابزادہ صاحب.....

نوابزادہ غضنفر علی گل: بس ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔

ہمیں عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑیں گے اور اگلے پانچ چھ سالوں میں عدالتوں کا ایک رول ہے کیونکہ یہ اسمبلیاں اگر غیر آئینی حرکتیں کریں گی تو عدالتیں انہیں correct کر دیں گی اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا پھر اس سلسلے میں عدالتیں establish ہو جائیں گی اگر کوئی ظلمتوں کا پالا ان پر پھر اس طرح کا ظلم نہ کرے۔ جناب والا! فضا میں سونگھ رہا ہوں۔ ہر باشعور اور باضمیر انسان سونگھ سکتا ہے کہ فضا میں کیا ہو رہا ہے؟ یہ گورنر کے لفظ کی بات نہیں اس کے پیچھے ایک فسانہ ہے' اس کے پیچھے ایک نظام ہے' اس کے پیچھے ایک سازش ہے۔ جناب والا اس کو سونگھیں۔

Open your eyes in the name of the solidarity of this country, in the name of the democracy.

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب شکریہ' سوا ایک ہوگیا ہے نوابزادہ صاحب شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ اس ملک اور اپنے بچوں کے لیے سوچیں۔ آپ کی اور میری زندگی تو گزر گئی ہے۔ نصراللہ دریشک کی بھی گزر گئی ہے۔ ہمیں کیا فرق پڑے گا؟ خدا کے لیے آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے سوچیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نوابزادہ صاحب شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: انہوں نے جو بویا وہ ہم نے کاٹا اب خدا کے لیے ہم وہ نہ بوئیں جو ہم نہیں کاٹنا چاہتے تھے۔ ہم آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے وہ بوئیں جو ہم خود کاٹنا چاہتے ہیں۔ میں حکومت پنجاب کے وزیراعلیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ آپ پر ایک دھبہ ہے black spot ہے۔ ان لوگوں سے بچیں جو آپ کو بدنام کرنا چاہتے ہیں.....

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نوابزادہ صاحب شکریہ۔ وصی ظفر صاحب اپنی amendment پر بولیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ پبلک سروس کمشن کا جو ایکٹ ہے اس میں controlling authority گورنر بنتا ہے وہاں سے اس کے نام کو substitute کر کے چیف منسٹر کا نام دیا جائے اور اس کی controlling authority گورنر کی بجائے چیف منسٹر کو بنا دیا جائے۔ اس amendment کی sense اور اس amendment کا مقصد یہی نکلتا ہے کہ جو اغراض و مقاصد بل کے نیچے دیے گئے ہیں وہ قطعاً" نہ ہیں ایک واحد مقصد ہے کہ پبلک سروس کمشن کو گورنر سے نکال کر چیف منسٹر کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب والا! اس میں' میں یہ عرض کروں گا کہ گورنر صوبہ میں ایک خود مختار لیکن مرکز کا نمائندہ ہوتا ہے۔ مرکز کا جو بھی رابطہ صوبے کے ساتھ رہتا ہے وہ بذریعہ گورنر ہوتا ہے اور جہاں جہاں پر بھی قانونی طور پر یہ تصور کیا گیا ہے کہ مرکزی مداخلت بذریعہ گورنر قائم رہنی چاہیے وہیں وہیں پر اس ایکٹ میں گورنر کا نام insert کیا گیا ہوا ہے۔ اس ترمیم کی وجہ سے جو اثرات مرتب ہوں گے اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہوں گا۔ جناب والا! سب سے پہلے یہ کہ اس طریقے سے نہ صرف گورنر کا کنٹرول ختم ہوگا بلکہ جو مرکزی حکومت کا صوبوں میں عمل دخل ہے اس کو ختم کیا جائے گا اور مقصد بھی اس وقت پنجاب گورنمنٹ کا یہی ہے کہ کسی بھی طریقے سے وہ مرکزی مداخلت صوبے سے ختم کر دے جس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف ملکی بنیادوں کو نقصان ہوگا بلکہ یہ فیڈریشن کو توڑنے کی ایک کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے پیچھے کوئی گھناؤنی سازش شامل ہے' جناب والا! اس سے پہلے بھی چیف منسٹر کا نام اس میں insert کیا جا سکتا تھا۔ اس کی بھی کرنے کی وجوہات ہیں کہ چیف منسٹر کسی نہ کسی سیاسی پارٹی کا ہوتا ہے۔ اس کی commitments اس کی دل چسپی اور اس کے تمام مفادات اس پارٹی کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں وہ ایک پارٹی کا پابند ہوتا ہے اور اس پارٹی مفادات کے لیے ہی' تمام تر اقدامات اور کام وہ کرتا ہے۔ اب جناب والا! آپ صوبہ پنجاب کی صورتحال کو دیکھیں کہ موجودہ چیف منسٹر ہیں۔ جہاں جہاں بھی ان کو اپنے اختیار میں گنجائش ملی انہوں نے رولز relax کر کے in relaxa-

tion of all the rules and policies انہوں نے appointment orders اس بے دریغی سے کیے کہ کبھی 40 سال کا ٹریفک سارجنٹ لگ رہا ہے' کبھی 45 سال کا نائب تحصیل دار لگ رہا ہے۔ جناب والا! پبلک سروس کمشن کے substitute ادارے سپریم کورٹ کی رولنگ کے مطابق ڈویژنل ریکروٹمنٹ بورڈ' ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ بورڈ' ڈیپارٹمنٹل ریکروٹمنٹ بورڈ جو ہیں Those are substitutes of the Public Service Commission ان تمام کو چونکہ ان میں چیف منسٹر کی مداخلت تھی عملی طور پر ناکارہ بنا کر رکھ دیا اور اوپر سے ایک ڈائریکٹو آتا ہے کہ فلاں کو یہ کرلیں' فلاں کو وہ کرلیں تو جناب چیف منسٹر کا اختیار پبلک سروس کمشن پر آئے گا تو جو ایک ادارہ رہ گیا تھا کہ شاید کسی مستحق کو' کسی محنت کش کو' کسی مزدور کے بیٹے کو یہ امید تھی کہ اس ادارے کی وجہ سے وہ اپنی محنت کے بل بوتے پر کسی ملازمت میں آجائے یا آسکے وہ بھی بالکل ختم ہوجائے گی اور اس کا حشر بھی وہی ہوگا جو پہلے اداروں کا ہوچکا ہے اور دیدہ دانستہ کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! اس بات پہ پہلے بھی بحث ہوچکی' میں بھی کر چکا ذاکر شاہ صاحب بھی کر چکے' نوابزادہ صاحب بھی کر چکے۔ آئینی طور پر قطعاً" کوئی ایسی گنجائش موجود نہ ہے کہ اس طریقے سے قوانین میں ترامیم کر کے جو آئینی اختیارات ہیں ان کو کم کر دیا جائے اور چیف منسٹر کو گورنر کے سامنے جوابدہ ہی نہ رکھا جائے۔ جناب والا! اگر آپ آرٹیکل 103 کو بھی چھوڑیں' 105 کو بھی چھوڑیں' 129 کو بھی چھوڑیں تو جناب والا! مجھے فاضل وزیر قانون سے اس کا جواب ضرور چاہیے اور میں چاہوں گا کہ وہ جواباً" آرٹیکل 129 کے بارے میں بتائیں۔ میں یہ پڑھتا ہوں۔

"It shall be the duty of the Chief Minister —

(a) to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation;

(b) to furnish such information relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation as the Governor may call

for; and

(c) if the Governor so requires, to submit for consideration of the Cabinet any matter on which a decision has been taken by the Chief Minister or a Minister....."

یہ آرٹیکل سب سے زیادہ واضح ہے کہ چیف منسٹر گورنر کا subordinate ہے۔ چیف منسٹر مرکزی نمائندے کا ماتحت ہے اور وہ پابند ہے کہ وہ جو بھی قدم اٹھائے اسے گورنر کے علم میں لائے اور گورنر جیسا بھی چاہے اس کو direct کرے۔ وہ ان قوانین میں ترامیم کر کے تمام حدود پھلانگنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ اب تک کی تقریروں سے سب پہ عیاں ہو چکا ہے۔ ابھی جوش کے بل بوتے پر یا اکثریت کے بل بوتے پر اگر آج یہ ایوان ایسے فیصلے کرتا ہے کہ جن کے نقصانات کچھ ہی عرصہ بعد اس قدر شدید ہوں گے کہ ان کو سنبھالنا بھی مشکل ہو جائے تو اس کی ذمہ داری بھی ہم سب پر آئے گی۔

جناب والا! ذاتی عناد یا ذاتی چپقلش تصور کرتے ہوئے یا پارٹی بازی تصور کرتے ہوئے ہمیں ایسے اقدامات ہرگز نہیں کرنے چاہیں جس کے اس قدر خوفناک نتائج برآمد ہوں۔ جناب والا! مرکز کا کنٹرول ختم کرنے کا ایک ہی مطلب ہے کہ ہم مملکت کے اندر ایک علیحدہ مملکت قائم کرنا چاہتے ہیں اور جناب والا! اگر میں اس ایوان میں کھڑا ہو کر یہ کہوں کہ یہ غداری کے مترادف ہے اور رانا پھول محمد خان صاحب نے غلط کہا تھا۔ یہ ایک دن high treason کے زمرے میں آئے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ دیگر ترامیم اور دیگر اقدامات ایک دن high treason کے زمرے میں ضرور آئیں گے۔ جب ہم آرٹیکل 2- اے اور حکمت عملی کے اصولوں کو روندتے ہوئے چلے جائیں گے جب ہم آئین کا خیال نہیں کریں گے' جب ہم آئین کی دھجیاں اپنے قوانین بنا کے بکھیریں گے تو جناب والا! پھر high treason اور کیا ہوتی ہے high treason کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں یہاں پہ کھڑا ہو کے آئین کی کتاب پھاڑ دوں' اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ میں اس آئین سے انحراف کر جاؤں۔ میں اس آئین کو ماننے سے انکار کر دوں۔ جناب والا! جب ہم لکھ پڑھ کے آئین کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں' لکھ پڑھ کے آئین سے انحراف کر رہے ہیں۔ دیدہ دانستہ

آئین سے انحراف کر رہے ہیں تو پھر جناب والا high treason اور کیا ہوگی۔ جناب والا! ہم قوم کو بھی جواب دہ ہیں۔ ہم صرف اپنے حلقہ نیابت یا اپنے حلقے میں نہیں بلکہ پورے صوبے کو جوابدہ ہیں۔ ہم سرکاری اہل کاروں کو بھی جواب دہ ہیں۔ ہم عوام کے سامنے بھی جواب دہ ہیں۔ ہم قومی اسمبلی کے ممبران کے سامنے بھی جواب دہ ہیں کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایک حوالے سے جب اس کے اثرات دوسرے صوبوں پہ جاتے ہیں تو ہم دوسرے صوبوں کے عوام کو بھی جواب دہ ہیں۔ ہم کو یہ سوچنا پڑے گا کہ ان اقدامات کے اثرات کہیں اتنے گھناؤنے تو نہیں ہو جائیں گے کہ اس ملک کی سالمیت کو خطرہ درپیش آ جائے۔ میں اس ایوان میں دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ تمام اقدامات کسی سازش کے تحت دیدہ دانستہ اٹھائے جا رہے ہیں۔ مجھے یہ کوئی گھناؤنی سازش معلوم ہوتی ہے۔ اس کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ جناب والا! اگر یہ بل اتنے اہم ہیں' اتنے ضروری ہیں تو ہماری ترامیم کیا ہیں۔ یہی ہیں کہ ان کو عوامی رائے کے لیے بھیج دیا جائے۔ اس میں حرج ہی کیا ہے؟ کیوں نہ بھیجا جائے۔ ان کو بھیجا جانا چاہیے۔ عوام کی رائے لی جانی چاہیے۔ اس پہ دیکھ لینا چاہیے کہ اگر ہم legislators ہیں تو عوام ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ عوام میں جانے سے ہم کیوں خائف ہیں۔ وہاں ہمیں کیا ڈر ہے۔ کیا وجوہات ہیں کہ ہم ان ترامیم کو عوام کے سامنے float کرنے سے گریزاں ہیں اور ان سے نہ پوچھ لیں کہ آپ بھی اپنی رائے دے دیں۔ آپ بھی اپنی رائے سے نوازیں' آپ بھی بتائیں۔ آپ کے خیال میں اس کے اثرات کیا ہوں گے۔ آیا یہ ترامیم ہونی چاہیں یا نہیں ہونی چاہیں۔

جناب والا! قوانین کسی فرد واحد کو مضبوط بنانے کے لیے نہیں بنائے جاتے نہ ترامیم کسی فرد واحد کو مضبوط کرنے کے لیے یا اختیارات سے نوازنے کے لیے یا کسی فرد کو یا کسی عہدہ کو ڈومینیٹ کرنے کے لیے ترامیم نہیں کی جانی چاہیں۔ جناب والا! ترامیم کا بنیادی مقصد عوام کی فلاح' عوام کی بہبود ہونی چاہیے۔ مجھے ایک بھی اس میں شق بتا دیں کہ اس کے ذریعے عوام کی فلاح و بہبود درکار ہے یا یہ مفاد عامہ میں ہے۔ کوئی ایک وجہ بتا دیں۔ جناب والا! اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے ایک عہدہ کو dominate کرنا ہے اور ایک کو نوازنا ہے اور اتنا بااختیار کرنا ہے کہ وہ بیٹھا بیٹھا گریڈ 16 اور گریڈ 17 کی اسامیوں سے بھی اسی طرح اپنے لواحقین اور اقربا کو نواز سکے جس طرح گریڈ 16 تک کی نوکریوں کا حشر کیا جا رہا ہے۔ اس ترمیم کا کوئی اور مقصد

نہیں کہ اپنی مرضی کے ممبر لگائے جائیں۔ اپنی مرضی کا چیئرمین لگایا جائے اور پھر ultimately ان کو corner کر دیا جائے اور خود ان پہ احکامات صادر فرمائے جائیں اور تمام تدوینی کارروائیاں بھی اپنے پاس لے لی جائیں۔ ان کو احکامات دے کر اپنے آدمیوں کو ملازم کروایا جائے۔ اس کے سوا اس ترمیم کا کوئی مقصد نہیں۔ اگر اس کا کوئی دوسرا مقصد ہے تو میں چاہوں گا کہ اسے اس ایوان کے فلور پر لایا جائے۔ میں دعوت دیتا ہوں جناب لاء منسٹر صاحب کو کہ اس کے سوا مجھے کوئی اور مقصد بتا دیں کہ اس میں کیا عوامی فلاح اور عوامی بہبود ہے۔ جو میں نے کہا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جناب والا! جب اس کے اثرات قوم پہ نمودار ہوں گے کہ پہلی نوکریوں سے تو جو لوگ تنگ آئے ہوئے ہیں ان سے بھی تنگ آ کے اس قدر سڑکوں پر نکلیں کہ وہ نہ یہ ایوان رہنے دیں اور نہ ایوان والے اور سب کو روندتے چلے جائیں۔ ان گھناؤنی سازشوں کے پیچھے کچھ ہاتھ بھی ضرور ہوں گے ان کو بھی بے نقاب کیا جانا چاہیے۔ یہ ایسے ہی ترامیم نہیں آ گئیں۔ ادارے بنانا بہت ہی مشکل کام ہے جتنا مشکل کام آئین بنانا ہے جو کہ 1947ء سے آئین بنانے لگے اور 1973ء میں آ کے متفقہ آئین بنا سکے۔ جناب والا! ادارے بنانا بھی اتنا ہی مشکل کام ہے۔ یہ راتوں رات نہیں بن جاتے نہ ہی یہ ایک ایکٹ سے بنتے ہیں اور نہ ہی ایک ایکٹ سے ٹوٹتے ہیں۔ اور نہ یہ ٹوٹیں گے۔ اس کے بعد جناب والا! مجبور مت کیا جائے کہ گورنر صاحب اسے واپس بھیجیں یا عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے جائیں۔ لوگوں کے سامنے تماشا بنے اور لوگ اس بات کو شدت سے محسوس کریں کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ یہ کس کے مفاد کے لیے ہو رہا ہے۔ یا تو ذاتی مفاد ہے یا عزیز و اقربا اور ہمراہیوں کا یا رفقا جو ایک پرانی اصطلاح ہو گئی ہے۔ ان کا مفاد وابستہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں کچھ بھی نہیں۔ جناب والا! میں پڑھ کے سناتا ہوں آرٹیکل 2-اے

> 2(A) "The principles and provisions set out in the Objectives Resolution reproduced in the Annex are hereby made substantive part of the Constitution and

shall have effect accordingly."

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب' آپ اسی agreement کے مطابق 10 منٹ بولیں گے۔ اگر آپ کی نظر گھڑی کی طرف جائے تو میرا خیال ہے کہ آپ تقریباً" 14 منٹ بول چکے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: ٹھیک ہے جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آرٹیکل پڑھ لیں اور اس کے بعد بات ختم کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! قرارداد مقاصد کے علاوہ یہاں پہ حکمت عملی کے اصول آ جاتے ہیں۔ میں قرارداد مقاصد کے متعلقہ آرٹیکل پڑھنے والا تھا جو اب میں نہیں پڑھتا۔ ان کے تحت اور قرارداد مقاصد کے تحت ہم پابند ہیں کہ ہم نے کس طرح سے کام کرنا ہے۔ ہم نے کس طرح سے behave کرنا ہے اور کس طرح سے مرکز نے چلنا ہے' کس طرح سے صوبوں نے چلنا ہے۔ کس طرح سے باہمی رابطہ ہونا ہے۔ کس قانون کے تحت ہونا ہے۔ تو جناب والا! اگر ہم اس طرح کی کوئی چیز لائیں گے تو ہم ہر اس چیز کو پامال کر کے ایک قدم بڑھائیں گے کہ ہم صوبوں کو مرکز سے جدا کر دیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک امان اللہ صاحب۔ (ایوان میں موجود نہیں تھے) جناب نذر حسین کیانی صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب شاہنواز چیمہ صاحب نے ترمیم پیش کی تھی وہ بولیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو موجود نہیں ہیں۔ جناب لاء منسٹر صاحب' اس پہ کیا طے ہوا تھا کہ موور کے علاوہ کون کون بات کرے گا؟

وزیر قانون: جناب والا! اس کے لیے دو چیزیں جناب سپیکر کی موجودگی میں طے ہوئی تھیں۔ انہوں نے لکھ کے دی تھیں کہ غیر ضروری تاخیر نہیں کریں گے۔ سپیکر صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ میں قطعی طور پر کارروائی میں رکاوٹ نہیں پڑنے دوں گا۔ جناب والا! اب پوزیشن یہ ہے کہ آدھا گھنٹا طے ہوا تھا اور یہ گھنٹا گھنٹا بولے ہیں۔ جو طے ہوا تھا اس کے مطابق ان کے تین سپیکرز نے 10' 10 منٹ بولنا تھا۔ لیکن اب اتنا وقت ہو گیا ہے - دوسرے بل بھی آنے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کیونکہ ابھی میری رانا صاحب سے بھی اور وصی ظفر صاحب سے

بھی بات ہوئی تھی کہ ان بلوں پر آج ہم نے ایوان کی رائے لینی ہے۔ یہ ایک ہی بل پر وقت زیادہ لیں گے تو باقی بلوں پر اتنا وقت نہیں بچے گا۔ یہ خود جیسے مناسب سمجھتے ہیں کرلیں۔ اگر یہ اسی پر بولنا چاہتے ہیں کہ جس پر پہلے ہی دو گھنٹے بول چلے ہیں۔ یہ سیشن پہلے ہی گیارہ بجے کے قریب شروع ہوا تھا اور تقریباً" دو گھنٹے سے اسی ایک بل پہ ہوگئے ہیں۔ یہی بات طے ہوئی تھی کہ محرک حضرات تقریباً" آدھا گھنٹا بولیں گے اور ان کے علاوہ دس دس منٹ پانچ پانچ منٹ یا ٹوٹل آدھ گھنٹا بولیں تو یہ اب ڈیڑھ گھنٹے کی بجائے اڑھائی گھنٹے ہوگئے ہیں۔ ابھی دو بجیں گے تو یہ کہیں گے کہ ہم تو جا رہے ہیں۔ اب تو ٹائم ختم ہوگیا ہے۔ وقت میں توسیع نہ کریں۔ ہم ان کی رائے لینا چاہتے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ اس میں یہ حصہ لیں لیکن ہم یہ بھی ضرور گزارش کرتے ہیں کہ اس میں غیر ضروری تاخیر کرنے کی کوشش بھی نہ کریں۔ جیسا یہ معاملہ ان کے تعاون اور افہام و تفہیم کے ساتھ چل رہا ہے۔ یہ معاملات اسی طرح سے ٹھیک طریقے سے چلتے جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ جناب والا! تشریف لے آئے۔ جناب والا! کل آپ کی موجودگی میں ایک بات طے ہوئی تھی کہ معزز اراکین اپوزیشن میں سے محرک حضرات تقریباً" آدھا گھنٹا بولیں گے۔ اس کے علاوہ ہر بل پہ ان کے تین معزز اراکین بولیں گے اور وہ دس منٹ سے زیادہ نہیں بولیں گے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ legislation کے بزنس میں غیر ضروری تاخیر کی بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔ جناب والا! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ تقریباً" پونے دو بجنے والے ہیں آج کے سیشن کا وقت پندرہ بیس منٹ رہ گیا ہے اور ہم پہلے بل پہ ہی لگے ہوئے ہیں۔ اس پہ صرف دو سپیکر صاحبان بولے ہیں۔ ایک مقرر آدھے گھنٹے کی بجائے گھنٹا بولے ہیں۔ میں اب پھر لیڈر آف اپوزیشن کی خدمت میں اور وصی ظفر صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یا تو اسی اجلاس کو بڑھا کر لیجسلیشن کا کام ہمیں مکمل کر لینے دیں۔ یہ آپ کی اس ایوان میں commitment ہے اور :جناب سپیکر! . صاحب کی موجودگی میں یہ commitment ہے کہ یہ کام ہم نے آج مکمل کرنا ہے۔ تو میں یہ ان سے عرض کرنا چاہتا

ہوں کہ اگر زیادہ صاحبان تھوڑا تھوڑا وقت بول لیں تو زیادہ سے زیادہ دوست accommodate ہوسکتے ہیں۔ تو وقت ضائع کرنے کی بجائے اس وقت کی قدر کی جائے۔ جناب والا! کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے۔ دو تین دنوں سے یہ بات چل رہی ہے۔ آج ہم نے یہ ہر حالت میں مکمل کرنا ہے۔ شکریہ جناب والا۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ جیسے وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ ہماری طرف سے commitment کی گئی تھی حالانکہ رانا صاحب فرما گئے ہیں کہ وہ commitment نہیں تھی۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم کوشش کریں گے کہ آج ختم کرلیں۔ کیونکہ یہ اہم نوعیت کے بل ہیں۔ ان کے اوپر سیر حاصل بحث کی جائے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ اس کو آپ ختم کرلیں۔ پہلے اس پر سیر حاصل بحث تو ہو جائے۔ شاید ہماری طرف سے کئی تجاویز آپ کو پسند آ جائیں یا کوئی آپ کی اپنی تجاویز ہوں جو غلط ہوں ان میں ترمیم کرنا چاہیں تو اس سلسلہ میں اس پر بحث کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ کوئی قرآنی آیت ہے کہ اس کو اسی وقت پاس کرنا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر اس کو پرسوں تک رکھ دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ کیونکہ باقی صاحبان بھی اکٹھے ہو جائیں گے۔ دو بجے تک کچھ نہیں ہوسکے گا۔ ابھی وزیر قانون صاحب سے یہ بھی کہا تھا کہ آپ بھی کوشش کریں ہم بھی کوشش کرتے ہیں۔ ابھی وزیر قانون صاحب سے ہم نے گزارش کی تھی اور انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ آپ بھی کوشش کریں ہم بھی کوشش کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ایک تو بات ہوتی ہے آپس کی اور ایک ایوان کے فلور پہ بات ہوتی ہے اور آپ اس بات کے گواہ ہیں ایوان کے فلور پر یہ فیصلہ ہوا تھا' اس وقت رانا صاحب بھی تشریف رکھتے تھے اور وصی ظفر صاحب بھی تشریف رکھتے تھے اور یہی طے ہوا تھا۔ میں نے کل بھی اسی خدشے کا اظہار کیا تھا کہ ہمارے معزز اراکین یہ تاثر دیتے ہیں کہ غیر ضروری تاخیر کرنے کے بعد حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ کریں گے اور بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے کل بھی آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی اور پھر یہی کہا تھا کہ چونکہ آج رانا شوکت محمود صاحب کا کھانا ہے جو کہ وزیراعلیٰ اور معزز اراکین کے اعزاز میں دیا جا رہا ہے۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ کھانا بہت ہی اچھے ماحول میں ہونا چاہیے۔ اور اس

سلسلے میں ہم ان سے پر زور تعاون کی اپیل کرتے ہیں کہ جو چیز کل ایوان کے فلور میں طے ہوئی ہے اس میں کسی قسم کی ترمیم نہ فرمائیں۔ شکریہ۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب والا! تعاون اپنی جگہ لیکن پارٹی کے اصول اپنی جگہ پر ہیں ہم آپ سے اس حد تک تعاون کر سکتے ہیں۔ جہاں تک تعاون کرنا چاہیے۔ ہم صرف کھانے کے پیچھے اپنی پارٹی کے اصول چھوڑ دیں۔ یہ غلط بات ہے۔ آپ کے اپنے نظریات ہوں گے ہمارے اپنے نظریات ہیں۔ ہم آپ سے ہر لحاظ سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہر مقام پر تعاون کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس بل کے اوپر سیر حاصل بحث کرنے دیجئے۔ یہ بات آپ کے بھی مفاد میں ہے۔ آئندہ آنے والے ممبران کے بھی مفاد میں ہے۔ آئندہ اسمبلی کے مفاد میں ہے اور تمام پنجاب کے عوام کے مفاد میں ہے۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! اس میں جلدی مت کیجئے۔ کوئی بھی بل اگر آپ جلدی میں پاس کریں گے تو اس میں نقائص رہ جائیں گے۔ اس لیے اس پر بحث کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے ہم یہ گزارش کریں گے کہ اسے پورا وقت دیا جائے۔ مزید بحث ہو آپ بھی کریں ہم بھی کریں۔ جو بھی پاس ہو اچھی طرح سے پاس ہو۔ ہماری آپ سے یہی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو چیزیں یہاں میری موجودگی میں ہاؤس میں طے ہوئی ہیں میں توقع کروں گا کہ دونوں اطراف سے انہیں honour کیا جائے اور کل کافی بحث و تمحیص کے بعد کچھ معاملات یہاں پر طے ہوئے تھے اور ایوان کے فلور پر بات ہوئی تھی۔ اس میں یہ بات بھی طے ہوئی تھی جو محرک ہیں ان میں سے ایک ایک صاحب آدھ گھنٹا کے لیے بولیں گے۔ باقی صاحبان دس دس منٹ بولیں گے اور جن صاحبان کی کٹ موشز نہیں وہ بھی تین تین منٹ کے لیے بولیں گے۔ یہ ان کا آپس میں معاہدہ ہو گیا تھا۔ آدھ گھنٹا میں جتنے صاحبان بول لیں تین بول لیں' چار بول لیں۔ لیکن ابھی مجھے پتا چلا ہے کہ سوور حضرات میں سے ایک صاحب نے نصف گھنٹا سے زیادہ وقت لیا ہے۔ یہی بات وزیر قانون کہہ رہے ہیں۔ اب جو بات آپ دونوں کے درمیان طے ہوئی ہے میں آپ سے یہ توقع کروں گا کہ آپ اس پر مکمل طور پر عمل کریں گے۔ جو صاحبان اسے follow نہیں کریں گے۔ میں انہیں یاد دلاؤں گا کہ انہیں follow کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں نوابزادہ صاحب اور سید ذاکر حسین شاہ صاحب بات کر چکے ہیں۔ ملک

امان اللہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ترمیم کے موور ہیں اگر آپ بات کرنا چاہیں تو۔

ملک امان اللہ: جناب والا! میں نے واپس لے لی ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے واپس لے لی ہے تو آپ تشریف رکھیں۔

ملک امان اللہ: جناب والا! اس کے بدلے میں آپ علی اکبر مظہر وینس صاحب کو وقت دے دیں اگر آپ انہیں وقت نہیں دیں گے تو پھر میں ضرور بولوں گا۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی ترمیم واپس لے چکے ہیں۔ میرے پاس جو نام ہیں ان میں نذر حسین کیانی صاحب۔ علی اکبر مظہر وینس صاحب اور محمود الحسن ڈار صاحب شامل ہیں۔ جناب نذر حسین کیانی صاحب اپنی بات کریں۔

جناب نذر حسین کیانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک انتہائی اہم معاملے پر مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ جناب والا! اس اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے ایک اخباری بیان کے ذریعے میں نے عوام کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تھی کہ چھ ماہ گزر جانے کے باوجود پنجاب اسمبلی میں مفاد عامہ کے لیے کوئی ایسی قانونی کارروائی نہیں ہوئی جس سے عام آدمی کو فائدہ پہنچے۔ جناب والا! اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ایوان میں جو قوانین بھی متعارف کروائے گئے اور جو legislation بھی متعارف کروائی گئی وہ بجائے عوام کو فائدہ پہنچانے کے ان کو نقصان پہنچانے کے لیے لائی گئی لگتا ہے یہ بھی کوئی انتقامی کارروائی تھی یا وہ غصہ تھا جو میں نے وہ اخباری بیان دیا تھا۔ جناب والا! پبلک سروس کمشن ایک ایسا ادارہ ہے جو اگر آزادی کے ساتھ کام کرے تو اس سے عوام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور اس سے پہلے ہی اس کمشن کو آپ نے زونوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور ان زونوں میں تقسیم کرنے کی بدولت' اگر آپ حقائق اور ان نتائج کی طرف جائیں جو آج تک آپ نے حاصل کیے ہیں تو اس سے ظاہر ہوگا کہ سنٹرل زون اور خاص طور پر لاہور کا وہ حصہ جہاں پر ہمارے دوست رہتے ہیں وہاں سے بہت سے لوگوں کو ملازمتیں مہیا کی گئیں۔ راولپنڈی ڈویژن' ملتان ڈویژن اس سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہے ہیں۔ آج نہ جانے گورنر کا لفظ کیوں میرے دوستوں کو کھٹک رہا ہے اور کل سے آج تک جو ایک ہی بات سنائی جا رہی ہے وہ یہ کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ smoothly کام ہو۔ جناب والا! اس سے پہلے کون سی ایسی رکاوٹ پڑی۔ کون سے ان کے کام رکے ہیں اور جناب

والا! گورنر آئین کے تحت صدر کا نمائندہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لفظ گورنر کے ساتھ چڑ نہیں بلکہ صدر پاکستان کی توہین کی جا رہی ہے کہ وہ ان کا نمائندہ جو ان کی یہاں پر نمائندگی کرتا ہے اس کے اختیارات کو سلب کرنے کے لیے غیر آئینی انداز سے legislation کی جا رہی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے آئین کا وہ حصہ پڑھ کرسناؤں گا جس میں جناب صدر کی نمائندگی کرتے ہوئے گورنر یہاں آپ کے پاس موجود ہوتے ہیں۔

Heading of Article 145 is :

"Power of President to direct Governor to discharge certain functions as his Agent."

جناب والا! آرٹیکل 145 کے تحت صدر کے ایجنٹ کی حیثیت سے گورنر کا تعین کیا جاتا ہے اور جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں۔ وہ on behalf of صدر ہوتا ہے اور گورنر کی حیثیت سے جتنے بھی ان کے functions ہوتے ہیں وہ تمام کے تمام ان کو صدر کی جانب سے تفویض کیے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک بات جو ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی اور بار بار جس کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے اہم بل اتنے ضروری کام۔ ایک بات ابھی تک سمجھ میں نہیں آئی' بار بار یہاں پر جس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے' میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے اہم بل' اتنے ضروری کام اتنی ضروری legislation جلد بازی میں کیوں ہو رہی ہے۔ آپ نے اس سے پہلے بھی یہاں پر اس ہاؤس کی تاریخ کو دیکھا' یہاں پر بارہ (12) بجے بھی بلکہ بارہ بجنے میں ایک منٹ تھا بلڈوز (bulldoze) کر کے بل منظور کروائے گئے۔ میں عرض کرتا ہوں جناب والا! اگر آپ عوام کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں' اگر آپ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو عوام کی رائے کے لیے ان میں اسے مشتہر کرنے میں کیا نقصان ہے۔ کون سی بات ایسی ہے جو آڑے آجاتی ہے کہ اگر وہ بات intellectual تک جائے' دانشوروں تک جائے' وکلاء تک جائے اور عوام تک جائے اور وہ اس کے متعلق رائے دیں۔ تو اس میں کون سی قباحت ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں' حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اگر ان بلوں کو مشتہر کیا گیا تو آپ کے عزائم کھل کر ان لوگوں کے سامنے آجائیں گے اور پھر ہو سکتا ہے کہ عوام میں سے کوئی احتجاج کی لہر بلند ہو اور آپ کے وہ عزائم پورے نہ ہو سکیں۔

جناب والا! یونیورسٹی کا بل ہو تو جناب وزیراعلیٰ، پبلک سروس کمشن کا بل ہو تو جناب وزیراعلیٰ، میں کہتا ہوں کہ اس سے تو اچھا ہے کہ آپ ایک ایسی legislation بھی لے آئیں جس میں یہ کہیں کہ ہمیں گورنر کی ضرورت نہیں ہے تمام اختیارات گورنر کے، وہ بھی وزیراعلیٰ ہی استعمال کریں گے۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی غلط بات ہے جناب سپیکر۔ یہ آئین سے انحراف ہے جناب سپیکر۔ یہ مرکز سے انحراف کی پالیسی کا مظہر ہے جناب سپیکر اور ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی سالمیت سے اس ہاؤس کو یا اس ایوان کو یا حزب اقتدار کو کوئی دل چسپی نہیں ہے بلکہ اپنے معاملات کو طے کرنے کے لیے ایک شخص کو پنجاب کا ناخدا بنانا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ شخص اتنے اختیارات کا مالک بن جائے کہ سیاہ و سفید، لیکن میں کہتا ہوں کہ سفید تو نہیں بلکہ سیاہ ہی سیاہ کا اتنا مالک ہو جائے کہ ہر طرف سیاہی پھیل جائے۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ ہم اس عہد کے تحت اس ہاؤس میں آئے ہیں کہ جو بھی سیاہی پھیلے گی ہم اپنی قربانیوں سے جدوجہد سے اس میں روشنی کا نور پھیلانے کی کوشش کریں گے۔ جناب والا! میری سمجھ میں ایک اور بات نہیں آتی کہ آرٹیکل 116 کے ہوتے ہوئے بھی اس بات کو اتنا آگے بڑھانے کی ضرورت کیوں محسوس کی جارہی ہے۔ آپ کے علم میں بھی ہے اور آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین (custodian) ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر اس ہاؤس میں کوئی ایسا قانون لایا جائے جو مفاد عامہ کے خلاف ہو اور آئین کے ساتھ اس کا ٹکراؤ ہو تو آپ اس کو روکیں۔ اس لیے کہ اگر آج یہ ریت پڑ گئی کہ جو مرکز کا نمائندہ، صدر کا نمائندہ یہاں پر موجود ہو اس کا نام بھی کسی کو اچھا نہ لگے اور ہر روز ایک نئی ترمیم لا کے تمام ان چیزوں سے کہ گورنر کی جگہ وزیراعلیٰ، تو یہ ریت ایسی ہوگی کہ کل کو دوسرے بھی خدانخواستہ اس کی تقلید کرنا شروع کر دیں۔ اور یہ جو ایک طرف کا UDI یہ جو Unilateral declaration of independence ہے۔ مرکز سے گریز ہے، یہ اس مرکز کی سالمیت کو نقصان پہنچائے گا۔ جناب والا! آئین کی دفعہ 145 کے تحت جیسے کہ میں عرض کر چکا ہوں۔

> Power of the Federation to confer certain functions on the provinces in certain cases.

جناب والا! آپ کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ آپ کو آئین نے اتنے اختیارات دے رکھے

ہیں کہ ان میں آپ کو اس قسم کی سکھا شاہی کی ضرورت نہیں۔ آئین کے ساتھ اتنا بڑا مذاق اور آئین سے انحراف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ رنجیت سنگھ والا سلسلہ کب تک چلتا رہے گا اور کب تک یہ سکھا شاہی پنجاب کے عوام پر مسلط کی جاتی رہے گی اس لیے جب بھی کوئی بات کی جائے تو کہا یہ جاتا ہے کہ یہ عوام کے مفاد میں بات کی جا رہی ہے۔ جب بھی کوئی بات کی جائے تو کہا یہ جاتا ہے کہ عوام ہماری طرف ہیں اور ہم عوام کی اکثریت کے نمائندے ہیں۔ بے شک عوام نے آپ کو چنا ہے لیکن آپ اس بات سے مبرا نہیں ہیں کہ اگر خلیفہ وقت کو کھڑے ہو کر اس کو کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ نے اس طرح سے کیوں کیا تو جناب والا یہاں پر برسراقتدار طبقے کو سوال بھی نہ کیا جا سکے' جو غلط بل ہیں ان پر تنقید بھی نہ کی جائے اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے وہ بتایا بھی نہ جا سکے۔ جناب والا! یہ ایک ایسا آئینہ ہے کہ آج تو یہ بل پیش کر رہے ہیں لیکن کل ہو سکتا ہے کہ اس کو فیس (face) کرنا پڑے اس لیے کہ ہم نے 88-1985ء تک بھی اس ایوان کی تاریخ پڑھی ہے۔ یہاں پر بہت سے لوگوں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ یہاں پر تاریخ کے اوراق میں درج ہے اور آئندہ بھی خدانخواستہ اگر کوئی ایسا وقت آیا تو ممکن ہے یہی قانون پھندہ بن کے ان کے گلے میں پڑ جائے۔ میں آپ سے آپ کی گھنٹی بجنے سے پہلے' عرض کروں گا جس طرح آپ کا ہاتھ گھنٹی بجانے کے لیے پہنچ چکا ہے اس طرح جناب والا! آئین کا تحفظ کیجئے۔ جس سے ملک کی سالمیت قائم ہے۔ اس ملک کو بچانے کے لیے آپ اور ہم مل کر کام کریں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس بل کو عوام کی رائے کے لیے مشتہر کیا جائے تاکہ عوام آپ کو بہتر طریقے سے رائے دے سکے۔ عوام ہی وہ ہیں جنہوں نے آپ کو یہاں بھیجا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ آپ عوام کے مفاد کے خلاف کام کریں گے وہی آپ کو اٹھا کے اس ایوان سے باہر پھینک دیں گے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب علی اکبر مظہر وینس۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا! مجھے اپنی معروضات میں کہیں کوئی انگریزی کا لفظ یا کوئی فقرہ بولنا پڑے تو میں آپ سے اس کی اجازت چاہوں گا۔ جناب والا! میں ان تمام بلوں کو اس وقت اس معزز ایوان میں پیش ہیں۔ اس حوالے سے لوں گا کہ ہم اس ایوان میں ایک خاص آئین اور قانون کے حوالے سے یہاں پر منتخب ہو کر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: ایک بل کی امنڈمنٹ کے بارے میں آپ بات کر سکتے ہیں۔ سب بلوں پر بیک وقت تو بات نہیں ہو سکتی۔

جناب علی اکبر مظہر ویس: سر! میں اس بل کی بات کرتا ہوں اور وہ آئین اور وہ طرز حکومت جس کی بدولت ہم اس ایوان کے ممبر بنے ہیں اس کو جمہوری حکومت کہتے ہیں یا جمہوری طرز حکومت کہتے ہیں۔ جناب والا! پولیٹکل سائنس کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے' پولیٹکل سائنس کے سکالرز نے جمہوریت کا جو مفہوم اور اس کی جو تشریح کی ہے وہ انگریزی کے ان الفاظ میں کی ہے کہ۔

It is a form of government which is for the people, by the people, of the people.

تو جناب اس کا مقصد یہ ہے کہ جمہوریت ایک ایسی طرز حکومت ہوا کرتی ہے جناب مخدوم صاحب میں گزارش کروں گا کہ آپ disturb نہ کریں۔ تو جناب والا! یہ ایسی طرز حکومت ہوا کرتی ہے' جو لوگوں کی حکومت ہوا کرتی ہے' لوگ ہی حکومت کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے ہی حکومت کی جاتی ہے۔ لیکن جناب والا! اس بل کی روح اس بنیادی فلسفے کے خلاف ہے یہ بات عام ہے اور یہ بات پہلے بھی محسوس کی گئی ہے کہ پولیٹکل سائنس کے تمام سکالرز یہ لکھ چکے ہیں کہ جو اختیارات ہوتے ہیں وہ جمہوریت میں اداروں میں تقسیم کار ہوا کرتی ہے اور ہر ادارہ اپنی اپنی حدود میں رہ کر اپنے اس اختیارات کو استعمال کرتا ہے۔ اس طرح ادارے مضبوط ہوتے ہیں اور پروان چڑھتے ہیں اور جمہوریت پروان چڑھتی ہے اور مضبوط ہوا کرتی ہے اور اس سے ملک و قوم کی فلاح ہوا کرتی ہے۔ لیکن جناب والا! جہاں پاورز کو جہاں اختیارات کو ایک ہی شخص واحد میں منتقل کر دیا جائے' مرتکز کر دیا جائے اس کو جمہوری حکومت نہیں کہا کرتے بلکہ ڈکٹیٹر شپ جمہوریت کہا کرتے ہیں اور بہترین ڈکٹیٹر شپ جمہوریت کی بدترین شکل سے بھی بدترین ہوا کرتی ہے۔ اس لیے یہ کسی پولیٹکل سائنس کے سکالر نے کہا ہے کہ۔

Power corrupts a man and absolute power corrupts a man absolutely.

جناب والا! یہ صورت حال بنائی جا رہی ہے کہ یہاں اس ایوان میں ایک شخص کو اس قدر طاقت

در کیا جا رہا ہے۔ تمام تر اختیارات اس کی شخصیت میں مرتکز کیے جا رہے ہیں۔ تمام اداروں کا تیا پانچا کیا جا رہا ہے ان کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

جناب والا ! اس کے لیے اس معزز ایوان میں اپنے اس طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ جمہوریت میں یہ ہوتا ہے کہ ایک پارٹی جو حکومت میں ہوتی ہے وہ گورنمنٹ انچارج ہوا کرتی ہے اور جو حزب اختلاف کے لوگ ہوتے ہیں وہ گورنمنٹ سے محروم ہوا کرتے ہیں۔ یہ آپ نے کیوں محسوس کر لیا۔ آپ یہ کیوں تصور کر بیٹھے ہیں کہ تم نے اسی صوبے میں حکومت کرنی ہے تم نے کبھی مرکز میں حکومت نہیں کرنی۔ یہ تصور مت کریں۔ اس لحاظ سے قانون سازی اور آئین سازی اس ایوان میں اپنی ایزادی برتری سے مت بنائیں جس کے لیے کل کو پھر مخالفت میں اس کو لانا پڑے یا یہی آئین آپ کے گلے میں پڑ جائے۔

سردار محمد عارف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! دو بج گئے ہیں ہاؤس کا وقت بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: وقت میں توسیع نہیں ہوگی نہ اس میں کوئی دوسری بات ہو سکتی ہے۔ اس وقت وقفہ نماز کے لیے اور یہاں مجھے معلوم ہے کہ وزیر زراعت کی طرف سے کھانے کا اہتمام ہے۔ اس سلسلے میں ایوان کی کارروائی کو ہم تین بجے تک ملتوی کرتے ہیں۔ تین بجے اکبر علی مظہر وٹنس صاحب اپنی بات شروع کریں گے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی شام 3 بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی 3 بج کر 23 منٹ پر شروع ہوئی۔)

جناب سپیکر: جناب علی اکبر مظہر وینس۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ۔

Power corrupts a man and absolute power corrupts a man absolutely.

جناب والا! میں اس کا اس طرح ترجمہ کروں گا' شیخ سعدی علیہ رحمت فرماتے ہیں کہ میرا نفس ہر وقت مجھے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں لیکن جب میں یہ سوچتا ہوں کہ میرے ساتھ نہ فرعون کی فوج ہے اور نہ قارون کا خزانہ ہے تو اس وقت میں اپنے اس ارادے سے ہٹ جاتا ہوں۔ جناب والا! جب آپ کسی انسان کو اس قدر اختیارات دے دیں جو فرعون کے اختیارات ہوں اور قارون کا خزانہ بھی اس کے پاس موجود ہو تو جناب والا! یہ انسانی جبلت ہے کہ وہ پھر اپنے آپ کو "انا ربکم ربک الاعلیٰ" کہنے کا اعلان کر دیا کرتا ہے۔ جناب والا! جب یہ صورت حال پیدا ہوتی ہے تو پھر جمہوری لوازمے' جمہوریت' آئین اور قانون اور یہ صورت حال جو ہم کر رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم نے اس ملک کو ہمیشہ اسی طرح سے چلانا ہے۔ اس میں تبدیلیاں آئیں گی اور ہمیں اس کے لیے امید رکھنی چاہیے۔ میں اپنے ان بھائیوں سے یہ کہوں گا کہ ایک جمہوری پارٹی سیاسی پارٹی حکومت میں ہوا کرتی ہے۔ اس کے دوسری اپوزیشن پارٹی کا وجود لازمی ہوا کرتا ہے۔ جب اپوزیشن کا وجود ختم کر دیا جاتا ہے' جب اپوزیشن کو بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جب ان کی معقول بات پر بھی دھیان نہیں دیا جاتا تو اس سے یہ ہوتا ہے کہ دوسری پارٹی کمزور تر ہو جاتی ہے۔ تو پھر یہ فطری عمل ہوا کرتا ہے کہ دوسری پارٹی پھر فوج ہوا کرتی ہے۔ پھر دوسری پارٹی بیوروکریسی ہوا کرتی ہے اور جب دوسری پارٹی بیوروکریسی یا فوج ہوا کرتی ہے تو پھر اس نظام کو لانے والے سیاسی آدمی سب سے پیچھے چلے جایا کرتے ہیں اور وہ نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ جناب والا! اس وقت اس صوبے میں یہ صورت حال پیدا کی جا رہی ہے اور میں یہ تجزیہ بھی کروں گا کہ وزیراعلیٰ کو لائلپور کا گھنٹا گھر بنایا جا رہا ہے۔ جدھر سے دیکھو جدھر سے آؤ لائلپور کا گھنٹا گھر نظر آئے اور تمام اختیارات ایک فرد واحد میں مرتکز ہو جائیں۔ جناب والا! یہ جمہوریت اور آئین کی بنیادی روح کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے میں آپ سے

گزارش کروں گا کہ کہیں یہ نہ ہو اور خدانہ کرے وہ دن آئے اور ایک دن انہیں یہ بل پیش کرنا پڑ جائے کہ اسلامی جمہوریہ پنجاب کے وزیراعلیٰ جو ہیں وہ بادشاہ سلامت ہیں۔ ہم یہ بل پیش کرتے ہیں اور اپنی عددی برتری کی بنیاد پر یہ بل پاس کرا لیں۔ لوگ ہم پر ہنسیں گے اور آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہمیں تو کوشش یہ کرنی چاہیے جو پارٹی کی بنیادوں پر اور جمہوری اصولوں کے تحت منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہم ان جمہوری اداروں کو مضبوط کریں۔ جناب والا! جب چرچل کے ملک پر حملہ ہوا تھا تو چرچل نے یہ کہا تھا جب کسی نے اس سے پوچھا کہ جرمن کی فوج بڑی مضبوط ہے تو اس نے کہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مجھے شکست ہو۔ اس لیے کہ میرے جمہوری ادارے مضبوط ہیں' آزاد ہیں اور میری عدلیہ آزاد ہے۔ اس وقت اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے وزیراعلیٰ بہت با اختیار ہیں یا میں بطور وزیراعظم بہت مضبوط ہوں۔ اس لیے یہ اس نے قطعاً نہیں کہا تھا اور نہ ہی یہ سیاست کہتی ہے نہ ہی یہ جمہوریت کہتی ہے۔ اس لیے خدا کے لیے ایسے قانون مت لائیں جو جمہوریت کی روح کے خلاف ہوں۔ جناب والا! یہ ایک معزز ایوان ہے بہت با اختیار ایوان ہے صوبے میں اعلیٰ اختیارات کا مالک ہے۔ اس لیے اس کی ایک ایک بات ریکارڈ کی جا رہی ہے اور وہ تاریخ کا حصہ بن رہی ہے۔ اس لیے جناب والا! میں اپنے ان بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ ایسے قانون لانے سے اجتناب کریں ان اداروں کو منہدم نہ کریں بلکہ ان اداروں کو اور مضبوط کریں۔ اس لیے کہ جمہوریت اس ملک میں مضبوط سے مضبوط ہوتی چلی جائے اور میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب محمود الحسن ڈار صاحب۔

مخدوم الطاف احمد: جناب سپیکر! میں اور میرے چند ساتھیوں نے.....

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! آپ کسی کٹ موشن پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

مخدوم الطاف احمد: جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اور میرے چند ساتھیوں نے ایک فارورڈ بلاک تشکیل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری سیٹیں علیحدہ کر دی جائیں۔

جناب سپیکر: سیٹوں کی الاٹمنٹ کے متعلق ایوان میں بات کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تو

پرائیویٹ خط و کتابت کے ذریعے آپ مجھے لکھ کر دیں اگر آپ اپنی سیٹوں کی علیحدہ الاٹمنٹ کروانا چاہتے ہیں تو میں اس پر غور کروں گا۔

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز! جناب محمود الحسن ڈار۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: فرمایئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس ہاؤس میں یہ اعتراض ہوا ہے کہ اتنی لمبی لمبی تقاریر کیوں کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم کچھ جیبنوں کو جھنجھوڑنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں..... محمود الحسن ڈار صاحب۔

جناب محمود الحسن ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بھی اس بل پر بولنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جناب والا! جیسا کہ ہمارے ان ٹریژری بنچوں والے ہمارے اس گورنر کا نام وہاں سے حذف کر کے چیف منسٹر صاحب کا نام وہاں پر درج کروانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! میں ایک بات کی طرف ان کی توجہ مبذول کروا دوں کہ گورنر پنجاب صدر پاکستان کا نمائندہ ہے۔ وہ صوبے اور مرکز کے درمیان رابطہ کی شکل ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ صوبے اور مرکز کے درمیان کوئی ایسی برائی پیدا نہ ہو سکے۔ جناب والا! تھوڑی سی توجہ اس طرف فرمائیں کہ جب جناب وزیر خزانہ صاحب ضمنی بجٹ پر تقریر فرما رہے تھے تو اس وقت انہوں نے کہا اور بے ہنگم آرائشی' بلند نگاہ صوبے اور مرکز کی بات کی تھی۔ جناب والا! آج پھر وہی بات کی کہ آپ وہاں سے گورنر صاحب کا نام خارج کر کے چیف منسٹر صاحب کا نام لانا چاہتے ہیں۔ تو یہ بات تو وہی ہوئی' بے ہنگم آرائی والی' بات تو وہی ہوئی کہ یہاں پر جو تاثر لیا جاتا ہے کہ صوبے اور مرکز کے درمیان رابطہ صحیح نہیں۔ صوبے والے یہاں پر مرکز کی بات نہیں مانتے اور مرکز والے صوبے کی بات نہیں مانتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو یہ بنیاد ڈالی ہے اس کا اثر دوسرے صوبوں میں بھی جائے گا۔ وفاق پاکستان پر بھی جائے گا' مجھے اس قسم کا خدشہ ہے کہ یہ باتیں ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والی ہیں۔ جناب والا! اس کے ساتھ ہی اگر میں تھوڑا سا

اور پیچھے جائیں تو جناب آپ نے دیکھا کہ آمریت کے دور کے یہ گیارہ سال ان میں ساڑھے تین سال میں ان کے بھی شمار کرتا ہوں' وہی مارشل لاء کے ساتھی جو غیر جماعتی الیکشن میں آئے' انہوں نے بھی اس وقت یہ کیوں نہ محسوس کیا کہ وہ وہاں پر گورنر کا نام اڑا کے چیف منسٹر کا نام کرتے' اس وقت بھی تو یہی میاں نواز شریف صاحب پنجاب کے چیف منسٹر تھے۔ اب کیا ضرورت پڑی' اب ضرورت اس لیے پڑی کہ اس وقت ان لوگوں نے وفاق اور صوبے کا جو تاثر دیا ہوا ہے کہ ہم کوئی نہ کوئی سازش کر کے صوبے کو کمزور کریں' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے لیے سب سے بڑی بدقسمتی ہوگی کہ جب یہ لوگ اپنا یہ بل پاس کروائیں گے' اگر میں ضمیر کی بات کروں یہ ان کو یہ چاہیے کہ یہ اپنے آپ کو ٹٹولیں' جو کام یہ آج کروانا چاہتے ہیں' کل کا دن کس نے دیکھا' ہو سکتا ہے کہ کل یہ یہاں پر اپوزیشن کے بنچوں پر ہوں اور ہم وہاں ٹریژری بنچوں پر ہوں۔ پھر یہ سوچیں گے کہ ہم نے کون سی غلطی کر لی۔ جناب والا! جب سے پاکستان بنا ہے آپ قانون کو دیکھ لیں' گورنمنٹ کی حیثیت کو گورنر کی حیثیت کو کسی نے چیلنج نہیں کیا' گورنر اپنی جگہ پر ہے' پبلک سروس کمشن کا ایسا ادارہ جس کو یہ تباہ کرنا چاہتے ہیں' آج تک تو وہ تباہ نہیں ہوا' وہاں پر سفارشیں نہیں چلتی تھیں' گورنر صاحب کا کنٹرول تھا' گورنر پنجاب وہ ہیں جو غیر متنازعہ ہیں۔ انہوں نے خود ان کو قبول کیا۔ جب وہ یہاں پر تشریف لائے اس وقت انہوں نے یہ نہیں کہا کہ گورنر متنازعہ شخصیت ہے۔ اب ان کو کیا ضرورت پڑ گئی کہ ان کی شخصیت کو خراب کرتے ہوئے ان کا نام کاٹنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے' پبلک سروس کمشن کی وساطت سے جن کی سفارش نہیں وہ وہاں کامیاب ہو کر ملازمتیں حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اب وہ چانس نہیں رہے گا' پہلے ہی بہت بے روزگاری ہے' پہلے ہی جس کی سفارش نہیں ہے اسے کوئی ملازمت نہیں ملتی۔ لیکن انہوں نے اور بھی ثابت کر دیا اور انہوں نے attract کیا تاکہ لوگ ہماری طرف آئیں اور جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اراکین جو اس مقدس ایوان کے ساتھی ہیں ان کو offer کی ہے کہ آؤ بھئی تمہیں ملازمتیں دیں گے' پبلک سروس کمشن ہمارا ہوگا 16' 17 اور اٹھارہ گریڈ کے آدمی direct بھرتی کر دیں گے۔ جناب والا! یہ سب سے بڑا ظلم ہے اور ہم اس ظلم کا احتجاج کرتے ہیں۔ جس وقت یہ بل پاس کریں گے تو یہ غریب عوام کیا کریں گے۔ جن کی سفارش نہیں جن کی قابلیت کا آپ مقابلہ نہیں

کر سکتے' اتنی محنت کے ساتھ انہوں نے پڑھائی کی ہوئی ہے' تعلیم حاصل کی ہے۔ خدارا! اسے غور سے دیکھیں اور تاریخ نہ دہرائیں' پھر مشرقی پاکستان کی بات کرتے ہیں' کبھی آپ لوھر مارشل لاء کی بات کرتے ہیں' یہاں پر تو آپ خود مارشل لاء لانا چاہتے ہیں جب آپ ایسے طریق کار کریں گے آمریت پھیلے گی' میں پھر یہاں پر کہوں گا کہ جو کچھ آپ نے ایک آمر کے ساتھ کیا ہے' پھر یہاں پر وہی آمریت لانا چاہتے ہیں' خدارا! آپ وہی بات یہاں پر نہ کریں کہ فیصل آباد کے گھنٹا گھر کی بات' ایوب خان نے بھی یہاں پر یہی کچھ کیا تھا۔ اس وقت کے ہمارے یہاں پر بزرگ ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں جب یہ کہتے تھے کہ جدھر دیکھو ایوب خان ہی نظر آتا ہے گھنٹا گھر کی طرح۔ اب آپ چیف منسٹر کو گھنٹا گھر نہ بنائیں' ان کو پنجاب میں جمہوری لوازے کا سربراہ رہنے دیں' جس طرح ہم جمہوری طریقے سے کامیاب ہو کر آئے ہیں' ہم فخر سے کہیں کہ پنجاب میں جمہوریت ہے' پاکستان میں جمہوریت ہے' جمہوری حکومت ہی حکومت کر رہی ہے۔ آپ خواہ مخواہ ان کو بدنام کر کے غلط طریقے سے لا رہے ہیں' میں آپ سے ٹریژری بنچز والوں کو استدعا کروں گا کہ جناب خوشامدیاں کو چھوڑ دیں' صحیح بات کریں اور جناب چیف منسٹر صاحب کو صحیح موقع دیں۔ آپ نے انجام دیکھا ہے کہ یہاں پر فارورڈ بلاک بنا ہے وہ بھی اس طرح ہی بنا ہے۔ فارورڈ بلاک والوں نے جو اعلان کیا ہے' آپ نے دیکھا آج تک چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے آپ کے پاس فارورڈ بلاک کا کوئی آدمی نہیں تھا' لیکن انہوں نے دیکھا کہ نافرمانیاں کر رہے ہیں تو انہوں نے اس کے خلاف احتجاجاً" یہاں پر فارورڈ بلاک بنایا ہے۔ خدارا! سوچیں کل کا وقت بھی آ رہا ہے۔ آپ ہمارے بنچوں پر بیٹھیں گے اور ہم آپ کے بنچوں پر بیٹھیں گے' ہم ٹریژری ہوں گے اور آپ اپوزیشن ہوں گے۔ اسے نوٹ فرمالیں' شکریہ مہربانی۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER : Now, the amendment moved and the question is :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The amendment moved and the question is:

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

(The motion was lost)

MR SPEAKER : The next amendment on the Bill is inadmissible under Rule 81 (2) (a) of the Rules of Procedure.

Now, the motion moved and the question is :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause- 2

MR SPEAKER : Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. One amendment has been received in it.

رانا شوکت محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہ رہا تھا کہ اس طرف کے دوست کہہ رہے ہیں کہ آج کا سیشن کافی لمبا ہوچکا ہے' یہ صبح سے لگے ہوئے ہیں' چونکہ تقریریں اس طرف سے ہونی ہیں اس لیے بھرپور تیاری اور اپنا رول ادا کرنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے اس کی دوسری خواندگی کو ہفتہ یا اتوار کو رکھ لی جائے۔ یہ ایک تجویز ہے اس میں کوئی ایسی بحث کی بات بھی نہیں ہے۔ گزارش اس لیے ہے کہ بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس بل پر بول سکیں۔ ایوان کی جو افادیت ہے ایوان کا جو رول ہے وہ قانون سازی کے ادارہ کے طور پر ہے یا قانون سازی کے لیے بہتر سے بہتر ماحول میں زیادہ سے زیادہ اپنی

contribution ہوسکے۔ ہماری طرف سے دوستوں نے گزارش کی تھی کہ ادھر سے تقریریں ہونی ہیں اور ان کے لیے تیاری بھی ضروری ہے۔ تیاری کے بغیر کوئی بھی آئین یا کوئی بھی قانون بہتر طور پر بن نہیں سکتا۔ اس لیے میرا خیال ہے آج پونے چار بج چکے ہیں مناسب ہے اگر اس کو ہفتہ یا اتوار پر رکھ لیا جائے پھر اس کی اہمیت بھی اتنی ضروری نہیں کہ ایک ہی دن میں یہ پاس ہو جائے یا حالات ایسے ہیں کہ بل آج ہی پاس ہونا ضروری ہے۔ میرے خیال میں وقت دے لینا اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: وزیر قانون سے میں چاہوں گا کہ وہ اس بارے میں اپنا مؤقف بیان کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! جیسا کہ جناب والا! کو معلوم ہے کہ ہمارا موجود اجلاس تقریباً ایک مہینہ ہوگیا ہے چل رہا ہے۔ وہ معزز اراکین جن کا زیادہ تر تعلق دیہات سے ہے ان کو نہ تو اپنی گندم کی thrashing کے لیے وقت مل رہا ہے نہ کپاس کی بوائی کے لیے وقت ملا ہے۔ وہ کافی دنوں سے یہ اصرار کر رہے ہیں کہ جتنی جلدی ہوسکے ہمیں یہ سیشن ختم کرنا چاہیے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کئی بار جناب قائد حزب اختلاف اور معزز حزب اختلاف کے اراکین سے گزارش کی اور کمال مہربانی سے قائد حزب اختلاف اور جناب وصی ظفر صاحب نے یہ میرے ساتھ تعاون کرنے کی بھی یقین دہانی کرائی اور یہ بھی فرمایا کہ آج یعنی جمعرات تک ہم یہ بلز ان شاء اللہ العزیز نکال لیں گے اور پھر یہ نوبت آئی ایوان کے فلور پر مجھے کل جناب والا کی موجودگی میں یہ گزارش کرنی پڑی کہ یہاں حالات اس قسم کے ہیں اور یہ ہماری آپس کی بات ہوئی ہے۔ میری کی ہوئی بات کو جناب قائد حزب اختلاف نے ایوان کے فلور پر کنفرم کیا اور انہوں نے فرمایا جناب سپیکر ہم کوشش کریں گے کہ دو بجے تک سارے بلز نکل جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا اگر دو بجے تک نہ نکل سکے جو معاہدہ اپوزیشن اور سرکاری بنچز میں ہوا ہے کہ محرک حضرات آدھ گھنٹا صرف بولیں گے یعنی ایک محرک آدھا گھنٹا بولے گا اور ساتھ 10 منٹ تین آدمی ہر بل پر بولیں گے۔ یہ بات انہوں نے تسلیم کی۔ اب ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے اچانک معزز اراکین حزب اختلاف کو کوئی مجبوری آگئی ہے جس کی وجہ ہمیں معلوم نہیں ہو رہی اور نہ ہم اس قسم کی بات کرتے ہیں۔ اگر ایسی بات تھی تو میں تین دنوں سے یہ بات کر رہا تھا۔ ان کو چاہیے تھا کہ کہتے کہ ہم نے اس پر سیر حاصل بحث کرنی ہے۔ آپ ہفتہ کو اجلاس رکھ لیں۔ اب ہم نے سارے

معزز اراکین اسمبلی کو یہ کہا تھا کہ آج ہم ہاؤس کو adjourn کرائیں گے اور ان شاء اللہ العزیز ہمارے بلز پاس ہو جائیں گے۔

لیکن چونکہ قائد حزب اختلاف نے ایک بات آپ سے کی ہے اور میں قائد حزب اختلاف اور اپنے معزز حزب اختلاف کے اراکین کا دلی طور پر یہ احترام کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ باہمی افہام و تفہیم کا یہ سلسلہ جو ہمارا آپس میں چلتا رہا ہے وہ چلتے رہنا چاہیے۔ جناب وصی ظفر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہمارے دوست تھکے ہوئے ہیں بول نہیں سکتے۔ میں ان کے ان جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کی خدمت میں گزارش پیش کرتا ہوں کہ ہمارے تین بل باقی رہ گئے ہیں۔ ایک تعلیمی و تربیتی ادارے کا بل ہے۔ ایک پنجاب بنک کا بل ہے اور ایک ایم پی اے کی پریولیجز وغیرہ کا بل ہے۔ ایم پی اے کی پریولیجز وغیرہ کا بل تو غیر متنازعہ ہے باقی دو main بل ہیں۔ ایک پنجاب بنک کا اور دوسرا تعلیمی و تربیتی ادارے کا بل۔

جناب والا! میں جناب قائد حزب اختلاف کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اور وصی ظفر صاحب کا حکم مانتے ہوئے کہ ہم تھکے ہوئے ہیں۔ صبح سے سیشن ہو رہا ہے Educational Institution Bill کو ہم اگلے سیشن تک defer کر دیتے ہیں صرف پنجاب بنک بل کی ہمیں emergency ہے اس کو آپ آج لے لیں۔ دو ایک گھنٹے میں اس کو ہم ختم کر لیتے ہیں۔ شکریہ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف نے ایک بات یہاں پوائنٹ آؤٹ کی ہے اور ان کا خیال تھا آج اس ہاؤس کو ملتوی کرنا چاہیے کافی وقت ہو گیا ہے۔ اس پر جناب وزیر قانون نے اپنا نقطۂ نظر بیان کیا ہے۔ میرے خیال کے مطابق جو یہاں میری موجودگی میں بات ہوئی۔ ایوان کے غلور پر ہوئی ہے وہ یہ تھی کہ آج گورنمنٹ بزنس کو لیا جائے گا۔ میں نے یہ بات کل کی تھی کہ اگر ہمارے معزز اراکین حزب اختلاف آج جو بات کرنا چاہتے ہیں میں ان سب کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ بے شک مجھے شام کی نشست خاص طور پر اس کے لیے کرنی پڑے۔ ہم اپنے معزز اراکین حزب اختلاف کو ان بلوں پر اظہار خیال کا پورا پورا موقع دیں گے۔ میں اپنی بات پر پوری طرح کاربند ہوں۔ جو آپ نے آپس میں بات کی ہے وہ میری موجودگی میں بات کی ہے مجھ پر یہ

اخلاقی پابندی ہے کہ میں اس بات کو honour کروں اور اس بات کو آگے بڑھاؤں۔

جناب رانا شوکت محمود صاحب جو کہ قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے اس ایوان کی بہت مقتدر ہستی ہیں وہ اپنی ذاتی حیثیت میں بھی ایک نہایت محترم انسان ہیں۔ میں ان سے بھی یہ توقع کرتا ہوں کہ جو بات اس معزز ایوان میں طے پائی ہے ہمیں سختی سے اس کی پیروی کرنا ہے اور اس پر کاربند رہنا ہے۔

رانا شوکت محمود: جناب والا! جو بھی یہاں عہد کیے ہیں یا طے پائے ہیں مجھے ان کا احترام ہے۔ پھر میں ساتھ ساتھ آپ کا بھی انتہائی ادب و احترام کرتا ہوں۔ گزارش اتنی تھی کہ اس ایوان میں خاص طور پر جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے ایک خاص مقصد کے تحت آتے ہیں۔ صوبہ کے لیے جو بھی قانون یہاں پاس ہوگا وہ آئندہ آنے والی نسلوں کے اوپر اس کا اطلاق ہوگا اور وہ قانون نسل در نسل آگے چلے گا۔ اس لیے میرے خیال میں یہ انتہائی ضروری ہے کہ کوئی بھی قانون پاس کرتے ہوئے اس کے تمام پہلوؤں کا بالتفصیل جائزہ لیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی بات پر کوئی قانون عدالت میں چیلنج ہو جائے۔ دوسرے یہ ہے کہ جس قانون میں کوئی سقم یا کمی رہ جائے تو ایسے طبقات یا افراد مستقلاً کسی تکلیف کا شکار ہوتے ہیں۔ اب معزز اراکین اسمبلی کا اپنا بھی ایک استحقاق ہے کہ وہ قانون سازی میں اپنے علاقے اور صوبے کے عوام کے جذبات کی ترجمانی کریں۔ تو ان مخصوص حالات میں اگر کچھ دوست یہاں سے بولنا چاہتے تھے تو انہیں تیاری کے لیے وقت ملنا چاہیے۔ کیونکہ یہ بولنا کوئی عام بولنا نہیں۔ قانون پر بولنا ایک انتہائی ٹیکنیکل بات ہے۔ ہر لفظ کے معنی ہیں اور ہر لفظ کے بامعنی ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ایک دلیل کی بھی ضرورت ہے تو یہ کچھ تیاری کے لیے وقت مانگتے ہیں اور جیسے آج صبح سے ہم نے تعاون کیا اور اتنے بل ایک دن میں پاس ہوئے ہیں (قطع کلامیاں) نہیں' میری بات سنیئے۔ مثلاً" اس میں یونیورسٹیوں کے بل تھے' جتنے بھی تھے (قطع کلامیاں) جناب والا! میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ قائد حزب اختلاف کی بات توجہ سے سنیں۔

رانا شوکت محمود: میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا کہ اس ایوان کے ممبران کی مشکلات اور تکالیف کا ہمیں بھی بڑا دکھ اور احساس ہے اور ہم بھی ان کے ساتھ ان تمام حالات میں سے گزرے ہیں۔ پچھلے ایک ماہ کے دوران ہم بھی ان کے ساتھ یہاں بیٹھے ہیں اور ہم نے سارا بجٹ سیشن گزارا

ہے۔ جیسے میں کہہ رہا تھا' یہ کوئی ایسی emergency نہیں کہ کل یا پرسوں سے صوبے کے عوام کے لیے ان کا اطلاق لازمی ہے اور ان کی بہتری میں ہے۔ اگر اس میں بہتری ہے کہ اس پر غور و خوض کر لیا جائے تو ہفتہ یا دس دن کے بعد ہم پھر ان کو لے سکتے ہیں۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو چار روز کے لیے آپ یہ اجلاس ملتوی کر دیں اور پھر دو چار روز کے بعد ہم ان بلوں پر غور و خوض کرنے کے بعد پاس کریں گے لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک بل کر لیں' باقی بل defer ہو سکتے ہیں۔ اس میں کوئی اتنی مجبوری نہیں۔ تو جو بنکنگ کا بل ہے' اس میں بھی کوئی ایسی مجبوری نہیں۔ وہ ایک ہفتہ بعد بھی لاگو ہو سکتا ہے۔ تو اس میں ایسی بات نہیں۔ میری یہی گزارشات ہیں۔ باقی آپ کے جو احکامات کی' اور جو بھی بات ہوئی اس کی پاس داری کروں گا۔

جناب سپیکر: کل یہ سارا معاملہ طے ہوا تھا اس میں یہ طے ہوا تھا کہ جو صاحبان محرک حضرات ہیں' ان میں سے دو صاحبان نصف نصف گھنٹا بولیں گے۔ حالانکہ بلوں کے پر نسپلز پر بات ہوتی ہے اور ایک معزز رکن پر نسپلز پر کتنی دیر بات کر سکتا ہے؟ لیکن آپ سے یہ بات طے ہوئی کہ محرک حضرات نصف گھنٹا بولیں گے' تو میں نے اس کو honour کیا کہ ٹھیک ہے' نصف گھنٹا بولیں گے اور ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ جو محرک نہیں وہ دس دس منٹ بولیں گے اور کل سارے بلوں کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا۔ اس میں وصی ظفر صاحب' لاء منسٹر صاحب اور دیگر معزز اراکین بھی شامل تھے اور بعد ازاں اس میں جناب قائد حزب اختلاف بھی شریک ہو گئے اور یہ بات میرے سامنے طے ہوئی کہ نصف نصف گھنٹا تمام بلوں پر محرک حضرات بولیں گے اور دس دس منٹ اصل محرک حضرات کے علاوہ صاحبان بولیں گے۔ تو میں نے یہ کہا کہ آپ کی اس commitment کو میں اس طرح honour کروں گا کہ اگر مجھے دو نشستیں بھی منعقد کرنی پڑیں تو آپ میں سے جتنے بھی صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں میں انہیں موقع دوں گا کہ وہ بات کریں۔ میں قائد حزب اختلاف کی بات کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کی بات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں' لیکن سوال یہ ہے کہ جن صاحبان نے بلوں پر اظہار خیال کرنا ہے' اس بارے میں تو کل ہی بات ہو گئی تھی کہ آج وہ اظہار خیال کریں گے اور میں نے خود بھی کہہ دیا تھا کہ جو بھی بولنا چاہیں گے' میں انہیں بولنے کی اجازت دوں گا۔ تو اس پر اب کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جو صاحبان بولنا چاہتے تھے' انہیں تیار ہونا چاہیے تھا اور جو صاحبان اظہار خیال کرنا چاہتے

ہیں' انہیں میں اس وقت بھی یقین دلاتا ہوں کہ آپ میں سے جو صاحبان بھی بات کرنا چاہتے ہوں' اور جو معاہدے کے مطابق بات ہے' میں آپ سے ایک ایک صاحب کو بات کرنے کی اجازت دوں گا اور جہاں تک دوسری نشست کا تعلق ہے' اس کے بارے میں کل بات ہوگئی تھی کہ آج آپ کے اظہار خیال کے لیے اگر دوسری نشست بھی کرنی پڑی تو ہم کریں گے۔ اس کے لیے میں نے وقفہ نماز کے بعد دوسری نشست تین بجے سے شروع کر لی ہے۔ اب آپ کو یہ بات honuor کرنی چاہیے۔ اب اگر اس بات سے انحراف ہوگا تو وہ آپ کا کوئی political stand تو ہوسکتا ہے۔ لیکن ایوان کے اندر جو بات طے ہوئی ہے اس سے انحراف کی کوئی justification نہیں۔

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ اب ہم بل کو کلاز بائی کلاز لیتے ہیں۔ بل کی کلاز 2 زیر غور ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ جتنے بل ہیں' ان کے اوپر میری، ترامیم ہیں۔ آپ کو یہ علم ہے یہ بہت اہم بل ہیں اور خصوصاً" پنجاب بنک کے بل پر تو ہم نے جامع طور پر بولنا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص ایک روز میں چھ سات بلوں کی تیاری نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ قانون سازی پر ہم نے بڑی احتیاط سے تیاری کرنی ہے۔ ہم نے کوئی ضد نہیں لگائی ہوئی۔ ہم تو نیک نیتی سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ آپ یقین مانیں کہ اب ہمارے اعصاب متاثر ہیں۔ ہم صبح سے کھڑے ہیں۔ ہم انسان ہیں۔ ہم تانگوں کے گھوڑے نہیں ہیں کہ ہمیں اس طرح سے جوت دیا جائے۔ انسانیت کے نام پر گزارش ہے۔ یہ کوئی طریقہ ہے کہ ہمیں صبح سے رات گئے تک بٹھایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نوابزدہ صاحب' آپ تو سوا گھنٹا بول چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس کے بعد ہم نے ہی بولنا ہے۔ ادھر سے تو خاموش رہنے والے لوگ ہیں۔ ان بے چاروں نے کیا بولنا ہے؟ ان کو تو مجبوراً" بٹھایا گیا ہے۔ جناب والا! یہ انسانوں کی جانوں پر ظلم ناروا ہے۔ ہم اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ یہ زیادتی ہے۔ یہ حکومت کی high handedness ہے۔ ہم نہیں چلنے دیں گے یہ سب کچھ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سوری نواب زادہ صاحب! آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی' مزاری صاحب۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر! ہمارے قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو درخواست کی گئی ہے' میرا خیال ہے کہ ہمارے سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے دوستوں کو ان کا احترام کرنا چاہیئے اور آپ کے ہوتے ہوئے یہ ایوان باہمی اعتماد کے ساتھ چلایا جائے تو اس کی عزت اور احترام زیادہ ہوگا۔ جناب سپیکر! اگر آپ آج قائد حزب اختلاف کی یہ بات مان لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ بے شک پرسوں اجلاس رکھ لیں۔ ہم بھی دیہی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم چار سو میل کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم یہاں رہیں گے۔ ہمارے دوست بھی رہیں گے۔ لیکن اس پر جتنی بھی سیر حاصل بحث کی جائے' اتنا ہی اس بل کے لیے' اس قانون سازی کے لیے' اس ایوان کی بلندی اور مرتبے کے لیے بہتر ہوگا۔ اس پر متفقہ طور پر بحث ہو کر اس کو پاس کیا جائے' بجائے اس کے کہ اس کے اندر کوئی بدمزگی پیدا ہو' یا یک طرفہ کارروائی ہو۔ اس سے اچھا قانون نہیں بنے گا۔ میری گزارش کا مقصد یہ ہے کہ رانا صاحب نے جو گزارش کی ہے' لاء منسٹر کو چاہیے' اور میں آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ ہماری اس گزارش کو قبول کریں۔ یہ میری استدعا ہے۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ ہم دونوں صاحبان کے لیے بہتر ہوگا۔ میری یہی گزارشات ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے متعلق کوئی بات نہیں ہو رہی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔

(شور۔ قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل: میں احتجاج کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا حق نہیں دیا۔ میں اس لیے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر میاں منظور احمد موہل واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: میں مزاری صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا تھا۔

(اس مرحلے پر چند ممبران چودھری پرویز الٰہی مخدوم شاہ محمود قریشی اور میاں منظور احمد موہل کو واپس ایوان میں لے آئے۔ (تالیاں شور)

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے بڑے صبر سے اور بڑے حوصلے سے ہمیشہ رولز کی

بات کی ہے۔ لیکن میں دو یوم سے دیکھ رہا ہوں جب بھی میں کھڑا ہوتا ہوں آپ کی آنکھیں میری طرف غصیلی ہو جاتی ہیں۔ آپ مجھے کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیں' بیٹھ جائیں' میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں اور دونوں طرف کے ممبران کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ضمیر والا شخص ہوں میرا اپنا ایک ضمیر ہے' اپنی ایک رائے ہے لیکن اگر میں نے فارورڈ گروپ بنایا تھا تو ان لوگوں کو تکلیف ہوئی تھی آج اگر اس طرف سے بنا ہے تو آج انہوں نے تالیاں بجائی ہیں۔ لیکن میں اس بات کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا! میں نے ہمیشہ Rules & Regulations کا حوالہ دیا ہے۔ آج بھی میں دیتا رہا ہوں۔ لیکن بات یہی ہوتی رہی ہے کہ افہام و تفہیم ہو گئی ہے۔ ہم نے آپس میں فیصلہ کر لیا ہے۔ فیصلہ اس برقعے کے اندر کیا ہے Rules & Regulations کو ذبح کر دیا گیا ہے۔ جب ایک فیصلہ ہو گیا ہے۔ تو یہ فیصلہ طے شدہ تھا کہ آج یہ تمام قانون سازی پوری ہو گئی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کو honour کرنا چاہیے۔ اس فیصلے پر پورا اترنا چاہیے اگر یہ چاہتے ہیں کہ بول نہیں سکتے تو حزب اختلاف کا کردار کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ ایک آدمی 4 یوم تک بول سکتا ہے' 10 یوم تک بول سکتا ہے۔ جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا جو افہام و تفہیم آپ کے سامنے ہوئی ہے۔ جو معاہدہ طے پایا ہے وزیر قانون نے ایک بڑا شریفانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ حالانکہ 181 موجود ہے اس کے تحت ہم یہ بلز 5 منٹ میں پاس کر سکتے ہیں لیکن ان کی خاطر محترم دوستوں کی خاطر ہم نے صبر سے کام لیا ہے اور یہ کہا گیا ہے۔ حالانکہ جناب بھی سمجھ سکتے ہیں جس کا ترمیم میں نام ہی نہ ہو وہ بول نہیں سکتا۔ آپ نے ان کے لیے بھی وقت مقرر کر دیا کہ آپ پھر بھی بول سکتے ہیں۔ تو میں جناب والا! سے گزارش کروں گا کہ آج ہمیں 12 بجے تک بھی چلنا پڑے تو آج ہی یہ تمام قانون سازی ہونی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد حاکمین خان: جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل کس پوائنٹ پر بول رہے تھے اور ان کو بولنے کی اجازت کس نے دی تھی۔ کیا ان کو پرویز الٰہی صاحب نے کر آئے ہیں اس لیے ان کو بولنے دیا اور ان کو اتنا وقت دیا یہ نہ تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے نہ ہی explanation ہے۔ تو یہ کس پوائنٹ پر بول رہے تھے۔

(شور شور

جناب سپیکر: آرڈر آرڈر پلیز ڈار صاحب تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ ممبران

سے التماس ہے کہ وہ تشریف رکھیں)

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ کرسی کے متعلق ریمارکس واپس لیں۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ نے کیا سپیکر کے بارے میں بات کی ہے۔

(شور)

میاں منظور احمد موہل: میں نے صرف یہ کہا تھا کہ دو تین روز سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب بھی میں بولنے کے لیے کھڑا ہوتا ہوں آپ کی آنکھیں میری طرف غصیلی ہو جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ (شور) آرڈر' آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے ہمیشہ قواعد کی بات کی ہے اور اس ایوان کی ہمیشہ رہ نمائی کرتے ہیں۔ میں ان کا ممنون ہوں۔ چیئر کو انٹرپٹ نہ کریں لیکن بعض دفعہ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں میاں منظور احمد موہل کی رہ نمائی کی بجائے ایوان کو آگے بڑھانا ہے۔ اس وجہ سے ہمیں ان کو کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت ان کی رہ نمائی کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اس ایوان کی کارروائی کو آگے بڑھانا ہے۔ اس پر ہمیں میاں صاحب کی دل آزاری مقصود نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں میاں منظور احمد موہل صاحب کبھی چیئر کو disobey کرنا کیونکہ وہ Rules & Regulations کو بہت جانتے ہیں کبھی سوچ بھی نہیں سکتے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کوئی ایسی بات کی ہے تو میاں صاحب اپنے الفاظ واپس لینے کے لیے تیار ہوں گے۔

(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے صرف اتنی بات کی تھی کہ مجھے دو یوم سے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو دہرائے بغیر واپس لے لیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں اس کو واپس لیتا ہوں۔ لیکن یہ بیٹھیں' یہ رہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب میں وصی ظفر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات جو کرنا چاہتے تھے کریں۔ اور ان بلوں کو take up کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اور ہاؤس کو ملتوی کرنے کے بارے میں یا نہ کرنے کے بارے میں یہ اب وصی ظفر صاحب کی طرف سے میں آخری بات سنوں گا اور

اس کے بعد میں اپنا فیصلہ دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! مومل صاحب جب اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر غصے سے بولے ہیں۔ میں ان سے پہلے بولنے والا تھا۔ تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ درمیانی راستہ نکالنے کے لیے کہ ایک بل کی لاء منسٹر صاحب نے مہربانی فرمائی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ پھر کر لیں گے۔ تو ایک ہمارا تنخواہوں والے بل کو بھی postpone کر دیا جائے اور پھر باقی بنک والا کر لیں گے۔

ایک معزز رکن: وہ آج نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! پھر فرمایئے۔ (قطع کلامیاں) ذرا آپ سنیئے آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ وصی ظفر صاحب اپنی بات کو دہرایئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ جو ہمارا تنخواہوں والا بل ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آپ اس پر کنٹری کیوں کرتے ہیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ آپ پہلے کنٹری شروع کر دیتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ ہمارے جو تنخواہوں والے چار بل ہیں ان کو ہفتہ اتوار کر لے لیا جائے اور باقی آج کر لیں۔ تنخواہوں والا جونسا لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے۔

جناب سپیکر: ہاں جی؟

چودھری محمد وصی ظفر: تعلیم والا اور تنخواہوں والا بل ہفتہ اتوار کو لے لیں۔ باقی آج لے لیں۔

جناب سپیکر: باقی آج لے لیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جی۔

جناب سپیکر: آج پھر یہ پبلک سروس کمشن کا بل اور اس کے بعد کا بنک کا بل ان کو آج take up کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جی ہاں!

جناب سپیکر: اور تنخواہوں والا بل اور جو ایجوکیشن والا ہے تو ایجوکیشن والے کی تو وصی ظفر صاحب بات طے ہو گئی ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! وہ ہفتہ اتوار کو لے لیں۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن والے بل کو اگلے اجلاس کے لیے defer کرتے ہیں۔ اس کو ہفتہ اتوار کو بھی take up کی ضرورت نہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ ایجوکیشن والے بل کو defer کر لیتے ہیں۔ یہ اگلے سیشن میں آ جائے گا تو باقی جو بل رہے گئے ہیں وہ تنخواہوں کے استحقاقات کے بل اور ایک بنک کا بل اور ایک یہ جو اس وقت زیر غور ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جی جناب والا! (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! تنخواہوں والا بل ہفتہ اتوار کو لے لیں۔

جناب سپیکر: تنخواہوں والے بل کو آپ کیوں آگے لے جا رہے ہیں۔ تنخواہوں والے بل پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں۔ وہ تو بل ہی نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب! اس پر تو بڑی بحث ہونی ہے۔ وہ چیئرمینوں کو کاریں وغیرہ دی جا رہی ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تنخواہوں والے بل پر آپ کا کوئی تنازع نہیں ہو گا۔ اگر اس پر آپ کو کوئی اختلاف رائے ہو گا تو بیٹھ کر تراسیم پر آپ بات کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب! وہ جو چیئرمینوں کو کاریں وغیرہ دی جا رہی ہیں اس پر ہمارا اعتراض ہو گا تو اس پر بیٹھ کر بات طے نہیں ہو سکے گی۔

جناب سپیکر: یہ تنخواہیں کا بل ہے اس پر کوئی تنازع نہیں ہو گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس پر تنازع ہے۔ یہ جو چیئرمینوں کو کاریں دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ سارے ممبران صاحبان تو کہہ رہے ہیں کہ اس کو آج ہی take up کریں۔

حزب اقتدار اور اپوزیشن والے بھی کہتے ہیں کہ اسے آج ہی take up کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بنک والا بل postpone کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو چلنے دیں۔ اس میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب! بنک والا postpone کر دیں اور ہفتہ اتوار کو کر لیں۔

جناب سپیکر: ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن کا defer کر دیتے ہیں اور بنک والا بل گورنمنٹ defer نہیں کرنا چاہتی۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہ جناب۔ وہ defer نہ کریں۔ بلکہ اسے ہفتہ اتوار کو لے لیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کو defer نہیں کرنا چاہتے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس پر ہمارے چھ چھ محرک ہیں۔ جناب ہم نے جو اس پر ترامیم دی ہیں ان کو ملاحظہ فرمائیں۔ پہلی خواندگی پر بھی اور دوسری خواندگی پر clause wise ہمارے کوئی بیس محرک ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو منی بل ہو گا تو پھر کیسے ہو گا؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہی تو بات ہے کہ وہ منی بل ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر: منی بل نہیں تو پھر اس کی ترامیم آسکتی ہیں۔ منی بل ہے تو پھر ترامیم نہیں آسکتیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب! منی بل نہیں۔ جناب نے فائل پر بے شک لکھا ہے۔ لیکن وہ منی بل نہیں۔ منی بل کی definition ہم لائے ہوئے ہیں۔ اس کی explanation اور رولنگ ہم لائے ہوئے ہیں وہ کسی صورت منی بل تو ہے نہیں۔

جناب سپیکر: تو چلیں اس پر بات کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں یہی گزارش تھی کہ چونکہ وہ لمبا معاملہ ہے اس پر ہماری کم از کم بیس سے اوپر ہمارے موور ہیں اور ہر کلاز پر ہم نے ترمیم دی ہے۔

جناب سپیکر: آنے دیں پرواہ نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب! اگر آپ کنوتی ماریں گے تو پر کوئی پرواہ ہی نہیں۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس کو جناب defer کر دیتے اور اس کے لیے ہفتہ اتوار کو دو دن دے دیتے۔ باقی

کام آج مکمل کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: بسم اللہ کریں۔ ان کو شروع کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں جہاں تک بات چلے گی چلائیں گے۔ جہاں تک نہ چلے نہ چلائیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب! پھر ٹائم مقرر کر دیں کہ کتنے بجے تک آج چلائیں گے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ میں سے جو صاحبان معاہدے کے مطابق جتنا بولنا چاہیں گے میں ان کو بولنے کی اجازت دوں گا یہ طے شدہ بات ہے۔ جتنے لوگ بات کریں گے میں ان کو اجازت دوں گا بے شک رات کے بارہ بج جائیں۔ یہ میری آپ سے commitment ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہ جناب۔ آج آٹھ بجے کھانا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے سارے ہاؤس کو کھانے کی دعوت دی ہوئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ہمیں لیڈر آف دی اپوزیشن کے لیے کھانے میں شریک نہیں ہونے دیں گے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اسی لیے میں نے عرض کیا ہے کہ آپ ٹائم مقرر کر دیں۔ ہم بغیر کسی مداخلت کے چلائیں گے۔ ہماری طرف سے کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: ہم تو چاہتے ہیں کہ اس کو interrupt نہ فرمائیں۔ اس کو چلائیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے کھانے میں سب صاحبان بروقت پہنچیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ہماری طرف سے کوئی interruption نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ٹائم مقرر کر دیں۔

ایک معزز رکن: آج بنک بل نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: ہم نے تو لیڈر آف دی اپوزیشن کے کھانے میں جانا ہی ہے اور یہ سب لوگ بھی جانا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: تو پھر جناب' ساڑھے سات' پونے آٹھ کوئی ٹائم مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ تشریف رکھیں۔ مجھے شروع کرنے دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ٹائم fix فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹائم کے متعلق آپ فکر نہ کریں۔ ہم بروقت ان شاء اللہ کھانے سے پہلے کام مکمل کر لیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! نماز ظہر کا کھانے کے لیے جانا ہے۔

جناب سپیکر: ہاں ہاں آپ فکر نہ کریں۔ (قطع کلامیاں) Clause 2 of the Bill

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر آپ کی طرف سے ہے۔ فرمایئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور میں آپ کی رولنگ چاہوں گا اور آج رولنگ آپ reserve نہیں رکھیں گے۔ آپ مجھے یہ فرمایئے کہ جو شخص خود گمراہ ہو وہ کسی کی رہ نمائی کیا کر سکتا ہے؟ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: کیا؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! جو شخص خود گمراہ ہو وہ کسی کی رہ نمائی کر سکتا ہے؟ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر آپ مجھے رولنگ دیں۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER : Sorry, this is not a point of order.

Clause 2 of the Bill is under consideration.

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں جناب ذاکر حسین شاہ صاحب سے کہوں گا کہ اب وہ اس معاملے کو interrupt نہ فرمائیں۔ میں نے یہ clause پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اب وہ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ میں نے کہا ہے کہ اس کے بعد اس معاملے پر میں نے نوابزداہ صاحب کا آخری پوائنٹ آف آرڈر entertain کیا ہے۔ اس کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر entertain نہیں کروں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! کس بارے میں آپ فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اس بارے میں کہ اس وقت میں نے جو Clause 2 پڑھنی شروع کی ہے اس کو

مسلسل interrupt کیا جا رہا ہے۔

(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب! میری بات تو سن لیں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تمام اس چیز کے گواہ ہیں کہ پہلے ایک گھنٹا پبلک سروس کمشن پر میں نے تقریر کی ہے اور ایک گھنٹا جناب نواب زادہ نے کی ہے تو جناب والا ہم بھی انسان ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ جی شاہ صاحب فرمایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! بنک والا بھی بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے اگر عجلت میں اس بل کو پیش کیا گیا۔ پھر آج کھانا بھی ہے اور ہم صبح سے بول رہے ہیں اب آپ خود انصاف کریں۔ ایک دفعہ پھر آپ کی انصاف پسندی کا امتحان ہے۔ جب واک آؤٹ ہو جاتا ہے تو آپ بہت سی باتیں کرتے ہیں' یہ جناب والا! آپ کی انصاف پسندی کا امتحان ہے تو جناب والا! ایک دن جمعہ کا ہے تو جناب والا! جس طرح جناب قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے اسے ہفتے پر لے جائیں تو اس میں کیا فرق پڑتا ہے۔ اب پھر دو گھنٹے اس بنک والے بل پر لگ جائیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' میں نے آپ کی بات سن لی۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ بل پنجاب کے عوام کے مفاد میں نہیں۔ ہم اس کے لیے آخری قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ یہ بل منظور نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب' تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب' آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

Clause-2 of the Bill is under consideration. There is one amendment moved by Syed Zakir Hussain Shah, Ch. Muhammad

Wasi Zafar, Ch. Muhammad Shah Nawaz Cheema, Malik Amanullah.

Syed Zakir Hussain Shah may move his amendment please.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں میری ترمیم علیحدہ ہے۔ یہ دفتر کی غلطی ہے کہ انہوں نے ان سب کو اکٹھا ہی ٹائپ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ترمیم آپ کی اور شاہ صاحب کی ہے اور اس میں آپ نے کلاز کو delete کرنے کا فرمایا ہے۔ یہ ترمیم negative vote ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس پر میں نے کل بھی اجازت مانگی تھی۔

جناب سپیکر: یہ رول 172 اور سب رول (3) میں hit ہوتی ہے اور میں وصی ظفر صاحب اسے inadmissible قرار دیتا ہوں۔ اس پر کل بھی میں نے دو رولنگز دی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ نے کل وعدہ فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: وصی ظفر، اس میں وعدہ نہیں میں نے کل بھی دو رولنگز دی تھیں اور آج اس رولنگ کے خلاف رولنگ نہیں ہو سکتی اور جہاں تک ترمیم کو inadmissible اور admissible قرار دینے کی بات ہے اس پر سپیکر کا فیصلہ حتمی ہے اور اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور میں نے اس پر کل فیصلہ دے دیا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب نہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی بات نہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں آپ تشریف رکھیں۔

MR SPEAKER : Now, the question is :

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause - 1

MR SPEAKER : Now, Clause 1 of the Bills is under consideration. Since there is no amendment in it,

the question is :

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER : Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it,

the question is :

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER : Now, the long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment, it becomes part of the Bill.

MINISTER FOR LAW : Mr. Speaker Sir, I beg to move :

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989 be passed."

MR SPEAKER : The motion moved is :

That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER : Now, the motion moved and the question is :

"That the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill, 1989, be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed.

جناب سپیکر: تو اب ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز کے بل کو defer کرتے ہیں۔

Now we take up the Bank of Punjab Bill, 1989.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I move that :

"The Bank of Punjab Bill, 1989 as reported by the Special Committee be taken into consideration at once.

MR SPEAKER : The motion moved is :

"That the Bank of Punjab Bill, 1989 as reported by the Special Committee be taken into consideration at once.

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! ہمارے علم میں یہ آیا ہے کہ آپ نے اس کو منی بل قرار دیا ہے اور یہ منی بل ہے۔

جناب سپیکر: اس کی پہلی خواندگی پر تو آپ کی ترامیم آئیں گی۔ بے شک یہ منی بل ہو۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اس پر تو ہماری ترامیم آئیں گی لیکن ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیا آپ نے اس کو منی بل قرار دیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اپنی ترامیم کو ٹیک اپ کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: وہ تو ترمیم کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نے اسے اس انداز میں tackle کرنا ہے۔ اگر یہ منی بل ہے تو ہم اس کو اس انداز میں tackle کریں گے اگر یہ منی بل نہیں تو پھر اس کی حکمت عملی اور ہوگی۔ جناب والا! اس میں ہمیں ابھی سے clear ہوجانا چاہیے۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ کس نسل کا بل ہے؟

میاں منظور احمد موہل: جب وہ سٹیج آئے گی تو پھر بتایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس میں نواب زادہ صاحب دریافت کر سکتے ہیں۔ درست بات ہے۔

To my mind this is a Money Bill.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I am on a point of order, Sir.

It is not a Money Bill.

MR SPEAKER : You cannot challenge it.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر آئین میں منی بل کی جو تعریف ہے اس کو آپ سن لیں۔

MR SPEAKER : It has been declared as a Money Bill. Now you cannot challenge it.

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میری گزارش ہے کہ ہم اس کے vires کو آپ کے سامنے چیلنج کر سکتے ہیں کہ یہ بل جس کو منی بل قرار دیا گیا ہے۔ آئین کی رو سے یہ منی بل بنتا نہیں۔ آپ ہماری گزارشات سن لیں پھر اس کے بعد جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ اس کو جو مرضی قرار دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی میرے ساتھ اس بل کو منی بل قرار دینے یا نہ دینے کے بارے میں بات ہوئی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میری آپ سے آئینی بات نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے متعلق ہاؤس میں discuss کریں گے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے سوچ بچار کر کے کافی mind apply کیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: لیکن جناب والا! میں نے اپنا کیس آپ کے سامنے نہیں رکھا۔ ایک منٹ کی بات ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! جب آپ نے اس پر رولنگ دے دی ہے تو پھر یہ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: لیکن جناب والا! میں نے اپنا کیس آپ کے سامنے نہیں رکھا۔ ایک منٹ کی بات کی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! آپ نے اس سلسلہ میں رولنگ دے دی ہے۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب' میں نے رولنگ دے دی ہے۔ نواب زادہ صاحب' جب یہ فیصلہ ہوگیا کہ یہ منی بل ہے۔ اب آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں کہ یہ منی بل نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا نکتۂ اعتراض یہ ہے کہ اسے منی بل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس پہ آپ رولنگ دیں گے کہ تمہارے دلائل یہ ہیں۔

جناب سپیکر: رولنگ میں پہلے دے چکا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ میرے نکتۂ اعتراض کو بغیر سنے مسترد نہیں کر سکتے۔ یہ فطری انصاف کے خلاف بات ہے۔ مجھے آپ اجازت دیں کہ میں اپنا معاملہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ میں اپنا معاملہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور آپ اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیں۔

-One cannot be condemned unheard.

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب' آپ ذرا میری بات بھی سنیے۔ آپ کی بات تو ہم سنتے ہیں۔ آپ ہماری بات بھی سنیے۔ آپ مجھ سے ایک ایسے مسئلے پر رولنگ چاہتے ہیں جس پر میں پہلے ہی رولنگ دے چکا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! آپ نے چیمبر میں فرمایا تھا کہ اس پہ ہاؤس میں بات ہوگی۔ حضور والا! اگر اور معاہدے ہیں تو یہ معاہدہ بھی تھا کہ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے کہا تھا کہ اس پہ آپ تیاری کر کے آ جائیں ہم اس پہ بات کر لیں گے۔ اسی کے مدنظر آج میں نے یہ نکتہ اٹھایا ہے۔ اگر آپ نے فرما دیا ہوتا کہ اس پہ بات نہیں کرنی تو میں تیاری کر کے نہ آتا۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب' میں نے آپ سے کب یہ بات کی تھی؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اپنا نقطۂ نظر ہاؤس میں لائیں تو ہم اس پہ بات کریں گے۔

جناب سپیکر: نہیں' میں نے ہاؤس کی بات نہیں کی تھی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا فورم تو ہاؤس ہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا دیکھیں کہ آپ نے سب سے پہلے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اس بات

کا فیصلہ کریں کہ کیا یہ منی بل ہے یا نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: نہیں جناب والا! میں نے دریافت نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اس کا ابھی فیصلہ کریں کہ یہ منی بل ہے یا نہیں۔ جس پہ جناب منظور احمد موہل نے کہا کہ جس وقت وہ سیٹ آئے گی اس وقت سپیکر صاحب فیصلہ کر لیں گے تو آپ نے کہا کہ جس وقت حکمت عملی بنائیں گے اور اگر نہیں تو پھر اور بنائیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ نہیں۔

جناب سپیکر: جناب چیئر مخاطب ہو تو مداخلت نہیں کرتے۔ میں نے آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق اور آپ کے اصرار کی بدولت میں نے اس پر اپنا فیصلہ دیا کہ یہ میری فہم کے مطابق منی بل ہے۔ اب مجھ سے رولنگ لینے کے بعد اب مجھ سے اجازت چاہتے ہیں کہ آپ میری رولنگ کو criticise کریں اور اس پہ پھر میں دوبارہ رولنگ دوں۔ نواب زادہ صاحب' یہ کوئی جائز بات ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں نے آپ سے رولنگ نہیں مانگی تھی۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! آئین کے آرٹیکل 115 (4) کے مطابق۔

"(4) If any question arises whether a Bill is a Money Bill or not, the decision of the Speaker of the Provincial Assembly thereon shall be final."

نواب زادہ غضنفر علی گل: یہ unheard فیصلہ ہوگا۔

MR SPEAKER : There is an amendment in the Bill given notice of by Syed Zakir Hussain Shah, Nawabzada Ghazanfar Ali Gul and Mr. Salman Tasir. Syed Zakir Hussain Shah may please move his amendment.

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! ان ترامیم کا مکمل نوٹس دو دن پہلے نہیں دیا گیا۔
وزیر قانون: انہوں نے 27 تاریخ کو نوٹس دیا ہے اور آج 29 تاریخ ہے۔
میاں منظور احمد موہل: اگر یہ 26 تاریخ کو ترامیم کا نوٹس دیتے تو پھر دو مکمل دن بنتے تھے۔ پھر یہ ترامیم آ سکتی تھیں اب یہ نہیں آ سکتیں۔
جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ جو ترمیم سید ذاکر حسین شاہ' نواب زادہ غضنفر علی گل اور مسٹر سلمان تاثیر کی طرف سے پیش کی گئی ہیں ان کا دو مکمل دنوں کا نوٹس نہیں۔ اس لیے ان ترامیم کو entertain نہیں کیا جا سکتا۔ (قطع کلامی) شاہ صاحب آپ میری بات نہیں کر سکتے۔ ایک اعتراض کیا گیا ہے اس کو مجھے نپٹانے دیں۔ میاں صاحب' پہلی خواندگی پہ ترامیم دینے کے لیے دو مکمل دنوں کے نوٹس کے متعلق آپ رول کا حوالہ دیں گے؟
میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں نے جو حوالے منگوائے ہوئے تھے انہوں نے پیچھے سے وہ سارے کاغذات کھینچ لیے ہیں۔
جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' اس پہ جو اعتراض کیا گیا ہے میاں منظور احمد موہل صاحب کی طرف سے کہ یہ پہلی خواندگی پہ جو سید ذاکر حسین شاہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی ترامیم دی گئی ہیں۔ ان پہ دو مکمل دنوں کا نوٹس درکار ہے۔ اس سلسلہ میں ایک چیز تو یہ ہے کہ یہ ترمیم 26 تاریخ کو پیش نہیں کی گئی۔ clause پر 27 amendments تاریخ کو آئی تھیں۔ یہ امنڈمنٹ پہلے کی ہے اس لیے اس پہ یہ اعتراض لاگو نہیں ہوتا۔ (شیم شیم کے نعرے) سنیئے' دوسری بات یہ ہے کہ پہلی خواندگی پہ جو ترامیم آتی ہیں ان پہ یہ قدغن نہیں کہ دو مکمل دنوں کا نوٹس ہو clause پر amendment کے لیے دو مکمل دنوں کا نوٹس ضروری ہے۔ اس لیے اس ترمیم کو میں in order قرار دیتا ہوں اور سید ذاکر حسین شاہ سے کہتا ہوں کہ وہ اس کو پیش کریں۔
رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں نے بھی ایک ترمیم دی ہے جو کسی کلاز پر نہیں بلکہ الفاظ کے اضافے کی ترمیم دی ہے تو کیا میری وہ ترمیم بھی قابل قبول ہوگی۔
جناب سپیکر: جب وہ باری پہ آئے گی تو اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ سید ذاکر حسین شاہ اپنی ترمیم پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا ایک بہت ہی relevant پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب میں یہ کہنے پہ مجبور ہوں کہ آپ بلا وجہ تاخیری حربے استعمال کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن چکا ہوں پہلے آپ نے جب اس مسئلہ پر بات کی تو میں نے آپ سے کہا تھا کہ وصی ظفر صاحب اس مسئلے پر آپ کی یہ آخری بات ہوگی اس کے بعد میں بات نہیں سنوں گا اور اس پہ آپ نے بالکل واضح بات کی اور اس کے بعد میں نے آگے بات شروع کی ہے۔ وصی ظفر صاحب' مجھے افسوس ہے کہ میں اب آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کرتا۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو اپنی ترمیم پیش کرنے دیں۔ آپ اپنی امنڈمنٹ پہ یہ بات کر لیجیے۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH : Sir, I move the amendment:

"That the Bank of Punjab Bill, 1989 as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989".

MR SPEAKER : The amendment moved is :

"That the Bank of Punjab Bill, 1989 as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989".

MINISTER FOR LAW : I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ باقی ترامیم بھی اس کے ساتھ ہی آ جائیں۔ دوسری ترامیم چودھری محمد شاہنواز چیمہ' چودھری محمد وصی ظفر صاحب' ملک امان اللہ کی ہیں۔ چودھری محمد وصی ظفر اپنی ترمیم پیش کریں۔

CHAUDHRY MUHAMMAD WASI ZAFAR : Sir, I move the amendment:

"That the Bank of Punjab Bill, 1989 as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989".

MR SPEAKER : The amendment moved is :

"That the Bank of Punjab Bill, 1989 as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989".

MINISTER FOR LAW : I oppose it.

MR SPEAKER : It will be taken as moved by all the three movers.

چودھری محمد وصی ظفر: میں تیسری ترمیم میں سے اپنا نام واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب سید ذاکر حسین شاہ صاحب اس پہ بات کرنا چاہیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ترامیم اگرچہ اکٹھی دی گئی ہیں لیکن میں اپنی ترمیم علیحدہ طور پر پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: لیکن مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ترامیم ایک جیسی ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I would like to move my amendment separately.

MR SPEAKER : But I feel that your amendment is identical to that of Syed Zakir Hussain Shah. It can be taken up together.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : It may be identical but I have the right to move my amendment.

MR SPEAKER : But you can speak on your amendment. You have the right to speak.

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ابھی چیمہ صاحب نے تیسری ترمیم پیش کرنی ہے۔

جناب سپیکر: یہ پہلی خواندگی پہ ہے؟..... چیمہ صاحب' میں آپ کی ترمیم پہ فیصلہ دے رہا ہوں کہ وصی ظفر صاحب کی طرف سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے وہ آپ تینوں صاحبان کی طرف سے پیش کی گئی ہے کیونکہ آپ تینوں کے نام دیے گئے تھے۔ جس وقت میں نے کہہ دیا اس کے بعد ان کو خیال آیا کہ اس ترمیم میں چیمہ صاحب کا نام شامل نہ کیا جائے تاکہ وہ اگلی امنڈمنٹ پیش کر سکیں۔ اس لیے وہ آپ تینوں کی طرف سے پیش کی گئی تصور ہوگی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! تیسری ترمیم پہ میں نے کہا تھا کہ میں اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ اس پہ چیمہ صاحب بات کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے اس وقت واپس لی ہے جس وقت میں نے اپنا فیصلہ دے دیا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں' جناب والا۔

جناب سپیکر: تو آپ نے پیش کر دی تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! دو ترامیم پیش کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں۔

جناب سپیکر: جی' وہ دو ترامیم پیش کر سکتا ہے لیکن اس میں وہ identical والی بات آ جاتی ہے۔ اس میں ایک امنڈمنٹ پیش ہو سکتی ہے۔ دونوں نہیں ہو سکتیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: دوسری تو میں نے واپس لے لی تھی۔

جناب سپیکر: لیکن اس میں یہ صورت ہوئی کہ آپ نے امنڈمنٹ پیش کی اور میں نے یہ کہا کہ وصی ظفر صاحب کی امنڈمنٹ تینوں کی طرف سے پیش کی گئی تصور ہوگی۔ میں نے خود یہ بات کہی ہے۔ چیمہ صاحب کی طرف سے بھی یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس لیے چیمہ صاحب اب اگلی ترمیم پیش نہیں کر سکتے۔

چودھری محمد وصی ظفر: آپ تو نہیں کہہ سکتے یہ تو ہماری مرضی پر ہے۔

جناب سپیکر: اگلی ترمیم چودھری محمد صفدر صاحب کی طرف سے ہے لیکن اس میں انہوں نے تاریخ درج نہیں کی ہے۔ رولز کے مطابق اس پہ تاریخ درج ہونی چاہیے۔

اس کے لیے تاریخ دی جانی چاہیے۔ تاریخ درج ہی نہیں ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے.....
شاہ صاحب آپ اپنی بات شروع کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ بل رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے اس لیے مشتہر کیا جائے کہ آئین کے مطابق اس ملک کا نظام چلانا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہاؤس میں کورم نہیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب گنتی کریں؟ کیا اب بھی آپ کا یہ خیال ہے کہ کورم نہیں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! جس وقت میں نے کورم کا اعتراض اٹھایا تھا اس وقت گنتی ہونی چاہیے تھی۔ اب جب لوگ اندر آ گئے ہیں تو گنتی شروع ہوئی ہے یہ آؤٹ آف آرڈر ہے۔ یہ بات طریق کار کے خلاف ہے۔ وزیر قانون صاحب ہمیں فرمائیں کہ ہمیں اس بل پر کھلا چھوڑ دیں اور ہمیں یہ بل پاس کرنے دیں۔

جناب سپیکر: ایوان میں کورم پورا ہے شاہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ دستاویز جو میرے ہاتھوں میں ہے جس کو دستور کہا جاتا ہے جس کا نام آئین پاکستان ہے۔ میرے نزدیک یہ دستاویز ایک تقدس کی حامل دستاویز ہے۔ یہ دستور میرے لیے اپنی جان سے زیادہ عزیز دستور ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ درست ہے کہ ایک آمر نے یہ کہا تھا کہ یہ صحیفہ آسمانی نہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ صحیفہ پاکستانی ہے اور میرے نزدیک اس دستاویز کی تقدس سے انکار کرنے والا محب وطن نہیں ہو سکتا۔ وہ شخص جو اس آئین کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ بل پر پہلی خواندگی ہے۔ میں جناب والا! کو رول 180 کا حوالہ دیتا ہوں۔ چونکہ اس میں کچھ اصول ہیں کہ پہلی خواندگی میں کیا ہوتا ہے۔ دوسری میں کیا ہوتا ہے؟ جناب والا ان کی ترمیم تو یہ ہے کہ اسے مشتہر کیا جائے۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ scope کے اندر رہتے ہوئے بات کریں۔ اگر یہ scope سے باہر جائیں گے تو پھر بات رولز کے خلاف جائے گی۔ رول 180 بڑا واضح لیکن میں چاہتا ہوں کہ وقت ضائع نہ ہو ورنہ میں اسے پڑھ دیتا۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! چونکہ میرے تمام دلائل کی بنیاد یہ مقدس دستاویز ہے۔ میں اپنے تمام دلائل کی بنیاد اس کتاب پر رکھ رہا ہوں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں لیکن یہ نکتہ اعتراض اٹھا کر باہر چلے گئے ہیں یہ بیٹھیں تو میں انہیں بتاؤں گا کہ یہ متعلقہ بات ہے یا غیر متعلقہ آنے والی تاریخ بتائے گی' مؤرخ بتائے گا کہ میری بات متعلقہ تھی یا ان کی بات متعلقہ ہے۔ یہ وہ آئین ہے جو اس ملک کے منتخب نمائندوں نے مملکت پاکستان کے نظام کو چلانے کے لیے بڑی کاوش کے بعد انتھک جدوجہد کے بعد لگن سے' حب الوطنی کے جذبے سے' عشق سے بنایا تھا اور جو لوگ اس آئین کو بنانے میں شامل تھے ان کو پتا ہے کہ وہ کن دشوار گزار مراحل سے گزرے تھے۔ انہوں نے کتنے کٹھن مراحل طے کیے تھے۔ ان کے ہاتھ میں تو یہ دستاویز ایک کتاب لگتی ہے۔ لیکن جناب والا! جو لوگ اس ملک سے محبت کرتے ہیں' جو لوگ فیڈریشن کے تمام یونٹوں کو متحد رکھنا چاہتے ہیں ان کی یہ خواہش ہے کہ ان کی یہ کوشش ہے۔ ان کا یہ جذبہ اور ولولہ ہے کہ یہ دستاویز مقدس دستوریہ پاکستان کا آئین کسی صورت میں بھی پامال نہ ہو۔ جناب والا! اس آئین میں ہر بات کا تعین کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! ہمارے ملک میں اس وقت جو بنک قائم کر رہے ہیں۔ اس کی بنیاد آئین کے شیڈول 4 آئٹم 28 پر رکھی ہے اور جب یہ معاملہ سلیکٹ کمیٹی میں گیا تو جن لوگوں نے اس کے ساتھ اختلاف کیا ان کی رائے ہے کہ۔

> Item No. 28 of the Federal Legislative List of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan is not very vital clear vis-a-vis the proposed power of establishing a Bank seems to be derived by implication, therefore, we disagree with the Bill in the interest of the Federation of Pakistan.

جناب والا! یہ جو شیڈول 4 میں آئٹم 28 ہے۔ اس کا ذکر Federal Legislative list میں ہے۔ اب جناب والا! انہوں نے یہ کہاں سے inference draw کر لیا۔ انہوں نے یہ نتیجہ کہاں سے اخذ کر لیا' انہوں نے یہ interpretation کیسے کی یہ صوبے میں اپنا بنک قائم کر سکتے ہیں۔ جناب والا! اس آئین کو بنے 15 سے سولہ سال ہو گئے ہیں لیکن کسی صوبائی حکومت نے آج تک ایسا

نہیں کیا۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بھی ایسی صوبائی حکومتیں رہی ہیں جن کی مرکز میں حکومت نہیں تھی۔ انہوں نے بھی جن پر علیحدگی کا الزام لگایا جاتا ہے کسی نے یہ جرات نہیں کی کہ کسی صوبے میں بنک قائم کریں۔ اگر یہ آرٹیکل ان کو اجازت دیتا تو وہ لوگ یقیناً" اس سے پہلے کرتے لیکن آئین میں اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ مرکزی معاملہ ہے اس کا تذکرہ Federal Legislative list میں آئیٹم 28 میں کیا گیا ہے۔ میں جناب والا! اس کو پڑھتا ہوں۔

State Bank of Pakistan; banking that is to say, the conduct of banking business by corporation other than corporations owned or controlled by a Province and carrying on business only within that Province.

جناب والا! ان کی یہ interpretation ہے کہ صوبے کو بنک قائم کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ میری interpretation یہ ہے کہ اگر کوئی بنک صوبے میں قائم ہوگا اگر صوبے کا بھی ہو تو صوبہ اپنا بنک قائم نہیں کر سکتا۔ اس کے قیام کی آئینی ذمہ داری یا آئینی فرض سٹیٹ کا ہے۔ اگر صوبہ کوئی بنک قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ سٹیٹ کو لکھے کہ ہمیں یہ بنک چاہیے۔ ہمیں اس بنک کی ضرورت ہے اور یہ Federal Legislative List میں ہے۔ پھر اگر مرکزی حکومت یہ سمجھے کہ یہ بات ملک اور قوم کے مفاد میں ہے یہ آئین کے مطابق ہے تو وہ اس بات کی اجازت دے گی لیکن بنک کے قیام کا معاملہ بنیادی طور پر وفاقی حکومت نے طے کرنا ہے۔ صوبائی حکومت نے طے نہیں کرنا۔ جناب والا! آئین کی تشریح کے لیے کچھ اصول ہیں' کچھ مسلمہ اصول ہیں کچھ قاعدے اور ضابطے ہیں۔ یہ تو بڑا آسان ہے کہ through analogy سپیکر اور چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ کو چانسلر اور گورنر پر قیاس کر لیا جائے۔ جناب والا! اس قسم کی تک بندی سے آئین کی تشریح نہیں ہوتی۔ میرا یہ موقف ہے اور آئین کے شیڈول 4 کے آئٹم 28 کے تحت میری جو تشریح ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے' اگر یہ درست تسلیم بھی کر لیا جائے کہ صوبے میں بنک کے قیام کی اجازت ہے۔ تو بھی یہ سبجیکٹ صوبے کا نہیں' اگر یہ صوبے کا سبجیکٹ ہوتا تو اس بیان Federal Legislative List میں نہ کیا جاتا' اس کا ذکر نہ کیا جاتا۔ جناب والا! میں بھی اس بنیاد پر کہتا ہوں کہ یہ بنک پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی وقتی اکثریت کے پیش

نظر۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! بل تو انہوں نے پیش کرنا ہے' بل پیش کرنے سے پہلے یہ کم از کم ان کی باتیں تو سن لیں' پھر یہ تو نہ کہیں گے کہ لا علمی میں پاس ہوگیا تھا۔ یہ شاہ صاحب کی باتیں بڑی مدلل ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے راہی صاحب۔ راہی صاحب کی بات بڑی جائز اور معقول ہے کہ شاہ صاحب کی بات کو غور سے سنا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ: شکریہ' جناب والا! اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو بل ہے صوبائی حکومت کے قیام کا۔ یہ آئین کی صریحاً" خلاف ورزی ہے۔

That is to say flagrant violation of Constitution of 1973.

اب اس کے بعد جو دوسرا نکتہ میرے پیش نظر ہے کہ آخر میں' اس بنک کے اغراض و مقاصد کیا ہیں' ان پر کون سی مصیبت آن پڑی تھی کہ یہ ایک اپنا بنک قائم کرلیں۔ آج جناب والا! یہ بنک قائم کر رہے ہیں' آج کے اخبار نویس' اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے میرے بھائی' آج کا مؤرخ یہ بات لکھ لے کہ آج یہ جو بنک قائم ہو رہا ہے' کل وادی مہران سے جی ایم سید اٹھے گا تو کہے گا کہ جناب ہم نہ صرف اپنا بنک قائم کرتے ہیں' ہم اپنی کرنسی بھی قائم کریں گے۔ پھر بلوچستان سے بھی یہ آواز اٹھے گی کہ ہمیں بھی اپنی کرنسی اور اپنے بنک چاہیں' سرحد سے بھی یہ آواز اٹھ سکتی ہے۔ شیخ مجیب الرحمان نے 1948ء میں کہا تھا کہ صوبے کی زبان بنگالی ہونی چاہیے' اور قائداعظم نے اس کی اجازت نہیں دی تھی' حالانکہ سب 99 فی صد لوگ بنگالی بولتے تھے۔ سب نے کہا کہ جناب قائداعظم ان کو اجازت دے دیں' انہوں نے کہا کہ نہیں یہ بات علیحدگی پر منتج ہوگی اور ان لوگوں کی نیتیں ٹھیک نہیں اگرچہ ان کا یہ مطالبہ درست ہے لیکن مطالبہ کرنے والا آدمی درست نہیں' اس کا پس منظر درست نہیں اور جن اغراض و مقاصد کے تحت یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ درست نہیں۔ جناب والا! ان کا بھی مقصد منفی ہے' جناب والا! جو چیز غصے کی حالت میں ردعمل کے طور پر ردفعل کے طور پر قائم کی جاتی ہے' ایسا ہر نظام جس کی بنیاد ردفعل کے طور پر ہوگی' ایسا ہر نظام جو ردعمل کے طور پر قائم کیا جائے گا' ایسا ہر قانون جو انتقامی جذبے سے بنایا جائے گا اس سے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوسکتے' اس لیے کہ اس مقصد کی غرض منفی ہے۔ انہوں

نے کیا کیا' انہوں نے ایک چھوٹی سی مصلحت کی خاطر کہ ایم پی ایز ارکان اسمبلی کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے قرضوں کی ضرورت تھی' ان کو شک تھا کہ ہو سکتا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ ان کے ارکان اسمبلی کو کروڑوں روپے کے قرضے نہ دے۔ کیونکہ یہ پہلے مزے لوٹ چکے ہیں۔ کروڑوں روپے معاف کروا کے' یہ اربوں روپے معاف کروا کے مزے لوٹ چکے ہیں۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ شائد بہتی گنگا سے ہاتھ دھونے کا دوبارہ موقع نہ ملے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر..... جناب والا ! ذاکر حسین شاہ صاحب اراکین اسمبلی کی توہین کر رہے ہیں کہ ان کو قرضے نہ ملیں یہ ان کو شک تھا ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہیں' ان کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کے دیکھنا چاہیے کہ اس بنک کی ضرورت پنجاب کے عوام کو کیوں محسوس ہوئی' وہ ان کے ظالمانہ رویے کی وجہ سے محسوس ہوئی' ہم قرضے لینے والے نہیں ہیں۔ ہم عوام کی بہبود کے لیے مجبور ہیں کہ بنک قائم کریں۔ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں' تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا ! پریس گیلری سے اخباری نمائندے اٹھ کر چلے گئے یا یہ تھک گئے ہیں یا بائیکاٹ کر گئے ہیں' یہ معلوم کرنا چاہیے۔

جناب عبدالوکیل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! شاہ صاحب میرے دوست بار بار یہ بتا رہے ہیں اور قانون کے حوالے دے رہے ہیں۔ قانون کس نے توڑا ہے؟ قانون پیپلز پارٹی والوں نے توڑا ہے' راہی صاحب بالکل بڑے آرام سے سنو' قانون کی دھجیاں کس نے اڑائیں' پیپلز پارٹی نے دھجیاں اڑائیں' بنک کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی' بنک کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ پیپلز پارٹی والوں کا زرعی بنک کا ڈسا ہوا یہ آپ کے سامنے وکیل خان کھڑا ہے..... (نعرہ ہائے تحسین)..... خدا کی قسم بنک کی بنیاد نہیں تھی' لیکن اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ بنک کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی آج یہ قانون کے حوالے دیتے ہیں.....

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

(قطع کلامیاں)

اور اب میں معزز اراکین حزب اقتدار سے یہ کہوں گا کہ وہ حزب اختلاف کے فاضل مقررین کو

ہرگز interrupt نہ کریں اور میں اس بات کی بالکل اجازت نہیں دوں گا۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ بھی اجازت نہیں دوں گا۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: یہ ہماری ذات پر اعتراض کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں آپ کی ذات پر کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، نو کراس ٹاک پلیز..... آپ ذرا حوصلے سے بیٹھئے اور سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی بات سنیئے۔ شاہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ نماز کا ٹائم کس وقت ہوگا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! عصر کی نماز کا وقت ہوگیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی علم ہے کہ کس وقت عصر کی نماز ہوگی۔ شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ اس قانون سازی کا مقصد مذموم ہے۔ اس قانون سازی کی غرض منفی ہے۔ اس قانون کا مطمع نظر بدنیتی پر مبنی ہے۔ اس بنک کے قیام کا مقصد بنیادی طور پر بد دیانتی پر استوار ہے۔ یہ میں کہہ رہا تھا کہ سچی بات ہمیشہ کڑوی ہوتی ہے۔ ان کو بڑا دکھ ہوا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ بات کیجئے۔ آپ کی تقریر میں میرے پاس سات منٹ باقی ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! وقت کی پابندی نہ لگائیں۔ آج مجھے بولنے دیں۔ مجھے اس سیاہ قانون پر بولنے دیں تاکہ جب آنے والی نسلیں اس تاریخ کو پڑھیں تو انہیں پتا چلے کہ اس اسمبلی میں سچے لوگ بھی تھے۔ یہ ملکی سالمیت پر خط تنسیخ کھینچنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت آپ مجھ پر وقت کی قدغن لگا سکتے۔ آج میں آپ کی وقت کی پابندی کو نہیں مانوں گا۔ آج آپ کی بات ہم نے مان لی ہے۔ ورنہ یہ بنک ہماری لاشوں پر قائم ہو سکتا تھا۔ ہم آج یہاں لیٹ جاتے لیکن جناب سپیکر آپ نے کہا کہ اپوزیشن اور حزب اقتدار کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا ہم نے قائد حزب اختلاف کی آواز کا احترام کرتے ہوئے اس منفی اور کالے قانون پر بولنا شروع کیا۔ اس پر بھی آپ مجھ پر بولنے کی پابندی لگا رہے ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں میں رات کے بارہ

بجے تک بولوں گا۔ آپ یہ بھی چیک کر لیں کہ کیا میں رات بارہ بجے تک بولوں گا بھی کہ نہیں۔ جناب سپیکر! میں اس سے بھی آگے اپنی تقریر جاری رکھوں گا۔

جناب سپیکر! ابھی تو میں قرآن و سنت پر آؤں گا کہ یہ بنک غیر اسلامی ہے۔ وہ دلائل تو ابھی باقی ہیں۔ ابھی تو میں نے صدر اسلام کے مدینے کی ریاست کے حوالے دینے ہیں۔ ابھی قرآن و سنت کے حوالے دینے ہیں۔ اسے تو اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس جانا ہے۔ جناب والا! ابھی میں نے بہت باتیں کرنی ہیں۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں آپ وقت کی قید مجھ پر نہ لگائیں۔ ہم نے آپ کو کہا تھا کہ ایک دن کے لیے اس کو ملتوی کر دیں آپ نے کہا نہیں جتنا چاہے کوئی بولے میں آج بول رہا ہوں مجھے بولنے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب محرک کے لیے نصف گھنٹا باقی صاحبان کے لیے 10 منٹ یہ آپ کے طے شدہ فارمولا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ قانون سازی پر اگر وقت مقرر کرنا ہے تو ہمارے لیڈر کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کو بند کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ہم ہاؤس میں قانون سازی کے لیے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ بات کیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ خود سوچیں کہ ایک علیحدگی پسندی کی تمہید باندھی جا رہی ہے۔ یہ صوبائی بنک کا قیام یہ علیحدگی پسندی کا مقدمہ ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب کی بات توجہ سے سنی جائے۔ سعید ظفر صاحب آپ شاہ صاحب کی بات توجہ سے سنیں۔

(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ سنجیدہ بات ہے۔ ان کو عوام اور صوبے کے مفاد سے دل چسپی نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے چار منٹ باقی ہیں۔ آپ اپنی بات مکمل کیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: آپ جو ہمیشہ ہمیں دھمکی دیتے ہیں وہ خوشگوار فرض آج ادا کر ہی دیجئے۔

جناب سپیکر: آپ سے ہمیں یہ امید نہیں۔ آپ ایسا نہیں کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ہم ہر اچھی بات کے لیے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جہاں فیڈریشن میں ایک نئی چیز لا رہے ہو۔ جہاں علیحدگی پسندی کی کتاب کا مقدمہ لکھا جا رہا ہے۔ جہاں علیحدگی پسندی کی کتاب کی تمہید اور دیباچہ لکھا جا رہا ہو۔ جہاں بغاوت کی طرف قدم اٹھ رہے ہیں وہاں اس کو روکنے کے لیے ہمیں اقدامات کرنے چاہیں۔ آپ جیسی سنجیدہ شخصیت سے میں توقع رکھتا ہوں کہ اس کو کہیں کہ اگر شومئی قسمت سے عقابوں کا نشین زاغون کے تصور میں آگیا ہے تو یہ اپنا فرائض سرانجام دیں۔ قانون سازی یہ بچوں کا کھلونا نہیں۔ وہاں عوام سے ووٹ لے کر آجاتے ہیں۔ ہم انگوٹھا ساز نہیں۔ اس دہشت کی سیاہی میں عمر گزری ہے۔ یہ ہیڈ ماسٹروں کی طرح ہمیں روزانہ پڑھاتے ہیں۔ ہم نے رولز پڑھے ہیں 28 سال تک یونیورسٹی میں Constitution پڑھاتا رہا ہوں۔ یہ قانون ہمیں بتاتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کو ان کے یونیورسٹی میں 28 سال رہنے پر اعتراض ہے؟ اب وقفہ نماز ہوتا ہے۔ دوبارہ ہم پونے چھ بجے اکٹھے ہوں گے۔

(ایوان کی کارروائی 5 بج کر 55 منٹ پر نماز عصر کے بعد زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)۔

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی بات کر چکے۔ شاہ صاحب! آپ آدھا گھنٹا بول چکے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں بول رہا تھا۔

جناب سپیکر: جی بلا شبہ آپ بول رہے تھے۔ لیکن طے شدہ بات کے مطابق آپ کا ٹائم نصف گھنٹا تھا اور آپ نے ٹھیک پانچ بجے سے لے کر ساڑھے پانچ بجے تک اظہار خیال کیا۔ (قطع کلامی) رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب میں آپ سے یہ کہوں گا کہ جو بات طے شدہ ہے مجھے strictly اس کے مطابق چلنا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں بولوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ نامناسب ہے اور آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کی جو بات طے شدہ ہے اس کو میں strictly follow کروں گا اور اس سے انحراف نہ خود کروں گا اور نہ آپ کو کرنے دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ہم نے کب ٹائم مقرر کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ ٹائم آپ کے اکابرین نے مقرر کیا ہے۔ آپ کے لیڈران نے مقرر کیا ہے۔ نصف گھنٹا ٹائم جو موور ہے یعنی رانا صاحب اور وصی ظفر صاحب نے مقرر کیا ہے اور میں اس کے مطابق آپ کو مزید عرض کروں گا کہ آپ نے اس سیشن میں بہت 'contribute' کیا ہے۔ آپ پڑھ کر آتے ہیں میں آپ کی اس کوشش کی تعریف کرتا ہوں اور اس ایوان کے وقار میں اضافہ آپ جیسے پارلیمنٹیرین سے ہوگا میں توقع کرتا ہوں کہ آپ ہاؤس میں طے شدہ بات سے انحراف نہیں کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اس دن مسئلہ یہ تھا کہ ہمارے محرک صاحبان کے علاوہ جو ممبر صاحبان تھے وہ بولنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر: آپ کہاں تھے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں یہیں تھا اس وقت اس لیے طے ہوا تھا کہ محرک صاحبان کے علاوہ ممبران بولنا چاہتے تھے۔ تو اس وقت رضاکارانہ طور پر موورز کے پاس چونکہ no limit time ہوتا ہے یعنی جس نے ترمیم پیش کی ہے اور وہ جتنی دیر relevant ہے بول سکتا ہے۔ اس پر پابندی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ راہی صاحب! یہ بات طے ہو چکی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اگر یہ درست نہیں تو پھر یہاں حسن محمود صاحب پانچ

دن ایک بل پر کیسے تقریر کرتے رہے؟

جناب سپیکر: آپ اس بات پر بحث نہ کیجئے گا۔ آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے جس وقت یہ بات طے ہوئی ہے۔ اگر یہ بات طے نہ ہوتی تو پھر میں رولز اور روایات کے مطابق ان کو بات کرنے کی اجازت دیتا اور وہ رولز اور روایات کیا ہیں؟ وہ یہ کہ اس میں انسان relevant ہو تو اس کی بات جاری رہ سکتی ہے۔ لیکن یہ بات چونکہ طے ہوگئی جناب راہی صاحب! اس لیے میں نصف گھنٹا سے زائد بولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ روایات کے پاسبان ہیں۔ آپ روایات کے امین ہیں اور آپ کے اسی ہاؤس کی یہ روایت ہے کہ ایک ممبر مود کرنے کے بعد یہاں پانچ دن تک بولتا رہا۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! اس پر بہت بات ہوچکی ہے۔ I am sorry اس پر بہت بات ہوچکی ہے اور میں جناب نوابزادہ غضنفر علی گل سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! جہاں تک بات جاری کا تعلق ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ.....

جناب سپیکر: sorry شاہ صاحب۔ نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! مجھے ذاتی طور پر یہ تکلیف ہوگی کہ یہ ایک نئی روایت بن جائے گی اور آئندہ اسے حوالے کے طور پر پیش کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر: آپ بات نہیں سمجھ رہے۔ یہ صرف اسی شکل میں بنی ہے کہ فریقین نے مل کر سارے ایوان میں ایک بات طے کر لی ہے لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا مطلب ہے کہ سارے ہاؤس نے جو بات طے کی ہے اور پھر مجھ سے اس کی منظوری حاصل کی ہے میں اس کو follow کروں گا۔ میں اس سے انحراف نہیں کر سکتا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اس کو بالکل follow کریں لیکن آپ اس ماحول کو بھی follow کریں جس میں وہ طے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! یہ کل کی بات ہے اور آپ موجود نہیں تھے نہ اس میں آپ کا نام ہے نہ آپ نے کوئی ترمیم پیش کی ہے نہ آپ اس پر بات کریں گے آپ تشریف رکھیں.....

نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! لیڈر آف دی اپوزیشن کو آنے دیں یہ ہاؤس آئینی اور قانون کے تحت ہے۔ اس میں اگر آپ کی اور میری مرضی بھی ہو اس کو ہم ویسے چلا نہیں سکتے ہیں۔ میرا استحقاق ہے میرے پاس لیجسلیشن کا mandate ہے۔ پنجاب کے عوام کا میرے پاس mandate ہے۔ لہٰذا اس mandate کو کوئی بھی سمجھوتہ violate نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! اگر آپ مجھے پورا بولنے کی اجازت فرمائیں گے تو آپ حکم فرمائیں ورنہ مجھے کہیں کہ اس ایوان سے باہر نکل جاؤں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اور ہم اس پر انتہائی احتجاج کریں گے اور یہ ہمارے ساتھ' روٹر کے ساتھ اور عوام کے ساتھ زیادتی ہے یہ اتنی اہم legislation ہے۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب' میں آپ کی بات کا یہ جواب دوں گا آپ بے شک دس گھنٹے بولیئے لیکن اگر آپ کے لیڈر نے میری موجودگی میں یہ بات طے کی ہے اور پھر میرے ساتھ بات کی ہے تو پھر میں اس بات کا پابند ہوں کہ میں آپ کو اس کے مطابق چلاؤں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ کون سی باتیں ہوئی ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب یہ ایسے نہیں ہو سکتا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آج ہمارے پاس ایک نیا پروگرام ہے ہم سب آپ وہاں نیچے دھرنا مار کر بیٹھ جائیں گے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! یہاں پر یہ بار بار ذکر ہو رہا ہے کہ یہاں پر یہ بات طے ہو چکی ہے۔ رانا شوکت محمود صاحب نے کچھ دیر پہلے بڑے واضح طور پر کہا ہے کہ ایسی کوئی بات طے نہیں ہوئی اور میں پھر دھراؤں گا کہ یہ اہم بل ہے اس پر آپ بحث کی اجازت دیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' راہی صاحب آپ بیٹھیں نا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! جب سردار صاحب نے خود یہ کہا ہے کہ یہ بنک اقتصادی طور پر ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے تو یہ ریڑھ کی ہڈی، کیوں اتنی کمزور ہے کہ یہ ڈرتے ہیں کہ ہم اس پر بحث نہ کریں۔ تو جناب والا! آپ بحث کی اجازت دیں اور عوام کو سننے دیں اور عوام کو اس بارے میں فیصلہ کرنے دیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب' کیا آپ نے بات کر لی ہے۔

جناب سلمان تاثیر: جی میں بات کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ سلمان تاثیر صاحب یہاں پر موجود نہیں تھے۔ میری موجودگی میں وصی ظفر صاحب نے اور وزیر قانون صاحب نے یہ سمجھوتہ کیا ہے اور سمجھوتے کے مطابق ہم نے legislation کی ہے۔ ہم نے چھ بل پاس کیے ہیں اور کل جو تازہ ترین بات ہوئی ہے اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن بھی شامل تھے۔ رانا شوکت محمود صاحب بھی شامل تھے اور ان کی موجودگی میں یہ سمجھوتہ طے ہوا ہے۔ اس کے مطابق ترامیم کے محرک حضرات نصف گھنٹا بولیں گے اور جو محرک حضرات نہیں ہیں وہ صرف دس منٹ بولیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! ہم یہ پابندی نہیں مانیں گے۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب' کیا آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں آپ سے عرض کروں گا کہ میرے اوپر وقت کی کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میری تقریر جاری تھی اور یہ جاری رہے گی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ پہلے شاہ صاحب کو موقع دیں۔

جناب سپیکر: جی میں شاہ صاحب کو موقع دے چکا ہوں۔ وہ نصف گھنٹا بول چکے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ ہمارا استحقاق ہے اور ہمارے استحقاق کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ ہم اپنے استحقاق کو مجروح نہیں ہونے دیں گے ہم وہاں دھرنا مار کر بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کو لیجسلیشن میں contribution کے لیے کہا جارہا ہے اور آپ contribute کرنا نہیں چاہتے۔ آپ کو تقریر کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے آپ تقریر نہیں کرتے۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! اگر ہم مارشل لاء کے خلاف لڑ سکتے ہیں تو ہم یہاں پر بھی لڑ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' آپ کس بات پر بات کر رہے ہیں؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں وصی ظفر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا۔ آرڈر پلیز' ملک لعل اللہ صاحب تشریف رکھیئے۔ آغا صاحب تشریف رکھیئے۔ میں وصی ظفر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ جو وزیر قانون اور آپ کی بات ہوئی کیا اس میں یہ بات شامل نہ تھی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ سب صاحبان ذرا متوجہ ہوں اور توجہ سے بات سنیں۔ ایوان کی کارروائی جاری ہے۔ آپ ایوان میں بیٹھے ہیں اور آپ اس کارروائی میں contribute کرنے کے لیے آئے ہیں۔ لیکن آپ اپنی اپنی باتوں میں مصروف ہیں..... وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ابھی ابھی.....

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب' دیکھئے میں بات دھراتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھئے' میں بات دھراتا ہوں۔ آپ پہلے میری بات سنیں اور پھر اس بات کا جواب دیں۔ بات یہ ہے کہ کل میری موجودگی میں on the floor of the House یہ decide کیا کہ ترامیم کے محرک صاحبان نصف گھنٹا بات کریں گے اور جو محرک صاحبان نہیں ہیں وہ صرف دس منٹ بات کریں گے اور اس بات کا آپ نے یہاں پر اعلان کیا اور اس کے بعد میں نے آپ کو کہا کہ اگر آپ کے کچھ صاحبان رہ گئے تو ہم شام کو بھی اجلاس کر کے ان کو بولنے کا موقع دیں گے۔ یہ بل بہت اہم ہیں اس پر میں حزب اختلاف کے ہر معزز رکن کو بولنے کی اجازت دوں گا۔ کیا یہ بات on the floor of the House وزیر قانون صاحب سے طے نہیں ہوئی؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں بھی یہی عرض کرنے لگا تھا کل واک آؤٹ والی سٹیج تھی۔ اس سٹیج کے دوران رانا صاحب بھی بیٹھے تھے۔ میں نے ابھی ابھی جناب کو ایک فارمولا پیش کیا تھا کہ آپ یہ بنک کا بل کرلیں اور باقی کے بل بمع تنخواہ کے اگلے سیشن تک ملتوی کر دیں۔ ابھی یہ بات ادھوری ہی تھی اور جناب نے وہ بل نوٹ بھی کرنے تھے تو جناب والا! ہوا ایسے کہ اس بل کو منی بل قرار دے دیا گیا اس پر ہمارا جو دو دفعہ بولنے کا موقع تھا اس کو گھٹا کر ایک دفعہ کر دیا گیا۔ جناب والا! ہمارے پاس بھی قانون موجود ہے کہ یہ کسی صورت میں بھی منی بل نہیں۔ لیکن چونکہ جناب کے فیصلے یہاں پر challengeable نہیں ہیں۔ اس وجہ سے ہمارے

حضرات کہتے ہیں کہ چونکہ حزب اقتدار والے اپنی کسی بات پر قائم نہیں رہے ہیں اور انہوں نے اسے منی بل بنا دیا ہے اور پھر جناب ادھر سے ابھی بات ہوئی کہ جناب باقی بل ملتوی کر دیں چاہے انہیں اگلے سیشن پر لے جائیں اور میں یہ درخواست بھی ان کے پاس لے کر گیا تھا اور انہوں نے اس بات کو بھی چھوڑ دیا اور میں نے مائیک پر بات کی تھی کہ آپ بنک والا بل آج کر لیں۔ مگر جناب والا! وہ اس پر بھی قائم نہیں رہے اور اس طرف سے ہمارے وقت کو گھٹا کر آدھا اس طرح کر دیا گیا کہ جو ہماری دوسری خواندگی تھی اسے منی بل قرار دے کر اسے یکسر ختم کر دیا گیا۔ حالانکہ جناب والا! ہمارے ذہن کے مطابق یہ کسی طرح سے منی بل ہی نہیں تھا۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب' کیا محرک حضرات کے لیے نصف گھنٹے کی بات ہوئی ہے یا نہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس وقت منی بل کی صورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ کیا محرک حضرات کے لیے نصف گھنٹے کی بات ہوئی ہے یا نہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا' وہ یونیورسٹیز کے بل تھے اور اس وقت یہ منی بل نہیں تھا۔ ایوان کے سامنے منی بل نہیں تھا۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب' آپ نہایت ذمہ دار انسان ہیں اور اس ایوان کے بڑے معزز رکن ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اور جناب والا! یہ بھی طے ہوا تھا وزیر قانون صاحب سے تقریباً" نصف گھنٹے کی بات ہوئی تھی اور اس وقت جناب موجود نہیں تھے اور انہوں نے اس وقت ڈپٹی سپیکر صاحب کو کہا تھا کہ اگر دو چار منٹ کم یا زیادہ بھی ہو جائیں تو کوئی بات نہیں۔ یہ انہوں نے خود کہا تھا۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب' میں آپ کو آپ کی ٹیپ سناؤں۔

چودھری محمد وصی ظفر: یہ دو تین گھنٹے کا clause by clause تو سارا ختم ہو گیا ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر! یہ یونیورسٹی کے بلوں کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یونیورسٹی کے بلوں کی بات نہیں سب بلوں کی بات ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : There are four amendments.

☆ ☆

(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایسے منفی قواعد و ضوابط کا پابند نہیں۔ میں پنجاب اسمبلی کا ایک رکن ہوں اور اس پاکستان کا شہری ہوں۔ جناب والا! جہاں فیڈریشن کی مخالفت کی بات ہوگی تو ہمارے اوپر کوئی وقت کی قید نہیں ہوگی۔ میں جب تک چاہوں گا بولوں گا.....

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب کے یہ الفاظ سن کر مجھے بہت دکھ ہوا اور بہت صدمہ ہوا کہ نوابزادہ صاحب آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ آپ ہاؤس میں اتنے غیر شائستہ' اتنے غیر مہذبانہ اور اتنے غلیظ الفاظ استعمال کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میں نے تو محاورہ بولا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کو زیب نہیں دیتی۔ ان کو expunge کیا جاتا ہے اور آپ کو اپنے ان الفاظ پر شرمندہ ہونا چاہیے۔

مہر اختر عباس بھروانہ: جناب سپیکر! نوابزادہ صاحب بہت اچھے مولوی گنے جاتے ہیں۔ لیکن پتا نہیں آج ان کو کیا ہوا ہے کہ یہ وحشی مولوی بن گئے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب پھر آپ بات کرنا چاہتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر آپ نے مجھے روکنا ہے تو پھر میں نہیں بات کروں گا۔ یہ میرا حق ہے اور میں اپنا حق استعمال کروں گا۔

آغا ریاض الاسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی آغا صاحب آپ فرمایئے۔ آغا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

☆☆☆ (بحکم جناب چیئرمین حذف کیا گیا)

آغا ریاض الاسلام: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جاتا کہ جناب یہاں پر کوئی فیصلہ ہوا ہے تو اس کے باوجود یہ ہمارے اوپر ایک اخلاقی ضابطہ نافذ ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ جس وقت یہ ہاؤس adjourn ہوگیا ہے اور پھر وہ اس کے بعد آ کر بات نہیں کر سکتے۔ ہم اگر ٹائم کی کوئی پابندی بھی لگاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ قطعی طور پر درست نہیں کہ آپ انہیں واپس آ کر بولنے کی اجازت نہ دیں۔

جناب سپیکر: آغا صاحب واپس آ کر بولنے کی میں انہیں اجازت دوں اگر وہ اس پابندی کو قبول کریں۔ وہ تو سرے سے اس نصف گھنٹے کی پابندی کو قبول نہیں کرتے۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں ایسی پابندی کو توڑنے کا عادی ہوں میں اپنی تقریر غیر معینہ مدت تک کروں گا۔

آغا ریاض الاسلام: شاہ صاحب ایک منٹ ٹھہریں۔ جناب سپیکر صاحب آپ کا جو رتبہ یا جو مقام ہے وہ یہ نہیں ہے کہ آپ ان کو وائنڈ آپ کرنے کی اجازت نہ دیں۔

(قطع کلامیاں)

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH: I am ready to face the consequences.

جناب سپیکر: آغا صاحب میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

آغا ریاض الاسلام: جناب سپیکر! آپ میری بات نہیں سنتے۔

جناب سپیکر: جی میں آپ کی بات سن چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ یہ مجبور نہ کریں کہ یہاں سپیکر صاحب دفعہ 185 کا سہارا لیں اور رات کے 12 بجے تک اس اجلاس کو چلائیں اور یہ قائد حزب اختلاف کا نقصان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ ان کا کھانا کھانے سے محروم ہو جائیں۔ ہم ان کا کھانا دل سے کھانا چاہتے ہیں اور خوشی سے کھانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ماحول پیدا کیا گیا تو ہمیں اس کھانے سے بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ اگر یہ کھانے کا بائیکاٹ کرانا چاہتے ہیں تو پھر یہ ایسا کر لیں۔ اگر یہ اپنے وعدے سے پھرتے ہیں تو ہم بھی قبول کی ہوئی دعوت سے واپس پھر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیئے۔

(قطع کلامیاں)

میاں اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر! بات بل کی ہو رہی ہے اور رانا صاحب کھانے کی بات کر رہے ہیں کہ ہم کھانا کھانے نہیں جائیں گے۔ کھانا ایک علیحدہ مسئلہ ہے اور بل کے ٹائم کی بات پر آپ علیحدہ فیصلہ کر رہے ہیں۔ وہ بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کھانے پر نہیں جائیں گے۔ ہم کھانے پر نہیں جائیں گے۔ یہ مسئلہ ذاتی طور پر نہیں بنتا جبکہ چیف منسٹر صاحب نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب وہ آپ کا الگ مسئلہ ہے۔ شاہ صاحب اگر آپ دو منٹ میں اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کرنا چاہیں تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میرے پاس ابھی کافی پوائنٹس ہیں اس لیے آپ میرے اوپر دو منٹ کی قید نہ لگائیں۔

جناب سپیکر: اس لیے کہ آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہوگیا ہے میں آپ کو وائنڈ اپ کرنے کے لیے دو تین منٹ دیتا ہوں۔

باجی نصرت رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ۔

باجی نصرت رشید: جناب سپیکر! آپ نے کتنا وقت اس بحث میں ضائع کروایا ہے اگر یہی آپ کو پندرہ، بیس منٹ دے دیتے تو اب تک ان کی تقریر ختم ہو چکی ہوتی۔

جناب سپیکر: بی بی یہ وقت میں ضائع کر رہا ہوں؟

باجی نصرت رشید: اور کیا؟ آپ اپنی ضد پر قائم ہیں کہ ان کو دو منٹ میں بولنا ہے یا پانچ منٹ میں بولنا ہے۔

جناب سپیکر: بی بی کمال ہے۔ آپ کسی ضابطہ اخلاق کو جانیں نہ اور پھر آپ مجھے کہیں کہ آپ وقت ضائع کروا رہے ہیں.....

باجی نصرت رشید: ضابطہ اخلاق تو یہاں مجھے نظر ہی نہیں آ رہا۔

جناب سپیکر: ضابطہ اخلاق یہ ہے کہ جو بات یہاں ہاؤس میں طے ہوئی ہے اس کو honour کیا جائے۔

باجی نصرت رشید: مگر جو باتیں طے ہوئی تھیں ان کو بھی violate کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی تقریر کو دو تین منٹ میں وائنڈ اپ کرنا چاہیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ جیسی صاحب بصیرت اور دور اندیش شخصیت سے میں یہ توقع نہیں کر سکتا کہ آپ جب اجلاس adjourn کریں اور اس وقت میری تقریر جاری ہو تو واپسی پر کہیں کہ کوئی دوسرا سپیکر بولے۔ آپ میرے اوپر ٹائم کی پابندی نہ لگائیں۔ میں آپ کو بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ یہ بات اس ہاؤس کے مفاد میں بھی ہے' پاکستان کے مفاد میں بھی ہے' تاریخ کے اور پارلیمانی روایات کے مفاد میں بھی ہے۔ آپ مجھے بولنے دیں اور میں اپنا نکتۂ نظر جو پیش کروں گا اس کے مخالف اگر کوئی آدمی اپنا نکتۂ نظر پیش کرنا چاہتا ہے یا آپ اس کو زبردستی پاس کرنا چاہتے ہیں تو مجھے بولنے دیں.....

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ اس کو دو منٹ میں وائنڈ اپ کرنا چاہتے ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! دو منٹ بہت کم ہیں۔

جناب سپیکر: تو وائنڈ اپ کیجئے میں دو تین منٹ آپ کو دیتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میری بات سنیں.....

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ بات نہیں کرنا چاہتے۔ آپ اس پر یونہی ٹائم ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بات نہیں کرنا چاہتے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں اس پر بات کر رہا ہوں۔ آپ مجھے بات کرنے دیں۔ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بل غیر اسلامی ہے اور وہ اس طرح ہے۔ یہ غور سے سنیں۔ جناب والا میں آپ کے سامنے آئین کی دفعہ 2 (اے) پڑھتا ہوں۔

The heading of Article 2A is :
"The Objectives Resolution to form part of substantive provisions"

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! یہ ادھر کیا ہو رہا ہے اور ادھر کیا ہو رہا ہے۔ ہاؤس کی کارروائی روک دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ کیا ہوگیا ہے؟ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامی) راہی صاحب، شاہ صاحب کو اپنی بات جاری رکھنے دیں۔ آپ اپنے ساتھی کو

interrupt کر رہے ہیں۔

SYED ZAKIR HUSSAIN SHAH : Article 2A of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan reads :

> "2A The principles and provisions set out in the Objectives Resolution reproduced in the Annexure are hereby made substantive part of the Constitution and shall have effect accordingly."

اور Objectives Resolution میں یہ ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ اب جناب والا ! اسلام میں قرآن اور سنت ہمارے Islamic Jurisprudence میں دو جوہری' اساس اور بنیادی مصادر ہیں جن سے ہم ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ اگر کوئی معاملہ قرآن پاک میں بیان نہ کیا گیا ہو تو اس میں پھر حدیث اور سنت کو ایک آزاد منبع ہدایت سمجھتے ہوئے وہاں سے بھی قوانین رائج کرتے ہیں۔ اب جناب والا! مدینے میں جب اسلامی ریاست قائم ہوئی ہے۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں.....

میاں منظور احمد موہل: نکتۂ اعتراض..... جناب والا ! نے دو منٹ کا time wind up کے لیے دیا تھا تو میں جناب والا! کی توجہ 180 اور 181 کی طرف دلاتا ہوں۔ یہ واضح بات ہے۔ یہ آپ کی بات تو نہیں مانتے۔ آپ کی رولنگ کو بھی نہیں مان رہے۔ اس لیے میں گزارش کر رہا ہوں۔

> At any time after a motion has been delayed or a question has been proposed

تو میں question propose کرتا ہوں

جناب والا ! آپ اسمبلی کی sense کو feel کر لیں۔ ان کے رویے کو دیکھ لیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ محض وقت کا ضیاع کر رہے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! جب مدینے میں اسلامی ریاست قائم ہوئی۔

جناب سپیکر: میں یہ کہوں گا کہ ابھی question put نہ کیا جائے ابھی اس میں تھوڑی تاخیر کی جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جب مدینے میں اسلامی ریاست قائم ہوئی تو علماء حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اسلامی ریاست کا مالیاتی نظام ہمیشہ مرکزی حکومت خلافت یا امامت کے پاس رہا ہے۔ کبھی بھی صوبے کے کسی حاکم' صوبے کے کسی عامل کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ مخصوص روپے کے لیے محاصل کو جمع کرے یا اعمال کو جمع کرے اور ایسے کئی صوبائی اعمال اور حاکم جو بددیانتی کے مرتکب ہوئے ان کو خلیفہ وقت نے سزا دی اور ان کو برطرف کردیا۔ اسلام کا مالیاتی نظام اٹھا کر دیکھیں تو صوبے کے پاس مالیاتی اختیارات نہیں ہیں۔ اس اعتبار سے چونکہ اب سیکشن 2- اے کے اضافے کے بعد قرارداد مقاصد اب آئین کا حصہ بن چکا ہے۔ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا۔ اسلام میں مالیاتی اختیارات مرکزی حکومت کے پاس ہیں۔ صوبائی حکومت کے پاس کوئی مالی اختیار نہیں۔ اس لیے جناب والا جو بنک صوبائی حکومت قائم کر رہی ہے۔ یہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اس کے اندر ایسا بنک قائم نہیں کر سکتی اور دلائل دینے کے لیے آئین کی شیڈول 4 کی Item 28 جس پر انہوں نے انحصار کیا ہے۔ اگر ان کی interpretations کو مان بھی لیا جائے تو کیا اسلام میں جس چیز کی اجازت ہو وہ ہروقت کر سکتے ہیں۔ جناب والا! مسلم فقہا نے ایک بہت سنہری اصول وضع کیا ہے۔ جس کو سدوزریا کہتے ہیں۔ کہ ہر وہ راستہ جو تباہی کی طرف جاتا ہے' جو برائی کی طرف جاتا ہے اس کو روک دیا جائے۔ جناب والا! میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ یہاں علماء حضرات بیٹھے ہیں۔ انگور کی کاشت اسلام میں جائز ہے۔ یہ مسلم فقہا کہتے ہیں کہ اگر انگور سے شراب بنانا شروع کر دیں تو سدوزریا اصول کے تحت انگور کی کاشت پر پابندی لگ سکتی ہے۔ اگر ان کو اجازت ہے بھی تو علیحدگی پسندی کی طرف جانے والا یہ راستہ ہم بند کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! نہ اسلامی ریاست میں اس کی اجازت ہے۔ چونکہ یہ بنک اسلامی ریاست کے مفادات کے خلاف ہے اور سدوزریا کے قاعدے کے مطابق وہ راستہ جو برائی کی طرف جاتا ہے تباہی اور ہلاکت کی طرف جاتا ہے۔ اس کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ میں ایک اور اصول فقہ کا قاعدہ بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! شکریہ۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ اصول فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے جس کو.....

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اسلام اسلام کی رٹ لگ رہی ہے۔ شاہ صاحب اسلام کا بہت حوالہ دے رہے ہیں کہ یہ بیت المال مرکز کا ہے۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں کہیں یہ آیا ہے کہ صوبہ کا منتظم یا حاکم بنک نہیں بنا سکتا۔ کیا یہ کوئی ایسا حوالہ دے سکتے ہیں۔ اگر یہ اسلام کے اتنے ہی ہم درد اور حامی ہیں تو اسلام میں تو یہ صراحتاً" کہا گیا ہے کہ عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! مولانا صاحب کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں مانتا سید ذاکر حسین شاہ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔ کیانی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی ہے میں نے وہ پوائنٹ آف آرڈر مسترد کر دیا ہے۔ مولانا صاحب کی طرف آپ بھی ویسا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مولانا صاحب یہ فتویٰ دیں گے کہ جو شخص زنا کا مرتکب ہو اس کی صلح کروائی جاسکتی ہے۔

(شور)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنی بات کو ایک منٹ میں ختم کیجئے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی سے عرض کرنا چاہوں گا.....

جناب سپیکر: یہ رانا صاحب کے پاس ایک مستقل آدمی بٹھایا جائے۔

رانا پھول محمد خان: کیوں جناب والا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب' آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ جان بوجھ کر چاہتے ہیں کہ اس میں تاخیر ہو۔

جناب اظہر حسن ڈار: جناب سپیکر! یہ بات آپ کو زیب نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: ڈار صاحب! بلا شبہ سپیکر کو کسی بھی معزز رکن کے conduct پہ تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ آپ کی یہ بات درست ہے اور میں کسی معزز رکن کے conduct پہ نکتہ چینی نہیں کر رہا۔ بات یہ ہے کہ جو کچھ میں یہاں محسوس کر رہا ہوں آپ کے سپیکر کے حیثیت سے' وہ یہ ہے کہ اس وقت ہماری یہ کارروائی ہو رہی ہے اس میں غیر ضروری تاخیری باتیں کی جا رہی

ہیں۔ میں نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ اسلامی بات غیر ضروری ہے؟

جناب سپیکر: میں اسلامی بات کو غیر ضروری نہیں سمجھتا اور شاہ صاحب کی بات کو بھی غیر ضروری نہیں سمجھتا۔ شاہ صاحب! کافی تیاری کر کے بات کرتے ہیں۔ میں ان کو اس بات کی داد دیتا ہوں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں' میں تو رانا صاحب کو کہہ رہا ہوں کہ وہ غیر ضروری طور پر دخل اندازی نہ کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب فضل حسین راہی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں اللہ کے فضل و کرم سے پہلے قائد ایوان جب تشریف رکھتے تھے۔ چونکہ وہ پچھلی کابینہ میں رہے تھے انہیں تجربہ تھا' وہ سمجھتے تھے کہ انہیں تقریریں کرنے دی جائیں اور وہ اپنے کابینہ کے ممبران کو سمجھا دیتے تھے کہ اگر ایک دن اور بھی بڑھ جائے گا تو کچھ نہیں ہوگا۔ اب اسمبلی کی قیادت ایک عام ممبر کے پاس ہے اور وہ ہیں شہباز شریف پوری کابینہ کو چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ غیر ضروری بات کر رہے ہیں۔ راہی صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب' ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک بات اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب۔ اب آپ اپنی بات کو ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو پندرہ منٹ فالتو دے چکا ہوں۔ اب میں آپ کو ٹائم نہیں دوں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ: میری یہ بات سن لیں۔

جناب سپیکر: کون سی بات سن لوں۔ اگر آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر سکتے ہیں تو کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! جو بات چنیوٹی صاحب نے کہی ہے' چونکہ وہ میری وجہ سے کہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: ایسی کوئی بات نہیں' صرف ہاؤس کی اطلاع کے لیے کہ مسلم فقہا نے فتویٰ دینے کے لیے ایک شرط رکھی ہے کہ جب کوئی اس درجہ پہ عالم دین پہنچ جائے تو وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ انہوں نے تو مقدمات اسلام بھی نہیں پڑھا یہ فتویٰ کیسے دے سکتے تھے۔ ایک مفتی کے لیے عربی زبان دانی پہلی شرط ہے۔ میں اسلام پہ دو گھنٹے تقریر کرنے کے لیے تیار ہوں' چنیوٹی صاحب بھی کریں تو پھر میں ان کا چیلنج قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور یہ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔ یہ کیسے فتویٰ دے سکتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں شاہ صاحب کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔ میں انہیں پہلے بھی کئی چیلنج دے چکا ہوں۔ ان میں ہمت نہیں کہ میرے ساتھ مناظرہ کریں۔ ان میں کوئی اتنے علم والا نہیں جو میرے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہو۔ میں نے ان کو شہید کے مسئلے پر چیلنج دیا تھا' بھٹو شہید ہے یا ضیا شہید ہے۔ میں نے ان کو چیلنج دیا تھا کہ عورت سربراہ نہیں بن سکتی۔ اگر یہ کسی اور مسئلے پر چاہتے ہیں تو میں ان کا ہر چیلنج قبول کرتا ہوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی اسلامی مسئلے پر بحث کر لیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی درجہ اجتہاد پر فائز نہیں اور یہ مجتہد نہیں ہیں۔ اس لیے یہ فتویٰ نہیں دے سکتے۔ جناب والا! ہر کوئی علامہ فہیما مجتہد لکھ دیتا ہے۔ اس کے لیے فقہا نے شرائط رکھی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی وہ پورا نہیں کرتا۔ یہ طلاق دینے والے عالم فتویٰ نہیں دے سکتے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب چیلنج کر رہے ہیں۔ ہم ان کا چیلنج قبول کر لیں گے لیکن جس طریقے سے وہ سپیکر سے بات کر رہے ہیں اس پہ تو کوئی رول لاگو کریں۔ یہ کوئی طریقہ ہے کہ جس انداز سے وہ بات کر رہے ہیں۔ انداز تو ہمیں بھی بہت آتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) فضل حسین سے مخاطب ہوتے ہوئے کھوکھا تیرا ای چکان گیا سی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی: کھوکھا چک کے اپنی کوٹھی اگے رکھ لو۔

جناب عبدالقادر شاہین: وزیر موصوف نے ایوان کے سامنے یہ تسلیم کیا ہے کہ فضل حسین راہی کا کھوکھا نواز شریف صاحب نے الٹوایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ تم غریبوں کا معاشی استحصال کرتے ہو۔ تم غریبوں کے قاتل ہو۔ یہاں پر جاگیرداروں کی حکومت ہونی چاہیے' سرمایہ داروں کی

حکومت ہونی چاہیے۔ غریب آدمی کو اندر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! نواز شریف صاحب نے ان کا کھوکھا رکھوایا تھا۔

جناب فضل حسین راہی: کھوکھا سپیکر صاحب نے رکھوایا تھا۔ (شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ شاہ صاحب' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوگیا ہے۔ میں نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات شروع کریں۔ شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اب بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: آج میں نہیں بیٹھوں گا۔ مجھے اپنی تقریر ختم کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ایک لفظ بھی نہیں بولا کرنے دوں گا اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ کیسے بات کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ نوابزادہ صاحب آپ بات کریں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ: لیکن جناب والا! میں اپنی تقریر مکمل ضرور کروں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو مزید بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ نے پہلے ہی کافی وقت لے لیا ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! میں بڑے دکھ' افسوس اور صدمے سے کہوں گا کہ مجھے پاکستان کی سلامتی کے لیے بات کرنے کی سزا دی جا رہی ہے۔ فیڈریشن کے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔ میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ بات کیجئے۔

(شور)

نوابزادہ غضنفر علی گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(شور)

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ اپنی بات تو شروع کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ ماحول تو خوشگوار بنائیں۔

جناب سپیکر: ماحول خوشگوار بن چکا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطرب
ابھی حیات کا ماحول خوشگوار نہیں

جناب والا! کچھ پابندیاں ہوتی ہیں۔ جو انسانوں پر لگائی جاتی ہیں جو انسانوں کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں' وہ پابندیاں خالق کائنات قادر مطلق' ہر انسان کے ساتھ کوئی مجبوری لگا سکتا ہے۔ اس کو تو انسان رضا الٰہی سمجھ کر قبول کر لیتا ہے۔ لیکن جو اس جیسے انسان جو اس پر وہ پابندی لگانا چاہیں جو قدرت نے بھی اس کے اوپر نہیں لگائیں ایسی پابندیاں جو قانون نے بھی اس کے اوپر نہیں لگائیں' ایسی پابندیاں جو آئین نے بھی اس کے اوپر نہیں لگائیں' ایسا استحقاق جو آئین نے اسے دیا ہے۔ اس استحقاق پر پابندی لگانا فطری انصاف کے خلاف ہے۔ اسی بات کے ساتھ میں اپنی تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔ آپ کو اس کا علم ہے کہ میں تقریر میں handicaped ہوں۔ میں آدھے گھنٹے میں اپنا ماضی الضمیر بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ کیونکہ آج ایک اہم بل کے اوپر۔

ایک آواز: پھر بیٹھ جائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر میں اس طرح بیٹھنے والا ہوتا تو ایوان میں داخل ہی نہ ہوتا آپ بات سنتے جائیں جب میں نے تقریر ختم کرنی ہوگی تو خود ہی ختم کر دوں گا۔ جناب والا! یہ جو پنجاب بنک کا بل ہے اس کو مالیاتی بل کا نام دیا گیا ہے۔ (قہقہے) پنجاب کی بدقسمتی پر آپ کو ہنسا ہی آتا ہے۔ نہ اڑائیں دھجیاں پنجاب کی۔ آپ کا ہاتھ رنبا ہے اس وقت جو مرضی کریں۔

(قہقہے)

گڑبیں رنبے کے متعلق زمیندار سمجھتے ہیں' البتہ شہروں والے اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اس بل کو مالیاتی بل قرار دیا گیا ہے۔ آئین میں یہ بات وضاحت سے بتائی گئی ہے کہ مالیاتی بل کیا ہوتا ہے؟ آرٹیکل 115 (2) بی میں کہا گیا ہے کہ۔

> The imposition of a charge upon the Provincial Consolidated Fund or the abolition or alteration of any charge;

جس بل کے اندر Provincial Consolidated Fund پر charge لگایا جائے اس کو مالیاتی بل نہیں کہتے۔ آئین کے آرٹیکل 121 کے اندر وضاحت کی گئی ہے کہ صوبائی فنڈز پر چارج کیا ہوتا ہے؟ آئین کے آرٹیکل 121 میں لکھا ہوا ہے کہ۔

The following expenditure shall be expenditure charged upon the Provincial Consolidated Fund :

(a) The remuneration payable to the Governor and other expenditure relating to his office, and the remuneration payable to --

(i) The Judges of the High Court; and

(ii) The Speaker and the Deputy Speaker of the Provincial Assembly,

(b) The administrative expenses, including the remuneration payable to officers and servants, of the High Court and the Secretariat of the Provincial Assembly,

(c) All debt charges for which the Provincial Government is liable, including interest, sinking fund charges, the repayment or amortisation of capital and other expenditure was connection with the raising of loans, and the service and redemption of debt on the security of the Provincial Consolidated Fund;

(d) Any sums required to satisfy any judgement, decree or award against the Province by any court or tribunal; and

چودھری محمد فاروق (پارلیمانی سیکرٹری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! اس سے قبل آپ اپنی رولنگ دے چکے ہیں۔ لہٰذا یہ بل کے اصولوں پر تو بحث کر سکتے ہیں لیکن اس بل کے مالیاتی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بحث نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: نکتہ اعتراض relevant ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! بل کے پرنسپل میں یہ لکھا ہے کہ یہ مالیاتی بل ہے۔

جناب سپیکر: اس کے پرنسپل پر آپ بات کر سکتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! اس کے پرنسپل میں یہ بات ہے کہ یہ مالیاتی بل ہے۔ This Bill is a financial Bill in principle or not. If it is not a financial Bill in principle.

جناب سپیکر: میں اس کا حوالہ نہیں دوں گا۔ آپ اپنے آپ کو confine کیجئے اور متعلقہ بات کیجئے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I confine myself to the fundamental principles of this Bill.

آپ نے یہ declare کیا ہے کہ یہ مالیاتی بل ہے۔ لہٰذا اگر میں مالیات پر بات کرتا ہوں تو پرنسپل کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر: اس کو reopen کرنے سے آپ کو کیا حاصل ہے؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL : I am reopening.

میں تو یہ بتا رہا ہوں کہ مالیاتی بل کیا ہوتا ہے؟ اگر میں اس کا پرنسپل بتا رہا ہوں تو ان بے چاروں کو کچھ سیکھنے بھی تو دیں۔ اگر میں نے اس پر اتنی محنت کی ہے تو میں نے آپ کو سکھانے کے لیے تو نہیں کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہے۔ لیکن ان معصوموں کو بھی کچھ سیکھنے دیں۔ ان معصوموں کو جنہیں under duress آدھی رات تک بٹھایا گیا ہے۔ ان کے علم میں مجھے کچھ اضافہ کرنے دیں۔ میں اس لیے محنت کرتا ہوں کہ میرے معزز ساتھیوں کو بھی کچھ پتا چل سکے۔ کیونکہ اسلام میں حکم ہے کہ seek krowledge علم حاصل کرو اور سکھاؤ۔ لہٰذا میں اپنا فریضہ بطور مسلمان اور بطور لیجسلیٹر ادا کر رہا ہوں۔ اگر میں مالیاتی بل کی وضاحت کر رہا ہوں تو in principle کر رہا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کی رولنگ

فائنل آ چکی تھی ان کو چاہیے یہ تھا کہ رول 85 (3) پڑھتے۔ اگر انہوں نے اپنی ترامیم میں کوئی منظوری حاصل کرنا تھی تو اس کا طریقہ یہ تھا۔

> If the amendment is one which requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government before it is moved, the notice shall be accompanied by such consent sanction or recommendation, as the case may be.

اگر انہوں نے یہ کرنا تھا تو یہ پہلے کرتے۔ اب اس پر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ اس scope سے باہر جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب وہ یہ سب کچھ جانتے ہوئے یہ بات کر رہے ہیں۔ آپ ان کو نکتہ اعتراض پر interrupt نہ کریں اور نوابزادہ صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! پہلے میرے نکتہ اعتراض پر فیصلہ تو دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب اسے فیصلہ دیں (قہقہہ) ایک ہی بار فیصلہ دے دیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: موہل صاحب کی بات جائز ہے۔ نوابزادہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب یہ کیا خود جائز ہے۔ (قہقہے)

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں نے نوائے وقت کے ایک آرٹیکل کی فوٹو کاپی آپ کے پاس رکھی ہے۔ آپ نے اسے دیکھا ہے۔ کل کے نوائے وقت میں نذیر ناجی نے ایک آرٹیکل لکھا ہے اس کی فوٹو کاپی میں نے آپ کو بھجوائی ہے۔ میاں شہباز شریف صاحب نے اسے پڑھا ہے۔ حسن اختر موکل صاحب نے بھی پڑھا ہے۔ آپ کو بھی میں نے refer کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ وہ نام نہیں لینا۔ اس لیے میں وہ نام نہیں لوں گا۔

ایک آواز: لوٹا۔

(قہقہے)

نوابزادہ غضنفر علی گل: نہیں میں نام نہیں لوں گا۔ میں کیوں لوں جو سپیکر صاحب نے منع فرمایا

ہے میں وہ نام کیوں لوں۔ میں نہیں لوں گا۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوچکا ہے۔ پندرہ منٹ باقی ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا ! میرا ٹائم دوسروں سے دوگنا ہے۔ میں natural handicapped ہوں اس لیے آپ مجھے نہ روکیں۔ اللہ خوش نہیں ہوگا۔

(قہقہے)

کیونکہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہے' مولوی صاحب سے پوچھ لیں اور آپ کو مولوی صاحب کی بات مجھ سے زیادہ سمجھ آتی ہے۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب ایسے لگتا ہے کہ بل پر کہنے کے لیے آپ کے پاس کچھ نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ اب آپ آیئے بل کی legality پر اس کے شیڈول 4 کا 28 نکالیں۔

بہت شور سنتے تھے ہاتھی کی دم کا' دیکھا تو گز بھر کی رسی بندھی تھی۔

جناب والا ! میں نے ہاتھی کی بات کی ہے کسی دوسرے کی بات نہیں کی۔ (نعرہ ہائے تحسین) شیڈول 4 کا جو 28 ہے it reads کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان' آئینی زبان میں "کولن" اور "," قوما کے معنی ہوتے ہیں۔ کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان۔

State Bank of Pakistan; banking, that is to say, the conduct of banking business by Corporation other than Corporations owned or controlled by a Province and carrying on business only within that Province.

اب جناب والا ! یہ بات واضح ہے کہ شیڈول 4 کا 28 ہے فیڈرل لسٹ پہ ہے اور جو چیز فیڈرل لسٹ پر ہو وہ مرکز کی وفاق کی صوابدید پر legislation کرے یا نہ کرے۔ اس کا انہوں نے نکالا ہے کہ اس سیکشن کے اندر وفاق نے صوبے کو بھی کارپوریشن بنانے کی اجازت دی ہے۔ تو اس سے دونوں باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔ کہ اس میں وفاق کو بھی اجازت ہے اور صوبے کو بھی اجازت ہے۔ یہ پولائنی concurrent (Impliedly) لسٹ بن جاتی ہے۔ concurrent وہ ہوتی ہے جس میں فیڈریشن کو بھی اختیار ہے اور صوبے کو بھی اختیار ہے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اگر

یہ impliedly بھی concurrent بنتا ہے تو اس کے اوپر آئین نے کیا فرمایا ہے۔ یہ سپریم کورٹ کے جج جسٹس منیر ہوئے ہیں' ان کا اس شیڈول 4 کے اوپر commentary ہے' کمنٹری ہوتی ہے۔ جناب والا ! آئینی commentary بھی ہوتی ہے اور آپ کو صرف کرکٹ کی commentary کا پتا ہے' ساری عمر آپ نے جو ربڑ کے گیند سے گلیوں میں کھیل کھیلا ہے' اور وقت ضائع کیا ہے' آئین کی commentary کو بھی آپ کرکٹ کی commentary سمجھتے ہیں۔ ایک صاحب الیکشن کمشن پاکستان کو Atomic Energy Commission of Pakistan سے ملاتے تھے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ کہاں کرکٹ کی commentary جناب والا اور کہاں آئین کی commentary جناب والا ! کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ آئین کا 142 ہے جناب والا کہ Subject-matter of Federal and Provincial Laws: اس کا جو (c) ہے اس کے اندر لکھا ہے کہ Provincial Assembly shall

Subject to the Constitution :

(c) a Provincial Assembly shall, and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] shall not, have power to make laws with respect to any matter not enumerated in either the Federal Legislative List or the Concurrent Legislative List; and

اور current legislation صوبائی اسمبلی کو بنانے کا اختیار ہے۔ کہ جو نہ فیڈرل لسٹ میں ہے اور نہ concurrent لسٹ میں ہے۔ یہ جو شیڈول 4 کا 28 ہے' اس میں دونوں کو اختیار ہے۔ تو اس کے اوپر جسٹس منیر لکھتے ہیں کہ۔

The Fourth Schedule to the Constitution contains only two lists (1) The Federal Legislative List divided in Part 1 and Part 2 and (2) the Concurrent Legislative List and

this means that a Provincial Assembly's power to make laws extends in the first instance to all residuary subjects i.e. matters not mentioned in either of the two lists and Parliament has not to legislate on such subjects. The power of legislation in regard to matters in the concurrent list rests exclusively neither with Parliament nor with a Provincial Assembly; both are competent to legislate on matters in that list. Where, therefore, a dispute arises whether a law made by the Federal Legislature or the Provincial Legislature amounts to an encroachment on the other's powers, the dispute converts itself into a simple issue. If the law challenged was made by the Parliament, all that has to be determined is whether it relates to a matter falling under either of the two lists. If it does the law is valid but if it does not, then it is invalid because residuary subjects fall within the provincial sphere. If the questioned law was made by a Provincial Assembly what has again to be determined is whether it is covered by the Federal list or that part of the concurrent list on which Parliament has either legislated or which is covered by an existing law. In either case the Provincial law would be invalid. If however, that is not the case, and subject on which the Province has legislated neither falls in the Federal list nor the occupied part of the concurrent list, it will be valid unless Parliament subsequently legislates on that subject the matter falls in the concurrent list.

اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ دونوں کی لسٹ میں ہے۔ اگر وہ دونوں کی لسٹ میں competence ہے تو پھر جو فیڈرل لاء ہے وہ اس حد تک prevail کرے گا جو اس کا اختیار ہے اور صوبائی لاء

اس حد تک repugnant ہوگا جس حد تک فیڈریشن کا اختیار ہے۔ اب آیئے کہ بنکنگ پر کس کا اختیار ہے' جناب والا! یہ ایک ہے کہ .Banking Act 1974 اس کا جو نمبر4 ہے یعنی سیکشن 4

It reads :

> The exclusive right to establish Bank: The Federal Government, or the Corporation wholly owned or controlled by the Federal Government shall have the exclusive right to establish a bank.

اس ایکٹ کے تحت 1974ء کا جو ہے اس کے تحت بنکنگ کا exclusive right ہے۔ فیڈریشن کا۔ اگر صوبے نے بنکنگ کرنی ہے تو اس حد تک نہیں جایا جا سکتا جس حد تک فیڈریشن کی بنکنگ ہے۔ آگے آ جایئے .Banking Companies Ordinance 1962 اس کا جو سیکشن 27 ہے اس کے اندر ہے کہ۔

> Licencing of the banking company : No individual or association, or body of individuals shall carry on banking business in Pakistan save as hereinafter provided:
> No company shall carry on banking business in Pakistan unless it holds a licence issued in that behalf by the State Bank and any such licence may be issued subject to such condition as the State Bank may think fit to impose.

جناب والا! پنجاب کے بل کے اندر انہوں نے سٹیٹ بنک کو شامل ہی نہیں کیا۔ فیڈریشن کو شامل نہیں کیا۔

That is controlled by the Federation and the State Bank has the exclusive rights.

نہ کوئی Investment corporation ہے۔ اگر کوئی فنانس کارپوریشن ہے تو یہ اور بات ہے۔ اس کو بنکنگ کے حقوق نہیں ہوں گے۔ حکومت سے اجازت لینی پڑے گی۔ لائسنس لینا پڑے

گا۔ اس کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ پنجاب کے اندر بنک کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ کیا ضرورت تھی کہ پنجاب کے اندر ایک نیا بنک بنایا جائے۔ اس بل کے اغراض و مقاصد اور پریمبل میں لکھتے ہیں۔

Where it is expedient to provide for the establishment of a Bank for providing banking facilities in the Punjab.

اس کا Object اتنا ہے کہ پنجاب میں بنکنگ کی سہولتیں مہیا کرنی ہیں۔ آپ بتائیں کہ پنجاب میں یونائیٹڈ بنک بنکنگ کی سہولتیں مہیا کر رہا ہے۔ پنجاب میں حبیب بنک لمیٹڈ سہولتیں دے رہا ہے۔ الائیڈ بنک سہولتیں دے رہا ہے۔ MCB سہولتیں دے رہا ہے۔ نیشنل بنک آف پاکستان سہولتیں دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ غیر ملکی بنک بھی موجود ہیں۔ پی سی آئی موجود ہے۔ گرینڈلیز بنک' امریکی بنک' سٹی بنک' گلف بنک وغیرہ وغیرہ اتنے بنک موجود ہیں بنکنگ کی سہولیات کے لیے پھر اس نئے بنک کے قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہاں اگر آپ بنکنگ کی سہولیات سے ہٹ کر کسی خاص مقصد کے لیے بنک کھولنا ہو اس کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ لے کر آتے کہ ہم نے صوبے کی ڈویلپمنٹ کے لیے بنک کھولنا ہے۔ یا یہ کہتے کہ پنجاب ایگریکلچرل بنک کھولنا ہے۔ یا پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک کھولنا ہے۔ کیونکہ حکومت پاکستان نے جتنے ایسے بنک کھولے ہیں ان کی پریمبل میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کے کیا اغراض و مقاصد ہیں۔ جو بنک کے ایکٹ ہیں ان میں سے معیار تو صرف پریمبل ہے۔ اغراض و مقاصد ہیں وہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک کیوں بنایا گیا۔ اس کے بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ بنکنگ کی سولیات کے لیے نہیں بنایا گیا۔ چیمہ صاحب اس کا خاص مقصد تھا وہ آپ کے لیے بنایا گیا۔ کیونکہ آپ زمین دار ہیں۔ آپ کی سہولت کے لیے وہ بنک بنایا گیا۔ اس کے پریمبل میں انہوں نے لکھا ہے کہ۔

Whereas it is expedient to provide for the establishment of an Agricultural Development Bank of Pakistan to replace the Agricultural Development Finance Corporation and the Agricultural Bank of Pakistan and

to make better provisions for affording credit facilities to agriculturists and persons engaged in cottage industries in the rural areas and for matters concerned therewith.

اس کے یہ مقاصد ہیں اس لیے وہ بنک بنایا گیا ہے۔ آگے آئیں انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک جو میاں شہباز شریف کے لیے بنایا گیا۔ سرمایہ داروں کے لیے انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک بنایا گیا۔ اس کے اغراض و مقاصد لکھے گئے۔ جو کر رہا ہوں یہ میں آپ کے لیے کر رہا ہوں۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ۔

Whereas it is expedient to establish an Industrial Development Bank to replace the Pakistan Industrial Finance Corporation and to provide for making credit facilities expeditiously available to industrial concerns in Pakistan and matters connected therewith and incidental thereto.

خاص مقاصد کے لیے ان بنکوں کے علاوہ انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک اور ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک بنایا گیا۔ اس کے بعد نیشنل بنک آف پاکستان آتا ہے۔ اس کے مقاصد لکھے ہیں کہ اگر کوئی آپ نے نیا بنک پیدا کرنا ہے وہ ایسا بنائیں جو پہلے سے موجود اس کی سہولتیں موجود نہیں۔ اس کے لیے تو آپ قانون لے آئیں۔ اگر پہلے سے بنک کی سہولتیں موجود ہیں اور کوئی نیا بنک بنانا ہے اس کے لیے اغراض و مقاصد لائیں کہ ہمیں اس بنک کی کیوں ضرورت ہے۔ آپ کے جو یہ اغراض و مقاصد ہیں اس میں یہ لکھا ہے کہ پنجاب کو بنک کی سہولیات دینی ہیں۔ جناب سپیکر! آپ ایمان داری سے بتائیں۔ یہ میرے معصوم بھائی جو اس وقت تک میرا منہ دیکھ رہے ہیں یہ بتائیں کہ کیا پنجاب میں پہلے سے بنکنگ کی سہولیات مہیا نہیں ہیں۔ کیا پنجاب میں اتنے مالیاتی ادارے نہیں جو پنجاب کو بنک کی سہولیات دے رہے ہیں۔ وہ بنکنگ کی سہولتیں بھی دے رہے ہیں۔ وہ قرضے بھی دے رہے ہیں۔ چھوٹے قرضے' بڑے قرضے۔ شارٹ ٹرم لون' لانگ ٹرم لون۔ پھر ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک' انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بنک پھر فیڈرل کوآپریٹو بنک ان کے ہوتے ہوئے کیوں اس بنک کی ضرورت پڑی۔ وہ ضرورت میں بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اگر میں غیر متعلقہ ہوں تو ابھی مجھے بٹھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ غیر متعلقہ نہیں ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: قومی اسمبلی کی رولنگ موجود ہے کہ اگر کوئی متعلقہ بول رہا ہے اس کو بولنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ غیر متعلقہ نہیں ہیں لیکن آپ کو اپنے قائد کے معاہدے کی پابندی کرنا ہوگی۔ اگر آپ پابندی نہیں کریں گے تو میں آپ سے آپ کے لیڈر کے معاہدے کی پابندی کراؤں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ کے پاس بہت اختیارات ہیں میں مانتا ہوں۔ جو آپ کو مان لے اس پر اختیار استعمال نہیں کرتے جو ماننے والا ہو۔ جناب والا! میں بتاتا ہوں کہ اس بنک کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما ہیں۔ اتنے بنکوں کے ہوتے ہوئے صرف کھاتہ چلانے کے لیے کیوں بنک کھولے گئے۔ ہوا ایسا ہے کہ ایک مخصوص عرصے کے اندر اس ملک کے اندر میں صوبے کی بات نہیں کر رہا۔ ایک ایسا طبقہ ابھرا ہے جس نے اس ملک کے تمام مالی وسائل سے محض انھوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ جو لوگ اس ملک کا سرمایہ ہیں وہ غریب زمین دار ہوتے ہیں۔ آپ نے ان بنکوں سے قرض لیے کم سود پر لیے اس کے بعد قرضے واپس نہیں کیے۔ ان پر سود ادا نہیں کیا۔ پہلے ان کا سود معاف کرایا۔ مثلاً" ایک زمین دار کھاد کے لیے چھ ہزار قرض لیتا ہے۔ جناب اعظم چیمہ اس کی تصدیق فرمائیں گے۔ چھ ہزار کھاد کے لیے ایک کاشت کار اگر قرضہ واپس نہ کرے تحصیل دار اسے حوالات میں بند کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ چھ ہزار قرضہ واپس نہ کرنے والا کاشت کار تو تحصیل کی حوالات میں جائے لیکن انھوں نے پہلے اپنی غربت کا رونا رو کر سود معاف کرایا پھر کہا کہ سود چونکہ اسلام نے حرام کر دیا اس لیے معاف کر دیں۔ ٹھیک ہے اسلام بھی صرف تمہارے لیے اترا ہے۔ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ اللہ مجھے قیامت کے دن غریبوں میں اٹھانا۔ کبھی اللہ پاک سے نہیں کہا مجھے امیروں میں اٹھانا' صنعت کاروں کے ساتھ اٹھانا' شیش محلوں والوں کے ساتھ اٹھانا۔ سرمایہ داروں کے ساتھ اٹھانا۔ اللہ کا نبی غریبوں کی بات کرتا ہے اور یہ سارا اسلام سرمایہ داروں کو پیسہ دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مولانا چنیوٹی صاحب بیٹھے

ہوئے ہیں جو اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ پہلے سود معاف کرایا کیونکہ یہ غیر اسلامی ہے اس کے بعد کہا کہ ہم تو غریب آدمی ہیں قرضے معاف کردو۔ یہ بات ریکارڈ پہ ہے کہ قرضے معاف کر دو۔ جنرل عبدالمجید کی اکانومس کمیٹی نے یہ نکالا ہے کہ اربوں روپے معاف کرائے گئے۔ ان مالیاتی اداروں کو اس طرح سے لوٹا گیا۔ اب ایک نظام کا آغاز ہوا۔ ایک جمہوری حکومت آئی۔ ایک منتخب حکومت آئی۔ اس حکومت نے کہا ایک سوچ نے کہا۔ اس جمہوری نظام نے کہا۔ جمہور کے معنی عوام ہوتے ہیں۔ اس میں خواص نہیں آتے۔ اس ملک پہ امیروں کا حق نہیں ہے اس ملک پہ جو غریب عوام ہیں ان کا بھی حصہ ہے۔ جنہوں نے پہلے سود معاف کرا لیے۔ جنہوں نے قرضے معاف کرا لیے ان پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ کریڈٹ ان کا بند کر دیا۔ ان کو جو کریڈٹ کی عادت پڑی ہوئی ہے وہ جب بند ہو تو ان کی لائف لائن بند ہونے لگی۔ انھوں نے کہا پہلے جو بنے بنائے بنک تھے ان کو لوٹا اب نیا بنک بنا دو اس کو لوٹو۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں ختم کر رہا ہوں۔ جناب والا! ایک تو انھوں نے نئے بنے بنائے بنکوں کو لوٹا' وہ معصوم لٹ گئی۔ مالیاتی ادارے لٹ گئے۔ اب یہ ہے کہ ایک اور بنک بنا کر لوٹ لو۔ کسی نے کہا ہے کہ۔

لوٹا بنک پنجاب کا اور بنی نہ من کی آس
اور کسی بنکوں کی لوٹ سے پیا رہے اداس

جناب والا! اب یہ بنک بھی ختم ہو گیا۔ اس سے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب' ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: صرف پانچ منٹ مزید۔ مغرب کی نماز کے وقفے سے پہلے میں ختم کر دوں گا۔ اگرچہ شاعر نے کہا۔

مجھے تو ہوش نہیں' آپ مشورہ دیجئے
کہاں سے چھیڑوں فسانہ کہاں تمام کروں

اب کون انہیں بتائے؟ یہ آپ کتاب لے لیں۔ اس میں جو نیشنل بنک آف پاکستان کا structure ہے' اس کو cyclostyle کر کے ہمارے آگے ڈال دیا ہے اور ہمیں یہ نہیں پتا

ہمارے آگے ڈالا کیا ہے؟ لیکن لوگ ہیں کہ جو دیکھتے ہیں اور یہ نہیں سوچا کہ مکھی پہ مکھی مارتے رہے ہیں۔ ایک بات میں سناؤں گا۔ مولانا ناراض ہو جائیں گے۔ خیر' اس کو آپ چھوڑیں۔ کاتب کو قرآن شریف لکھنے کے لیے دیا۔ وہ قرآن شریف لکھ کے لایا تو اس بندے نے پوچھا کہ ٹھیک ٹھاک لکھ دیا ہے۔ اس نے کہا کہ لکھ تو دیا ہے صرف تھوڑی سی تبدیلی نظر آئی ہے کہ اتنی مقدس کتاب میں ابلیس اور شیطان کا نام پسند نہیں آیا۔ کچھ جگہ پر آپ کا نام لکھ دیا ہے۔ کچھ جگہ پر اپنا نام لکھ دیا ہے۔ تو نیشنل بنک آف پاکستان کے structure میں جو بات پسند نہیں آئی' کچھ اور لکھ دی ہے اور کچھ اور لکھ دی ہے۔ جناب والا! اب مجھے یہ بتائیں کہ بنکنگ کا پورا کنٹرول تو فیڈریشن کے پاس ہو' پورا کنٹرول سٹیٹ بنک کے پاس اور اس میں فیڈریشن کا نام نہ لکھا ہو۔ Organization & Development of Laws یہ کتاب بڑی مشکل سے ڈھونڈی ہے۔ میں یہ ساری نہیں پڑھوں گا۔ حالانکہ میں فرسٹ ریڈنگ میں یہ ساری کتاب پڑھ سکتا ہوں۔

As the Central Bank of the country, one of the principal take of the State Bank of Pakistan is to safeguard the soundness of the banking system.

اب جو بنک سٹیٹ بنک کو تسلیم ہی نہیں کر رہا۔ اس کا that the bank is last resort یہ ہمیں نہیں بتاتا کہ سنٹرل بنکنگ کیا ہوتی ہے۔ ہمیں کیا؟ فائدہ نہیں بتائے گی کہ غریب آدمی ہے۔ اس کو چھ ہزار قرضے میں حوالات میں بند کیا جائے گا۔ فائدہ تو اس سے وہ اٹھائیں گے جنہوں نے اس کو کم کرا کے بتایا۔ جنہوں نے اس بل کو پاس کرانے کے لیے محسنوں کو بچایا' ادھر بٹھایا' خدا کی قسم اس سے فائدہ وہ اٹھائیں گے اور یہ تو میری طرح ہیں۔ یہ میرے طبقے سے ہیں۔ یہ رانا پھول محمد خان اور اعظم چیمہ تو صرف رواداری میں مارے جا رہے ہیں۔ ان کا دل روتا ہے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے۔ کیونکہ ان کے آنسو خشک ہوگئے ہیں۔ خدا کی قسم' ان کا دل میرے ساتھ روتا ہے۔ ان کاشت کاروں کے ساتھ جو ہو رہا ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ایک طبقہ ہے جس کو نواب کا خطاب دیا جاتا ہے۔ نواب سے بڑا امرا میں کوئی خطاب نہیں اور یہ غریبوں کا رونا روتے ہیں؟ اور یہ تو نواب زادے ہیں۔ یعنی امیروں کے بیٹے اور یہ غریبوں کا نام لیتے ہیں! ہمارے ساتھ اپنے آپ کو ملاتے ہیں۔ ہم تو کنگلے

ہیں۔ یہ تو نواب زادے ہیں اور بہت سارے نواب زادے ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کو مکر و فریب دلا کر' اپنے آپ کو غریبوں کا حامی بنا کر پیش کرتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل: پہلے اعظم چیمہ صاحب کی بات سن لیں۔ پھر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: اعظم چیمہ صاحب کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: وہ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ رونے کا حق نہیں دیتے تو بات کرنے کا حق تو دیں۔

خواب سے بیدار ہوتا ہے اگر محکوم تو
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

اور میں آپ کو نوابی کا گر بتاتا ہوں:

تجھے گر فقر شاہی کا بتا دوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی

ہم خودی کی نگہبانی کر کے نواب بنے ہیں۔ ہم لوٹ کھسوٹ سے نواب نہیں بنے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان: یہ انگریز کی وفاداری سے نواب بنے ہیں۔ خطاب انگریزوں نے دیے ہیں۔ یہ بوٹ پالش کرتے تھے' کتے نہلاتے تھے انگریزوں کے تب نواب بنے تھے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ تقریباً" گیارہ گھنٹے ہونے کو ہیں۔ پیاز کھا کے مولانا صاحب تھک چکے ہوں گے-اور ہمارے تو کان ویسے جواب دے گئے ہیں۔ آپ کو وضع داری کا واقعی احساس ہے۔ جہاں تک آپ کی غربت اور نوابزادگی کا تعلق ہے' ہر آدمی کو پتا ہے اور آپ کے بزرگی کے خطاب "سر" کا بھی علم ہے۔ بعد کی تفصیل میں نہیں جانا چاہیے تھا کہ کس طرح یہ ماحول بنا' کس طرح جائیداد بنتی ہے' کسی طرح انگریزوں سے کچھ لیا جاتا ہے۔ بنک کا معاملہ تھا۔ بنک تک محدود رہنا چاہیے تھا' ذاتیات پر آنا' کسی کا نام لینا' نہ لینا' درست نہ تھا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جب بنک کا ذکر آئے گا تو لوٹنے والے کا ذکر ضرور آئے گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: آپ سے استدعا ہے کہ آپ مہربانی فرمائیں۔ کافی وقت ہو چکا ہے۔

آپ ذرا نوازی فرمائیں۔ وہ آپ کو وقت بھی بہت دے چکے ہیں اور سپیکر صاحب کے صبر کی بھی حد ہو چکی ہے۔ لاء منسٹر صاحب کے صبر کی بھی حد ہو چکی ہے اور ہمارے صبر کی بھی حد ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ نواب زادہ صاحب نے آپ کا اور رانا صاحب کا محض نام لیا ہے۔ کوئی comments نہیں دیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میں جگانے میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ انھوں نے آنکھیں کھولی ہیں۔ ان شاء اللہ بولیں گے بھی۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب' نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ آپ کو ایک منٹ میں wind up کرنا ہو گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: صرف پانچ منٹ اور لوں گا۔ میں نے آپ کی بات مانی ہے۔ خدا کی قسم' سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے ابھی کہا تھا کہ نماز سے پہلے آپ اپنی بات مکمل کر لیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں اس ایوان کے فلور پر اعلان کرتا ہوں' اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' جس کے قبضے میں میرا رزق ہے' جس کے قبضے میں میری زندگی اور موت ہے اور جس کے قبضے میں میری عزت اور ذلت ہے' میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر ریاست میری کفالت اپنے ذمے لے لے' میرا جو کچھ ہے ریاست لے لے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں دینے کو تیار ہوں۔ دنیا میں حوادث و تجربات کی شکل میں جو کچھ ملا' لٹا رہا ہوں۔ مجھ سے لے لے۔ یہ نوابی بھی لے لو اور میں تم سے کچھ نہیں مانگوں گا' تمہارے پاس مجھے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے کیونکہ تمہارا ہاتھ لینے والا ہے' دینے والا نہیں' ہمیں مت چھیڑو۔ جناب والا! آگے یہ بات آتی ہے۔

The State Bank also acts as Advisor to the Central and Provincial Governments in financial and economic matters particularly with reference to their monetary aspects.

This is the last point of my speech.

یہ صوبائی اور مرکزی حکومت کا ایڈوائزر ہوتا ہے۔ اس کے ماتحت ایڈیٹر جنرل کا رول ہے۔ یہ میرا آخری نکتہ ہے۔ آرٹیکل 169 آڈیٹر جنرل کا فنکشن ہوتا ہے۔

Functions and Powers of Auditor General —

"The Auditor-General shall, in relation to —

(a) the accounts of the Federation and of the Provinces; and

(b) the accounts of any authority or body established by the Federation or a Province."

کسی صوبائی یا وفاقی ادارے کے جو حسابات آتے ہیں' آڈیٹر جنرل ان کو audit کر کے اس کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ اس بل کے اندر نہ ہی تو سٹیٹ بنک کو incorporate کیا گیا اور نہ ہی آڈیٹر جنرل کو کیا گیا ہے جو کہ بنیادی lacunae ہیں۔ جناب والا! آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بل' یونیورسٹیوں کے بل' پبلک سروس کمشن کا بل اس منزل کی طرف ایک قدم ہے کہ جہاں آپ نے سیاسی آزادی وفاق سے حاصل کرنی ہے اور آہستہ آہستہ آپ اپنی کرنسی بنائیں گے' آپ اپنی اکانومی پالیسی بنائیں گے اور اس طرح وفاق سے انحراف کرتے کرتے کہاں جائیں گے؟ جناب والا! میرے خیال میں یہ بڑا اہم مسئلہ ہے کہ اتنے بنکوں کی موجودگی میں ایک نیا بنک کیوں کھولا جا رہا ہے۔ اس مسئلے کو عوام کے سامنے رکھا جائے۔ اس کو ٹیکس دہندگان کے سامنے رکھا جائے' جن کے ٹیکس کی رقم کو لوٹا جائے گا کہ ان کو لوٹنے کے کیسے میکنکس بنائے جا رہے ہیں اور وہ اپنے لٹنے سے پہلے اس کا حال دیکھ لیں۔ بغور دیکھ لو تماشا میری رسوائی کا۔

جناب سپیکر: شکریہ نواب زادہ صاحب۔ مغرب کی نماز کا وقفہ ہے اور ہم دوبارہ یہاں ساڑھے سات بجے آئیں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے وقفہ کر دیا گیا)

(وقفہ نماز کے بعد سات بج کر پینتالیس منٹ پر اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر شروع ہوئی۔)

جناب سپیکر: جناب سلمان تاثیر صاحب' اس پر بات کریں گے۔

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا! کیا آپ سبھی وقت اپوزیشن والوں کو دیں گے اور کیا ہمارا حق نہیں۔ میری ایک جنرل ترمیم ہے آپ دس منٹ مجھے بھی دے دیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنی چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: راہی صاحب' میں سلمان تاثیر صاحب کو فلور دے چکا ہوں۔ آپ مداخلت کیوں کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس ایوان میں ایک رولنگ دی تھی اور اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ پتا نہیں کہ کس کے بارے میں لوٹے کا لفظ استعمال ہو رہا ہے اور آپ نے کہا تھا کہ اسے استعمال نہ کیا جائے مگر اس کے باوجود آج اخبارات میں یہ تین جگہ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ بلا وجہ اس ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں اور میں یہ افسوس سے کہہ رہا ہوں۔۔۔ جناب سلمان تاثیر۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں اپنی تقریر میں انگریزی کے بھی الفاظ بھی استعمال کروں گا۔

جناب سپیکر! بنکنگ ایک نہایت نازک موضوع ہے۔ یہ بہت ہی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ یہ کوئی گھی مل' شوگر مل' یا ری رولنگ مل نہیں اس میں تو قوم کی اقتصادی سیکورٹی اور نیشنل سیکورٹی کا مسئلہ ہے لوگ اپنی ساری زندگی کا سرمایہ بنک میں جمع کرواتے ہیں اور جب جرمنی میں پہلی جنگ عظیم کے بعد inflation ہوئی اور وہاں پر fiscal irresponsibility ہوئی تھی یعنی بنکنگ نے اپنے credit ceiling قرضے بڑھا دیے تو مہنگائی بڑھ گئی پھر inflation ریٹ ایک ہزار فی صد تک چلا گیا اور اس کا رزلٹ کیا ہوا کہ سارا اقتصادی ڈھانچہ نیچے آ گیا۔ collapse ہو گیا اس کے بعد ہٹلر کی حکومت آئی اور جو جمہوری حکومت تھی وہ ختم ہو گئی۔ اس لیے بنکنگ کسی غیر ذمہ دار انسان کے ہاتھ میں نہیں جا سکتی۔ بنکنگ ایک قومی مسئلہ ہے اور اس میں نیشنل سیکورٹی شامل ہے جب بنک فیل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ سینکڑوں صنعتیں بھی فیل ہو جاتی ہیں بنک کی جو value ہے وہ اس کی balance sheet نہیں جو سب سے powerfull banks ہیں۔ مثلاً

Rockchile, Morgan banks, etc اور بھی بڑے بنک ہیں ان کی balance sheet میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بیلنس شیٹ تو زیادہ سے زیادہ ایک ملین یا دو ملین کی ہوگی لیکن ان کا اثر بین الاقوامی سطح تک ہے۔ اس لیے بنکنگ کمپنی مل یا چھابڑی لگانے والا معاملہ نہیں ہے اس کو تو وفاقی حکومت بڑے غور اور بڑی importance سے دیکھتی ہے۔ اس لیے کہ اگر آپ نے ایک کروڑ روپے کہیں بھیجنے ہوں یا آپ نے ایک کروڑ روپے کے ٹیکسٹائل یا شوگر یا کوئی اور چیز کہیں بھیجنا ہو جو بھی کرنا ہو تو آپ کو بیس ٹرکوں کی ضرورت ہے لیکن بنک میں آپ ایک ٹیلیکس کے ذریعے سارے ملک کا اقتصادی ڈھانچہ برباد کر سکتے ہیں۔ آپ تو credit ceiling بڑھا دیں تو ساری کرنسی خراب ہو جاتی ہے۔ اگر بنک غیر ذمہ دارانہ طریقے سے چلایا جائے تو ملک کی Economic policy پر کہیں کنٹرول نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ۔

> Banking is a Federal Subject because it involves the security of Pakistan. That is why banking is listed in the Constitution as a Federal subject. Item 28 of the Federal Legislative List in the Fourth Schedule of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan reads :
> "28. State Bank of Pakistan; banking, that is to say, the conduct of banking business by corporations....."
> It shall oe a Federal subject.

فورتھ شیڈول کے بعد یہ لکھا گیا ہے۔

> Item 28 of Federal Legislative List reads :
> "State Bank of Pakistan: banking that is to say, the conduct of banking business by corporations other than corporations owned or controlled by a Province and carrying on business only within that Province."

یہ وہ escape clause ہے جس کے تحت یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ایک صوبائی بنک بنایا جائے لیکن میں آپ کو آگے جا کر دکھاؤں گا کہ یہ escape clause تو صرف ایک still born baby

ہے۔ یہ جو بچہ پیدا ہوگا یہ پیدا ہوتے ہی دفنایا جائے گا۔ کیونکہ یہ چل نہیں سکتا۔ without the federal banking authority, without the State Bank of Pakistan.

اس کے نہ پیر ہیں' نہ سر ہے' نہ بازو ہیں' یہ ایک still born baby- دفنایا جائے گا اور اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی کا اس بنک کو چلانے کا ارادہ نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ بنک چل نہیں سکتا۔ یہ صرف ایک بغلوت ہے۔ یہ اس لیے بنایا جا رہا ہے کہ وفاقی حکومت کو چیلنج کیا جائے۔ یہ وہی لائن ہے جو بار بار ہم وفاق کے خلاف دیکھتے آ رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے اور وفاق کی محاذ آرائی نہیں۔ یہ اتفاق اور وفاق کی محاذ آرائی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب جو The Banking ہے اور اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جو monitoring authority Since this Ordinance ہے میں آپ کو quote کرتا ہوں۔ Ordinance 1962 precededthe1973Constitution-یعنی یہ آرڈیننس 1973 کے آئین سے پہلے بنایا گیا تھا۔

It can be assumed that the listing of banking in the federal subjects was within the knowledge of the founding fathers of the 1973 Constitution.

یعنی ان کو پتا تھا کہ یہ جو قانون ہیں یہ apply کریں گے۔ چنانچہ جب انھوں نے بطور Federal Subject-Banking کو لسٹ کیا تھا۔ تو اس میں ایک save clause بھی رکھی گئی تھی تو ان کو پتا تھا کہ یہ بنکنگ وفاقی حکومت کے تحت چلے گی اور اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔ کیونکہ جب ایک انفرادی بینکر ہو تو بات الگ ہے اگر ایک انفرادی طور پر بنک لگایا جائے تو وہ کچھ اور مطلب ہے کیونکہ حکومت دباؤ ڈال سکتی ہے۔ زور دے سکتی ہے۔ اگر بنک آف پنجاب بنے گا تو یہ کل جاکر تاجروں کو زبردستی کہیں گے کہ اس میں پیسہ ڈیپازٹ کراؤ وہ فیصلہ کریں گے کہ ہم فلاں آدمی کو قرضہ دیتے ہیں اور فلاں کو نہیں دیتے اور پھر اگر ہم پچھلا ریکارڈ دیکھیں تو جہاں بھی اس حکومت کو موقع ملا ہے تو انھوں نے پنجاب کے خزانے کو اپنے ذاتی اور سیاسی مقاصد کے لیے بار بار استعمال کیا ہے۔ تو ہم جب اس قانون کو دیکھتے ہیں جیسا کہ نواب زادہ غضنفر گل صاحب نے بھی اس ایوان میں یہ بات point out کی ہے تو پتا چلتا ہے کہ بنکنگ کی

دستاویزات کو نیشنل بنک آف پاکستان کے Memorandum and Articles of Association سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کی سطر بہ سطر نقل کی گئی ہے۔ اب ہم بنک بنا رہے ہیں یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے۔ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ جب ابتداء ہی سے ہم نیشنل بنک آف پاکستان کے Memorandum of Articles of Association اٹھا کر ان کی بغیر سمجھ کے چوری شروع کر دی۔ میں آپ کو دکھاؤں گا کہ اس بنک میں کیا کیا چیزیں لکھی گئی ہیں۔ اب میں شق وار بات کرتا ہوں اور سیکشن 18 (اے) جس میں کہ قرضہ دینے کی بات کی گئی ہے۔

> the advancing of money on the security of stocks, funds and securities to invest trust money etc. according to laws for the time being in force in Punjab. They are saying that the money which this Bank will invest will be in accordance (here they have deleted the Name of the Federal Government and have put the name of the Government of the Punjab) with the laws for the time being in force in Punjab.
> Sir, there are no such laws in Punjab.

ایسا کوئی قانون پنجاب میں ہے ہی نہیں جو فیصلہ کرتا ہے کہ وفاقی بنک یا کوئی اور بنک کن securities میں invest کرے۔ یہ تو ایسے ہی ڈال دیا گیا ہے اور پھر آگے چلیں

Then they give permission to invest in shares in the State Bank of Pakistan.

جناب یہ بھی نقل کیا گیا ہے اور ان کی نا اہلی کی حد یہ ہے کہ ان کو پتا ہی نہیں کہ اب سٹیٹ بنک آف پاکستان میں مزید کوئی حصص باقی نہیں۔

There are only Compensation Bonds :

Here, they have written in their Foundation Documents that they will give permission to invest in shares of the State Bank of Pakistan. There is no such animal.

Then Sir, if you kindly see 18(2) (e), which reads :

"shares of companies with limited liability, in accordance with such directions in this regard as may be issued from time to time, by the State Bank of Pakistan;"

اب جناب ان کو سٹیٹ بنک آف پاکستان یاد آ گیا کیونکہ نیشنل بنک آف پاکستان کے Memorandum and Articles of Association کو جب میں نے کھول کر دیکھے تو وہاں سٹیٹ بنک آف پاکستان لکھا ہوا تھا لیکن آپ جب بنیادی دستاویزات کھول کر دیکھیں گے تو اس کے شروع میں جہاں ہر چیز کی تعریف دی گئی ہے جو کہ ہر قانون کا ایک حصہ ہوتا ہے جیسا کہ۔

What is the Bank, etc. But the State Bank of Pakistan does not exist in the definitions.

لیکن وہاں اس کا نام ہی نہیں مگر وہ بار بار بنیادی دستاویزات میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کا حوالہ دے رہے ہیں اور وہ بھی غلطی سے Preamble میں سٹیٹ بنک کا نام نہیں لیکن شقوں میں سٹیٹ بنک کا نام ہے۔ پھر آپ سیکشن 21(5) کی طرف آئیں جو کہ آڈٹ کے متعلق ہے۔

It has been written in Section 21(1) that :

"Not more than two auditors who shall be registered Accountants....."

جناب والا! رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹس کا ادارہ 20 سال پہلے ختم ہو چکا ہے۔ رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹس کا ایسا جانور اب پاکستان میں ہے ہی نہیں۔ یعنی یہ ان کی نا اہلی کی حد ہے کہ یہاں رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹس کا نام لکھا ہوا ہے جب کہ وہ ادارہ 20 سال پہلے ختم ہو چکا ہے اور اس کی جگہ Institute of Chartered Accountants بنایا گیا ہے۔ ان کو یہ باتیں پتا نہیں۔ پھر جناب آگے چلیں کہ یہ سرمایہ کاری کے متعلق سیکشن 18 (21) میں یہ کہتے ہیں۔

18(21) With the previous permission in writing of the Government and the State Bank of Pakistan."

اب انھوں نے گورنمنٹ کا نام لیا ہے اور اس سے ان کا مطلب وفاقی حکومت ہے لیکن اس بل

کے preamble میں وفاقی حکومت کا نام کہیں نہیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اپنے نکتۂ اعتراض کی بنیاد پر یہ دریافت کروں گا کہ سلمان تاثیر صاحب جو اس وقت کلاز بائی کلاز ذکر کر رہے ہیں کیا اس تحریک میں جو کہ رائے عامہ متداول کرانے کے لیے دی گئی ہے یہاں اس پر بات کرنا جائز ہے؟ کیا ان کی یہ باتیں اس تحریک کے دائرہ کار میں ہیں؟ یعنی میں نے تو ایک نکتہ اٹھایا ہے۔ جناب والا! کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ فاضل ممبر جس طرف جا رہے ہیں۔ کیا وہ زیر بحث مسئلہ کے دائرہ کار میں ہیں۔ چونکہ شق وار بحث دوسری خواندگی میں ہوگی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب سلمان تاثیر صاحب موہل صاحب کا نکتۂ اعتراض اس لحاظ سے جائز ہے کہ پہلی خواندگی پر آپ نے صرف اصولوں پر بحث کرنی ہے۔ ان کی تفصیلات پر بحث نہیں کرنی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم اصول ہے کہ کس نالائی سے یہ بنک بنایا گیا ہے اور میں یہ بات اس ایوان کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بنک بنانے اور چلانے کا مقصد نہیں بلکہ یہ ایک سیاسی بات ہے اور جب ایک بنک اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کی ساری بنیادی دستاویزات بغیر مطالعہ کیے اور بغیر غور کیے کسی اور بنک سے اٹھائی گئی ہیں تو جناب والا! میں یہ پوائنٹ اس لیے بنا رہا ہوں کہ یہاں منصوبہ بندی کا فقدان ہے اور یہ سارا مقصد صرف سیاسی ہے۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ اب یہ بڑی اہم بات ہے۔

"18(21)(a) the investing of the funds of the Bank in any Bank incorporated outside Pakistan,"

یعنی انھوں نے اپنے بنک کے آرٹیکل میں اجازت دی ہے کہ وہ کسی ایسے بنک میں سرمایہ کاری کر سکتے ہیں جو کہ پاکستان سے باہر ہو حالانکہ 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 28 جس کے تحت یہ بنک بنایا جا رہا ہے۔ اس میں یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ۔

The bank is only restricted to punjab.

انھوں نے اپنے article میں یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ہم بین الاقوامی سطح پر بھی سرمایہ کاری کر سکتے

ہیں۔ میں یہ بات بار بار اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہاں کوئی پلاننگ نہیں' بالکل نالائی ہے۔ جناب ہم بنک کی بات کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کی زندگی کے سرمائے اور کمائی کی بات کر رہے ہیں۔ انھوں نے ایک مذاق بنایا ہوا ہے کہ جو مرضی ٹھونس دو بعد میں دیکھا جائے گا۔ کیونکہ مجھے پتا ہے کہ یہ بنک کیسے بنایا گیا ہے۔ یہ ڈاکٹر محبوب الحق نے یہاں آ کر کسی کے کان میں پھونکا ہے کہ بنک بناؤ۔ یہ جناب ایک بڑی اچھی بات ہے کہ بنک بناؤ اور انھوں نے کہا کہ چلو جی جلدی بنک بناؤ اور انھوں نے نیشنل بنک آف پاکستان کے Articles لے کے یہ بنک بنانا شروع کر دیا اور اگر آپ آگے چلیں اور share capital کی بات ہو تو violation rules and regulations of State Bank of Pakistan ان کو یہ بھی نہیں پتا۔ کہتے ہیں کہ اس بنک کا 200 share Capital ملین روپے ہوگا۔ جناب والا

The share capital of a Bank is laid down very clearly by section 4 of State Bank of Pakistan.

آپ اپنے Capital کا خود فیصلہ نہیں کر سکتے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان یہ فیصلہ کرے گا کہ بنک کا share capital کیا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ۔

Share holders of a Bank may raise capital reduce. Capital is decided by the State Bank of Pakistan. Under 1962 Banking Ordinance.

آپ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ آپ کا share capital کیا ہوگا؟ اوپر ہوگا یا نیچے ہوگا اور پھر

Banking share capital can increase. It is decided by the control of capital issues.

That is again a federal subject.

اور جب آپ کہتے ہیں کہ آپ کا share capital 60 فی صد سے کم نہیں ہوگا۔ یہ بھی بالکل غلط بات ہے۔ There is a corporate law on authority جس کے تحت فیصلہ کیا جاتا ہے کہ جب بنک پبلک کو جاتا ہے کہ کتنا شیئر کیپٹل پرائیویٹ ہاتھوں میں ہوگا۔ کتنا پبلک کو دیا جائے گا۔ کتنا National investment trust کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس طرح سے بنکنگ نہیں چلتی اور کوئی بھی بنک اپنے طور پر الگ without the main banking mainstream نہیں چل

سکتے۔ اگر آپ بنکنگ کی activities کو دیکھیں تو وہ روز صبح کے وقت کریڈٹ لیتے ہیں۔ جہاں liquidity زیادہ ہوتی ہے وہ اپنے ساتھ والے بنک میں جاتے ہیں اور وہ اپنا پیسہ وہاں دے دیتے ہیں اور پھر پیسہ لے لیتے ہیں اور روز کے روز ٹیلیفون پر بات کرتے ہیں کہ میرے پاس 5 کروڑ روپے زیادہ ہیں' آپ رکھ لیں۔ اس پہ اتنا فی صد منافع دے دیں۔ اور یہ سارا لین دین سٹیٹ بنک آف پاکستان چلاتا ہے۔ یہ بنک کیسے چلے گا اور پھر ہر ایک بنک کے پیچھے سٹیٹ بنک آف پاکستان ہے جس کو languor of the last resort اور languor of the last resort کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ کو liquidity کی کمی پڑ جائے تو آپ سٹیٹ بنک کے پاس جاتے ہیں کیونکہ ان کے لا محدود فنڈز ہوتے ہیں۔ جب آپ بنک چلا رہے ہیں اور آپ کو short term liquidity کی مشکل پیش آگئی تو آپ سٹیٹ بنک کو کہتے ہیں کہ ہمیں 5 کروڑ روپیہ دے دیں یا بیس کروڑ دے دیں۔ ہمیں liquidity کی فوری ضرورت ہے اور اگر سٹیٹ بنک آف پاکستان جو کہ resort a languor of the last ہے جب وہ اس بنک کے پیچھے نہیں تو کس کے پیچھے جائیں گے۔ یہ اتفاق فونڈری ان کو پیسہ دے گی۔ یعنی یہ تو ایک مذاق ہے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ There is no intention of running this bank یہ صرف بغاوت ہے۔ اگر آپ بنک چلانے چلے ہیں تو ایسے کوئی بنک چل سکتا ہے۔ جہاں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے کوئی تعاون نہیں۔ جو بڑے بڑے بنک ہیں ان سے کوئی تعاون نہیں۔ پھر 1977ء میں فیڈرل کوآپریٹو بنک بنایا گیا تھا کہ جس کا اپنا قانون تھا اور اس کے تحت پنجاب کوآپریٹو بنک بھی بنایا گیا۔ وہ بنک موجود ہے اور یہ بنک پنجاب گورنمنٹ چلا رہی ہے۔ آپ اس بنک کو کیوں نہیں چلاتے۔ اس بنک میں کیا خرابی ہے۔ وہ بنک موجود ہے۔ لیکن اس بنک کا کہیں ذکر نہیں۔ پنجاب کوآپریٹو بنک اسی طرح چل سکتا ہے اگر آپ بنک چلانے میں سنجیدہ ہیں۔ لیکن اگر آپ کا مقصد بنک بنانے کا کچھ اور ہے یعنی بغاوت کا اعلان ہو تو پھر وہ بات اور ہے اور پھر میں ان foundation documents کو دیکھتا ہوں تو سب سے حیرت کی بات یہ ہے کہ اس میں کوئی objective clause نہیں۔ جو بھی بنک یا کارپوریشن رجسٹرڈ ہے اس کی سب سے اہم چیز objective clause ہے کہ اس کی objective clause کیا ہے۔ اس بنک کا کوئی objective ہی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ objective صرف بغاوت ہے۔ جناب والا! یہ بنک بنانے چلے ہیں۔ یہ بڑا حساس معاملہ ہے۔

It involves national security- آپ کرنسی کی بات کرتے ہیں۔ جب بنک اپنی کرنسی کو بڑھا دیتا ہے تو ملک میں افراط زر پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بنک غلط لوگوں کو قرضہ دے تو ساری صنعت نیچے آ جاتی ہے۔ یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ نہ اس میں objective clause ہے' نہ آپ نے سوچا ہے اور اس میں کوئی پلاننگ کی گئی ہے اور میں 1962ء کے Banking Ordinance میں سے ایک دو پوائنٹ یہاں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! ابھی تو میں نے 10 فی صد بات بھی نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ ایک دو منٹ میں بحث کو سمیٹ لیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! ابھی انھوں نے صرف 15 منٹ بات کی ہے۔ میں نے گھڑی دیکھی تھی۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کے سامنے گھڑی نہیں ہے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا ! یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ بنکنگ ایک fiduciary subject ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ It involves money, it involves principle اس کو صرف وفاقی حکومت چلا سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں لوگوں کا کروڑوں روپیہ آئے گا۔ جب بنک کا منیجنگ ڈائرکٹر فون اٹھاتا ہے تو جو وہ بات کہتا ہے اس بات پر بنک پابند ہے۔ جب بنک ایک ٹیلکس بھیجتا ہے اور جب بنک ایک letter of credit بھیجتا ہے تو باہر کے بنک اس لیٹر آف کریڈٹ پہ کروڑوں روپے دیتے ہیں۔ اس لیے یہ ایک fiduciary subject ہے اور جس طرح ہم نے دیکھا ہے کہ اگر یہ اتفاق گروپ کا ایک subsidiary بن جائے گا تو کس طرح یہ ایک fiduciary subject رہ سکتا ہے اور کس طرح یہ اس وزیراعلیٰ کے تحت بنک چل سکتا ہے۔ جس نے اپنے discretionary fund پہ پنجاب کے خزانے کو نہیں چھوڑا۔ یعنی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سات کروڑ روپے پنجاب کے خزانے سے نکال لیے ہیں اور اپنی صوابدید پر رکھے ہیں' آپ اس کے ہاتھ پہ بنک چھوڑیں گے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو بنک کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے۔ آپ ان کا 1985ء کا ریکارڈ دیکھیں کہ جناب انھوں نے ایک کروڑ 30 لاکھ روپے declare کیا ہے۔ اس کے بعد اتفاق فاؤنڈری میں دو کروڑ روپے۔

جناب سپیکر: سلمان تاثیر صاحب آپ relevant رہیے گا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ It is fiduciary subject-

جناب سپیکر: آپ بنک کے بارے میں بات کیجئے گا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! بنک بھی تو پنجاب کے وزیراعلیٰ کے کنٹرول میں ہے۔

Sir, the Bank will be under the control of the Chief Minister of Punjab, and the Chief Minister of Punjab has officially declared 10 crores of rupees in foreign currency, and 6 crores out of it.....

تو بات یہ ہے کہ

When the Chief Minister of Punjab will be running the Bank or the Bank will be under him....

اور اگر اس شخص نے دس کروڑ روپے غیر ملکی کرنسی لے کے سرکاری طور پر 6 کروڑ روپیہ declare کیا ہے تو پھر آپ یہ بتائیں کہ ایسے بنکنگ چل سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ banking is fiduciary subject اور اس کو ہم ایسے نہیں چلا سکتے۔ جناب والا! مجیب الرحمٰن نے اپنے چھ نکات میں صرف یہ ذکر کیا تھا کہ banking currency shall be with the Bangla Desh Govt. اس نے صرف اس کا ذکر کیا تھا' کوئی قانون پاس نہیں کیا تو ان پہ غداری کا الزام لگایا گیا اور سب سے بڑھ بڑھ کے جماعت اسلامی غداری کا الزام لگا رہی تھی اور جو اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں تماشا دیکھ رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ مجیب الرحمٰن غدار ہے اس نے ایسی بات کا ذکر کیسے کیا۔ لیکن وہ تماشے میں شامل ہیں۔ وہ شاید ہمیں یہ بھی بتائیں گے کہ جو ولی خان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ سلمان تاثیر صاحب۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا! میرا آخری پوائنٹ ہے۔ میں اس بات کو ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! سب سے جو اہم بات ہے جس پر ہمیں سوچنا پڑے گا کہ یہ بنک آف پنجاب اگر چلا' لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ چلے گا نہیں' لیکن جیسے بھی چلا تو یہ آئی جے آئی کا بنک ہوگا یعنی فنڈز

اکٹھے کیے جائیں گے اور آئی جے آئی کے مفاد پر خرچ کیے جائیں گے۔ جس طرح سے آپ کا سالانہ ترقیاتی منصوبہ جو Federal public record ہے۔ جس کے تحت 660 کروڑ روپے کا سالانہ ترقیاتی پلان ہے۔ اس کے اندر 164 کروڑ روپے خاص طور Special priority programme, special funds for education development یعنی سالانہ ترقیاتی پروگرام کا بیس فی صد آئی جے آئی کے ممبرز کے لیے جو رکھا گیا ہے تو پھر اس بنک کا کیا حشر ہوگا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ سلمان تاثیر صاحب۔ جناب اسلم گورداسپوری صاحب۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری:

رات جل اٹھتی ہے ظلمت و شدت سے ندیم
لوگ اس وقفہ ماتم کو سحر کہتے ہیں

جناب سپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج اس جمہوری ایوان میں ہردھانڈلی کو قانون قرار دے دیا گیا ہے۔ ہرڈاکے کو آئین بنا دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! چند بنیادی اصولوں پر ہی کسی ملک اور کسی قوم کی سالمیت کی اساس ہوتی ہے۔ اس کی سالمیت آئین ہوتا ہے اور اس انتہائی نازک سالمیت کے خلاف جب کوئی منظم سازش کی جائے اس کو مجروح کیا جائے اور ایک صوبے کی طرف سے اس پر عمل کیا جائے تو اس ملک کی سالمیت اور اس ملک کا مفاد بہت ناممکن ہے کہ وہ قائم رہ سکے۔ جناب سپیکر! آج وقتی ضرورتوں اور سیاسی مصلحتوں پر ملک کے آئین کو قربان کیا جا رہا ہے۔ اسے قتل کیا جا رہا ہے۔ بنک کی بات سلمان تاثیر صاحب نے بہت کی ہے' بغاوت کی بہت ہی طویل اور لمبی فہرست ہے۔ یہ کون ہے؟ کیا سازش ہے؟ کہ پورے پاکستان میں صرف ایک صوبے کا وزیراعلیٰ بہت بڑے عذاب میں مبتلا ہے' اسے کئی تکلیفیں ہیں۔ انہیں تکلیف ہے کہ وہ ٹی وی سٹیشن بھی اپنا بنانا چاہتے ہیں' وہ ریڈیو سٹیشن بھی اپنا بنانا چاہتے ہیں' وہ سوئی گیس بھی اپنے قبضے میں لینا چاہتے ہیں ٹیلیفون کی بھی انہیں بہت تکلیف ہے۔ ان کو بجلی کی بھی بہت تکلیف ہے۔ یہ محکمے بھی ان کے انڈر آنے چاہئیں۔ جناب سپیکر! وہ کہتے ہیں کہ انہیں Public Service Commission کی بھی بہت تکلیف تھی۔ انہوں نے Public

Service Commission کا بل بنا کر اس صوبے میں اپنی پوری مطلق العنانیت کا اعلان کر دیا اور ایک باقی معمولی سا اعزازی عہدہ چانسلر کا رہ گیا تھا انہوں نے اس پر بھی ڈاکہ ڈال دیا۔

جناب سپیکر: گورداسپوری صاحب' آپ پنجاب بنک پر بات کریں اور اس کے پرنسپل کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا! اصولوں کو توڑ کر ایک بنک بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جتنے اصولوں کو آج تک توڑا گیا ہے میں ان کی بات آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں۔ میں یاد دہانی کرا رہا ہوں کہ یہ بنک ایک نئی بات نہیں۔ یہ بنک بنانے کا ایک نیا واقعہ نہیں۔ یہ حسب معمول بغاوت کا ایک کارنامہ ہے۔ بندہ نواز' یہ بنک کیا ہے؟ پاکستان میں بنک موجود نہیں' شیڈول بنک موجود نہیں۔ کیا سوچ کارفرما ہے۔ کس چیز کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔ کس بات میں ترمیم پیدا کی جا رہی ہے۔ یاد رکھیے وہ بھی ایک ترمیم تھی جو یزید نے بیعت کے سلسلے میں کی تھی۔ وہ کیا تھی؟ وہ امنڈمنٹ نہیں تھی۔ کیا اس نے مرکزی integration اور اس مرکز سواد اعظم کے خلاف بغاوت نہیں کی تھی۔ کیا ہوا تھا سقراط کے ساتھ۔ کس بات پہ سقراط کے ساتھ جھگڑا چلا تھا۔ جب وہ سنٹر تھا اور جب حکومت آئی اور oligarchy کی حکومت نے اپنے اقتدار کی جنگیں شروع کیں اپنے ہمسایوں سے تو ایک بل لایا گیا کہ ہم لوگوں کو جبری جنگ میں بھرتی کریں گے جس پر سقراط نے مہر نہ لگائی۔ اس نے کہا کہ میں اس اصول پر کبھی سمجھوتہ نہیں کروں گا جو اساس کا اصول ہے۔ جو سواد اعظم کا اصول ہے اور آج اس کو زہر دیا گیا ہے۔ بندہ نواز جب قانون اور اصول توڑے جاتے ہیں قوموں کے تو پھر سقراط زہر پیتے ہیں۔ حسین نیزے کے سر چڑھتے ہیں۔ بندہ نواز' کانپے ڈریے اس وقت سے۔ کیا ہو گا اگر آپ بنک بنا لیں گے۔ بنک بنا لیجئے کیوں؟ یہ 1985ء کو یہ وزیراعلیٰ نہیں تھے' اس وقت بنک کی تکلیف کیوں نہ ہوئی' اس وقت وائس چانسلر کا عہدہ کیوں نہ چھینا گیا۔ اس وقت ان کو ٹی وی سٹیشن کیوں یاد نہ آئے؟ آج کونسی نئی دنیا بدل گئی ہے؟ اس ملک میں کیا حالات ایسے بن گئے ہیں کہ ایک متوازی گورنمنٹ بنائی جا رہی ہے اور ایک متوازی سسٹم بنایا جا رہا ہے۔ شیڈول بنکوں کا کیا ہو گا اگر پنجاب بنک بن گیا۔ اتنا بڑا با اثر شخص اور اتنا بڑا حکمران' اتنے بڑے صوبے کا حکمران جب اپنا بنک بنائے گا تو شیڈول بنکوں کا کیا حشر ہو گا۔ قومی معیشت کا کیا حشر ہو گا۔ قومی معیشت برباد ہو جائے گی۔ وہ اپنے حکم سے

جس طرح آج اپنے ادارے چلا رہے ہیں کہ وہ پیپلز پارٹی کو واسا تک ایک گرنٹ نہیں لگانے دے رہے تو وہ اپنے کس شخص کو حکم دیں گے یونائیٹڈ بنک میں اپنا روپیہ رکھو' حبیب بنک میں روپیہ رکھو وہ نیشنل بنک میں اپنا پیسہ رکھنے دیں گے' مسلم کمرشل بنک میں رکھنے دیں گے' کہاں جائے گا یہ پیسہ اور یہ نیا راستہ جو اس ملک کی تباہی کا کھلے گا اس کا حشر اور انجام کیا ہوگا۔

بندہ نواز! سیاسی اعتبار سے یہ انتہائی خطرناک صورت حال ہے کہ اس صوبے کو ایک مافیا بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اتنا بڑا مافیا قائم کر دیا جائے کہ کوئی قیادت اور کوئی نظریہ اس کو توڑ نہ سکے۔ اس کو بریک نہ کر سکے۔ اور کوئی نعرہ کسی ووٹ کو نہ توڑے اور گروپ بندیوں کو نہ توڑ سکے اور اس مافیا سے جس طرح آج سمگلنگ کا اور رشوت ستانی کا "مافیا" قائم ہے اسی طرح سے ایک بنک سسٹم کا مافیا قائم ہو جائے گا۔ کون سی قوتیں ہیں جو شہزادے سلیم سے باغی شیخو بنا رہی ہیں؟ وہ کونسی طاقتیں ہیں جو داراشکوہ کو حق کا نام لے کر بغاوت پر آمادہ کیے ہوئے ہیں۔ کیوں؟ دوسرے صوبوں کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں۔ کیا اکبر بگٹی پیپلز پارٹی کا وزیراعلیٰ ہے۔ جب اسے یہ تکلیفیں یاد آگئیں تو پھر۔ پنجاب کے نمائندو اور پنجاب کے حکمرانو! آج میری یہ بات سن لو۔ آج یہ بات آپ کے لبوں پہ ہے کہ ہم بنک بھی اپنا لیں گے۔ ٹی وی آئے گا کل اگر بلوچستان کے کسی شخص کی زبان پر یہ بات چڑھ گئی تو یاد رکھنا یہ حقیقت کا روپ دھار جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) تم مذاق کر رہے ہو' تم متوازی سسٹم بنا کر مرکز سے کھیل رہے ہو۔ کیوں؟ کیا مرکز کو صوبے میں تکلیفیں نہیں ہیں؟ کیا ہمیں صوبے میں تکلیفیں نہیں ہیں صوبے میں؟ کیا مرکز اپنی آسائش کے لیے یہاں تھانے کھول سکتا ہے۔ کیا مرکز یہاں واسا کے دفاتر بنا سکتا ہے' کیا مرکز یہاں ایل ڈی اے بنا سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) نئی کارپوریشن کھول سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اسلم گورداسپوری صاحب' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوگیا ہے۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: میں صرف دو منٹ اور لوں گا۔ جناب سپیکر! جمہورت میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اختیارات کو سلب کیا جائے' جمہوریت میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اختیارات کو ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے۔ جمہوریت کو ہمیشہ جمہوری نظام میں اختیارات کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ اختیارات کو بانٹا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ جمہوریت کا نظام نہیں چل رہا۔ یہ مارشل لاء کا طرز

حکومت ہے - یہ مارشلائی حکومت ہے' یہ مارشل لاء کا انداز حکومت ہے کہ ہر چیز اپنے قبضے میں لے لو۔ سانس لے لو' ہوائیں لے لو' پانی کو اپنے اختیار میں کر لو۔ کس کس چیز کو اپنے اختیار میں کرو گے؟ کیا کیا چیزیں آپ کے اختیار میں ہیں۔ بندہ نواز! بات اتنی سی ہے کہ اس ملک میں ہم نے جمہوری عمل کو جاری رکھنا ہے تو ہر شخص کو آئین کے مطابق چلنا پڑے گا۔ ہر شخص کو آئین کے ساتھ چلنا ہوگا۔ مجھے پتا ہے کہ میری تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ اصولوں کی شہادت کا وقت بہت قریب ہے۔ میں فانی کے شعر پر اپنی تقریر ختم کروں گا۔

وہ اٹھا شور ماتم آخری دیدار میت پر
اب اٹھا چاہتی ہے نعش فانی دیکھتے جاؤ

بہت بہت شکریہ۔

رانا پھول محمد خان: جناب ہمیں بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) اب میرے پاس دو معزز اراکین کے نام باقی ہیں جو اس بل پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ اور وصی ظفر صاحب کے نام ابھی باقی ہیں۔ میں ان کو تجویز کروں گا کہ وہ اس بل پر اپنا اظہار رائے اگر قربان کردیں تو میں ایوان کے سامنے سوال پیش کر دوں اور ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ہم اس بل کو dispose of کر لیں گے اور ساڑھے آٹھ پونے نو بجے کے قریب ہم رانا شوکت محمود کے کھانے میں شرکت کر لیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب تیسری خواندگی کب ہوگی؟

جناب سپیکر: تیسری خواندگی ابھی ہوگی اور کب ہوگی؟

نواب زادہ غضنفر علی گل: ابھی تو پہلی خواندگی مکمل نہیں ہوئی۔ پھر دوسری خواندگی ہوگی پھر question put ہوگا۔

جناب سپیکر: تیسری خواندگی میں چونکہ یہ منی بل ہے اس لیے اس میں کوئی ترمیم نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! کلازیں put تو کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو میں put کروں گا بات یہ ہے کہ میں محترمہ فوزیہ حبیب سے یہ کہہ رہا ہوں

اور جناب وصی ظفر صاحب سے یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ اگر اس میں قربانی.....

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! قربانیاں ہم نے ہی دیتے رہنا ہے۔ حکومت بھی تو کوئی قربانی دے۔

جناب سپیکر: آپ کو تو قربانی دینے کی میں بات نہیں کر رہا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ابھی ان کو ہماری قربانیوں سے تسلی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: آپ تو بات کر چکے ہیں۔ آپ تو باقی ممبران کا بھی وقت لے گئے ہیں۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر قائد حزب اختلاف کی طرف سے آج کھانا دیا جا رہا ہے۔ In a good gesture I would request اس وقت آپ اجلاس کو ملتوی کر دیں کہ کھانے کے بعد اجلاس کا وقت رکھ لیں ہم پھر آنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ لیکن اس کو جواز نہ بنایا جائے کہ قائد حزب اختلاف کے کھانے میں دیر ہو جائے گی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ as a good gesture آپ اسے ملتوی کر دیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جب قائد حزب اختلاف موجود ہوں تو پھر ڈپٹی لیڈر اس سیٹ سے نہیں بول سکتے۔ یہ بات میں نے جناب والا! کو کئی دفعہ نوٹ کروائی ہے۔

ایک آواز: اجازت ہے۔

میاں منظور احمد موہل: نہیں اجازت ہے۔ قطعاً" اجازت نہیں ہے کیونکہ رولز اجازت نہیں دیتے ہیں۔ اس پر جناب والا! کا واضح فیصلہ آ جانا چاہیے جب رولز موجود ہیں.....

جناب سپیکر: میاں صاحب ٹھیک ہے میں اس کا فیصلہ دوں گا آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! رولز موجود ہیں اگر رولز موجود نہ ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب میں اس پر فیصلہ دوں گا۔ شکریہ آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا میں نے جو بات کی ہے محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ' اور وصی ظفر صاحب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

محترمہ فوزیہ حبیب: جناب والا! آپ ہمارا یہ حق ہم سے نہ لیں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے آپ نے؟

محترمہ فوزیہ حبیب: ہمارا یہ حق ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اس پر بولنے کی اجازت ہونی

چاہیے۔

جناب سپیکر: نہیں! آپ اگر بولنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

(قطع کلامیاں)

وصی ظفر صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: بسم اللہ کیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ آج قائد حزب اختلاف کی طرف سے تمام ایوان کے لیے پہلا کھانا ہے۔ اس کو jeopardise کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیدہ دانستہ قائد حزب اختلاف کے کھانے کو خراب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر نہیں آنا تو ہمیں بتا دیا جائے۔ یہ میری اپنی feeling ہے وہ میں نے آپ کو convey کر دی ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں بالکل بات کرنا چاہتا ہوں لیکن میں قائد حزب اختلاف کے کھانے کو بھی کامیاب کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ نہ بولیئے۔ question put کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ قائد حزب اختلاف کا کھانا بروقت شروع ہوجائے تو اس کا آپ کو پہلے خیال اور احساس کرنا چاہیے۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رولز کے مطابق اس اجلاس کو آج رات 8 بجے ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ اب اس وقت 30 منٹ زیادہ ہوگئے ہیں اور آپ نے وقت میں توسیع نہیں کی۔ رولز کے مطابق اس اجلاس کو 5 گھنٹے کے بعد ختم ہو جانا چاہیے تھا۔ اب یہ تیس منٹ کی غیر قانونی کارروائی کس کھاتے میں جائے گی۔ یہ آدھے گھنٹے کی کارروائی کہاں جائے گی؟

جناب سپیکر: ان باتوں پر آپ وقت کیوں ضائع کر رہے ہیں؟ ان باتوں کے لیے تو آپ کے پاس وقت ہے اور یہ باتیں آپ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب آپ یہ declare کریں کہ یہ آدھے گھنٹے کی کارروائی غیر قانونی ہے اور اس کارروائی کو آپ ختم کریں۔ کیونکہ 5 گھنٹے تو ختم ہوگئے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اجلاس پورے تین بجے شروع نہیں ہوا declare تین بجے کیا گیا تھا لیکن تین بجے اجلاس شروع نہیں ہوا۔ کیونکہ دیکھنا یہ ہے کہ پانچ گھنٹے کب بنتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی: شروع ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس میں وقت بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے شک یہ اجلاس رات گیارہ بجے تک بھی جاری رہے وقت میں توسیع کرنے کی ضرورت نہیں۔ صبح کی نشست کے لیے وقت کی پابندی ہے۔ آپ کے پاس اگر کوئی رول ہے تو اس کا حوالہ دیجئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! united nation میں force labour پر پابندی لگائی گئی ہے اور یہ force labour لی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ بات کرنا چاہیں گے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں بالکل بات کرنا چاہوں گا میں جناب بالکل کرنا چاہتا ہوں میں کیوں نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: تو پھر شروع کیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ساڑھے آٹھ بجے میں اجلاس ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات شروع کیجئے میں نے اسی لیے آپ سے کہا تھا کہ اگر آپ دو صاحبان اظہار خیال کی قربانی دیں تو ہم اجلاس کو ساڑھے آٹھ بجے ختم کر سکتے ہیں۔ آپ کو اپنے قائد حزب اختلاف کے کھانے کا بروقت شروع ہونے کا احساس نہیں تو وہ لوگ اس کا کیوں خیال کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی: قربانی چاہیے تے رانا پھول خان دے دیوے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! رول 181 کا فائدہ اٹھالیں۔ اس سے دونوں مسئلے حل ہو

جائیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: چلے گا اجلاس سحر تک۔

چودھری محمد وصی ظفر: اگر کھانا چھوڑنا ہے تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں اگر کھانا کھانا ہے تو کھانا کھا کر واپس آ جاتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اجلاس جاری رکھیں صبح تک جاری رہے گا۔ کیونکہ رات کی نشست کے لیے وقت کی پابندی نہیں۔

جناب سپیکر: ہاں کوئی پابندی نہیں۔ وصی ظفر صاحب بسم اللہ کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے۔ جناب والا! ہم کھانے سے واپس آ جائیں گے' یہیں بیٹھیں گے۔ ساری رات جاگیں گے اجلاس کو جاری رکھتے ہیں کیونکہ رات کی sitting میں کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی اس میں کوئی time limit نہیں۔ وصی ظفر صاحب بسم اللہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس اجلاس کو جاری رکھتے ہیں اور کھانا وانا اب سمجھیں کہ ختم' اور اب تقریروں پہ اکتفا کرتے ہیں۔ آج کا یہ شوق بل پاس کروانے کا ضرور پورا ہوگا اور آج کے بعد ان شاء اللہ ہم اس فلور پر کوئی شوق پورا نہیں ہونے دیں گے' میں یہ اعلان کرتا ہوں اور آج کے بعد ہم کسی arrangement کے ساتھ نہیں چلیں گے' ہماری کس بات کو کمزوری کے تحت قبول نہ کیا جائے۔ (ٹھہرو بات سنو' اپنے ہی ساتھیوں سے کہا) اگر آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وصی ظفر کے خاندان کے تمام افراد کو زمین کی cancellation کے نوٹس بھیج کے' اس پر مقدمات قائم کر کے' اس کی تین اسلحہ فیکٹریوں کے لائسنس cancel کر کے' آپ ہم کو دبا لیں گے۔ نہیں' ہم آپ کا مقابلہ کریں گے' ہر جگہ کریں گے اور میں اپنے حق پر بولوں گا اور آج میں اس فلو پر ساری رات بولوں گا اور ہم کسی arrangement کے پابند نہیں۔ آپ ـــــ "بل پاس" ـــــ کروائیں گے اور ہم اپنے حق پر بولیں گے نہ ہمارا آدھ گھنٹے کا ہے اور نہ دس منٹ کا ہے۔ میں تقریر شروع کرتا ہوں اور میں پہلے بتا کے شروع کرتا ہوں کہ میں اس تقریر کو close نہیں کروں گا۔ ہمارے ٹریژری بنچز کے ساتھ کیے گئے تمام arrangement ختم ہیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب میری بات سنیئے۔

چودھری محمد وصی ظفر: میری دو مربع کیا' میری آٹھ (8) مربع زمین کیا میری تین اسلحہ فیکٹریاں تو کیا۔ میں آپ کے پاس تحریک استحقاق لے کر آیا کہ میرے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے۔ آپ نے اس کو پیش کرنے سے انکار کیا۔ ہر کوئی ادھر پارٹی ہے' میں مقابلہ کر کے بتاؤں گا' ہمارا نرم رویہ محض اس وجہ سے نہیں تھا ہم ایسے کیوں کر ایسی پراپرٹی کو ٹھوڈ مارتے ہیں۔ ہم عوام کے حقوق کے لیے آپ کو لڑ کے بتائیں گے' میں اس پراپرٹی پر اس فیکٹری پر تھوکتا بھی نہیں ہوں جو مجھے کسی کتے سے بھیک مانگ کر لینی پڑے۔ میں کسی کتے کے آگے ہاتھ پھیلا کر قطعاً" نہیں بولوں گا۔ میں اپنا لور بھی سب کچھ کھونے کو تیار ہوں' لیکن اگر پنجاب گورنمنٹ میں ہمت ہوئی تو میری زمین میں پاؤں رکھ کر دکھائے گی تو میری بات لگے گی۔ ادھر فوجیں آئیں گی ادھر پولیس آئے گی۔ آپ نے ہمارے حوصلے کو' ہمارے arrangement کو ہماری بُرد باری کو کمزوری سے موسوم کیا' ہم بدمعاشی کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس معزز ہاؤس کا رکن ہوتے ہوئے ہماری ہم دردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ وزیر قانون صاحب ایکشن لیں گے وہ ان کے نوٹس میں لائیں۔ تحریری درخواست لکھ کر دیں' اس پر تحقیقات ہوگی اور ہماری ہم دردیاں ان کے ساتھ ہوں گی۔ آپ کو انصاف ملے گا۔ یہ پیپلز پارٹی کی حکومت نہیں جو بے انصافی پر کمر باندھ لے' ہم تو اسلام پسند لوگ ہیں ہم انصاف کریں گے اور آپ کو پورا پورا انصاف ملے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب تشریف رکھیں۔ ملک صاحب تشریف رکھیں گے' آغا صاحب ذرا تشریف رکھیئے۔ گمن صاحب تشریف رکھیں۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں' گمن صاحب تشریف رکھیں۔ آپ کا کیا مسئلہ ہے۔ آپ اس میں یوں ہی کھڑے ہوگئے۔ گمن صاحب آپ کو کیا problem ہے۔ آپ تو کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہتے پھر اس میں آپ کا کیا مسئلہ ہے۔ میں آپ کو عرض کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آغا صاحب تشریف رکھیں۔ آغا صاحب۔

I don't allow to speak. Please take your seat. Please have seat, Agha Sahib, have a seat.

وصی ظفر صاحب تشریف رکھیں۔ سردار صاحب تشریف رکھیں گے۔ اس وقت اس مسئلے کا حل

تو یہی ہے کہ motion put کیا جائے۔ (اور اس کے ساتھ ہی حزب اختلاف کے تمام اراکین اسمبلی اپنی اپنی سیٹوں سے اٹھ کر ہاؤس کے سنٹر میں جو کچھ ہموار جگہ ہے سپیکر کے آگے رپورٹرز (سرکاری) کی کرسیوں کے ساتھ نیچے زمین پر بیٹھ گئے۔) اور باجماعت کہنے لگے کہ ہم یہاں پر قوالی کریں گے اور ساری رات قوالی کریں گے اور ہم آج نہیں جائیں گے۔

جناب سپیکر: جناب شوکت حسین مزاری صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ مزاری صاحب کی بات سنی جائے۔ میں آپ اس اسمبلی کے بڑے ہی معزز رکن اس اسمبلی کے ہیں۔ آپ اس اسمبلی کے بڑے محترم رکن ہیں۔ ہمیں جمہوری روایات کی پاسداری کرنا ہے اور ہمیں نئی روایات ایسی نہیں ڈالنی چاہیں جو روایات پہلے اس ایوان میں نہیں ہیں۔

(قطع کلامیاں)

سردار شوکت حسین مزاری: جناب والا! اگلے دن جب وزیراعلیٰ کی طرف سے کھانے کی دعوت دی گئی تو یہ حقیقتاً" کھانے کی دعوت نہیں تھی۔ انھوں نے پنجاب کے عوام کو پاکستان کے عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ ہم تو ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ لیکن پاکستان پیپلز پارٹی ہمارے ہاتھ جھٹکتی ہے۔ ہم نے بسروچشم ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے پاس ہم گئے۔ خلوص دل سے گئے اور یہ تاثر دینے کے لیے کہ ہم ہر اس قسم کا خیر مقدم کریں گے جو کہ اس صوبہ کی بہتری کے لیے ہوگا۔ جو کہ اس قوم کی بہتری کے لیے ہوگا۔ جو کہ اس ملک کی بہتری کے لیے ہوگا۔ اگر سیاست دان آپس میں افہام و تفہیم سے بات کریں تو زیادہ بہتر ہوتا ہے لیکن آج مجھے یہ کہتے ہوئے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے دعوت نامہ جاری کیا گیا اور قبول کیا گیا۔ آٹھ بجے رات ٹائم مقرر کیا گیا۔ یہ ان کی مرضی سے دن مقرر کیا گیا۔ ہم نے وقتاً" فوقتاً" وزیر قانون' چودھری پرویز الٰہی صاحب اور میاں شہباز شریف صاحب اور آپ سے تین چار بار متفقہ طور پر درخواست کی کہ اگر یہ بل پاس نہ ہوا تو کوئی قیامت نہیں ٹوٹے گی۔ کوئی حرج نہیں ہوگا۔ ہم نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ بل پاس ہو تو کھانے کے بعد اجلاس جاری رہے۔ ہم ساری رات آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر آپ کی کوئی مجبوری ایسی ہے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے باوجود ہمارے ہاتھ بڑھانے سے آپ لوگوں کا یہ رویہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس بنا پر یہ تاثر دیا جا رہا ہے۔ کیا پیپلز پارٹی آپ سے تعاون نہیں کرتی۔ کیا پیپلز پارٹی سیاسی

مقاصد کو حل کرنے نہیں دیتی۔ حالانکہ پیپلز پارٹی ہر مقام پر آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ آپ کو ساتھ ملانا چاہتی ہے۔ لیکن آپ کے رویہ سے ہمیں بہت افسوس ہے کہ جان بوجھ کر اس کھانے کی دعوت کو جو طے تھی جس میں ٹائم اور وقت مقرر تھا دن بھی وزیراعلیٰ کی طرف سے طے ہوا تھا۔ دعوت کا وقت مقرر ہے اس کو جان بوجھ کر خراب کیا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چند صاحبان یہ تاثر دیتے ہیں کہ جب تک یہ بل پاس نہیں کریں گے ہم کھانے پر نہیں آئیں گے۔ یہ ہمیں بڑا افسوس ہے۔ ہمیں آپ سے یہ توقع نہ تھی۔ یہی چیز میں نے گزارش کرنی تھی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وزیر قانون! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: آپ بھی اس بات کے شاہد ہیں۔ معزز اراکین اسمبلی جو ہاؤس میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ بھی اس بات کے شاہد ہیں۔ پریس بھی یہاں پر موجود ہے۔ کل جناب قائد حزب اختلاف نے بات کی۔ جناب وصی ظفر صاحب نے بات کی۔ جناب نے اس بات کو آج پھر ہاؤس میں دھرایا.....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! آپ خود ہی دیکھیں کہ ادھر سے شوکت مزاری صاحب نے بات کی ہے۔ جب انھوں نے بات کی ہے تو ہم نے ان کی بات کتنی تسلی سے سنی ہے۔ ہم میں ان کی بات سننے کا حوصلہ ہے۔ لیکن ان میں ہماری کسی بات کو سننے کا حوصلہ نہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنتے ہیں؟ تو پھر سنیئے۔ اگر آپ میری بات سنتے ہیں تو پھر سنیئے۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو بات کرنے دیجئے۔ میں یہ کہتا ہوں (قطع کلامیاں) میں یہ کہتا ہوں' آپ بات سنئے۔ جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں آپ سے یہی عرض کر رہا تھا کہ جناب والا! اس بات کے شاہد ہیں۔ معزز اراکین اسمبلی اس بات کے شاہد ہیں۔ ہمارا مقتدر پریس اس بات کا شاہد ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔ جناب والا! کوئی ایسی بات نہیں۔ اگر نواب زادہ نصنفر گل آدھ گھنٹے کے بجائے سوا گھنٹا بولیں تو اس کا الزام بھی ہمارے سر پر۔ معاہدے کے باجود آدھے گھنٹے کے بجائے سوا گھنٹا بولیں تو اس کا الزام ہمارے اوپر۔ (قطع کلامیاں) اگر شاہ صاحب

آدھے گھنٹا کے بجائے مزید پانچ منٹ مانگتے مانگتے پینتالیس منٹ بول جائیں تو وہ بھی الزام ہمارے اوپر۔ اگر آپ کی طرف سے ذاتی طور پر درخواست کرنے کے باوجود بھی دو معزز اراکین حزب اختلاف اس بات پر آمادہ نہ ہوں کہ وہ نہ بولیں تاکہ قائد حزب اختلاف کے کھانے پر جا سکیں تو اس کا الزام بھی ہمارے اوپر۔ جو اچھا ماحول شروع کیا گیا تھا' اس کو خراب کرنے کے لیے یہ سارا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا ہاتھ درمیان میں آگیا ہے جس کو اچھے ماحول والی بات پسند نہیں (قطع کلامیاں) اس وجہ سے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے۔ ورنہ اس کی کیا ضرورت تھی؟ جناب والا! ساڑھے آٹھ کے بجائے نو بجے بھی کھانا ہو سکتا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اب جھگڑنے والی بات رہ کون سی گئی ہے؟ جناب والا! انصاف کر دیں۔ یہاں پر سارے معزز اراکین موجود ہیں۔ یہاں پولیس موجود ہے۔ آپ موجود ہیں۔ اس میں جھگڑنے والی بات ہے کون سی؟ آپ نے کلوژ کی بات کی ہے تو آسمان گر پڑا ہے؟ آپ منی بل declare کریں تو وہ نہ مانیں اور کہیں کہ جی آپ نے جو منی بل کا فیصلہ کیا ہے وہ غلط کیا ہے اور اس پر ایک ایک گھنٹا بولتے رہیں! آپ کوئی فیصلہ کریں' رولنگ دیں اس کے خلاف یہ گھنٹا بولتے رہیں۔ جناب والا! آپ کے صبر کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ نے جتنا صبر کیا ہے' جتنے احسن طریقے سے ماحول کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے' خدا معلوم یہ چاہتے ہوئے بھی اس بات کو کیوں نہیں کر پا رہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ابھی وصی ظفر صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے اور ان کے حکم کی تعمیل میں ہم نے تعلیمی اداروں کا بل اگلے سیشن پر defer کر دیا ہے۔ میں نے ابھی وصی ظفر صاحب سے گزارش کی ہے کہ ہم privileges والا بل بھی آج نہیں کریں گے' بلکہ ایک دو دن ٹھہر کر کر لیں گے۔ تو اب رہ کیا گیا ہے؟ پانچ منٹ میں یہ question put کر کے پندرہ منٹ میں یہ سارا کچھ ہو سکتا ہے۔ تو اس سارے ہنگامے کی اصل وجہ کیا ہے؟ یہ آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ یہ جان بوجھ کر ماحول کو خراب کیا جا رہا ہے اور افہام و تفہیم کا جو سلسلہ چلا تھا زبردستی اس کا گلہ دبایا جا رہا ہے۔ اس چیز کے لیے ان کا اپنا ضمیر مطمئن ہے۔ پریس شاہد ہے اور ایوان اس بات کا شاہد ہے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے اس بل کو فوری طور پر dispose of فرما لیں۔ (قطع کلامیاں۔۔۔۔۔ شور) اس کے بعد ہم رانا شوکت محمود

صاحب کے کھانے پر جائیں گے اور جو تھوڑی بہت بدمزگی ہوئی ہے' ان شاء اللہ العزیز اس کو ہم ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں گے۔ ہم اس بدمزگی کو پسند نہیں کرتے اور اس کو کسی بھی قیمت پر مناسب نہیں سمجھتے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا اور اپنے معزز اراکین حزب اختلاف سے پر زور اپیل کروں گا کہ جو ماحول بلا وجہ پیدا کیا جا رہا ہے' اس سے احتراز کریں۔ آج جبکہ لیڈر آف دی اپوزیشن کا کھانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مہربانی کر کے ایسا ماحول پیدا نہ کریں کہ یہ جو اچھا سلسلہ چلا ہے' اس کا آغاز ہونے سے پہلے ہی ایسی بدمزگی پیدا ہو جائے۔ شکریہ جناب والا! (قطع کلامیاں) (شور)

جناب سپیکر: آپ ایسے کیسے بات کریں گے؟ آپ اپنی سیٹوں پر ہوں گے تو بات کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ (شور) میں اپنی بات کرنے سے پہلے رانا شوکت محمود صاحب قائد حزب اختلاف سے کہوں گا کہ اس situation پر اظہار خیال کریں۔

رانا شوکت محمود: جناب والا! مجھے تو بہت ہی افسوس ہے اور میں نے ایک دعوت دی تھی کہ اس سے آپس میں باہمی جذبہ مفاہمت' دوستی اور بھائی چارے کی فضا کو تقویت ملے اور اسی جذبے کے تحت ہم سب نے مل کر جناب وزیراعلیٰ کے کھانے میں شرکت کی تھی اور اکٹھے جذبے اور اکٹھے خیال کے ساتھ ہم واپس آئے تھے اور یہ خیال تھا کہ صوبہ پنجاب میں ایک ایسی سیاسی فضا قائم کی جائے۔ جس میں عوام کو سیاستدانوں کا اعتماد بحال ہو۔ ایسی فضا قائم کی جائے جس میں جمہوری اداروں کو تقویت ملے۔ جناب والا! ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ اس ملک میں عوام کے منتخب نمائندوں کو عوام کی مرضی و رضا کے مطابق حکومت کرنے کے موقع مل سکے۔ جناب والا! آج جو اس وقت صورت حال پیدا ہوئی ہے اس میں حزب اختلاف کا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اتنا عمل ہے کہ ہم نے جمہوریت کی خدمت کرتے ہوئے پھر ایک مرتبہ حزب اقتدار کے ممبران کو پھر اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ جناب والا! جو صورت حال آج پیدا ہوئی اس کے بارہ میں میں نے صبح بھی عرض کی تھی۔ کہ قانون کسی بھی طبقے میں کسی بھی معاشرہ میں اور کسی بھی ملک کے لیے انتہائی اہم چیز ہوتی ہے۔ قانون صرف وقت کے لیے نہیں اور آنے والے وقتوں کے لیے اور آنے والی نسلوں کے لیے بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ جناب قانون بناتے ہوئے ہمیں سنجیدگی ہمیں ایک خاص ذہن اور ایک خاص ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون کو نہایت غیر

سنجیدہ انداز میں لینے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا آئین کے تحت جو عہد ہے ہم اس سے منکر ہیں۔ ہمارا عہد جو ہم نے اس ایوان میں لیا تھا۔ جو ہم نے اپنی عوام سے لیا تھا کہ ہم اس ملک کو عوام کی بہتری' مرضی' رضا کے لیے چلائیں۔ جناب والا! یہاں جو مذاق قانون سازی کے لیے کیا جا رہا ہے۔ مجھے تو خود اس کی سمجھ نہیں آتی آخر ایسی کیا فوری ضرورت ہے جو بل کل پرسوں بھی آئندہ بھی ایک مہینے بعد بھی پاس ہو سکتا تھا اس کے لیے کیا ضرورت تھی کہ اس بل کے لیے صبح سے لے کر شام تک کے لیے وقت بڑھایا جائے اور آج ہی اس کو پاس کرایا جائے۔ یہ صرف ایک انا ہے ایک ضد ہے۔ میں دوسری طرف عرض کر دوں کہ میں نے جب وزیراعلیٰ صاحب کو کھانے کے لیے عرض کیا ان سے میں نے 28 تاریخ کے لیے کہا اور آپ نے بھی 29 تاریخ کو اسلام آباد تشریف لے جانا تھا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے کہا کہ 28 نہیں میں 29 تاریخ کو آسکوں گا اور پھر اس کے بعد ہم وزیراعلیٰ صاحب کی مرضی سے اور منظوری سے کیا اور ساتھ ہی ساتھ آپ نے بھی مہربانی کی آج آپ اسلام آباد تشریف نہیں لے گئے اور آپ یہاں اسی لیے ٹھہرے کہ آج کی جو ہماری کھانے کی دعوت ہوگی اس میں ہم اکٹھے ہو کر اس جذبہ دوستی کو آگے بڑھائیں گے لیکن میں نے اس ایوان میں متعدد بار عرض کی اور اسکے باوجود یہ کہا گیا اگر آپ یہ بل منظور کروالیں اور اگر آپ اپنے مقرروں کو تقریریں کرنے سے روک لیں اگر آپ اس بل کو 8 بجے ختم کرالیں گے تو ہم 8 بجے کھانے پر جانے کے لیے تیار ہیں۔ (حزب اقتدار کی طرف سے شور) آپ میری بات سنیں۔ یہ ایک سنگین اور اہم مسئلہ ہے کہ ایک جذبہ دوستی کو کیوں اس طرح پامال کیا جا رہا ہے۔ یہ کیوں استعمال کیا جا رہا ہے کہ آپ ہمارے ان ارادوں کی تکمیل کریں۔ تو پھر دوستی آگے بڑھائیں گے۔ تو جناب یہ کوئی دوستی تو نہ ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو کسی کو بدنام کرنے والی بات کہ ایک طرف تو دعوت قبول کریں اور دوسری طرف یہاں ایوان لگا کر بیٹھ جائیں اور ایوان لگا کر یہ کہیں کہ اگر آپ یہ بل منظور کر لیں تو ہمیں یہ دعوت قبول ہے۔ وگرنہ ہم دعوت میں نہیں جائیں گے۔ جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ دکھ والی اور تکلیف والی بات ہو نہیں سکتی اور سب سے زیادہ دکھ اور تکلیف تو آج مجھے ہے کہ میں تو آپ کے ساتھ مددومعاون بننا چاہتا تھا۔ یہاں ایک فضا قائم ہو جس میں ہم عوام کے حقوق کا تحفظ کر سکیں اور اس ملک میں بلکہ اس صوبے میں جمہوریت کے خلاف جو سازشیں ہیں یا جمہوریت کے خلاف جو طبقے ہیں ان کی

خواہشات پوری نہ ہوں۔ میں اب اپنی اس گفتگو کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس پر کیا کہوں سب سے زیادہ میں hearted زخم خوردہ ہوں۔ میں تو جناب ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہوں۔ میں نے تو دوستی کی خاطر ایک قدم اٹھایا پھر اس پر یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر آپ بل منظور کرائیں تو ہم آگے جائیں گے۔ ورنہ ہم نہیں جائیں گے۔ میں نے اس بات کا اعلان پہلے بھی کیا تھا۔ دوستی میں اصولوں پر کوئی صلح نہیں ہو سکتی۔ دوستی میں ہم اصولوں کو قربان نہیں کر سکتے اور نہ ہم ان سے توقع کریں گے کہ وہ اپنے اصول دوستی پر قربان کر دیں۔ لیکن اصول قوم ملک اور آئین کے مفاد میں ہونے چاہیں۔ جناب میری اتنی سی گزارش ہے۔ کھانے کی کوئی اہمیت نہیں قطعاً" کوئی اہمیت نہیں۔ کیونکہ فضا تو یہاں سے قائم ہونی ہے۔ اگر یہ فضا ہے تو پھر کھانے کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ اگر آپ اس بل کو آپ اس طرح پاس کرانا چاہتے ہیں تو پھر یہ آپ کی مرضی ہے۔ میں اس میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب میں آپ سے یہ کہوں گا آپ اپنی بات ختم کرنے سے پہلے میری آواز میں آواز ملا کر حزب اختلاف کے معزز اراکین سے کہیئے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں تاکہ میں بات کروں۔ (نو۔ نو) رانا صاحب میں آپ سے ذاتی طور پر کہوں گا کہ آپ میری بات سنیں لیکن میں اس پوزیشن میں آپ سے بات نہیں کروں گا۔ رانا صاحب میری بات سنیئے۔ میں اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک ایوان In order نہیں ہوگا۔ آپ میری بات میں بات ملایئے اور اپنے ساتھیوں سے کہیئے کہ وہ مہربانی کر کے اپنی اپنی نشستوں پر تشریف لے جائیں۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں آپ پر پورا اعتماد کرتے ہوئے اس یقین کے ساتھ کہ آپ ہمیں اور میرے دوستوں کو پورا موقع دیں کہ ہم ان بلوں پر اظہار خیال کریں اور ہماری آواز کو ہمارے گلے اور سینوں میں نہیں دبا کر رکھ دیا جائے گا میں اس مفاد کے ساتھ اپنے دوستوں کو درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں گے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ لاء منسٹر صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں گے؟ آرڈر پلیز۔ سب صاحبان اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جناب ارشد خان لودھی صاحب

تشریف رکھیں۔ جناب لاء منسٹر اپنی نشست پر تشریف لے آئیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

معزز خواتین و حضرات آج یہاں legislation کے موقع پر جو صورت حال پیدا ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ un-fortunate ہے کہ جیسے کسی نے ایسے ہی موقع پر کہا ہے کہ۔

ویرانی حیات تیرا کیا خیال ہے
ہم تو چلے تھے کاکل گیتی سنوارنے

یہاں پچھلے کچھ دنوں سے پنجاب اسمبلی میں اور پنجاب میں حالات نے مثبت رخ اختیار کیا تھا اور قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے نہایت ہی وسعت قلبی کے ساتھ بالغ نظری کے ساتھ' سیاسی تدبر کے ساتھ اور ان کے سب ساتھیوں نے بھی نہایت عقلمندی اور ہوشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے سیاسی معاملات کو درست سمت میں چلانے کی طرف کچھ پیش قدمی کی تھی۔ کشیدگی کی فضا ملک میں کم ہو رہی تھی اور آہستہ آہستہ لوگ خیر سگالی کے جذبوں کی باتیں کرنے لگے تھے۔ مفاہمت کی باتیں کرنے لگے تھے اور لوگوں نے یہ پوچھنا شروع کر دیا تاکہ اب تو لگتا ہے کہ یہ ہمارے معاملات کچھ understanding کے ساتھ چلیں گے۔ کچھ خیر سگالی کے جذبوں کے ساتھ معاملات چلیں گے اور یہ بڑی ہی ایک خوشی کی بات تھی کہ ہم سیاست دانوں نے جو بحیثیت سیاستدان اس ملک میں ہمیشہ مطعون رہے ہیں۔ جو بحیثیت ایک طبقے کے جن کو ہر انسان نے گالی دی ہے اور بحیثیت سیاست دان کے ہمیں ملک میں ہمیشہ مور دالزام ٹھہرایا جاتا رہا کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم جمہوریت کی گاڑی کو منزل کی طرف لے جا سکیں اور ہم نے غلطیاں کی ہیں اور قدم قدم پر غلطیاں کی ہیں۔ اگرچہ اس میں ہماری بہت مجبوریاں بھی شامل تھیں۔ لیکن اب ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے شاید کچھ آپ کو پہچانا ہے۔ کہ ہم نے اس ملک میں اب جمہوریت کو آگے بڑھانا ہے اور اس سیاسی عمل کو آگے بڑھانا ہے اور اب اپنی کسی غلطی سے کسی کو اجازت نہیں دینی ہے کہ اس سیاسی عمل میں کسی قسم کی رخنہ اندازی ہو۔ اس میں آج کی جو situation ہے۔ اس میں ان کوششوں کو جو اس سلسلے میں کی جاتی رہیں پنجاب میں ان کو پیچھے کی طرف موڑا ہے۔ غلطی کسی کی بھی ہو سکتی ہے۔ اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ یہ آج کسی کی

غلطی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ لیکن یہ جو کچھ ہوا یہ پنجاب اسمبلی میں میرے علم کے مطابق' میری سمجھ کے مطابق اور میرے تجربے کے مطابق اس سے پہلے میں نے نہ سنا ہے' کہیں نہ کہیں پڑھا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں اس قسم کا مظاہرہ ہوا ہو۔ تو یہ خاص طور پر اس وقت جس وقت ابھی قائد اختلاف کے کھانے کے لیے ہم سب لوگ مدعو ہیں اور اس کا ٹائم بھی ہو چلا ہے۔ تو بہرصورت میں اس موقع پر یہ کہوں گا کہ اب بھی ہمیں ہوشمندی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے اور کسی کو بھی اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ اس وقت جس طرف ہمارے سیاسی معاملات چلے ہیں کہ ہم نے ان کی اصلاح کرنی ہے ہم نے جمہوریت کی خدمت کرنی ہے۔ ہم نے ان اداروں کے وقار کو بلند کرنا ہے۔ یہ معاملات ہمارے اسی طرف چلنے چاہییں۔ ان کو پیچھے پلٹ کر نہیں چلنا چاہیے اور کسی بھی صورت نہیں چلنا چاہیے اور ان معاملات کے بارے میں پنجاب اسمبلی کی روایات میں یہ بات نہیں لیکن آپس میں جھگڑے' آپس میں تلخیاں' آپس میں کشیدگی کی فضا یہ بھی ایک جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ اس کو ہمارے ذرائع ابلاغ یا باقی لوگ اس کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ نہیں ہے۔

یہ ایک political process کا حصہ ہے اور اسمبلیوں میں ایسی کشیدگی کی فضا بھی اکثر اوقات ہو جایا کرتی ہے۔ جہاں اتنے لوگ بیٹھے ہوں جہاں اتنا compact ہاؤس ہو جہاں اتنے نمائندے ہوں وہاں ایسی باتیں ہو جایا کرتی ہیں۔ نقطۂ نظر سے اختلاف ہو جاتا ہے اور نقطہ نظر سے اختلاف کو بعض دوست انتہا تک بھی پہنچا دیتے ہیں اور یہ بات ایسی نہیں جو بالکل انہونی ہو۔ لیکن اس کو ہم نے یہاں ہی پر روکنا ہے اس کا اعادہ نہیں کرنا ہے۔ یہ اسمبلی اور یہ ایوان آپ کا ہے اس سے آپ کا وقار وابستہ ہے اس سے آپ کا احترام اور آپ کی عزت وابستہ ہے اور اپنے اس ایوان کے وقار کو بلند کرنا ہے۔ اس میں اضافہ کرنا ہے۔ نئی اچھی روایات قائم کرنی ہیں بری روایات ہم نے قائم نہیں کرنی ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ میں کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دوں گا میں آپ کا سپیکر ہوں اور آپ نے مجھے یہ عزت دی ہے آپ میرا احترام کرتے ہیں میں کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ آپ اپنی انا کا مسئلہ پیدا کر کے اس وقت جو سیاسی میدان میں ایک خوشگوار فضا پیدا ہو رہی ہے ہم اس کو ضائع کریں یا اس سے پہلوتہی کریں اور پھر خاص طور پر میں اس بات کا بھی موقع فراہم ہونے نہیں دوں گا کہ آج جناب شوکت محمود نے جو

اس سے پہلے اپنے ساتھیوں سمیت جناب قائد ایوان کے ظہرانے میں شرکت کر چکے ہیں۔ آج رانا شوکت محمود صاحب کا عشائیہ disturb ہویا اس میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہو تو میں آپ سب دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کسی قسم کا بھی انا کا مسئلہ نہیں ہونا چاہیے اور جو کچھ ہوا ہے اس پر ہم سب افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور یہ تہیہ کرتے ہیں کہ آئندہ اس قسم کا اعادہ نہیں کریں گے اس کے ساتھ ہی ایوان کو سوموار مورخہ 3 جولائی پانچ بجے شام تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

پیر، 3 جولائی، 1989ء

(دو شنبہ، 28 ذی القعد، 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 5 بج کر 57 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا
ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝
وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ
اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ
عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝
وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا
دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِايْٓءَ
يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ
الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝ فَيَوْمَئِذٍ
لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝

سورۃ الفجر آیات 15 تا 30

مگر انسان (بھی عجیب شے ہے) کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے یعنی اسے عزت دیتا ہے اور اس پر انعام فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب اس کو (یوں) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہنے لگتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور میراث کا ہمارا مال ہڑپ کر جاتے ہو اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو۔ یقیناً جب زمین کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اور جب آپ کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے اور اس دن جہنم سامنے لائی جائے گی۔ اس روز انسان کو سمجھ آجائے گی لیکن اس سمجھنے کا کیا فائدہ؟ (اس دن) کہے گا کاش اس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح کوئی عذاب نہ دے سکے گا اور نہ اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔ اے نفس مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں شامل ہو جاؤ اور میری جنت میں چلے جاؤ۔

وماعلینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سیاں محمود الحسن ڈار : جناب سپیکر! فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ٹریژری بنچز والے پہلے تشریف لائیں گے لیکن کورم پورا نہیں۔

جناب سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور یہ روایات رہی ہیں کہ وقفہ سوالات میں کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جاتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ بھی روایت رہی ہے کہ کورم کو مسلسل کم نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ کوئی روایت نہیں کہ کورم کے بغیر ہاؤس چلتا رہے۔

I insist the House is not in quorum.

جناب سپیکر : یہ درست بات ہے کہ وقفہ سوالات میں یہ روایات رہی ہیں کہ کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جاتا اس لیے کہ یہ سوالات معزز ممبران کی طرف سے ہوتے ہیں اور شروع میں جس وقت اجلاس شروع ہوتا ہے تو عام طور پر پریکٹس یہ رہی ہے کہ ممبران آہستہ آہستہ اجلاس میں آتے رہتے ہیں اور چونکہ یہ سوالات معزز ممبران کے ہوتے ہیں، اس لیے وہ اس میں کورم کا مسئلہ نہیں اٹھاتے۔ نواب زادہ صاحب! آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں اور اس بات کو سٹڈی کریں، جو میں نے کہی ہے کہ وقفہ سوالات میں عام طور پر کورم کا مسئلہ نہیں اٹھایا جاتا، لیکن اگر کوئی معزز رکن کورم کے مسئلے پر اصرار کرتا ہے تو پھر یہ ان کا حق ہے۔ پھر کورم کو چیک کیا جائے گا اور اگر ہاؤس کورم میں ہے تو پھر کارروائی جاری رہے گی اور اگر ہاؤس میں کورم نہیں ہے تو کارروائی جاری نہیں رہے گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! یہ بھی ہے کہ اجلاس کے وقت سے اب تک ایک گھنٹہ ہو چکا ہے تو کتنی دیر انتظار کیا جائے گا کہ لوگ آ جائیں تو اجلاس شروع ہو۔

It is a legislative House.

جناب سپیکر : جی، بے شک۔ اس میں ایک گھنٹہ ہو گیا ہے، لیکن میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ یہ آپ کا حق ہے کہ اس پر آپ اصرار کر سکتے ہیں، لیکن یہ کبھی اصرار کیا نہیں گیا۔ یہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔

(گنتی کی گئی)

تو ہاؤس کورم میں ہے۔ وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ میاں محمود الحسن ڈار۔

سبزہ زار سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

☆27- میاں محمود الحسن ڈار : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور میں 88-1987ء کے دوران کتنے رہائشی پلاٹوں کو کمرشل پلاٹوں میں تبدیل کیا گیا۔

(ب) ان پلاٹوں کو جن افراد کو الاٹ کیا گیا ہے، ان کے نام اور پتے کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) رواں سال 88-1987ء کے دوران سبزہ زار سکیم میں کوئی پلاٹ کمرشلائز نہیں کیا گیا۔

(ب) الف بالا جواب کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

جناب سپیکر : جی، ضمنی سوال میاں محمود الحسن ڈار صاحب۔

میاں محمود الحسن ڈار : جناب والا! وزیر موصوف یہ بتائیں کہ اگر میں اس کا ثبوت ایوان میں آئندہ پیش کروں تو جو انھوں نے جواب دیا ہے، کیا یہ ملتوی ہو جائے گا یا پھر میں اگر اپنا استحقاق کا حق پیش کروں گا تو یہ face کریں گے؟

جناب سپیکر : اس بارے میں آپ ضمنی سوال فرما سکتے ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سوال کا جواب درست نہیں تو پھر آپ کا یہ حق محفوظ ہے کہ آپ privilege motion move کر سکتے ہیں۔

میاں محمود الحسن ڈار : شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : اگلا سوال، جناب میاں محمود الحسن ڈار۔

فیصل آباد کی رہائشی سکیموں میں بیواؤں کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆28- میاں محمود الحسن ڈار : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) فیصل آباد شہر میں1988ء کے دوران رہائشی سکیم کے تحت جن بیوہ عورتوں کو پلاٹ تقسیم کیے گئے، ان کی تعداد اور ان کے مکمل رہائشی پتے کیا ہیں اور کس کس آبادی میں یہ پلاٹ واقع ہیں۔

(ب) کن کن افراد کو ایم پی اے اور ایم این اے صاحب کی سفارش پر متذکرہ پلاٹ تقسیم کیے گئے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) فیصل آباد شہر میں 1988ء کے دوران ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ اور ایف ڈی اے کی رہائشی سکیموں کے تحت بیوہ عورتوں کو کوئی پلاٹ تقسیم نہ کیا گیا ہے۔

(ب) جواب (الف) کی روشنی میں مزید جواب درکار نہیں۔

جناب سپیکر : جی، ڈار صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے ؟

میاں محمود الحسن ڈار : جناب والا! میں وزیر موصوف صاحب سے پھر وہی بات کروں گا کہ اگر میں اس کا ثبوت دے دوں تو پھر وہی میرا استحقاق محفوظ رہے گا؟

جناب سپیکر : یہ آپ کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ کا استحقاق ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار : ٹھیک ہے، جناب۔ میں ان شاء اللہ ثبوت مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر : اگلا سوال، جناب غلام سرور خان صاحب۔

واٹر سپلائی سکیم کی تکمیل

☆74- خان غلام سرور خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیکسلا شہر کی واٹر سپلائی سکیم Phase-III کا تخمینہ تیار ہو چکا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 89-1988ء میں اسے جاری کرنے کا پروگرام رکھتی ہے یا کہ نہیں، وضاحت فرمائی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) کیوں کہ ابھی تک متعلقہ کمیٹی نے اپنے حصہ کی رقم جمع نہیں کروائی ہے۔ اس لیے سکیم ہذا کی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شمولیت پر غور کرنا ممکن نہیں ہے۔

MR SPEAKER: It will be taken as read. Any Supplementary.

SYED ZAKIR HUSSAIN: No supplementary.

جناب سپیکر: اگلا سوال، جناب غلام سرور خان صاحب۔

رورل واٹر سپلائی سکیم گھٹ کی تکمیل

☆75- خان غلام سرور خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رورل واٹر سپلائی سکیم گھٹ احمد نگر جو کہ راولپنڈی ضلع میں واقع ہے، جس کی تکمیل کے لیے سال 88-1987ء کے ضمنی بجٹ میں چھ لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکیم کی تکمیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ نہیں تو وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) درست ہے۔ اس سکیم کی شمولیت مورخہ 88-1-23 کو منظور ہوئی تھی اور ضمنی بجٹ میں اس سکیم کے لیے چھ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جو کہ سکیم کی انتظامی منظوری نہ ہونے کی وجہ سے مالی سال 88-1987ء میں خرچ نہ

ہو سکی۔

(ب) یہ سکیم مالی سال 89-1988ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے اور اس لیے دس لاکھ روپے کی رقم مختص ہے۔ سکیم کی انتظامی منظوری حاصل کر لی گئی ہے، اس طرح اب سکیم کی تکمیل کا کام شروع ہو جائے گا۔

MR SPEAKER: It will be taken as read; any supplementary.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: No supplementary.

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ۔

واٹر سپلائی سکیم کو کار آمد بنانے کے لیے اقدامات

☆89- سید ذاکر حسین شاہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع خیال یونین کونسل دھمیال تحصیل و ضلع راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیم کب مکمل ہوئی اور اس پر کتنا روپیہ خرچ ہوا، نیز کیا اس سکیم کے تحت ٹیوب ویل کی منظوری ہوئی تھی یا کنوؤں کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا واٹر سپلائی سکیم کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور موضوع کی نصف سے زائد آبادی کو پانی نہیں مل رہا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی حالت کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) موضع خیال شریف میں واٹر سپلائی سکیم اگست 1982ء میں مکمل ہوئی تھی اور اس پر مبلغ 16 لاکھ 51 ہزار روپے کی رقم خرچ ہوئی تھی۔ اس سکیم کے لیے کمشنر صاحب نے کنویں کے لیے منظوری دی تھی۔

(ب) منظور شدہ سکیم کے مطابق روزانہ پانچ گیلن فی کس کے حساب سے پانی فراہم

کیا جا رہا ہے۔ جب کہ اہلیان دیسہ کا مطالبہ اس سے زیادہ مقدار میں فراہمی آب کا ہے۔

(ج) حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق بھی منصوبہ جات سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیے جاتے ہیں، جن کی سفارشات ضلعی ترقیاتی کمیٹیاں کرتی ہیں۔ اگر متعلقہ ضلعی ترقیاتی کمیٹی اس سکیم کی توسیع اور تجدید کی سفارش کرتی ہے تو حکومت اس توسیعی منصوبہ کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لیے اس مد کے وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور کرے گی۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال، جناب شاہد مرزا۔

سیوریج لائن بچھانے کے بارے میں تحقیقات

☆101- جناب شاہد مرزا: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاول پور میونسپل کارپوریشن کے گندے پانی کے نکاس کے لیے سیوریج لائن بچھانے کے لیے رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ بالا سیوریج لائن کا کام کس حد تک مکمل کیا گیا اور کتنا کام باقی ہے اور اب تک کل کتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔ بقایا کام کا کیا تخمینہ ہے۔

(ج) کیا متذکرہ سیوریج لائن بچھانے پر عمل درآمد ہوا ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ جو رقم مختص کی گئی تھی اس کی تفصیل کیا ہے۔ اس رقم کا کیا تصرف کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) جی ہاں۔

(ب) سیوریج سکیم بہاول پور فیز-I پر سیوریج اور ڈسپوزل ورکس کی تکمیل کا کام ختم ہو چکا ہے۔ یہ ساری سکیم تکمیل کے بعد کارپوریشن کو چلانے اور نگہداشت کے لیے جون 1987ء میں حوالے کر دی گئی ہے، جس کا پانی پہلے سے بنائے ہوئے نالے کے ذریعے ریلوے لائن کے پار تسلی بخش طور پر اخراج کیا جا رہا

ہے۔ اس سکیم پر ڈسپوزل ورکس سے لے کر ریلوے لائن تک فورس مین نہیں لگائی گئی، کیوں کہ اس کے بغیر ہی سکیم تسلی بخش طور پر چل رہی ہے۔ سکیم ہذا پر اب تک مبلغ -/1,82,94,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے سیوریج لائن اور ڈسپوزل ورکس ماسوائے فورس مین کے مکمل کیے جا چکے ہیں۔ مزید براں سکیم کی انتظامی منظوری 198.75 لاکھ کی دی گئی تھی، جس کے لیے حکومت کے مروجہ قواعد کے تحت بہاول پور میونسپل کارپوریشن نے حساب 1/3 حصہ مبلغ 66.25 لاکھ روپے جمع کروانے تھے، لیکن تاحال یہ رقم جمع نہ کروائی گئی، جس کے باعث 88-1987ء کے دوران -/24,50,000 روپے مختص شدہ رقم جاری نہ کی گئی اور فورس مین پر کام کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی، کیوں کہ اس کے بغیر سکیم تسلی بخش طور پر چل رہی ہے اور پانی کا نکاس پہلے سے بنے ہوئے نالے کے ذریعے ہو رہا ہے۔ اس سکیم پر مختص شدہ رقم -/1,89,28,000 روپے تھے۔ جس میں سے -/1,82,93,000 روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر : اس پر کوئی ضمنی سوال ہے ؟

جناب شاہد مرزا : جی ہاں۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ اگر میونسپل کارپوریشن اپنا حصہ نہ دے تو کیا یہ سکیم کبھی بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچے گی۔ میونسپل کارپوریشن کو چیف منسٹر صاحب اور وفاقی حکومت بھی گرانٹ دے رہی ہے تو کیوں نہ پہلے اس گرانٹ سے اس کی رقم وصول کی جائے۔

جناب سپیکر : جی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ حصہ تو انھیں فنڈنگ پیٹرن کے مطابق دینا پڑتا ہے اور جب تک کارپوریشن حصہ نہیں دے گی، میرا خیال ہے کہ یہ مکمل نہیں ہو گی چونکہ گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے۔

جناب سپیکر : شاہد مرزا صاحب کا ضمنی سوال یہ بھی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ بہاول پور میونسپل کارپوریشن کو کچھ فنڈز مہیا کر رہی ہے اور اسی طرح مرکزی حکومت کچھ فنڈز دے

رہی ہے تو کیا اس رقم میں سے لے کر اس سکیم پر نہیں لگائی جا سکتی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) : جناب والا! اس سکیم کے لیے پہلے مہیا کی گئی رقم 66 لاکھ روپے ہے۔ یہ رقم انھوں نے مہیا نہیں کی، اس لیے یہ سکیم مکمل نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر : کیا یہ 66 لاکھ روپے کی رقم کارپوریشن نے مہیا کرنی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جی ہاں! کارپوریشن نے ہی مہیا کرنی ہے۔

جناب سپیکر : تو یہی وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ رقم پنجاب گورنمنٹ کی گرانٹ سے وضع کر لی جائے اور وہ اس سکیم پر لگائی جائے، کیوں کہ یہ ایک کارآمد سکیم ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : یہ چیئرمین خود کر سکتا ہے۔ جو حکمت کی وضع کردہ پالیسی ہے، اس کے اندر یہ کارپوریشن آتی ہے تو پھر اس پر کام شروع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اس category میں نہیں آتی تو جتنا ان کا حصہ بنتا ہے، ان کو جمع کرانا پڑتا ہے، پھر ہی یہ آگے کام شروع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر : جی، یہ درست بات ہے۔ مرزا صاحب! آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد مرزا : جناب والا! عرض یہ ہے کہ اگر صوبائی یا مرکزی حکومت کی طرف سے جو گرانٹ دی جا رہی ہے، بجائے اس کے اس سے کوئی دوسرے تیسرے کام ہوں، اگر بڑا کام صحیح کیا جائے تو یہ گرانٹ کارآمد بھی ہوگی اور سکیم سود مند بھی ہوگی۔ جب تک گورنمنٹ گرانٹ نہیں دے گی۔ میونسپل کارپوریشن بہاول پور دیوالیہ ہے، وہاں سے آپ کو ایک پیسہ نہیں مل سکتا۔ اس لیے ہم یہ درخواست کریں گے کہ ہمیں یہ گرانٹ دی جائے اور صرف اسی کام کے لیے دی جائے۔

جناب سپیکر : مرزا صاحب! یہ آپ کی گورنمنٹ کو درخواست تو ہو سکتی ہے، لیکن یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب شاہد مرزا : یہ پھر اگلے سوال میں کر لیں گے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ اس پر کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

جناب عبدالقادر شاہین : میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میونسپل کارپوریشن بہاول پور کو اس لیے تو نظر انداز نہیں کیا جا رہا کہ کارپوریشن کا چیئرمین وفاقی وزیر بن گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : یہ غیر متعلقہ سوال ہے۔ ویسے میں تو یہ کہوں گا کہ اگر چیئرمین صاحب بھی درخواست دے دیں تو ہم اس پر بھی غور کریں گے۔

جناب سپیکر : اگلا سوال، میاں منظور احمد موہل۔

گلشن راوی میں گندے نالے پر پل تعمیر کرنے کے لیے اقدامات

☆108- میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلشن راوی سکیم لاہور اور غنی کالونی، نیو مسلم پارک، نگینہ کالونی، ناصر کالونی، شیراکوٹ لاہور کے درمیان بہنے والے گندے نالے (میاں میر ڈرین) سے آر پار جانے کے لیے اس علاقے کے عوام اور معصوم بچوں کو حصول تعلیم کے لیے ایک میل کا چکر لگانا پڑتا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت گلشن راوی کے ایف بلاک کے قریب اس گندے نالے پر پل بنا کر اس علاقے کے عوام جن کی آبادی پچاس ہزار سے بھی اوپر ہے، کی تکلیف کا ازالہ کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اور مناسب وقت پر مالی وسائل میسر آنے پر اس تجویز پر عمل درآمد کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! جواب دیر سے ملنے کی وجہ سے طبع نہیں ہو سکا۔ اس کے لیے معذرت چاہتے ہیں۔ ان شاء اللہ اسی اجلاس کے دوران ٹیبل کر دیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل : میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر : اگر سوال کا جواب ہی نہیں آیا تو ضمنی سوال کیسے ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا ہے کہ یہ جواب ٹیبل کر دیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل : پھر اس کو اگلے سیشن تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر : تو اس کو اگلے سیشن تک موخر کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال، چودھری شبیر احمد خان۔

واٹر سپلائی سکیم کی تفصیلات

☆125۔ چودھری شبیر احمد خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی بجٹ برائے سال 89-1988ء صفحہ 118 پر رورل واٹر سپلائی ضلع شیخوپورہ کے عنوان کے تحت سکیم نمبر 577-576 جو کہ فی الواقع ضلع لاہور کی حدود میں واقع ہیں، کو عمداً اور دیدہ دانستہ بدعنوانی اور بددیانتی کو چھپانے کی غرض سے لاہور کے بجائے شیخوپورہ میں شامل کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سکیمیں نجی اور خالصتاً ذاتی ہاؤسنگ سکیموں کی تکمیل کی غرض سے ایک سابق رکن اسمبلی کو نوازنے کی کوشش ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکیموں کے محل وقوع کی پڑتال اس مقتدر ایوان کی خصوصی کمیٹی اور ماہرین سے کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بجٹ کی کتاب کا صفحہ نمبر 118 اس جواب کے ساتھ ایوان کی میز پر رکھ دیا۔ صفحہ کے شروع میں جلی حروف میں جو عنوان دیا گیا ہے، وہ کتابت کی غلطی ہے۔ یہاں ضلع شیخوپورہ کا ذکر حقائق سے ہٹ کر ہے۔ اس صفحہ پر پہلی چار سکیمیں گوجرانوالہ کی ہیں۔ پھر جہلم، قصور، گجرات، اٹک اور میانوالی کی سکیموں کا اندراج ہے۔ ان کے بعد سیوریج سکیم ملک پارک برکت ٹاؤن

شاہدرہ لاہور اور سیوریج سکیم ڈھیر شاہدرہ لاہور کو درج کیا گیا۔ دونوں سکیموں کے نام آخر میں واضح طور پر لاہور لکھا گیا ہے، لہذا نہ حقائق کو چھپایا گیا ہے اور نہ ہی کوئی بد عنوانی اور بد دیانتی کا عنصر کار فرما ہے۔ صورت حال کی مزید وضاحت کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے کتابچہ برائے 89-88ء کا صفحہ 90 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ جہاں نمبر شمار 456 اور 457 کے تحت دونوں سکیموں کا اندراج صاف طور پر ضلع لاہور میں کیا گیا ہے۔

(ب) ہرگز درست نہ ہے۔ جہاں سکیمیں بنائی گئی ہیں، وہاں بے پناہ آبادی ہے اور آبادی کے سیوریج کے مسائل حل کرنے کے لیے عزت مآب وزیر اعلیٰ کے حکم پر یہ سکیمیں تیار کی گئی ہیں۔ ان دونوں سکیموں کی تکمیل پر 31 ہزار کی آبادی کو فائدہ پہنچے گا۔

(ج) جز ہائے بالا کا جواب اس بات میں نہ ہے۔ سکیموں کے محل وقوع اور ان کے ضلع لاہور میں ہونے کا دستاویزی ثبوت مہیا کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود اگر شک کا خفیف سا بھی شائبہ ہے تو کوئی بھی آدمی حقائق کو تلاش کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر : سوال نمبر 125 کا جواب لمبا ہے۔ یہ پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے ؟۔۔۔۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال، چودھری شبیر احمد خان۔

ضلع لاہور کے منصوبہ جات میں کی گئی بد عنوانی کی تفصیلات

☆126- چودھری شبیر احمد خان : کیا وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ترقیاتی منصوبہ جات (بجٹ) کے صفحہ 113 ضلع لاہور کے لیے شمار نمبر 469 تا 478 پر متذکرہ منصوبہ جات کے سلسلے میں موقع پر کام کون سی تاریخ کو شروع کیا گیا تھا اور اب تک کام پر کس قدر رقوم خرچ کی گئی ہیں اور موقع پر کتنا کام کیا جا چکا ہے۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا منصوبہ جات میں کی گئی بد عنوانی کی پڑتال ماہرین کی کسی

ٹیم سے کرانا پسند فرمائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) ان سکیموں کے بابت مانگے گئے کوائف ساتھ لگے ہوئے شیڈول میں درج کیے جاتے ہیں۔

(ب) کسی بھی کام میں کوئی بد عنوانی نہ کی گئی ہے، حتیٰ کہ رام پور جاگیر میں تو کوئی کام ہی شروع نہ ہوا ہے، لہٰذا کسی بد عنوانی کا سوال خارج از امکان ہے۔ بد عنوانی کا الزام کسی غلط فہمی کی بنا پر لگایا گیا ہے۔ محکمہ کے کام کوئی بھی آدمی چیک کر سکتا ہے۔

نمبر شمار	نام سکیم	کب شروع ہوئی	1/89 تک خرچہ لاکھوں میں	1/89 تک کیے گئے کام		واٹر سپلائی	ڈرینج		
				ٹیوب ویل	پمپ ہاؤس	مشینری	ڈسٹری بیوشن	نالیاں	سولنگ
469	واٹر سپلائی رام پور جاگیر	ابھی شروع نہیں ہوئی							
470	واٹر سپلائی شاہ پور	4/1988	7.13	1 عدد	1 عدد	1 سیٹ ابھی لگانا ہے۔ سٹور میں ہے	18933 فٹ		
471	واٹر سپلائی وارث کالونی غنی کالونی	4/1988	4.51	1 عدد	1 عدد	1 "	5931		
472	ڈرینج گوپی رائے	4/1988	5.85					8773 فٹ	24533 کیوبک فٹ
473	واٹر سپلائی چوہنگ	4/1988	4.90	1 عدد	1 عدد	2 سیٹ ابھی لگانا ہے۔ سٹور میں ہے	2450 فٹ		

474	واٹر سپلائی لکھو ڈھیر	4/1988	10.54	2	2	" 2	13310		
475	ڈرینج سناواں	4/1988	8.56					19940 فٹ	8000 کیوبک فٹ
476	ڈرینج پڈھانہ	4/1988	8.22					23000	21100
477	ڈرینج ہڈیارہ	4/1988	9.46					23171	19500
478	ڈرینج جلو	4/1988	4.37					9379	11508

رانجھا روڈ کے گٹروں کی صفائی کے لیے اقدامات

☆179- جناب عبدالقادر شاہین : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانجھا روڈ لاہور کے سیوریج کے گٹر عموماً ابلتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے علاقہ میں تعفن پھیلا رہتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گٹروں کی کبھی باقاعدہ صفائی نہیں ہوئی۔

(ج) آیا حکومت مذکورہ گٹروں کی مشین سے صفائی کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست نہیں کہ رانجھا روڈ کی ضلعی سمن آباد لاہور کے سیوریج کے گٹر عموماً ابلتے رہتے ہیں۔ ماسوائے زیادہ بارش کے وقت یا جب کبھی ڈسپوزل سٹیشن پر زیادہ دیر تک بجلی بند رہتی ہے۔ عام حالات میں سیوریج نسلی بخش طور پر کام کرتے رہتے ہیں۔

(ب) ان گٹروں کی صفائی معمول کے مطابق ہوتی رہتی ہے۔

(ج) ان گٹروں کی صفائی واسا پہلے بھی مشین سے کرتا رہا ہے اور اب پھر کروا رہا ہے۔

جناب سپیکر : اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال، جناب چودھری غلام قادر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : (ان کے ایما پر) 185۔

جناب سپیکر : سوال کا جواب پڑھا ہوا متصور ہوگا۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

واٹر سپلائی و سیوریج سکیم کی تکمیل کے لیے اقدامات

☆185- چودھری غلام قادر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی و سیوریج سکیم موضع کھاڑک کوٹ کمبوہ اور نیو شالامار کالونی کے ٹینڈر 28 جون 1988ء کو (open) کھلے تھے اور ٹھیکہ دے

دیا گیا، مگر اس کے باوجود تاحال موقع پر کام شروع نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ کام کب شروع کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) یہ درست ہے کہ 28 مارچ کو اس کام کے لیے ٹینڈر کھولے گئے تھے، لیکن ضابطہ کی کارروائی کی عدم تکمیل کی بنا پر کام الاٹ نہیں کیا گیا۔

(ب) باقاعدہ منظوری اور مطلوبہ فنڈز کی عدم موجودگی میں کام الاٹ نہیں کیا جا سکتا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر فنڈز نہیں تھے تو اس کے ٹینڈر کیوں کال کیے گئے؟ کون سی ایسی جلدی تھی؟ شاہ صاحب کو ایک سوال کا جواب تو دینا چاہیے۔

اے خال رخ یار تجھے خوب بناتا
جا چھوڑ دیا حفظ قرآن سمجھ کر

ہم نے تو امتی ہونے کے ناطے شاہ صاحب کو چھوڑ دیا ہے۔ ایک آدھ سوال کا جواب تو آنا ہی چاہیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: ہم نے نواب زادہ صاحب کی وجہ سے چودھری اختر صاحب کو چھوڑ دیا تھا تو یہ بھی ہماری وجہ سے شاہ صاحب کو چھوڑ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! انھوں نے سوال واپس لے لیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال، چودھری غلام قادر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ان کے ایماء پر سوال نمبر 186۔

ڈسپوزل اسٹیشن کو چالو کرنے کے لیے اقدامات

☆186۔ چودھری غلام قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نومبر 1984ء میں آر سی سی کنڈیوٹ کا کنٹریکٹ ہوا جو کہ مئی 1986ء میں مکمل ہونا تھا، لیکن آج تک اس پر کام مکمل نہیں ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے کھاڑک، سید پور، ڈھولن وال، سمن آباد اور اچھرہ کی آبادیاں

سیوریج مکمل نہ ہونے کی وجہ سے گندے پانی میں گھری ہوئی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ علاقوں کے پانی کی ڈسپوزل کے لیے ڈسپوزل اسٹیشن اور اس کی مشینری عرصہ دو سال سے بے کار پڑی ہوئی ہے اور قوم کا سرمایہ ضائع ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جزء بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی غفلت اور لاپروائی کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت متذکرہ کام کو فوراً مکمل کروانے کو تیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ نومبر 1984ء میں آر سی سی کنڈیوٹ کا کنٹریکٹ ہوا تھا، جو کہ 1986ء میں مکمل ہونا تھا، لیکن نہیں ہوا، البتہ کھاڑک، سید پور، ڈھولن وال، سمن آباد اور اچھرہ کی آبادیوں سے گندا پانی نکل رہا ہے، اس لیے کہ واسا نے ایک پمپنگ اسٹیشن یہاں بنایا ہوا ہے، جو کہ ان آبادیوں کا پانی خارج کر رہا ہے۔

(ب) مشینری واسا کے ڈسپوزل سٹور میں محفوظ پڑی ہوئی ہے۔ کنڈیوٹ اور پمپنگ سٹیشن کے مکمل ہونے پر وہاں نصب کی جائے گی۔ اب اگر مشینری خریدیں تو اس کی قیمت زیادہ ہوتی، لہذا کسی قسم کی مالی ضیاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) کنٹریکٹ مکمل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا کنٹریکٹ فیصل کنسٹرکشن لمیٹڈ کو جو ایک سرکاری کمپنی ہے، دیا گیا تھا۔ کمپنی کی مالی مشکلات کی بنا پر یہ کام بروقت مکمل نہ ہو سکا۔ اب ان کے مینجنگ ڈائرکٹر سے واسا کے ایم ڈی کی بات چیت ہو رہی ہے تاکہ اس کام کو مکمل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: یہ پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال، چودھری قربان علی چوہان۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

☆198- چودھری قربان علی چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 1980ء کے بعد بورے والہ شہر میں کتنے پلاٹ وزیر اعلیٰ یا گورنر کے حکم پر الاٹ کیے گئے۔ جملہ تفصیل سال وار فراہم کی جائے۔

(ب) کن کن لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے، مکمل فہرست فراہم کی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) 1980ء سے اب تک وزیر اعلیٰ یا گورنر کے حکم سے ہاؤسنگ سکیم بورے والہ میں جو الاٹمنٹ کی گئی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ایک کنال	10۔ مرلہ	7۔ مرلہ	5۔ مرلہ	3.5 مرلہ	کل میزان
1	3	3	11	10	28

(ب) فہرست لف ہے۔

(ب) جن جن لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ مکمل فہرست لف ہذا ہے۔

پلاٹوں کی تفصیلات ملحاظ درجہ بندی جو کہ وزیر اعلیٰ کے کوٹہ سے لوگوں کو بحکم وزیر اعلیٰ/گورنر کے الاٹ کیے گئے ہیں۔

ہاؤسنگ سکیم بوریوالہ ا۔

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
I	کنال کے پلاٹ				
-1	خیر محمد چودھری ڈپٹی کنٹرولر ٹورسٹ ڈیپارٹمنٹ سروسز لاہور	گورنر پنجاب	پلاٹ نمبر 11 وہاڑی بازار روز بلاک وی، بوریوالا	ڈپٹی کنٹرولر ٹورسٹ ڈیپارٹمنٹ	12-11-1981
II	10 مرلہ کے پلاٹ				
-1	محمد امین ولد برکت علی مکان نمبر 12 بلاک A بورے والا	ایضاً	پلاٹ نمبر 21 وہاڑی بازار روڈ بلاک ایکس بوریوالہ		28-10-1979
-2	نصیر الدین ولد بشیر احمد منیجر	ایضاً	پلاٹ نمبر 23 وہاڑی بازار روڈ	منیجر	28-10-1979

1921

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
	گورنمنٹ ہائی سکول بورے والہ		بلاک ایکس، بوریوالہ		
-3	محمد نثار ولد حمید اللہ مکان نمبر 85	وزیر اعلیٰ پنجاب	پلاٹ نمبر 41 دہاڑی بازار روڈ		24-8-1986
	بلاک ڈی بورے والا		بلاک ایکس بورے والا		
III	7 مرلہ کے پلاٹ				
-1	محمد اسلم ولد تاج محمد	ایضاً	پلاٹ نمبر 28 گلی نمبر 3		29-11-1986
	مکان بلاک نمبر 1 بورے والا		بلاک ایکس بورے والا		
-2	محمد اسحاق ولد فضل دین	ایضاً	پلاٹ نمبر 26 گلی نمبر 3	مکینک	25-8-1986
	الطاف انجینئرنگ ورکس دہاڑی بازار		بلاک ایکس بورے والا		
-3	حوالدار یونس ولد اللہ دتہ	گورنر پنجاب	پلاٹ نمبر 24 گلی نمبر 3	حوالدار	28-10-1979
	چک نمبر 521/EB		بلاک ایکس بورے والا		
	تحصیل بوریوالہ ضلع دہاڑی				

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
IV	5 مرلہ کے پلاٹ				
-1	مسماۃ کرم بی بی بیوہ کالے خاں حبیب کالونی ہوبے والا	وزیر اعلیٰ پنجاب	پلاٹ نمبر 12 گلی E بلاک بلاک زیڈ بوربوالہ	بیوہ	3-8-1986
-2	میاں محمد لطیف ولد میاں احمد دین مکان نمبر F-5 ہوبے والا	ایضاً	پلاٹ نمبر 4 گلی E بلاک زیڈ ہوبے والا	-	3-8-1986
-3	صفیہ بیگم بیوہ ارشاد 46 او ہوبے والا	گورنر پنجاب	پلاٹ نمبر 6 گلی E بلاک زیڈ	بیوہ	27-4-1982
-4	محمد یعقوب ولد چراغ دین مکان نمبر H-3 تحصیل ہوبے والا	ایضاً	پلاٹ نمبر A-27 گلی نمبر 1 بلاک ایکس ہوبے والا	-	24-9-1981
-5	محمد صدیق ولد محمد رمضان P.W.D کالونی کوارٹر نمبر 2	گورنر پنجاب	پلاٹ نمبر A-24 گلی نمبر 1 بلاک ایکس ہوبے والا	ملازمت	24-9-1981

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
	بورے والا				
-6	چراغ دین ولد نبی بخش	ایضاً	پلاٹ نمبر B-24 گلی نمبر 1		24-9-1981
	مکان نمبر H-3 بورے والا		بلاک ایکس بورے والا		
-7	مسماۃ صغراں بیوہ عبدالغفور	ایضاً	پلاٹ نمبر 17 گلی نمبر 2	بیوہ	24-9-1981
	مکان نمبر B-80 بورے والا		بلاک زیڈ بورے والا		
-8	مسماۃ شرافیاں بی بی بیوہ فقیر محمد	ایضاً	پلاٹ نمبر 8 گلی E	بیوہ	27-4-1982
	مکان نمبر O-36 بورے والا		پلاٹ زیڈ بورے والا		
-9	کمال دین ولد اللہ بخش مکان	ایضاً	پلاٹ نمبر 23 گلی 3	نائب صوبیدار	28-4-1982
	مکان نمبر K-24		بلاک ایکس بورے والا		
-10	حاجی محمد جمیل ولد عطا محمد	ایضاً	پلاٹ نمبر 20/A گلی C	قصاب	24-9-1981
	D-100 بورے والا		بلاک ایکس بورے والا		

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
-11	مسماۃ منور سلطانہ زوجہ خورشید احمد چک نمبر 77/5R تحصیل و ضلع ساہیوال	ایضاً	پلاٹ نمبر 10 گلی E بلاک زیڈ بورے والا		29-4-1982
V	3-1/2 مرلہ کے پلاٹ				
-1	مسماۃ رضیہ بیگم زوجہ عبدالشکور چک نمبر 495/EB بورے والہ	گورنر پنجاب	پلاٹ نمبر 26 گلی D بلاک زیڈ بورے والہ		23-8-1982
-2	مسماۃ پروین اختر زوجہ محمد مشتاق سول ریسٹ ہاؤس بورے والا	ایضاً	پلاٹ نمبر 20 گلی D بلاک زیڈ بورے والا	بیوہ	29-7-1983
-3	مسماۃ ساجدہ اختر بیوہ منظور حسین مکان نمبر M-121 بورے والہ	ایضاً	پلاٹ نمبر 30 گلی D بلاک زیڈ بورے والہ	بیوہ	9-7-1983
-4	صفیہ بیگم بیوہ حاجی محمد یوسف	ایضاً	پلاٹ 32 گلی D	بیوہ	9-7-1983

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
	مکان نمبر M-14 ہونے والا		بلاک زیڈ ہونے والہ		
-5	مسماۃ حفیظ بیگم بیوہ رشید احمد معرفت محمد بیگ نزد ماچھی سٹیشن ہونے والہ	ایضاً	پلاٹ نمبر 34 گلی D بلاک زیڈ ہونے والا	بیوہ	9-7-1983
-6	مسماۃ سعیدہ بیگم بیوہ محمد ارشد گرداور معرفت بشیر احمد سائیکل ورکس مین بازار ہونے والہ	ایضاً	پلاٹ نمبر 36 گلی D بلاک زیڈ ہونے والہ	بیوہ	9-7-1983
-7	مسماۃ شریفاں بی بی بیوہ لال دین معرفت عزت بیگ نزد ماچھی سٹیشن ہونے والہ	ایضاً	پلاٹ نمبر 38 گلی D بلاک زیڈ ہونے والہ	بیوہ	9-7-1983
-8	محمد سعید ولد محمد جمیل	ایضاً	پلاٹ نمبر 5 گلی 2		8-10-1979

نمبر شمار	نام، ولدیت معہ پتا	کس کے حکم سے الاٹمنٹ کی گئی	پلاٹ نمبر	عہدہ	الاٹمنٹ کی تاریخ
	مکان نمبر A-13 ہونے والہ		بلاک Y ہونے والہ		
-9	مسماۃ مشتاق بی بی زوجہ نیاز احمد	ایضاً	پلاٹ نمبر 7 گلی نمبر 2	-	28-10-1979
	چک نمبر 481/EB ہونے والہ		بلاک Y ہونے والہ		
-10	اقبال جہاں بیگم زوجہ عبدالعزیز	ایضاً	پلاٹ نمبر 9 گلی 2	-	28-10-1979
	مکان نمبر 19-18 بلاک نمبر 1		بلاک Y ہونے والہ		

1927

جناب سپیکر : یہ بھی لمبا جواب ہے۔ یہ بھی پڑھا ہوا متصور ہوگا۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہے ؟

چودھری قربان علی چوہان : جناب والا! میرا ایک ہی ضمنی سوال ہے کہ ان پلاٹوں کی تقسیم کا کوئی معیار بھی مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ جو وزیر اعلیٰ صاحب اپنے کوٹہ میں سے پلاٹ دیتے ہیں۔ اس کا کوئی معیار مقرر ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میرے محترم بھائی نے تو وزیر اعلیٰ صاحب کے کوٹے کے بارے میں پوچھا ہے۔ ہر سکیم میں وزیر اعلیٰ صاحب کا کوٹہ 10 فی صد ہوتا ہے۔ اس کے مطابق وہ پلاٹ الاٹ کرتے ہیں۔ 10 فی صد کوٹہ برائے گورنمنٹ ملازمین، 15 فی صد ڈیفنس ملازمین کے لیے ہے۔ ویسے ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں کہ وزیر اعظم صاحب کا 40 فی صد کوٹہ ہے، جب کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا صرف 10 فی صد ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ان سے ہم نے وزیر اعلیٰ کا کوٹہ نہیں پوچھا۔ وہ تو سرخ و سفید اور سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ الاٹمنٹ کا معیار کیا ہے ؟

جناب سپیکر : یہ ضمنی سوال آپ نے تو نہیں کیا۔ یہ تو قربان علی چوہان نے کیا تھا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : میں نے یہ دوبارہ سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ الاٹمنٹ کا معیار کیا ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : میں نے عرض کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا صوابدیدی کوٹہ ہے۔ یہ judicious ہوتا ہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب! دوبارہ فرمایئے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی کوٹہ ہوتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : اصل میں سید افضال علی شاہ کا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ اس کا جواب دیا جائے۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے

وزیر اعلیٰ صاحب کے کوٹہ کا ذکر کیا ہے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب رہائشی پلاٹ کو کمرشل پلاٹ یا کمرشل پلاٹ کو رہائشی پلاٹ میں تبدیل کر کے جسے چاہیں دے سکتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : میری گزارش یہ ہے کہ اول تو یہ سوال ایک تازہ سوال ہے۔ اگر یہ پوچھنا چاہیں تو ایک نیا سوال دیں۔ اس کے بعد جواب دیا جائے گا۔ باقی میرے خیال میں چیف منسٹر کے اختیارات میں یہ شامل ہے کہ وہ اپنی صوابدید استعمال کر سکتے ہیں۔ وہ قواعد میں نرمی کر سکتے ہیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Could the Hon'ble Speaker would say what is the percentage of discretionary quota of Chief Minister.

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : ان کی انگریزی مجھے سمجھ نہیں آئی۔ ان سے کہیں کہ یہ اردو میں سوال کریں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: I am putting a question to the Hon'ble Minister. Would he let the House know what is the percentage of Chief Minister's discretionary quota?

جناب سپیکر : اس کا پہلے جواب آ چکا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : میں نے پہلے عرض کیا تھا، ان کو شاید سمجھ نہیں آئی۔ ہر سکیم میں چیف منسٹر کا صوابدیدی کوٹہ 10 فی صد ہوتا ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئی رکن اسمبلی جب اردو میں سوال بھیجتا ہے، اس کا جواب اردو میں آتا ہے۔ اگر اس کا ضمنی سوال انگریزی میں مانگے تو یہ غلط ہے۔ سوال اردو میں ہے، جواب اردو میں ہے تو ضمنی سوال بھی اردو میں ہونا چاہیے یا اس میں لکھا ہونا چاہیے کہ جواب اردو میں دیا جائے یا انگریزی میں دیا جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! آپ کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ آپ کا پوائنٹ آف

آرڈر جائز ہے۔ اگلا سوال، ملک شاہ محمد محسن صاحب۔

ترقیاتی ادارہ لاہور کے ملازمین کو مستقل کرنے کے لیے اقدامات

☆228- ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور میں اس وقت کتنے ملازمین daily wages پر تعینات ہیں۔

(ب) متذکرہ کتنی تعداد میں ملازمین ہیں، جو بالترتیب عرصہ زائد از دس سال، عرصہ زائد از پانچ سال اور عرصہ زائد از دو سال سے اسی ملازمت پر کام کر رہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت daily wages پر کام کرنے والے ملازمین کو regular سکیم میں مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے شعبہ باغات میں اس وقت 2526 ملازمین یومیہ اجرت پر مختلف سکیم ہائے میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) متذکرہ ملازمین کے عرصہ ملازمت کا تعین ممکن نہیں، کیوں کہ ان کی محکمہ ہذا میں لگاتار متواتر سروس نہ ہے۔ ''یومیہ اجرت'' کا مطلب ایسے ورکرز جو یومیہ اجرت پر کسی کام کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ جس روز وہ کام پر آتے ہیں، اس دن کی حاضری لگا دی جاتی ہے اور جس روز وہ کام پر نہیں آتے، اس دن کام ختم ہو چکا ہوتا ہے، ان کو حاضری نہیں دی جاتی۔ چونکہ ایسے ملازمین یومیہ اجرت پر ہیں، اس لیے ان کا سروس ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔

(ج) ممکن نہ ہے، کیوں کہ ایسے ملازمین ضرورت کے تحت وقتی طور پر رکھے جاتے ہیں۔

ملک شاہ محمد محسن : میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ جس کام پر یہ یومیہ اجرت پر رکھے جاتے ہیں، اس کام کی نوعیت کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! ایسے ملازمین زیادہ تر باغات وغیرہ کے کام پر رکھے جاتے ہیں۔ سال کے مختلف حصوں میں کام کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ضرورت کے تحت یومیہ اجرت پر لوگوں کو رکھا جاتا ہے، تاہم اتنے زیادہ لوگوں کو ریگولر کرنا ممکن نہیں۔

جناب سپیکر : ملک شاہ محمد محسن ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ باغات وغیرہ کا کام یا گھاس کاٹنے کا کام مستقل کام ہے یا عارضی کام ہوتا ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! جب لاہور ترقیاتی ادارہ کسی سکیم کا اجرا کرتا ہے تو اس کی تکمیل کے مختلف شعبہ جات میں یومیہ اجرت پر ملازمین رکھے جاتے ہیں، کیوں کہ ترقیاتی ادارہ لاہور بعض منصوبہ جات کسی دوسرے محکمہ کے ایما پر کام سر انجام دیتا ہے۔ یومیہ ملازمین کی ملازمت چونکہ مستقل نہیں ہوتی۔ اس لیے ان کا کوئی سروس ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ وہ جس دن کام کرتے ہیں، اس طرح ان کی یومیہ تنخواہ مرتب کر دی جاتی ہے۔ اس زمرے میں بیلدار، مالی وغیرہ آتے ہیں۔ یہ زیادہ تر باغات وغیرہ کے لیے رکھے جاتے ہیں۔

ملک شاہ محمد محسن : میرا سوال یہ تھا کہ جس کام پر یہ یومیہ اجرت پر لگائے جاتے ہیں، اس کام کی نوعیت مستقل ہوتی ہے یا وقتی ہوتی ہے۔ جیسے کہ انھوں نے کہا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے، ہم بلا لیتے ہیں اور جب ضرورت نہیں ہوتی، ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ جو کام چلتا ہے، وہ عارضی ہوتا ہے یا لگاتار چلتا رہتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! کام عارضی ہوتا ہے، اس لیے ان کو عارضی طور پر رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر : کاردار صاحب۔

MR KHALID LATIF KARDAR: I would like to ask the Hon'ble Minister as to what are the terms and conditions of those people who are employed on

daily basis.

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! آپ مجھے اردو میں سمجھا دیں۔ مجھے کار دار صاحب کی انگریزی سمجھ میں نہیں آئی۔

جناب سپیکر : کاردار صاحب کا سوال یہ ہے کہ جو ملازمین عارضی طور پر رکھے جاتے ہیں ان کی ملازمت کی شرائط ملازمت کیا ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! روزانہ کام کرنے والوں کے شرائط ملازمت نہیں ہوتے وہ کام پر آئیں۔ شام کو اپنی اجرت لیں اور چلے جائی۔

جناب خالد لطیف کاردار : جناب والا! روزانہ کی بنیاد پر تو رکھ لیا لیکن یہ بتائیں کہ ان کو کتنے پیسے روزانہ دیے جاتے ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ بتائیں کہ یہ کون سے کام کی اجرت پوچھ رہے ہیں ؟ کیونکہ کام کے مطابق ہی اجرت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر : جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فرما رہے ہیں کہ کئی قسم کے کام ہیں آپ کون سے کام کی اجرت پوچھ رہے ہیں ؟

چودھری محمّد وصی ظفر : جناب والا! ایل ڈی اے نے جو باغات لگائے ہوئے ہیں جن پر یہ روزانہ اجرت کے حساب سے لوگ بھرتی کرتے ہیں ایل ڈی اے نے یہ باغات مستقل طور پر لگائے ہوئے ہیں یا کبھی یہ باغ لگا دیتے ہیں اور کبھی اکھاڑ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر : دلچسپ سوال ہے۔ جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کو مستقل بنیادوں پر رکھنا ناممکن ہے۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب کا سوال بڑا مختلف ہے وہ فرما رہے ہیں کہ یہ جو باغات لگائے جاتے ہیں یہ مستقل بنیادوں پر لگائے جاتے ہیں یا یہ کبھی ان کو لگا دیتے ہیں اور کبھی اکھاڑ دیتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ہمارا کام تو مستقل بنیادوں پر باغات لگانا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! اگر باغات مستقل بنیادوں پر لگائے گئے ہیں تو ملازمین کیوں مستقل بنیادوں پر نہیں ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ! نئی سکیمیں بنتی جاتی ہیں جس میں سے کچھ کو ہم مستقل بنیادوں پر رکھ لیتے ہیں اور کچھ کو عارضی بنیادوں پر رکھا جاتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! مستقل باغات کے لئے کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ مستقل ملازمین رکھے جائیں جو ان کی مستقل صحیح دیکھ بھال کر سکیں۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب ! آپ اپنے سوال کو دھرائیے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا ! مستقل باغات کے لئے کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ مستقل ملازمین رکھے جائیں جو ان کی مستقل اچھی طرح سے حفاظت کر سکیں۔

جناب سپیکر : اس سوال کا جواب ہو گیا ہے کہ اس میں نئی سکیمیں بھی بنتی رہتی ہیں۔ چودھری شبیر احمد خان صاحب۔

چودھری شبیر احمد خان : جناب والا ! کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ روزانہ اجرت کی بنیاد پر جو ملازمین رکھے جاتے ہیں ان کی تنخواہ کا تعین کرنے کے لئے کوئی ریکارڈ رکھتے ہیں یا نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ! بغیر ریکارڈ کے تو کوئی چیز چل ہی نہیں سکتی ریکارڈ ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنی تنخواہیں وغیرہ لے لیتے ہیں تو پھر اگلے دن نیا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر : اگلا سوال جناب محمد اسلم گورد اسپوری

پینے کے پانی کی فراہمی

☆286- جناب محمد اسلم گورد اسپوری : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سیکٹر اے 2 ٹاؤن شپ میں پینے کے پانی کی بہت کمی ہے اور گرمی میں اہل علاقہ کو انتہائی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی پریشانی کا ازالہ کرنے کے لئے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ حقیقت ہے کہ علاقہ ہذا میں پانی کی شدید کمی ہے۔

(ب) سیکٹر اے ٹو میں اس وقت چار ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں جن کے پانی کا کل نکاس 12 لاکھ 37 ہزار پانچ سو گیلن روزانہ ہے مزید پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے 37 ہزار 7 سو 50 گیلن روزانہ کا ایک اور ٹیوب ویل اس سیکٹر میں عنقریب نصب کر دیا جائے گا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری : جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ عنقریب سے ان کی کیا مراد ہے کب تک ٹیوب ویل لگایا جائے گا ؟

جناب سپیکر : جناب وزیر ہاؤسنگ! آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ عنقریب سے کیا مراد ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : بہت جلد۔

جناب سپیکر : ان کا مطلب ہے بہت جلد سے کیا مراد ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : بہت جلد سے مراد ہے، جتنی جلدی ممکن ہو سکا۔ یہ معاملہ اس لیے رکا ہوا ہے کہ ہم نے اس ٹیوب ویل کے لیے بجلی کے کنکشن کی درخواستیں دے رکھی ہیں۔ اس کام میں خاصی تاخیر ہو رہی ہے۔ ہماری معزز رکن سے یہ درخواست ہے کہ ہمارے ساتھ مل کر یہ مرکزی حکومت سے درخواست کریں کہ ہمیں کنکشن جلدی ملے تاکہ ٹیوب ویل چلایا جا سکے۔

محمد اسلم گورداسپوری : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ ان کے ذاتی علم میں ہے کہ چاروں ٹیوب ویل، جن کا انھوں نے کہا کہ 12 لاکھ 37 ہزار 5 سو گیلن روزانہ پانی مہیا کرتے ہیں۔ یہ روزانہ کام کر رہے ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں عرض کیے دیتا ہوں کہ ٹاؤن شپ کے

تین ٹیوب ویل اچانک خراب ہو گئے تھے۔ پرانا ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک ٹیوب ویل مرمت کر کے چالو کر دیا گیا۔ جب کہ دور کی مشینری نصب کر دی گئی۔ آٹھ دس روز میں یہ ٹیوب ویل بھی چالو ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں ایک اور ٹیوب ویل بھی بور ہو گیا ہے۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اس کا کنکشن ملنے پر یہ ٹیوب ویل بھی چالو ہو جائے گا۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ سیکٹر اے۔2 کے پانی کی کمی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو چکا ہے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ ٹیوب ویل جس کو عنقریب نصب کرنے کا انھوں نے اعلان کیا ہے۔ اس کے لیے یہ کوئی تاریخ متعین کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر : اس کے بارے میں شاہ صاحب نے کافی وضاحت کی ہے کہ بجلی کے کنکشن کے لیے ہم نے درخواست دی ہوئی ہے اور اس میں غیر ضروری طور پر تاخیر ہو رہی ہے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ مل کر اس سلسلے میں کوشش کریں اور مرکزی حکومت سے رجوع کیا جائے اور اس سے بجلی کے کنکشن منظور کروائے جائیں تاکہ یہ ٹیوب ویل جلد چالو کیے جا سکیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری : اگر یہ وجہ ثابت نہ ہوئی تو؟ اس لیے میری گزارش ہے کہ جب تک یہ اس ٹیوب ویل کی کھدائی نہیں کریں گے۔ جب تک یہ ٹیوب ویل نصب نہیں کریں گے، اس وقت تک کنکشن نہیں ملے گا، کیوں کہ پہلے تو ٹیوب ویل لگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر : جناب گورداسپوری! اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد اسلم گورداسپوری : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ٹیوب ویل نصب ہو چکا ہے؟ جو انھیں کنکشن نہیں مل رہا۔ یہ میری اس بات کا جواب دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اس کا بور ہو چکا ہے۔ اس کے محلی کے کنکشن کے لیے واپڈا کو کہا جا چکا ہے۔ ان کی طرف سے تاخیر ہے۔ ہمیں کنکشن ملنے دیں۔ کنکشن ملنے پر یہ چالو ہو جائے گا۔ جس وقت یہ سوال کیا گیا تھا، اس وقت یہ ٹیوب ویل

نصب ہونا باقی تھا۔ اب یہ ٹیوب ویل نصب ہو چکا ہے صرف بجلی کا کنکشن باقی ہے۔

جناب سپیکر : سردار سکندر حیات خان۔

سردار سکندر حیات خان : جناب سپیکر! اگر ہم وزیر موصوف کو یہ یقین دہانی کروا دیں کہ انھیں کنکشن ایک مہینے میں مل جائے گا تو پھر کیا یہ ایک مہینے میں ٹیوب ویل چالو کر دیں گے ؟

جناب سپیکر : سردار صاحب! وہ تو انھوں نے کہا ہے کہ ٹیوب ویل نصب ہو چکا ہے۔ صرف کنکشن کی دیر ہے، اس لیے ان کی طرف سے کسی تاخیر کا مسئلہ نہیں۔

جناب سپیکر : اگلا سوال، جناب شاہد مرزا۔

1978ء سے 1988ء تک الاٹ کیے گئے پلاٹوں کی تفصیلات

☆312- جناب شاہد مرزا : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) 1978ء سے لے کر اب تک پنجاب میں سرکاری ملازمین کو کل کتنے پلاٹ الاٹ کیے گئے اور کس سکیم کے تحت الاٹ کیے گئے۔ ان ملازمین کے نام، پتا جات اور عہدہ جات کیا ہیں۔

(ب) 1978ء سے نومبر 1988ء تک جن ملازمین کو پلاٹ حکومت نے الاٹ کیے، ان میں سے گورنر اور کسی دوسری مد میں کتنے لوگوں کو پلاٹ ملے، خاص طور پر گریڈ سترہ سے اوپر کے کتنے افسروں کو پلاٹ دیے گئے، ان کے عہدہ جات، نام اور مکمل پتا جات کیا ہیں۔ نیز کس کس جگہ یعنی کس تحصیل ضلع میں انھیں پلاٹ الاٹ ہوئے۔ مکمل تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) 1978ء سے نومبر 1988ء تک جن گریڈ سترہ سے اوپر کے افسران کو پلاٹ الاٹ کیے گئے، ان کو کس سکیم اور کس کے حکم پر الاٹ کیے گئے۔ نیز اگر ان لوگوں کے علاوہ ان کی فیملی کے کسی دوسرے ممبر کو سرکاری طور پر کوئی پلاٹ الاٹ کیا گیا ہو تو اس کا بھی نام اور مکمل پتہ اور عہدہ بتایا جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) : جناب والا! اس سلسلے میں یہ

عرض کرتا ہوں کہ اس سوال کے لیے مختلف محکموں سے تفصیلات حاصل کرنا تھیں، یعنی ایل۔ ڈی۔ اے سے ایف۔ ڈی۔ اے، راولپنڈی امپروومنٹ ٹرسٹ، مری امپروومنٹ ٹرسٹ، گوجرانوالہ امپروومنٹ ٹرسٹ، ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ۔ یہاں جو تفصیلات طلب کی گئی ہیں، وہ سرکاری ملازمین کو 1978ء سے لے کر اب تک کی الاٹمنٹ کے بارے میں ہے۔ اب یہ تفصیلات جو مانگی گئی ہیں، ان کو اکٹھا کرنے کے لیے وقت درکار تھا۔ خاص طور پر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے تمام ڈسٹرکٹس اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز سے تفاصیل حاصل کرنا تھیں۔ جناب والا! اب یہ موصول ہوئی ہیں۔ محکمہ ہذا ان کو consolidate اور examine کر رہا ہے اور اگر محرک چاہیں تو ابھی un-consolidated تفاصیل میرے چیمبر میں جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب شاہد مرزا! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد مرزا: اگر اگلی مرتبہ جواب مل جائے تو بڑی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ سوال کا جواب آپ ٹیبل کر دیں گے اور ہم اس کو defer کر لیتے ہیں تاکہ اس سوال کا جواب جب موصول ہو تو پھر اگلے اجلاس میں اس سوال پر ضمنی سوال ہو سکتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ): جناب والا! میں اس کو ٹیبل کر دیتا ہوں۔ اگلی مرتبہ (اگلے سیشن میں) اگر آپ اسے کرنا چاہیں تو طیک اپ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ چودھری نذیر احمد۔

مرید کے سکیم کے درخواست دہندگان کے ساتھ ناانصافی کی وجوہات

☆320- چودھری نذیر احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر سیکرٹری ہاؤسنگ کمیٹی شیخوپورہ نے 1985ء میں کم آمدنی والے سکیم مرید کے برلب جی ٹی روڈ میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں ہر کیٹگری کے لیے درخواستیں طلب کی تھیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ہر کیٹگری (category) میں کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور ان پر کل کتنی رقم جمع ہوئی۔ اس پر دسمبر 1988ء تک محکمے کو کتنا منافع حاصل ہوا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ 21-11-89 میں شائع شدہ اشتہار کے تحت تقریباً تین سال بعد درخواست دہندگان کو اپنے 23 ڈپازٹ کال واپس لینے کے لیے کہا گیا ہے، جو کہ درخواست دہندگان تین سال سے زائد عرصہ قرعہ اندازی کے منتظر تھے، کے ساتھ کھلا مذاق کیا گیا۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا درخواست دہندگان کی درخواستوں پر غور کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز کیا حکومت اس معاملے کی انکوائری کروانے کو تیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) مرید کے سکیم کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں 85 7-20 کو طلب کی گئی تھیں۔

(ب) مختلف کیٹگری میں مندرجہ ذیل درخواستیں موصول ہوئیں۔

3 مرلے	5 مرلے	7 مرلے	10 مرلے
170	1985	799	1998

ان کی وصولی سے محکمے کو کوئی منافع نہیں ہوا، کیوں کہ درخواستوں کے ساتھ لف شدہ ڈیپازٹ ایٹ کال محکمے نے اپنے اکاؤنٹ میں جمع نہیں کروائے، جو کہ محکمہ صرف الاٹمنٹ کی صورت میں جمع کرواتا ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کے فیصلہ 16-1-89 کے مطابق عوام کو بذریعہ اخبار مطلع کیا گیا کہ وہ پہلے سے دی گئیں درخواستوں کے ساتھ اپنی ڈیپازٹ کال واپس لے لیں اور نئی پالیسی کے مطابق درخواستیں 28-2-89 تک دوبارہ جمع کروائیں۔ اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:۔

(i) 20-7-85 کو مارشل لاء کی ہدایت نمبر 23 کے تحت درخواستیں

وصول کی گئیں تھیں۔ مارشل لاء کے ختم ہو جانے پر کوئی الاٹمنٹ پالیسی رائج نہیں تھی، اس لیے قرعہ اندازی نہ ہو سکی۔

(ii) سابقہ مالکان اراضی کو پلاٹ دینے کا معاملہ طے نہیں ہوا تھا۔

(iii) نئی الاٹمنٹ پالیسی میں بہت سی بنیادی تبدیلیاں کی گئی تھیں، جن کے مطابق الاٹمنٹ فارم تبدیل کر دیے گئے تھے۔ زر ضمانت -/50 روپے فی مرلہ سے کل قیمت کا 1/4 حصہ مقرر کر دی گئی تھی۔ دس مرلے کی کیٹیگری میں جنرل پبلک کا کوٹہ ختم کر دیا گیا تھا۔ ان حالات میں نئی پالیسی کی موجودگی میں پرانی پالیسی کے تحت قرعہ اندازی کرانا ممکن نہ تھا۔ اس لیے ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی نے اپنی میٹنگ مورخہ 16-1-89 میں دوبارہ نئی پالیسی رائج الوقت کے مطابق درخواستیں دوبارہ وصول کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

(د) محکمے نے تمام کارروائی پالیسی رولز کے مطابق کی ہے اور عوام کی اکثریت نے ڈیپازٹ کالیں واپس لے کر نئی پالیسی کے مطابق درخواستیں جمع کروادی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری نذیر احمد صاحب! ضمنی سوال؟

چودھری نذیر احمد: جی ہاں، جناب والا! یہ نئی درخواستیں نئی پالیسی اور نئے رولز کے تحت جمع کروائی گئی ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ جواب دینا پسند کریں گے کہ ان کی قرعہ اندازی کب تک ہو جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اس کی قرعہ اندازی کی تاریخ 5 جولائی 1989ء ہے۔

جناب سپیکر: کوئی دیگر ضمنی سوال؟۔۔۔ نہیں ہے۔ اگلا سوال، جناب محمد وصی ظفر۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ): جناب والا! اس سوال کی نوعیت بھی تقریباً سوال نمبر 312 اور 153 والی ہے۔ اس سوال کی تفاصیل حاصل کر لی گئی ہیں اور محکمہ اسے consolidate کر رہا ہے۔ بہر حال اگر محرک چاہیں تو میرے چیمبر میں آکر تفصیل دیکھ سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں چیمبر میں دیکھنا نہیں چاہوں گا، بلکہ میں ہاؤس

میں اسے لا کر اس پر ضمنی سوال چاہوں گا۔ کیا یہ درست ہے کہ وزیر موصوف شرمندگی کی وجہ سے کہ اس میں شرمندگی ہوگی کہ کن کن کو دیے گئے اور میں نے اس میں قیمتوں کا تقابل پوچھا ہے اور وہ گریز کر رہے ہیں۔ مجھے اس سوال کو دیے ہوئے تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کا جواب آنا چاہیے تھا۔ جناب والا! میں نے اس میں ضلعے لکھے ہیں۔ میں نے جنرل سوال نہیں کیا۔ میں نے سارے پنجاب کا نہیں پوچھا۔ میں نے تو صرف لاہور، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی صرف چار ضلعوں کا پوچھا ہے۔ میں نے اور کسی جگہ کو ٹچ ہی نہیں کیا۔ میں نے ناموں کے علاوہ قیمتوں کا تقابل بھی پوچھا ہے کہ یہ کس قیمت پر دیے گئے اور وہ دیدہ دانستہ گریز کر رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ وہ ایوان میں ہی بتائیں کہ وہ ایوان میں اس کا جواب کب لائیں گے ؟

جناب سپیکر : تو آپ اس سوال کا جواب بھی ٹیبل کریں گے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) : جناب والا! اس سوال کا جواب بھی ٹیبل کر دیا جائے گا، لیکن مجھے شرمندہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں ہر کام قواعد و ضوابط کے مطابق کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : تو اس سوال کا جواب بھی ایوان کی میز پر رکھا جائے گا۔ اگلا سوال، جناب سردار ظفر اقبال کا ہے۔ آپ اس کا صرف نمبر بول دیں۔

جناب سردار ظفر اقبال : 369۔

نالہ کوپانی کے نکاس کے لئے استعمال نہ کرنے کی وجوہات

☆369- جناب ظفر اقبال : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین بازار گڑھی شاہو کی نکاسی آب سکیم کے لئے مختص کئے گئے لاکھوں روپے کے خرچ سے نالہ بنایا گیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ نالہ کو گڑھی شاہو کے پانی کے نکاس کے لئے استعمال نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے کہ حبیب اللہ روڈ علامہ اقبال روڈ اور چوک گڑھی شاہو تک برساتی پانی کے نکاس کے لیے نالہ بنایا گیا تھا۔

(ب) یہ نالہ تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے اور باقاعدہ استعمال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر : جناب سردار صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے ؟

سردار ظفر اقبال : جناب والا! میں یہ ضمنی سوال کروں گا کہ کیا وزیر موصوف نے کبھی خود بھی جا کر دیکھا ہے۔ اخبارات میں مسلسل احتجاج ہو رہا ہے کہ یہ نالہ کام نہیں کر رہا ہے، پیسہ ضائع ہوا ہے، پیسہ برباد ہوا ہے اور پوزیشن یہ ہے ریلوے کالونی جو ساتھ ہی لگتی ہے گڑھی شاہو کو وہاں پر اگر ریلوے اپنے سپیشل انجن نہ لگائے تو گڑھی شاہو کا علاقہ تین تین چار چار گھنٹے پانی میں ڈوبا رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اب وزیر موصوف نے غلط دیا ہے اگر وہ جا کر موقع دیکھیں اور ملاحظہ فرمائیں یہ جو پیسہ برباد کیا گیا ہے اور جناب والا اس کی دوسری حالت یہ ہے کہ کہ یہ خود محکمہ مان چکا ہے یہ نالہ جو بنایا گیا ہے اس کا لیول گڑھی شاہو کی plinth سے اونچا ہے۔ یہ اس کا پانی نہیں لے سکتا۔ تو میں جناب وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کے وہ خود موقع دیکھیں اور پھر دیکھیں کہ یہ آپ نے جواب غلط دیا ہے اور اس کی مشکل کو remove کیجئے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اس میں کچھ تکنیکی نکات ہیں جن کو پڑھنے کے بعد مجھے بھی تھوڑی بہت سمجھ آئی ہے میرے فاضل رکن کا تعلق گڑھی شاہو سے ہے اور میں بھی 1965ء سے 1966ء میں گڑھی شاہو میں ہی رہا کرتا تھا۔ شائد یہ اب میرے جسم سے مجھے نہیں پہچان رہے میرے فاضل رکن کو وہاں سے اگر کوئی شکایت ہے تو میں ان کو ساتھ لے کر وہاں جاؤں گا ہم خود جا کر دیکھیں گے۔ معائنہ کریں گے۔ لیکن اس کی وجہ کیا ہے اس پر مجھے تھوڑی سی روشنی ڈالنے کی مہلت دیں۔ جناب والا! حبیب اللہ روڈ، علامہ اقبال روڈ اور چوک گڑھی شاہو تک برساتی نالہ پانی کے نکاس کے لیے بنایا گیا تھا جو کہ تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ کام نہیں کر رہا۔ بہر حال اس کو دیکھنے کے لئے ہم دونوں چلیں گے مزید برآں عرض ہے کہ یہ نالہ جس کا تخمینہ

34لاکھ روپے ہے .1982-83ء میں بنایا گیا تھا جو کہ گڑھی شاہو مین بازار اور چوک گڑھی شاہو کو ملاتا ہے۔ یہ نالہ حبیب اللہ روڈ، ڈیوس روڈ سے ہوتا ہوا باغ جناح کی بڑی ڈرین میں ملتا ہے۔ اب اس کو گورنر ہاؤس کے قریب بند کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! اب ایک چیز جہاں سے ان کو شکایت ہے وہ یہ ہے کہ جب بارش ہوتی ہے اور وہ لبالب بھر جاتا ہے۔ جب یہ آگے سے بند ہو جاتا ہے تو پھر اس نےoverflow کرنا ہی ہے۔ اب گورنر ہاؤس کے پاس سے وہ نالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اب اس کے دوسرے نکاس بھی عنقریب شروع کریں گے لہذا متبادل نظام سے پانی کے اخراج سے ہمیں وقت لگتا ہے کیوں کہ بارش کے دنوں میں جب یہ سیوریج زمین کی سطح تک بھر جاتا ہے تو نالے سے پانی کے اخراج میں دیر لگتی ہے اور نشیب میں وقتی طور پر پانی بھر آتا ہے۔ میری معزز رکن سے گزارش ہے کہ اگر یہ وقت نکال کر مجھے حکم کریں میں خود حاضر ہو جاؤں گا اور ہم جا کر دوبارہ اسے دیکھ سکتے ہیں اور ہم ان کی شکایت کو دور کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

جناب سردار ظفر اقبال : جناب والا! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جناب افضال علی شاہ صاحب گڑھی شاہو میں رہتے رہے ہیں لیکن جب شاہ صاحب گڑھی شاہو میں تھے اس وقت وہ نالہ نہیں بنا تھا. نالہ اس کے بعد بنا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا انہیں علم ہے کہ گڑھی شاہو کی آبادی کا جو plinth ہے وہ نیچا ہے اور جو نالہ بنایا گیا ہے اس کا لیول اونچا ہے۔ بجائے گڑھی شاہو کے پانی کے لینے کے وہ واپس گڑھی شاہو میں پانی پھینکتا ہے میں عرض کروں گا کہ میں آپ کے ساتھ جانے کے لئے حاضر ہوں۔ آپ کے ذریعہ گزارش یہ ہے کہ ہمارے علاقے کی مشکل کو حل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : اگلا سوال سردار ظفر اقبال صاحب۔

ریلوے ملازمین کے لئے کالونی کا قیام

☆370- جناب سردار ظفر اقبال : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے حلقہ 94 قومی اسمبلی کے ضمنی انتخاب کے دوران گڑھی شاہو لاہور میں ایک جلسہ عام میں اعلان کیا تھا کہ صوبائی حکومت

ریلوے ملازمین کو ہاؤسنگ کالونی بنا کر پلاٹ الاٹ کرے گی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ریلوے ملازمین کے لئے کالونی کہاں اور کب تک بنائی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ): جناب والا! اس سوال کا جواب موصول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ ہذا کے علاوہ ایل ڈی اے اور دیگر محکموں اور اداروں سے رابطہ قائم کیا گیا، مگر حکومت کی کوئی ایسی ہدایت ان کو اس بارے میں موصول نہیں ہوئی۔ تاہم فاضل رکن سے استدعا ہے کہ وہ اس ضمن میں میری رہنمائی فرمائیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ سے وزیر ہاؤسنگ رہنمائی چاہتے ہیں۔

جناب سردار ظفر اقبال: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ افسوس ناک بات ہے کہ ایک ذمہ دار شخص، میں سمجھتا ہوں، جو پنجاب کے سربراہ ہیں، انھوں نے ریلوے کالونی، گڑھی شاہو میں جا کر صرف الیکشن سٹنٹ کے طور پر یہ بات کی کہ آپ ہمیں ووٹ دیں، ہم آپ کو ریلوے کالونی بنا کر دیں گے، حالانکہ وزیر موصوف یہ اس وقت بھی جانتے تھے کہ ریلوے ان کا ڈیپارٹمنٹ نہیں۔ وہ تو اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لیے کالونی نہیں بنا سکتے، ریلوے جو ان کا ڈیپارٹمنٹ نہیں، وہ اس کے لیے کیسے کالونی بنائیں گے؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ موصوف نے جو ریلوے کی زمین ہے وہاں پر آج بھی جا کر دیکھ لیں ناجائز قبضہ دلایا ہوا ہے۔ ان لوگوں سے جو اس علاقے کے نہیں ہیں۔ جو ریلوے ایمپلائز نہیں تھے۔ ان لوگوں کو جب ماڈل ٹاؤن سے اٹھایا گیا ان بے چاروں کو وہاں پھینک دیا گیا۔ وہ بھی بغیر کسی سہارے کے پڑے ہیں۔ وہاں کوئی چھپر نہیں ہے کوئی چھت نہیں ہے۔ وہ تقریباً ڈیڑھ سال سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب والا! جب حالت یہ ہو کہ ریلوے کی کالونی کی زمین چھین کر آپ دوسروں کو دے رہے ہیں تو یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ ہمارے وزیر موصوف کا وعدہ جائز تھا کہ وہ ریلوے مزدوروں کو کالونی بنا کر دیں گے۔ بہر حال جناب سپیکر! اگر ایسا کیا جائے تو بڑی خوشی کی بات ہوگی۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ جناب

وزیر اعلیٰ سے کہیں کہ وہ کوئی نہ کوئی ایسی کالونی تعمیر کریں کیوں کہ انھوں نے پبلک سے وعدہ کیا ہوا ہے جس سے ہم انھیں کہہ سکیں کہ کم از کم ایک ذمہ دار آدمی نے وعدہ کیا تھا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : اگلا سوال۔

جناب محمد وصی ظفر : سوال نمبر 398۔

تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

☆398- چودھری محمد وصی ظفر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ایل ڈی اے نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں اپروچ روڈ کی تعمیر کے لیے بذریعہ ایوارڈ مورخہ 30 دسمبر 1984ء خسرہ نمبر 1500 میں کچھ مالکان اراضی کی زمینیں حاصل کی تھیں، اگر ایسا ہے تو ایسے مالکان کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے ماہ ستمبر 1987ء میں متاثرہ مالکان اراضی کو استثنائی پلاٹ کے لیے ترجیحاتی اخراجات جمع کرانے کے لیے نوٹس جاری کیے تھے، اگر ایسا ہے تو ان میں سے کس کس شخص نے ترجیحاتی اخراجات کی رقم جمع کروائی اور انھیں تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں کس کس بلاک میں استثنائی پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ پلاٹ نمبر اور بلاک نمبر سے ایوان کو مطلع فرمایا جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سال گزر جانے کے باوجود مذکورہ خسرہ نمبر 1500 کے متاثرین مالکان اراضی کو ابھی تک نہ تو پلاٹ کے نمبر الاٹ کیے گئے ہیں اور نہ ہی پلاٹ کا قبضہ دیا گیا ہے، اگر ایسا ہے تو انھیں کب تک استثنائی پلاٹ کا قبضہ دیا جائے گا اور اس کام کے لیے مزید کتنا عرصہ درکار ہوگا اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) لف ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ تفصیل تتمہ (ب) الف ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ جن مالکان اراضی نے ایگزمپشن کے لیے درخواست بمع ملکیتی ثبوت کے دی تھی ان کو پلاٹ استثنیٰ کر دیے گئے ہیں، جن کی تفصیل تتمہ (ب) الف ہے۔

(تتمہ الف)

نمبر شمار	نام مالک / ایوارڈی	تفصیل ملکیت خسرہ نمبر 1500	کیفیت
1	محمد ریاض ولد کرم الٰہی	0-6-112	ملکیت 10 مرلہ سے کم ہونے کی وجہ سے ایگز مشن کا حقدار نہ ہے کیوں کہ موقع پر تعمیر نہ تھی۔
2	ممتاز علی طارق ولد محمد اسحاق	0-7-0	ایگز مشن کے لیے درخواست نہ دی ہے اور نہ ہی حقدار ہے۔
3	ثریا بی بی زوجہ خوشی محمد	0-6-0	ایضاً
4	محمد جاوید ولد محمد اختر	0-5-56	حقیقی بھائی ہیں مشترکہ رجسٹری ہونے کی صورت میں مشترکہ طور پر 3 مرلہ پلاٹ کی ایگز مشن کے حقدار ہیں۔
5	غلام مصطفےٰ ولد معراج دین	0-2-0	ایگز مشن کے لیے درخواست نہ دی ہے اور نہ ہی

1946

			حقدار ہے۔
6	محمد رمضان ولد نور محمد	0-6-0	ایگزمشن کے لیے درخواست نہ دی ہے لیکن موقع پر تعمیر ہونے کی وجہ سے ایڈجسٹمنٹ کا حقدار ہے بشرطیکہ تعمیر پالیسی کے مطابق ہو۔
7	عبدالعظیم ولد محمد عبداللہ	0-13-0	ترقیاتی اخراجات جمع ہو چکے ہیں پلاٹ ایگزمٹ کرنے کی کارروائی ہو رہی ہے۔
8	محمد لطیف ولد فضل حسین	0-6-0	ایگزمشن کی درخواست نہ دی ہے موقع پر کی گئی تعمیر ثابت ہونے کی صورت میں ایڈجسٹمنٹ کا حقدار ہے۔
9	حامد علی ولد روشن الدین	0-4-0	ایضاً
10	غلام فاطمہ بیوہ فضل الدین	0-1-55	ایگزمشن کی درخواست نہ دی ہے اور نہ ہی ایگزمشن کا حقدار ہے۔
11	محمد حنیف ولد خیر دین	0-2-113	پلاٹ نمبر 455 بلاک اے ایگزمٹ کیا جا چکا ہے کیوں کہ موقع پر تعمیر تھی۔

1947

12	غلام حیدر ولد نواب دین	0-3-0	ایگز مشن کی در خواست نہ دی ہے اور نہ ہی ایگز مشن کا حقدار ہے۔
13	شوکت علی ولد کرم الٰہی	1-8-58	ایگز مشن کی در خواست نہ دی ہے ایگز مشن کا حقدار ہے۔
14	محمد ریاض ولد برکت علی	0-3-0	پلاٹ نمبر 471 بلاک اے ایگز مٹ ہو چکا ہے کیوں کہ موقع پر تعمیر تھی۔
15	محمد حسین ولد غلام محمد	0-3-180	ایگز مشن کی در خواست نہ دی ہے ایگز مشن کا حقدار نہ ہے۔

1948

تتمہ "ب"

	کیفیت
1- محمد ریاض ولد برکت علی	ترقیاتی اخراجات جمع ہو چکے ہیں اور پلاٹ نمبر 471 بلاک "اے" رقبہ 3 مرلے ایگزمپٹ کیا جا چکا ہے۔ کیوں کہ موقع پر تعمیر تھی۔
2- محمد حنیف ولد خیر الدین	ترقیاتی اخراجات جمع ہو چکے ہیں اور پلاٹ نمبر 455 بلاک "اے" رقبہ 3 مرلے ایگزمپٹ کیا جا چکا ہے۔ کیوں کہ موقع پر تعمیر تھی۔
3- عبدالعظیم ولد محمد عبداللہ	ترقیاتی اخراجات جمع ہو چکے ہیں۔ پلاٹ ایکسچینج کرنے کی کارروائی ہو رہی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ یہ انتہائی غریب لوگ جو تین تین مرلہ کے حق دار تھے یا ہیں، ان کو اس بنا پر کہ انھوں نے ایگزمپشن کی درخواست وقت پر نہیں دی ہے۔ انھوں نے ان کو مالک خود تسلیم کیا ہے۔ آیا یہ ان کو رد کر دیں گے۔ کیا یہ ان کو تین تین مرلہ کا پلاٹ دینے سے رد کرنا مناسب سمجھتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ کن لوگوں کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ اپنا سوال دہرائیے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں اس کی پوری تفصیل بیان کرتا ہوں۔ جزو(الف) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے یہ درست ہے۔ تفصیل تتمہ الف میں دی گئی ہے۔ جناب والا! تتمہ الف میں 15 مالکان کے نام دیئے گئے ہیں. جو کہ وہاں دس دس مرلے کے مالک تھے جن کی زمین سڑک میں آ رہی ہے. اس کے بدلے میں ان کو تین تین مرلے کا رہائشی پلاٹ مل رہا تھا. انہوں نے جواب میں فرمایا ہے ایگزمپشن کے لئے درخواست نہ دی ہے مختلف جوابوں میں جناب والا! 2-5-6-8-10-12-13 اور 15 میں انہوں نے فرمایا ہے ایگزمپشن کی درخواست نہ دی ہے مالک ان کو تسلیم کیا ہے اس

لئے ان کو اب پلاٹ نہیں دے رہے ہیں۔ جب کہ ان کے پاس قانون میں نرمی کا اختیار موجود ہے کہ ایگزمشن کی درخواست آخری لمحے پر بھی بلکہ ایوارڈ کے بعد بھی اور الاٹمنٹ کے بعد بھی یہ دے سکتے ہیں۔ کیا اتنے غریب لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک ان کے نزدیک مناسب ہے۔ آیا یہ پسند کریں گے کہ ان کی ایگزمشن کی تاریخ کو بڑھا دیں اور ان کی درخواستیں لے کر ان کو تین تین مرلے کے پلاٹ دے دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! ایسا ہے کہ یہ لوگ اب بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی ایسا ثبوت ہے تو بتائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! انہوں نے ان کو مالک تسلیم کیا ہے۔ آپ میرا سوال ملاحظہ فرمائیں۔ سوال کے جزو (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ:

کیا یہ امر واقع ہے کہ ایل ڈی اے نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں اپروچ روڈ کی تعمیر کے لئے بذریعہ ایوارڈ مورخہ 30 دسمبر 1984 خسرہ نمبر 1500 میں کچھ مالکان اراضی کی زمینیں حاصل کی تھیں اگر ایسا ہے تو ایسے مالکان کے نام کیا ہیں۔

جناب والا اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ:

"یہ درست ہے تفصیل تتمہ الف لف ہے۔"

تتمہ الف میں انہوں نے مالکان کے نام دیئے ہیں یہ نام میں نے نہیں دیئے ہیں۔ جواب میں مالکان کو تسلیم کیا ہے۔ اب جو مالکان ہیں وہ اب بھی اگر ایگزمشن کی درخواست دیں تو کیا آپ ان کو پلاٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ان کا سوال سمجھ گئے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! قواعد و ضوابط کے تحت جو حضرات دس مرلے سے کم رقبہ کے مالک نہیں ان کو ایگزمشن کا حق استحقاق کے ضمن میں نہیں آتا۔ یعنی دس مرلے سے کم مالکان کی ایگزمشن کا کوئی استحقاق نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: جو جناب وصی ظفر کا سوال ہے اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ جن مالکان کی ملکیت establish ہو گئی ہے کیا اس وقت آپ ان کو کرنے کے بارے میں غور کریں گے۔ وصی ظفر صاحب! یہ آپ کا سوال ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جی ہاں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ ایک نیا سوال ہے۔ یہ نیا سوال put کر دیں۔

جناب محمد وصی ظفر : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اس میں صرف ایک مالک ہے جو دس مرلے سے کم ہے۔ انہوں نے جواب میں خود لکھا ہے۔ تتمہ الف میں نمبر1 پر جو مالک ہے اس کے متعلق لکھا ہے ملکیت 10 مرلہ سے کم ہونے کی وجہ سے ایگزمشن کا حقدار نہ ہے کیونکہ موقع پر تعمیر نہ تھی۔ یہ صرف ایک مالک ہے۔ باقی تمام مالکان کو مالک انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ جواب میں لکھا ہے ایگزمشن کے لئے درخواست نہ دی ہے۔ آیا ان کی درخواستیں لے کر اب ان کو ایگزمٹ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب کہ ان کا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ یہ اب بھی درخواستیں لے کر ان کو ایگزمٹ کر دیں۔ یہ انتہائی غریب لوگ ہیں جن کو تین تین مرلے کے پلاٹ چاہئیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) : جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ درخواست دیں بمع ثبوت کہ ہم مالک ہیں۔

جناب سپیکر : اس پر آپ غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :اس پر غور کریں گے۔

جناب محمد وصی ظفر : جناب والا! عرض یہ ہے کہ انہوں نے ان کو مالک تسلیم کر لیا ہے۔ اب تو انہوں نے خالی ایگزمشن کی درخواست دینی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جن کو آپ نے مالک تسلیم کر لیا ہے وہ ایگزمشن کی درخواست دیں آپ ان کو ایگزمٹ کر دیں گے۔

جناب سپیکر : انہوں نے فرما دیا ہے کہ وہ درخواست دیں ہم اس کی ایگزمشن پر غور کریں گے۔

جناب محمد وصی ظفر : جناب والا ! یہ حتمی طور پر بتائیں کہ کر دیں گے۔ مالک تو انہوں نے تسلیم کر لیا ہے وہ غریب آدمی ہیں۔

جناب سپیکر : وہ غور کریں گے تو exempt کریں گے۔

جناب محمد وصی ظفر : خالی غور ہی کرتے رہیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جب تک کوئی ثبوت پیش نہیں کریں گے تب تک تو غور ہی ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر : وہ کہتے ہیں کہ ان کو آپ نے مالک تسلیم کر لیا ہے۔ جواب میں تسلیم کر لیا ہے کہ یہ مالک ہیں۔ ان کی ایگزمپشن پر غور کرنے کے لئے آپ تیار ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : بالکل تیار ہیں۔ وہ ثبوت ساتھ لائیں کہ وہ مالک ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : جواب نمبر ایک میں فرمایا گیا ہے کہ ملکیت دس مرلے سے کم ہونے کی وجہ سے ایگزمپشن کا حقدار نہیں۔ جناب والا! یہ حکومت کی اتنی ظالمانہ سوچ ہے۔ جن کا رقبہ پہلے ہی دس مرلے سے کم ہے انہیں تین مرلے کا پلاٹ بھی نہیں دیا جا رہا۔ یہ کیا اندھیر ہے؟ کیا یہ جمہوری سوچ ہے؟ کیا یہ انصاف ہے؟ جن کا ویسے ہی دس مرلے سے کم ہے، انہیں آپ تین مرلے بھی نہیں دے رہے۔ کیا وزیر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جو لوگ بے چارے پہلے ہی دس مرلے سے کم کے مالک ہیں اور وہ زمین حکومت نے لے لی ہے تو وہ بے چارے کہاں جائیں؟

جناب سپیکر : وینس صاحب! ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب علی اکبر مظہر وینس : یہی ضمنی سوال ہے کہ دس مرلے سے کم ملکیت والے لوگوں کو سر چھپانے کے لیے کہاں جگہ ملے گی۔ اس حکومت کے پاس بڑے لوگوں کے لیے جگہ ہے، اور دس مرلے سے کم ملکیت والے لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں؟

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں نے یہ کب کہا ہے کم آمدنی والے لوگوں کے لیے حکومت کے پاس کوئی جگہ نہیں۔ کم آمدنی والے لوگوں کے لیے ہاؤسنگ سکیمیں ہوتی ہیں۔ یہ درست نہیں کہ یہ حکومت کی پالیسی ہے۔ حکومت کی پالیسی تو بڑی واضح ہے۔ ہماری دس مرلے سے کم والے لوگوں کے لیے جو سکیمیں ہیں، وہ انہی لوگوں کے لیے ہیں۔ ہم دس مرلے سے کم والے لوگوں کو بھی ان سکیموں میں پلاٹ دیں گے۔ معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ان کا یہ کہنا غلط ہے کہ حکومت کے پاس ایسی

کوئی پالیسی نہیں ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین : جناب والا! وینس صاحب کا سوال بڑا جائز ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ 30 دسمبر 1984 کو یہ معاملہ ہوا۔ تو کیا پانچ سالوں میں ان غریبوں کو کوئی چھت نہیں ملی؟ دوسری بات یہ ہے کہ بڑا نمائندہ ایوان ہے۔ یہ کمرہ امتحان نہیں کہ سیکرٹریوں کی پرچیوں کی مدد سے جواب دیے جائیں۔ انہیں ایوان میں تیار ہو کر آنا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انہیں بتانا چاہیے کہ ان غریبوں کو سر چھپانے کے لیے کب تک جھونپڑی ملے گی؟

جناب سپیکر : جناب عبدالقادر شاہین صاحب کا سوال یہ ہے کہ دس مرلے سے کم کے مالکان کو حکومت کی پالیسی کے مطابق کب تک سر چھپانے کی جگہ ملے گی؟

جناب عبدالقادر شاہین : میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ انھیں بے گھر ہوئے پانچ سال ہو گئے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ جو ساڑھے سات لاکھ پلاٹ تقسیم کیے گئے ہیں، یہ انہی لوگوں کو دیے گئے ہیں، جن کی یہ بات کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کی حکومت میں تو کوئی پلاٹ نہیں دیے گئے تھے، جن کے متعلق آج یہ کہہ سکیں۔ ساڑھے سات لاکھ پلاٹ کی بہت زیادہ رقم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جاتے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ریلوے سے وصول شدہ رقم کی تفصیل

☆412- ملک محمد وزیر اعوان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ایل ڈی اے نے تاج پور ہاؤسنگ سکیم لاہور میں اپروچ روڈ کی تعمیر مکمل کر لی ہے، اگر ایسا ہے تو یہ سڑک کب مکمل ہوئی اور اور اس پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ سڑک نہر کے کنارے سے شروع ہو کر سکیم میں آکر ختم ہو جاتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اپروچ روڈ کے درمیان سے ریلوے لائن گزرتی ہے، اگر ایسا ہے تو ایل ڈی اے نے محکمہ ریلوے کو اپروچ روڈ گزارنے کے لیے بطور معاوضہ کتنی رقم کی ادائیگی کی ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) درست ہے۔ مذکورہ سڑک اکتوبر 1986ء کو مکمل ہوئی اور اس پر کل رقم بمع سروس روڈ 22 لاکھ 9 ہزار ایک سو 76 روپے لاگت آئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ ایل ڈی اے نے محکمہ ریلوے کو مبلغ 11 لاکھ 71 ہزار 581 روپے ادا کیے۔

فتح جنگ اور پنڈی گھیب میں پینے کے پانی کی فراہمی

☆418- سردار سکندر حیات خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے ضلع اٹک کی تحصیل فتح جنگ اور پنڈی گھیب میں واقع دیہاتوں کو پینے کے پانی کی فراہمی کے لیے گزشتہ 5 سال میں کوئی سکیم

تیار کی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی تفصیلات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ امر واقع ہے کہ حکومت پنجاب نے گزشتہ پانچ سالوں میں ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیب و فتح جنگ کے مختلف دیہاتوں کے لیے پینے کے صاف پانی کی سکیمیں منظور کیں اور محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے توسط سے تکمیل کرائیں۔ تکمیل شدہ سکیموں کی فہرست منسلک ہے۔ مزید برآں فہرست نمبر 2 کے مطابق حکومت پنجاب کی منظوری سے یہ سکیمیں زیر تکمیل ہیں۔

ا۔ تکمیل شدہ سکیموں کی فہرست

نمبر شمار	سکیم کا نام	تحصیل	سال تکمیل
-1	بہم رسانی آب گلکھڑ	فتح جنگ	1983
-2	" " " گلی جاگیر	"	1985
-3	" " " میکی ڈھوک	"	1985
-4	" " " رتوال	"	1985
-5	" " " ماجھیا	"	1986
-6	" " " ملال	"	1986
-7	" " " پنڈ بہادر	"	1986
-8	" " " پیرو شاہی	"	1986
-9	" " " لنڈ	"	1986
-10	" " " حطار	"	1987
-11	" " " سکھوال	"	1988
-12	" " " کاہل پور شیر جنگ	"	1987
-13	" " " سُرگ	پنڈی گھیب	1983

-14	"	"	" کمڑیال	1984
-15	"	"	" مریالہ	1985
-16	"	"	" منگیاں	1987
-17	"	"	" لنگڑیال	1987

11- 2- زیر تکمیل سکیموں کی فہرست

نمبر شمار	سکیم کا نام	تحصیل
-1	بہم رسانی آب جھنڈیال	فتح جنگ
-2	" " قفال	"
-3	" " بنگو	"
-4	" " جبی	"
-5	" " اخلاص	پنڈی گھیب
-6	" " کنٹ	"
-7	" " میروال	"
-8	" " کسراں	"
-9	" " مغیال	"
-10	" " ڈھلیاں	"

وزیر اعلیٰ کے حکم سے الاٹ کردہ پلاٹوں کی تفصیلات

☆429۔ چوہدری قربان علی چوہان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ایل ڈی اے کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کے حکم پر سال 1985ء تا 1988ء کے دوران ایک کنال دو کنال اور دس مرلے کے پلاٹ کن حضرات کو تقسیم کیے گئے۔

(ب) جن سابقہ ایم پی اے صاحبان کو پلاٹ دیئے گئے ان کی فہرست مہیا کی جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے مروجہ پالیسی کے تحت سال 1985ء تا 1988ء اپنے مخصوص کوٹہ سے دو کنال، ایک کنال اور دس مرلہ کے 370 پلاٹس ایل ڈی اے کی مختلف سکیموں میں الاٹ فرمائے ہیں۔ 370 پلاٹس میں دو کنال کے 23 ایک کنال کے 134 اور دس مرلہ کے 213 پلاٹس شامل ہیں۔ جن کی تفصیل (تتمہ الف پر لف ہے)۔ تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) ایم پی اے حضرات کو الاٹ شدہ پلاٹس کی فہرست تتمہ (ب) تتمہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

واٹر سپلائی سکیم کی تفصیل

☆474۔ سید ذاکر حسین شاہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع ڈھوک لکھن یونین کونسل گرجا تحصیل راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیم پر کل کتنی لاگت آئی۔

(ب) کیا اس واٹر سپلائی سکیم کی وجہ سے اس گاؤں کی تمام آبادی کو پانی فراہم ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب نفی میں ہے تو متذکرہ سکیم پر کثیر رقم خرچ کرنے کی کیا وجوہات ہیں کیا حکومت اس واٹر سپلائی سکیم کو بہتر بنانے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے تاکہ اس گاؤں کی تمام آبادی کو پانی میسر ہو سکے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) کل لاگت -/16,68000 لاکھ روپے۔

(ب) مجوزہ واٹر سپلائی سکیم گاؤں لکھن کی مندرجہ ذیل ڈھوکوں کے لئے بنائی گئی ہے۔

1۔ ڈھوک لکھن۔ 2۔ ڈھوک للیاں۔ 3۔ ڈھوک تھتھیال اور ڈھوک قائداعظم کالونی کا کچھ حصہ۔ ان ڈھوکوں کی اضافی آبادی 1992 تک گورنمنٹ cen-

sus کے مطابق مندرجہ ذیل لی گئی تھی۔

1۔ ڈھونک لکھن۔ ڈھونک للیاں اور ڈھوک تھتھیال 2000 نفوس۔

2۔ قائداعظم کالونی کا کچھ حصہ جو لکھن کے قریب ہے۔ 1000 نفوس۔

کل نفوس= 3000

لہذا واٹر سپلائی سکیم لکھن 1992ء کی اضافی آبادی 3000 نفوس کیلئے بنائی گئی تھی جس پر کل خرچہ -/16,68000 روپے ہوا تھا۔ کیونکہ یہ آبادیاں کم پانی والے علاقے میں ہیں۔ اس لئے اس کا ڈیزائن 5 گیلن پانی فی آدمی کے حساب سے کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق کل آبادی کو پانی مل رہا ہے۔ یہ واٹر سپلائی سکیم 6/85 کو پایہ تکمیل کو پہنچی اور 5/88 تک تقریباً تین سال محکمہ سرکاری خرچ پر اس کو کامیابی سے چلاتا رہا اور اس کے بعد چیئرمین یونین کونسل لکھن کے حوالے کر دی گئی اور اب تک کامیابی سے چل رہی ہے۔

(ج) در حقیقت گاؤں لکھن راولپنڈی شہر کے بہت قریب ہے ان کی آبادی خاص کر شہر کی طرف دن بدن عام اندازے سے کہیں زیادہ بڑھ رہی ہے۔ زیر زمین پانی کی کمی ہے۔ انفرادی طور پر ہینڈ پمپ اور کنوئیں بنانا بہت مشکل ہیں۔ اگر کچھ بنا بھی لیا جائے تو پانی اتنا کم ملتا ہے کہ جس سے گھریلو ضروریات کو پورا کرنا کافی نہیں ہوتا۔

اس وقت گاؤں لکھن، اس کی ملحقہ ڈھوکوں اور کالونیوں کی آبادی تقریباً 6000 نفوس پر مشتمل ہے اور دن بدن آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ چونکہ متعلقہ واٹر سپلائی سکیم 3000 نفوس کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس لئے موجودہ آبادی کی ضروریات پوری نہیں کر سکتی۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو کافی پریشانی ہے۔

اس علاقہ کی موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے پہلے ہی لکھن سے قائداعظم کالونی اشرف کالونی اور مہرا چھپڑ یونین کونسل گرجا توسیع سکیم کے لئے حکم نامہ جاری کر دیا ہے۔ اس وقت سکیم کی تیاری کے لئے سروے کا کام جاری ہے اور عنقریب سکیم حکومت کو پیش

کر دی جائے گی۔

پلاٹوں کا قبضہ نہ دینے کی وجوہات

☆487۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ایل ڈی اے نے جون 1987ء میں تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے پلاٹوں کی قرعہ اندازی کے لئے عوام الناس سے درخواستیں طلب کی تھیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کل کتنے افراد نے پلاٹوں کی خرید کے لئے رقوم جمع کرائیں اور پلاٹوں کی فروختا کی قرعہ اندازی کس تاریخ کو ختم ہوئی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے اپروچ روڈ نکالنے کے لئے پرائیویٹ مالکان کی زمینیں سال 1984ء سے حاصل کی ہوئی ہیں اور انہیں ابھی تک پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا گیا حالانکہ قرعہ اندازی کے ذریعے فروخت کئے جانے والے پلاٹوں کا قبضہ حکومت نے متعلقین کو دینا شروع کر دیا ہے اور خریدار اپنے پلاٹوں پر تعمیرات کر رہے ہیں۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اپروچ روڈ کے متاثرین کو اب تک استثنائی پلاٹوں کا قبضہ نہ دینے کی کیا وجوہ ہیں اور اس کام میں مزید کتنا عرصہ درکار ہو گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) درست ہے۔

(ب) کل 11038 افراد نے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے رقوم جمع کروائیں۔ قرعہ اندازی 5 اکتوبر 1987ء کو ہوئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ اپروچ روڈ کی تعمیر کے بدلے اسکیم شدہ پلاٹوں کا قبضہ مالکان راستثنائی کے حوالے نہ کیا گیا ہے۔

(د) جن مالکان اراضی نے ایکزمپشن کے لئے درخواستیں دیں۔ ان کی ملکیت درست

ثابت ہونے پر ان کو پلاٹ استحقاق کر دیئے گے۔ جہاں تک اسکیم شدہ پلاٹوں کا قبضہ مالکان کے حوالے کرنے کا تعلق ہے ایگزیمشن لیٹر کی شق نمبر 5 کے تحت استثنائی اس امر کا پابند ہے کہ ایگزیمشن درخواست نہ دے تو پلاٹ کا قبضہ خود بخود استثنائی کے حق میں تصور ہوتا ہے۔

صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اقدامات

☆488۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیر روشنی پارک ، بلال پارک اور چودھری پارک کے مکینوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے مختص بجٹ ڈیمانڈ نمبر 24 سب ڈیمانڈ نمبر 1190 صفحہ 139 میں تیرہ لاکھ کی رقم مختص کی گئی مگر متذکرہ علاقے کے مکینوں کی متعدد بار یاد دہانی کے باوجود ابھی تک پانی مہیا نہیں کیا گیا۔

ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ بالا علاقوں کو پینے کا صاف پانی کب تک مہیا کیا جارہا ہے اور اس منصوبے پر عمل کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے کہ اس سکیم کے لیے 13 لاکھ روپے مطابق چھٹی نمبر۔ ایس او (ڈی ای او) سی ایم ایس۔ پی پی (95) ، مورخہ 88-4-20 حلقہ نمبر 95 ایم پی اے ظفراللہ خاں کے لئے وزیر اعلیٰ نے منظور فرمائے تھے۔

(ب) پیر روشنی پارک ، تاج پارک وغیرہ کے علاقوں میں پانی کے پائپ لگانے کے لئے جو ٹینڈر طالب کئے گئے تھے وہ بعض وجوہات کی بنا پر منسوخ کر دیئے گئے تھے۔ اب چونکہ ان وجوہات کو حل کر لیا گیا ہے لہٰذا دوبارہ ٹینڈر نئے نرخوں جن کا حال ہی فیصلہ ہوا ہے کے مطابق طلب کئے جائیں گے اور اس کے بعد کام شروع ہو سکے گا۔

پانی کے نل بچھانے کے لئے اقدامات

☆552۔ ملک شاہ محمد محسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ :۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ غازی آباد تاج پورہ روڈ لاہور میں واقع برکت پارک کی آبادی تقریباً دس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے برکت پارک کی گلیوں میں پانی کے نل بچھائے ہیں اگر ایسا ہے تو ان گلیوں کی تعداد کتنی ہے جن میں ابھی تک پانی کے پائپ نہیں بچھائے جا سکے۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ برکت پارک کی گلی نمبر 46 کے ایک حصہ تک تو پانی کے نل لگائے جا چکے ہیں جب کہ باقی ماندہ حصے کے مکین پانی سے محروم چلے آ رہے ہیں کیونکہ وہاں پانی کے نل نہیں بچھائے گئے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ گلی نمبر46 کے باقی حصہ میں پانی کے نل بچھانے کے لئے حکومت نے اسے سالانہ ترقیاتی اخراجات میں شامل کیا تھا اگر ایسا ہے تو اسی گلی میں پانی کے نل لگانے کے لئے مزید کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت برکت پارک۔ غازی آباد۔ تاج پورہ روڈ لاہور کی گلی نمبر46 کے باقی حصے میں بھی پانی کے نل لگانے کو تیار ہے تاکہ وہاں کے لوگ پانی سے استفادہ کر سکیں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

ٹیوب ویل لگانے کے لئے اقدامات

☆598۔ میاں عزیزالرحمان چن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ غازی آباد مغلپورہ لاہور کی آبادی چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے لیکن وہاں صرف ایک ہی ٹیوب ویل ہے جو کہ علاقہ کے لوگوں کو پینے کے پانی کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ علاقہ میں ایک اور ٹیوب ویل لگایا گیا ہے مگر اسے چالو نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے مالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک دوسرا ٹیوب ویل چالو

کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست ہے کہ غازی آباد میں ایک ٹیوب ویل ہے مگر اس علاقہ کی واٹر سپلائی کا نظام دوسرے علاقوں سے بھی ملا ہوا ہے۔

(ب) یہاں دوسرا ٹیوب ویل بھی لگایا گیا ہے جس کے لئے بجلی کا کنکشن ملنے میں دیری ہو گئی تھی۔

(ج) ٹیوب ویل 22 مئی 1989ء کو چالو کر دیا گیا ہے اور اب اس علاقہ میں پانی وافر مقدار موجود ہے۔

واٹر سپلائی سکیم میں توسیع

☆603۔ چودھری محمد صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کھاریاں شہر میں واٹر سپلائی سکیم آج سے تقریباً دو سال قبل شروع کی گئی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کل کھاریاں شہر کی آبادی کافی بڑھ چکی ہے اور موجودہ واٹر سپلائی سکیم شہریوں کی ضروریات کے مطابق بہت کم ہے اور ناکافی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کھاریاں شہر میں واٹر سپلائی سکیم کی توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) آب رسانی کا منصوبہ کھاریاں شہر میں تقریباً تین سال پہلے شروع کیا گیا تھا اور تقریباً دس ماہ سے پانی کی سپلائی دی جا رہی ہے۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ کھاریاں شہر کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ محکمہ نے اس شہر کے لئے جو منصوبہ بنایا تھا۔ اس کے مطابق کام اس لئے شروع نہ ہو سکا کہ متعلقہ کمیٹی

نے اس تخمینہ کے مطابق اپنے حصہ کی رقم جمع نہ کروائی۔ کمیٹی کے جمع شدہ حصہ کے مطابق سکیم کے تخمینہ کی منظوری 40 لاکھ روپے کی دی گئی اس طرح مین شہر کا کچھ حصہ اس سکیم میں شامل نہ ہو سکا۔

(ج) واٹر سپلائی سکیم مرحلہ دوم کے لئے اگر کمیٹی حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق اپنا حصہ پہلے جمع کروا دے تو اس منصوبہ کی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شمولیت زیر غور آسکتی ہے بشرطیکہ حکومت کے وسائل نئے منصوبہ جات کی شمولیت کی اجازت دیں۔

مسجد کے لیے زمین مفت فراہم نہ کرنے کی وجوہات

☆ 631۔ جناب فضل حسین راہی: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ نے ٹاؤن شپ لاہور میں تعمیر شدہ مساجد جن کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے سال 1985ء میں 35000 ہزار فی کنال کے حساب سے قیمت کی ادائیگی کی ہدایت کی اور عدم ادائیگی دس فیصد سود کی ادائیگی کے لئے کہا جو کہ شرعی لحاظ سے حرام ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور میں ہی محکمہ ہذا نے ڈی پی ایس سکول کے علاوہ کچھ اداروں کو 8000 روپے فی کنال کے حساب سے زمین کی الاٹمنٹ کی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خانہ خدا کی تعمیر کے لیے اسلامی ریاست میں مفت زمین فراہم کرنے کی بجائے اتنی زیادہ رقم وصول کرنے کا کون سا جواز رکھتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) 1985ء میں مساجد کے پلاٹس مقررہ قیمت بالعوض -/35000 روپے فی کنال اس وقت کی پالیسی کے مطابق بذریعہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی الاٹ کیے گئے اور اقساط میں ادائیگی بمطابق گورنمنٹ پالیسی ادا کرنا ضروری ہے۔

(ب) جی ہاں! ڈویژنل پبلک سکول کے علاوہ ادارہ منہاج القرآن اور کسٹم پبلک سکول کو بھی -/8000 روپے فی کنال کے حساب سے زمین الاٹ کی گئی ہے۔

(ج) خانہ خدا کے لیے رسول مقبولؐ کے وقت سے قیمت ادا کر کے زمین لی جاتی رہی ہے۔ قطعہ زمین برائے مسجد نبویؐ قیمتاً حاصل کیا گیا تھا اور اسلامی ریاست میں سنتِ رسولؐ کی پیروی لازمی ہے۔ محکمہ بہر حال حکومت کی طرف سے جاری شدہ پالیسی کا پابند ہے۔

عامر روڈ کی تعمیر و مرمت

☆642۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 88-1987ء کے دوران عامر روڈ شاد باغ پر ڈرین کی تعمیر کی غرض سے سڑک کو کاٹا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کو سڑک کی کاٹ کی رقم ادا کر دی تھی۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ڈیڑھ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد ابھی تک سڑک کی مرمت نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ):

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں یہ بھی درست ہے۔ واسا نے -/51800 روپے سڑک کی مرمت کے لیے کارپوریشن کو ادا کیے

میٹروپولیٹن کارپوریشن نے سڑک کی مرمت کا کام شروع کر دیا ہے توقع ہے کہ کام جلد مکمل ہو جائے گا۔

گٹروں کی صفائی کے لئے اقدام

☆670۔ بیگم صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے رحمان پورہ لاہور میں گندے پانی کے نکاس کے لئے گٹر بنائیے ہوئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ علاقہ کے گٹروں سے ہر وقت گندہ پانی بہتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے مکینوں کو مشکلات در پیش ہیں۔ اور موذی امراض کے پھوٹنے کا اندیشہ لاحق رہتا ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقے کے گٹروں کی صفائی کا معقول انتظام کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے 1957ء میں رحمان پورہ واٹر سکیم بنائی تھی جس میں ABCD وغیرہ بلاک بنائیے ہوئے تھے۔ اس سکیم کے تحت نکاسی آب کے لئے 6 انچ قطر کا سیوہ بچھایا گیا تھا۔

(ب) یہ صحیح ہے کہ مذکورہ علاقوں کے گٹروں سے کبھی کبھی پانی باہر بہتا ہے۔ مگر یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب گٹروں میں کوڑا کرکٹ پلاسٹک کے لفافہ اور فالتو اشیاء پھینک دی جاتی ہیں۔ تاہم اس رکاوٹ کو محکمہ فوری طور پر دور کرتا ہے اور مشکلات رفع ہو جاتی ہیں۔

(ج) مذکورہ علاقے کے گٹروں کی صفائی باقاعدگی سے کی جا رہی ہے اور کی جاتی رہے گی اور پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ کا ازالہ فوری کیا جاتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سبزہ زار سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

1۔ جناب خالد لطیف کاردار : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے بلحاظ عہدہ چیئرمین لاہور ترقیاتی ادارہ سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں کچھ افراد کو پلاٹ الاٹ کئے ہیں جب کہ عوام الناس کو ابھی

تک کوئی پلاٹ نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کس قانون کے تحت وزیر اعلیٰ کو الاٹمنٹ کا اختیار حاصل ہے۔

1۔ الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد۔

2۔ ان افراد کے کوائف جنہیں یہ پلاٹ دیئے گئے ہیں۔

3۔ آیا ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ یا معاوضہ بابلا معاوضہ ہوئی اگر بامعاوضہ ہوئی ہے تو معاوضے کی رقم کتنی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے بلحاظ چیئرمین لاہور ترقیاتی ادارہ سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں کچھ افراد کو پلاٹ الاٹ کئے ہیں بلکہ انہوں نے بطور وزیر اعلیٰ پنجاب پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔

عوام الناس کو ان کے مختص کردہ کوٹہ کے تحت پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے سکیم متذکرہ میں ترقیاتی کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

عنقریب ان کو بھی پلاٹ کی الاٹ منٹ قرعہ اندازی کرنے کے لئے درخواستیں بذریعہ اخبارات طلب کی جارہی ہیں۔

(ب) بذریعہ الاٹمنٹ پالیسی مجریہ 23 دسمبر 1986ء (تتمہ الف) پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا اختیار حاصل ہے۔

(1) وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے الاٹ کردہ پلاٹوں کی کل تعداد 379 ہے۔

(2) جن افراد کو پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں ان کے کوائف کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3) ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ بامعاوضہ ہوئی ہے 3 جنوری 86 سے پہلے ریزرو پرائس -/40480 روپے فی کنال کے حساب سے وصول کی جاتی تھی جب کہ جنوری 1988ء کے بعد ایک کنال پلاٹ کے لئے -/70,000 روپے فی کنال 10مرلہ پلاٹ کے لئے 65600 روپے فی کنال 7 مرلہ پلاٹ کے لیے -/62500 روپے پر فی کنال 5اور 3 مرلہ کے لئے -/60000 روپے فی کنال کے حساب سے قیمت وصول کی جارہی ہے۔

واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

34۔ سردار امجد فاروق خان کھوسہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) سال 88-1987ء کے دوران کتنی واٹر سپلائی سکیمیں منظور ہوئیں اور کتنی سکیموں پر کام شروع کیا گیا۔

(ب) سال رواں میں ڈرینج و سیوریج کی کون کون سی سکیمیں منظور ہوئی ہیں انتظامی منظوری کے علاوہ کون کون سی سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے۔اور کون سی سکیموں پر کام ہونا باقی ہے۔ جن سکیموں پر کام شروع نہیں ہوا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) سال 88-1987ء کے دوران محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں کل 414 واٹر سپلائی سکیموں کی انتظامی منظوری دی گئی۔ جن میں سے 407 واٹر سپلائی سکیموں پر کام شروع کیا گیا۔

(ب) سال رواں 89-1988ء میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں کل 251 نئی ڈرینج و سیوریج سکیموں کی منظوری دی گئی ان سکیموں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں تا حال (18) سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے اور 233 سکیموں پر کام شروع نہیں کیا جا سکا۔ ان سکیموں پر کام شروع نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حکومت نے پہلے چار ماہ (یعنی جولائی تا اکتوبر 1988ء) کا بجٹ اور پھر مزید دو ماہ (یعنی نومبر تا دسمبر 1988ء) کا بجٹ منظور کیا جن میں نئی سکیموں کے لئے خاطر خواہ رقم مختص نہ کی گئی۔ بعد ازاں نئی سکیمیں حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق منتخب کی گئیں اور ان کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ان سکیموں کے تخمینہ جات کی انتظامی منظوری دے دی گئی ہے اور اب کام شروع کرنے کے لئے دوسری تمام کارروائیاں مکمل کی جا رہی ہیں۔ امید ہے ان تمام منظور شدہ سکیموں پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔

اہلیان مہتاب سٹریٹ کی جائز شکایات کا ازالہ

61۔ جناب محمد وصی ظفر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گندا انجن شام نگر لاہور کے شمال مشرقی کونے میں قدیم پبلک پارک کے گرد ترقیاتی ادارہ لاہور 8 فٹ اونچی دیوار تعمیر کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ دیوار کی تعمیر سے مہتاب سٹریٹ شام نگر کا راستہ بند ہو گیا ہے اور کچھ مکانوں کے دروازے بھی بند ہو گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے متذکرہ علاقہ کے جنوب مشرقی علاقہ کے مکینوں کو بیس فٹ کشادہ گلی مہیا کی ہے اور شمال مغربی علاقے میں بارہ مرلہ کا پلاٹ برائے تعمیر مسجد دیا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مہتاب سٹریٹ کے مکینوں کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے اور آئین کی دفعہ 25 کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہلیان مہتاب سٹریٹ کی جائز شکایت کا ازالہ کرنے اور متذکرہ دیوار کو مسمار کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ شام نگر لاہور کے شمال مشرقی کونے میں کوئی قدیم پارک تھا البتہ واسا نے اپنی زمین کے ارد گرد چار دیواری کر رکھی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ کیونکہ مہتاب سٹریٹ شام نگر کا راستہ شام نگر کی طرف ہے۔ کچھ مکانوں کے دروازے ناجائز طور پر واسا کی زمین کی طرف کھولے گئے ہیں۔ مالک مکان اپنی زمین میں صحیح طور پر دروازے رکھنے کے حق دار ہیں نہ کہ واسا کی زمین کی طرف ناجائز طور پر دروازے کھولیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ واسا نے 20 فٹ راستہ اپنے دفاتر اور عوام کے لئے چھوڑا ہے یہ بھی درست ہے کہ واسا نے ملازمین کے لئے پرانی مسجد کی جگہ ایک نئی شمال

مغربی علاقہ کی طرف شروع کر رکھی ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے کہ مہتاب سٹریٹ کے مکینوں سے سوتیلی ماں کا سلوک روا رکھا جا رہا ہے اور نہ ہی آئین کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے بلکہ واسا اپنی زمین پر تعمیر کا قانونی حق رکھتا ہے۔

(ہ) مہتاب سٹریٹ شام نگر کے مکینوں کا ایک الگ راستہ ہے وہ اسے استعمال کریں نہ کہ واسا کی زمین سے راستہ بنانے کا مطالبہ کیا جائے۔

ترقیاتی ادارہ لاہور کے دفاتر کو یکجا کرنے کے لئے اقدامات

113۔ میاں محمود الرشید : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے دفاتر لاہور میں کتنے مقامات پر واقع ہیں۔

(ب) کیا حکومت مستقبل قریب میں ان دفاتر کو یکجا کرنے کا پروگرام رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ) :

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے مختلف مقامات پر واقع دفاتر کی تفصیل تتمہ الف پر لف ہے۔

(ب) یہ معاملہ انتظامیہ کے زیر غور ہے۔

تتمہ (الف)

ترقیاتی ادارہ لاہور کے دفاتر

1- ہیڈ آفس

(ا)	ڈائرکٹر جنرل کا دفتر	ایل ڈی اے پلازا۔ ایجرٹن روڈ۔ لاہور
(ب)	ایڈمنسٹریشن ونگ	" "
(ج)	اکاؤنٹس ونگ	" "
(د)	کوآرڈی نیشن ونگ	" "

	(ہ)	شعبہ تعلقات عامہ	" "
	(و)	لیگل ایڈوائزر کا دفتر	" "
-2	(ا)	ڈائرکٹوریٹ آف لینڈ ڈویلپمنٹ	9- کورٹ سٹریٹ۔ لاہور
	(ب)	ڈائرکٹوریٹ آف اسٹیٹ مینجمنٹ	" "
-3		ڈائرکٹوریٹ آف لیگل	5- کورٹ سٹریٹ۔ لاہور
-4		ڈائرکٹوریٹ آف ٹاؤن پلاننگ	7- کورٹ سٹریٹ۔ لاہور
-5		ڈائرکٹوریٹ آف چیف انجینئر	بلور پیلس، لکشمی چوک۔ لاہور
-6	(ا)	ڈائرکٹوریٹ آف کوالٹی کنٹرول	5- ریس کورس روڈ۔ لاہور
	(ب)	ڈائرکٹوریٹ آف ہار ٹیکچر	
-7		ڈائرکٹوریٹ آف چیف میٹروپولیٹن پلانر اور ٹی پا	40- اے لارنس روڈ۔ لاہور

جناب صفدر الحق ڈوگر ایم پی اے کی الم ناک وفات پر دوسری اسمبلیوں کے تعزیتی پیغامات

جناب سپیکر : معزز ایوان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جناب سپیکر صوبائی اسمبلی سندھ اور جناب سپیکر ، لیجسلیٹو اسمبلی آزاد جموں کشمیر نے مطلع کیا ہے کہ مذکورہ اسمبلیوں نے جناب صفدر الحق ڈوگر ، رکن صوبائی اسمبلی پنجاب ، کی الم ناک وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے۔ نیز سوگوار خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ میرے پاس ڈاکٹر شیلا بی۔ چارلس کی تحریک استحقاق نمبر 38 زیر التواء پڑی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ ، کیا آپ اسے پیش کرنا چاہیں گی؟

ڈاکٹر شیلا بی۔ چارلس : میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتی ہوں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر شیلا بی چارلس صاحبہ اپنی تحریک استحقاق واپس لیتی ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں نے آپ کو ایک تحریک استحقاق دی ہے۔ وہ میری ذات کے متعلق ہے۔ آج اس کا پیش ہونا انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر : نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس کی کاپی انہوں نے مجھے آج ہی دی ہے۔ یہ ایک ذاتی نوعیت کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کی اپنی ذات کے بارے میں ہے۔ تو ان کی یہ درخواست ہے کہ اس کو ایوان میں بغیر باری کے لیا جائے۔ تو میں آپ سے یہ کہوں گا کہ نواب زادہ صاحب کی اس تحریک استحقاق کو بغیر باری کے لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ ایوان کی رضا اس میں شامل ہے۔ میں نواب زادہ صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

راجہ محمد خالد خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! نماز مغرب کا وقت ہوا چاہتا ہے۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ نواب زادہ صاحب اپنی تحریک استحقاق کو پڑھ لیں۔ اس کے بعد وقفہ نماز کرتے ہیں۔

رکن اسمبلی کو قتل کی دھمکیاں

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر مسئلہ کو جو اسمبلی کی فوری مداخلت کا متقاضی ہے زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مسمیان سکندر بھیرہ شاہ گجرات اور غلام سرور سکنہ مجھے مسلسل قتل کی دھمکیاں دیتے آرہے ہیں۔ میں ایس۔پی گجرات کے نوٹس میں لاتا رہا اور ان سے ناجائز اسلحہ برآمد

کرنے کے لئے کہتا رہا مگر ایس۔پی نے دیدہ دانستہ ان کو کھلا چھوڑ دیا حتیٰ کہ اشتیاق نے اسی اثنا میں دو افراد کو ایک دن اور ایک کنبہ کے چار افراد کچھ روز بعد دن دہاڑے قتل کر دیئے۔ لیکن پولیس ان کو جان بوجھ کر نہیں پکڑتی۔ آج مجھے اطلاع ملی ہے کہ اشتیاق اور غلام سرور لاہور پہنچ چکے ہیں اور مجھ پر قاتلانہ حملے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گذشتہ روز میں نے ایس۔پی گجرات کو حالات بتائے مگر وہ کچھ کرنے سے معذور ہے۔ اور میری دانست میں گجرات انتظامیہ اس سازش میں ملوث ہے اور اس طرح میرا زندہ رہنے کا بنیادی اور آئینی حق خطرے میں ہے اور میں بطور رکن صوبائی اسمبلی آسانی سے اپنے فرائض انجام نہ دے سکتا ہوں اور مزید اپنے حلقہ کے رائے دہندگان سے رابطہ بھی نہ رکھ سکتا ہوں لہذا ان حالات کے پیش نظر میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب آپ وقفہ نماز کے بعد شارٹ سٹیٹمنٹ دیجئے۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے ہم ساڑھے سات بجے دوبارہ یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب کی تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے۔ نواب زادہ صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

نواب زادہ نصفنفر علی خاں : جناب والا! میں تھوڑا سا sequence of events بتاتے ہوئے اس کے crux پہ آؤں گا۔ جناب والا! 19 دسمبر 1988ء جس دن صوبائی کا الیکشن تھا۔ اس دن میرے چھوٹے بھائی کو پولنگ سے واپس آتے ہوئے امتیاز اور غلام سرور نے دیگر تین آدمیوں کی معیت میں تین گاڑیوں میں کلاشنکوفوں سے مسلح ہو کر اغواء کیا۔ اس کو باندھ کر مارا۔ اس کو قتل کرنے کی نیت رکھتے تھے۔ ادھر سے پولیس آگئی تو اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ تین روز وہ گجرات سٹی میں رہے لیکن انہیں کسی نے نہیں پکڑا۔ انہوں نے ضمانت کرا لی۔ ان کی ضمانتیں confirm ہوئیں تو ہم نے انتظامیہ سے کہا کہ وہ اس معاملے کو کورٹ میں پیش کرے تو انہوں نے کہا ہم کریں گے۔ آخری وقت میں انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا تو ہم نے خود move کیا۔ اس کے بعد ان حضرات نے یہ کہا کہ اس کو اسمبلی کے اندر داخل ہی نہیں ہونے دیں گے۔ میں اسمبلی میں بھی داخل ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے علاقے میں خوف و ہراس کی مہم چلائی اور لوگوں کو مارنا شروع کیا اور پیروشاہ کی ایک نرس کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ کسی نے اس بات کا نوٹس

نہیں لیا۔ انہوں نے ایک آدمی کو گولی ماری اور ان کی ضمانتیں منسوخ ہوئیں۔ میں نے ایس۔پی سے کہا کہ ان کی ضمانتیں منسوخ ہو گئی ہیں۔ اس لیے ان کو پکڑو۔ ایس۔پی نے ان کو نہیں پکڑا۔ ہم نے ایس۔پی سے کہا کہ یہ اور لوگوں کو ماریں گے پھر بھی اس نے ان کو نہیں پکڑا اور دو آدمیوں کو ایک روز میں آدھے گھنٹے کے وقفے سے مار دیا۔ ایک سکول ٹیچر تھا اور ایک مزدور تھا۔ انہوں نے یہ کہا کہ اب ہم نے اس کو مارنا ہے۔ ہم نے ایس۔پی سے کہا دو آدمی مارے گئے۔ ان کو پکڑو لیکن انہیں کسی نے نہیں پکڑا۔ میں نے انتظامیہ کو لکھ کر دیا کہ اگر میرے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو آپ ذمہ دار ہوں گے۔ پھر میں نے آئی جی پولیس کو لکھ کر دیا کہ امتیاز اور غلام سرور کے پاس اتنا ناجائز اسلحہ ہے، آپ ان سے برآمد کریں۔ میں نے تحریری طور پر لکھ کر دیا لیکن کسی نے برآمد نہیں کیا۔ اس کے بعد غلام سرور نے ایک مدعی کو اٹھایا اور اس سے لکھوا لیا کہ کیس میں غلام سرور مجرم نہیں اور امتیاز نے اگلے روز ایک دوسرے مدعی کو اٹھا کے مارا اور کہا کہ اپنا پرچہ واپس لو۔ اس کے فوراً بعد میں نے آپ کے چیمبر میں آکر بتایا کہ ایک ہی خاندان کے چار نوجوانوں کو انہوں نے قتل کر دیا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اس وقت پیش ہونا ہے جب ہم نے گل کو مارنا ہے۔ جناب والا! ہم نے ایس۔پی سے کہا۔ اسی دوران اسی امتیاز نے اس آدمی کے والد کو بھی قتل کر دیا۔ اب جناب والا، ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ پولیس انہیں کیوں نہیں پکڑتی۔ اس سے قبل ہم نے ایس۔پی سے کہا کہ اسے پکڑو تو ایس۔پی نے اس شریف آدمی کو نہیں پوچھا کہ وہ مجرم کہاں ہیں۔ انہوں نے چار آدمی مار دیے وہ اپنے گاؤں کے اندر شراب نکالتا ہے، جوا کراتا ہے۔ لوگوں کو جوتے مارتا ہے۔ میں نے یہ لکھ کر دیا ہے اور جس روز ایس۔پی گجرات شمیم احمد خان آیا تو میں لاہور آکر آئی جی پولیس کو ملا اور ان سے عرض کی کہ اس آدمی کو آپ نے ایس۔پی لگایا ہے تو گجرات کے متعلق آپ کا کیا پروگرام ہے؟ میں نے ان سے یہ عرض کی آپ ان سے پوچھ لیں۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے تو کہنے لگا کہ یہ آدمی آیا ہے اس نے بندے مروانے ہیں، اس نے بدمعاشی رانی سے حضور والا! گذشتہ روز میں گجرات شہر کے اندر چھ نوجوانوں کا قتل ہو گیا ہے لیکن قاتلوں کو آج تک نہیں پکڑا گیا۔ میں نے پولیس کو ہر روز کہا اور ایس۔پی تو ایس۔پی جو ایک حوالدار سے ایس۔پی ہوا ہے اور وہ جاہل آدمی ہے۔ اس سے میں نے

کہا کہ میں ڈی۔ سی کے پاس جاتا ہوں تو آگے سے ہنس دیتا ہے۔ ہم نے 19 دسمبر کو ان سے کہا کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جناب والا! عالم یہ ہے کہ ہم ایک سو سال سے سیاست میں آرہے ہیں۔ ہم نے آج تک اپنے ہاتھ میں چھڑی نہیں رکھی لیکن آج میں پندرہ بندوقوں کے ساتھ ایک جوکر کی طرح گجرات سے لاہور پہنچا ہوں اور مجھے اپنے آپ پر شرم آرہی تھی کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ جناب والا! آج ہم سب بھائی ساری رات اپنے گھروں کی چھتوں کے اوپر ہاتھوں میں بندوقیں لے کر جاگتے ہیں اور وہ لوگ ایس۔پی کے سامنے پھرتے ہیں۔ میں نے ایس پی سے کہا کہ تم ذمہ اور ہو جو آدمی مرے ہیں وہ تمہارے ذمہ ہیں۔ آگے سے ایس۔پی بولتا نہیں ہے۔ حضور والا' میں اس معاملہ کو وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لایا ہوں' پھر میں نے میاں شہباز شریف سے اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں۔ میں یہ بات وزیراعظم ے نوٹس میں بھی لے گیا ہوں۔ کل رات ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ امتیاز اور سرور بھوچھ آپ کے پیچھے لاہور گیا ہے' آپ لاہور نہ جائیں۔ جب میں لاہور آیا ہوں تو ایک آدمی انتظار میں تھا اس نے مجھے آ کے بتایا کہ وہ یہاں آگیا ہے اپنی احتیاط کرو۔ جناب والا! کل نفس ذائقۃ، الموت مرنا تو ایک دن ہے۔ اس سے مجھے خوف نہیں میں ایک انتہائی کمزور دل اور بزدل آدمی ہوں لیکن حضور والا! میں موت سے نہیں ڈرتا۔ موت سے فرار نہیں۔ انبیاء کو موت آئی ہے' نواسۂ رسول کو موت آئی ہے' اولیاء کو آئی ہے۔ اس سے فرار نہیں۔ ایک دن ضرور مرنا ہے لیکن جناب والا جو خوف و ہراس کی صورت گجرات میں ہے اور جو میرے اہل خانہ پہ دباؤ ہے اور جو بدمعاش میرے تعاقب میں ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے۔ اس کے لئے آپ سے درخواست ہے کہ اگر اللہ نے مجھے بچانا ہے تو میری حفاظت اس کے ذمہ ہے لیکن بدمعاش میرے پیچھے ہیں اور لاہور میں ہیں۔ جناب والا' آپ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ آپ گجرات سے ایس۔پی اور ڈی۔سی کو بلائیں اور حقائق سے پردہ اٹھوائیں کہ وہ کون سے عوامل ہیں جو ان پر ہاتھ ڈالنے سے پولیس کو روکتے ہیں۔ حضور والا! اگر پولیس کو ایک آدمی لکھ کر دے کہ اس آدمی کے پاس ناجائز پستول ہے تو اس کو بلا لیتے ہیں اور میں نے بحیثیت ایک ایم پی اے آئی جی پولیس اور ایس پی کو لکھ کر دیا کہ امتیاز اور غلام سرور کے پاس فلاں فلاں قسم کا اتنا اسلحہ ہے اور گرنیڈز ہیں اور لائٹ مشین گنیں ہیں

جی تھری کلاشنکوف ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں گولیاں ہیں۔ پولیس ان کو پوچھتی نہیں اور وہ تھانے کے اندر خود کار اسلحہ سے مسلح جاتے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھتا نہیں۔ یہ حالات میں آپ کے پہلے گوش گزار کر رہا ہوں کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا تو اس اسمبلی کے اندر میری فاتحہ نہ کہی جائے اور قرارداد تعزیت نہ پیش کی جائے کیونکہ میں حالات کے بارے میں آپ کو پہلے بتا رہا ہوں۔ ان کو کنٹرول کیا جائے اور میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ گجرات کا الیس۔پی ان کے ساتھ ملوث ہے کہ جو ان کو پکڑتا نہیں اور اگر اس کے پیچھے کوئی ہاتھ کارفرما ہے تو اس کو بے نقاب کیا جائے اور اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آج ہی پیش ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں میں متعلقہ محکمہ سے کسی قسم کی انفرمیشن حاصل نہیں کر سکا۔ یہ بہت اہم تحریک استحقاق ہے کہ جناب نواب زادہ صاحب کا بے حد احترام ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر اسے اگلی کارروائی کے دن پر مؤخر کر لیں تو میں ساری انفرمیشن اکٹھی کر کے پھر اس پوزیشن میں ہوں گا کہ حکومت کا نقطہ نظر پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر : جی رانا شوکت محمود صاحب

رانا شوکت محمود : جناب والا! میرے خیال میں اس تحریک استحقاق پہ سوچنا بھی ایک ظلم اور زیادتی ہے کہ اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا نہ کیا جائے یا حقائق معلوم کیے جائیں' یا محکمے سے پوچھا جائے۔ ایک ہمارے قابل احترام اور معزز رکن ہیں' انہوں نے نہایت ہی دردناک الفاظ میں اس کیفیت کا اظہار کیا ہے جو ان کے ذہن پر اور زندگی پر گزر رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک المیہ ہے اور اسی المیے میں غنڈہ عناصر پرورش پا رہے ہیں کہ ہم ایکشن کے لئے سوچنے لگ جاتے ہیں۔ میں نے اپنی جسٹ تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ پولیس کو بلا وجہ تحفظ دیا جا رہا ہے اور اس تحفظ کی آڑ میں جرائم پرورش پاتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ جرائم پرورش پاتے ہیں بلکہ ان مجرموں کی پشت پناہی کی جاتی ہے جو پولیس والوں کے آلہ کار بنتے ہیں۔ جناب والا' یہ وہی المیہ ہے جو

دہرایا جا رہا ہے۔ اس صوبے میں ایک آدمی کے ساتھ نہیں ہزاروں آدمیوں کے ساتھ دن میں کئی دفعہ یہ بات دہرائی جاتی ہے۔ اس صوبے کا قانون طاقت بن چکا ہے۔ اس صوبے کا قانون پیسہ بن چکا ہے۔ اس صوبے کا قانون ایک طاقتور اور غنڈہ عنصر بن چکا ہے۔ نہ کوئی عدالتیں' نہ کسی کا تحفظ' نہ جائیداد کا' نہ ذات کا اور نہ ہی شخصیت کا تحفظ ہے۔ جناب والا' یہ بہت ظلم کی بات ہے اور آج ہمارے بھائی نے اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کو بلا سوچے سمجھے آج ہی استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور نہ صرف اس واقعے کو بلکہ جیسے میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ ہمیں تو کمیٹیاں بنا کے ان تمام واقعات کی تفصیل میں جانا چاہیے یہ اس ایوان کو فرض بنتا ہے' یہ اس ایوان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور پھر اس ایوان کا اور کام کیا ہے کہ اگر ہم اس صوبے کے عوام کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ سکون نہیں دے سکتے' ان کے مسائل نہیں حل کر سکتے۔ ان کے لئے کچھ کرنے کے لئے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ پھر اس ایوان کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ جناب والا' ہم اپنی ذمہ داری سے کوتاہی کریں گے' اپنے سب سے بڑے فرض سے کوتاہی کریں گے۔ یہ ہمیں نہیں کرنی چاہیے۔ نا صرف اس واقعے کی فوری طور پر تفتیش کرنی چاہیے بلکہ سارے ایوان کو ایک کمیٹی کے طور پر بیٹھنا چاہیے اور اس واقعے کی سنگینی کو صوبے کے تمام دوسرے واقعات کے لئے مثال بنانا چاہیے اور سارے ایوان کو ایک کمیٹی بن کے اس پر غور کرنا چاہیے۔ پچھلے ہفتے ہمارے ایک معزز رکن دن دیہاڑے قتل کر دیے گئے۔ اس کے لئے ہم نے کیا کیا۔ صرف فاتحہ خوانی کی اور اس کے بعد ہم گھروں میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد جناب اب ایک اور واقعہ رونما ہوا ہے ممبر کا مرتبہ کوئی چھوٹا نہیں۔ بڑے سوچ سمجھ کر اور دکھ کے ساتھ یہ بات کی ہے۔ میں تو جناب والا یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس سارے ایوان کو اس کے لئے کمیٹی بنائیں اور ہم سب بیٹھ کر اس پر غور کریں گے کہ آخر اس کے عوامل کیا ہیں؟ جو اس صوبے میں اس قسم کے حالات پیدا کئے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ کل کو کسی اور کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ واقعہ دہرایا جا رہا ہے۔ بلکہ ہر روز دہرایا جا رہا ہے۔ ہمارے دوسرے رکن بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں۔ ممبر نہ بھی زد میں آئیں ہم ان عوام کے سامنے بھی جوابدہ ہیں' ان کی خواتین کی طرف بھی جوابدہ ہیں' ان بے چاری بے کس

عورتوں کی طرف سے بھی جوابدہ ہیں' ان بے چاری مظلوم بوڑھی اور نوجوان لڑکیوں کے لئے بھی جوابدہ ہیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جن کی جائدادوں پر یہ لوگ قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ جن کی لوگ فصلیں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہم ان بے چارے غریب لوگوں کی طرف بھی جوابدہ ہیں جن کے مویشی دن دہاڑے ایک جابر اور طاقتور آدمی چھین کر لے جاتا ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا۔ جناب والا! عالم یہ ہے کہ ہمارے ہاں محاورہ ہے دیہات میں کسی جانور کی دم مالک کے قبضے میں ہے اور مویشی کا رسہ چور کے ہاتھ میں ہے۔ ہمیں جناب اس پر کوئی دیر نہیں کرنی چاہیے۔ آج اسی وقت ہی اس ایوان کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ یہ پورا ایوان ایک استحقاق کمیٹی کے طور پر کام کرے گا۔ بڑی مہربانی۔ بہت بہت شکریہ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پر مجھے بھی دو منٹ بولنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب پہلے وزیر قانون کو اس پر بات کرنے دی جائے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! مجھے صرف ایک منٹ ہی دے دیا جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں گے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! یہ مسئلہ کمیٹیوں سے ختم نہیں ہوگا' تحریکوں سے ختم نہیں ہوگا۔ یہ سارے عوام کا معاملہ ہے اور حکومت صوبے میں ہر غریب و امیر کے جان و مال کی محافظ ہے۔ اس لیے اس قانون میں جب تک تبدیلی نہیں لائی جاتی۔ اس وقت تک ان تحریکوں سے اور فاتحہ خوانی سے کچھ نہیں ہوگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نواب زادہ صاحب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اگر آپ شرعی قانون اس صوبے میں لاگو کر دیں 95 فیصد وارداتیں کم ہو جائیں گی مارشل لاء کے دور میں جن لوگوں کو سزائے موت ہوئی ان کو کھلا چھوڑ دیا گیا اور ان کو مرکز کی طرف سے لائسنس مل گیا ہے ان لوگوں نے قتل عام شروع کر دیا ہے۔ اس لیے میں اس معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ نہ اپوزیشن کا ہے اور نہ ہی حکومت کا ہے۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ 60 دن کے اندر قتل کے مقدمے کا فیصلہ ہو جائے۔ شرعی قانون لاگو ہو۔

جناب سپیکر : رانا صاحب تشریف رکھیے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ رانا صاحب کو بھی اس انداز میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی نہ ہی میں اس پر بحث کروانا چاہتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف نے اس تحریک استحقاق پر بات کرنا چاہی میں نے ان کے احترام کے طور پر ان کو بات کرنے کی اجازت دے دی۔ اس میں مسئلہ صرف یہی ہے کہ نواب زادہ صاحب نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دی' وزیر قانون نے اس پر حکومت کا مؤقف پیش کیا۔ اب قائد حزب اختلاف کے بات کرنے کے بعد میں چاہوں گا کہ جناب وزیر قانون اس پر حکومت کا نقطہ نظر پیش کریں۔ پھر اس پر میں اپنا فیصلہ دوں گا۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! میں نے قطعی طور پر اس تحریک استحقاق کے خلاف بات نہیں کی تھی۔ چونکہ اچانک یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اس لیے مجھے اس کے واقعات کا علم نہیں تھا۔ مجھے میرے معزز بھائی نواب زادہ نصنفر گل اور جناب قائد حزب اختلاف کا بے پناہ احترام ہے اور اس ایوان کے ہر معزز رکن کا استحقاق عزیز ہے۔ چاہے اس کا تعلق حزب اختلاف سے ہو چاہے حزب اقتدار سے ہو میں اسے اس طرح سمجھتا ہوں جیسے یہ میرا ذاتی استحقاق ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! موجودہ حکومت کسی قیمت پر بھی غنڈہ عناصر کی حوصلہ افزائی کرنا نہیں چاہتی۔ موجودہ حکومت کی بھرپور کوشش ہے کہ غنڈہ عناصر کی جس طرح بھی ممکن ہو سکے سرکوبی کی جائے اس دن قائد ایوان نے جس دن صفدر الحق ڈوگر کے متعلق قرارداد پیش ہوئی تھی اس دن بھی حکومت کی اس پالیسی کا واشگاف الفاظ میں اظہار کیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب قائد حزب اختلاف کا بھی یہ فرمان ہے۔ ویسے کل بھی اور پرسوں بھی جب اس کا جواب آتا تو ہم نے بڑی خوشی سے ساتھ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا تھا۔ اب اگر ان کی یہ خواہش ہے کہ آج ہی اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو میں بڑی خوشی سے یہ اعلان کرتا ہوں اس تحریک استحقاق کو فوری طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا شوکت محمود : جناب سپیکر! میں بھی جناب وزیر قانون کا اس بات پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : اس تحریک استحقاق کو میں باضابطہ قرار دیتا ہوں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو تیس دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ مکمل کر کے ایوان کے اندر پیش کرے گی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ تیس دن کے لئے سرکاری طور پر نواب زادہ صاحب اور ان کے خاندان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ کیونکہ جس قسم کے خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے اس پر ضروری ہے کہ نواب زادہ صاحب اور ان کے اہل خانہ کا سرکاری طور پر تحفظ کیا جائے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی۔

جناب سپیکر : درست ہے۔ وزیر قانون صاحب اس چیز کو نوٹ فرمائیں کہ اسی بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ نواب زادہ صاحب کی حفاظت کا حکومت پنجاب بندوبست کرے۔ اس بات کو آپ نوٹ فرمائیں اور اس کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! نواب زادہ صاحب اور ان کے اہل خانہ۔

جناب سپیکر : اگلی تحریک استحقاق جناب خواجہ داؤد صاحب کی ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے) حاجی محمد نواز صاحب۔

حاجی محمد نواز : جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک استحقاق کے سلسلے میں ذاتی طور پر مل لوں گا۔ اس وقت میں اسے پیش نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب آپ چاہتے ہیں کہ اسے مؤخر کر دیا جائے۔

حاجی محمد نواز : ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے اسے مؤخر کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب (تشریف نہیں رکھتے ہیں) جناب دیوان عاشق حسین بخاری صاحب (تشریف نہیں رکھتے)

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! وہ ابھی ابھی چلے گئے ہیں اسے بھی مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 52 ہے۔

سیاسی شخصیت کا اسمبلیوں کے بارے میں توہین آمیز بیان

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 12/6/89 کو ملک کے تمام روزنامہ اخبارات میں پروفیسر طاہر القادری کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں دیگر غلط باتوں کے علاوہ جلی سرخی کے ساتھ یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ اسمبلیاں تجارتی منڈیاں بن گئی ہیں۔ ہر رکن کی بولی لگائی جارہی ہے جس کی تفصیل میں یہ بھی درج ہے کہ اسمبلیاں تجارت کی منڈیاں بن گئی ہیں ہر رکن اسمبلی کی تین سے پندرہ لاکھ روپے تک کی بولی لگ رہی ہے اور کوئی رکن اسمبلی نہیں رہا جسے خریدا نہ گیا ہو۔ خریدنے کی کوشش نہ کی گئی ہو ثبوت کے لئے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کا تراشہ لف ہذا ہے۔ پروفیسر طاہر القادری نے اسمبلیوں کو "تجارتی منڈیاں" اور اس کے تمام ممبران کو لکاؤ مال کہہ کر تمام معزز ممبران اور پورے ایوان کی سخت توہین کی ہے۔ اخبارات کی اس خبر سے نہ صرف پاکستانی عوام کے سامنے بلکہ پوری دنیا میں منتخب ممبران اسمبلی کی عزت و وقار بری طرح مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اس سے قبل بھی اخبارات میں اس قسم کی باتیں ممبران کے متعلق آئی ہیں' اس وقت بھی بعض تحاریک استحقاق بھی جناب کی خدمت میں پیش ہوئیں' اگر اس کا کوئی مؤثر بندوبست اس وقت ہی کر لیا جاتا تو میرے خیال میں پھر اس طرح کی الزام تراشیوں اور بہتان کی کسی کو بھی جرأت نہ ہوتی' اس میں اس نے کسی بھی ممبر کو مستثنیٰ نہیں کیا' تمام ممبران پر یہ اتنا بڑا الزام لگایا ہے اس سے ہمارا وقار نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی یہ اخبارات جاتے ہیں سخت مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میں جناب سے

گزارش کرتا ہوں کہ آئندہ کی رکاوٹ کے لئے بھی اور اس وقت کے لئے بھی آپ اس کو منظور فرمائیں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر چودھری صاحب پہلے لاء منسٹر کی بات سنیں' وینس صاحب پہلے لاء منسٹر کی بات سنیں' میں ان کو فلور دے چکا ہوں۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! یہ ایک انتہائی نازک اور اہم قسم کا مسئلہ ہے جس کی نشاندہی مولانا صاحب میرے فاضل رکن نے کی ہے۔ اس سلسلے میں مجھے متعلقہ محکمہ سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ جناب والا میری گزارش ہے کہ اس کو فی الحال مؤخر فرما دیں' میں اگلے اجلاس میں اس پر گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، مولانا صاحب! لاء منسٹر کا یہ ارشاد ہے کہ ابھی اس بارے میں انہیں کوئی معلومات فراہم نہیں ہوئیں' ان کا خیال ہے کہ اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : یہ ملک کے تمام اخبارات میں اس کا بیان چھپا ہے' اور یہ آئے دن ایسے بیانات سے ہماری توہین و تضحیک ہوتی رہتی ہے' اس لئے اس پر مزید کوئی سوچ و بچار کی ضرورت نہیں ہے' یہ سارے ممبران کا استحقاق ہے اور ان کے عزت و وقار کا مسئلہ ہے' اس لئے اسے منظور کیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب آپ اس سلسلے میں ہاؤس سے رائے لے لیں' اس سے سارا ہاؤس متفق ہے اس میں کوئی سوچ و بچار کی ضرورت نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز جناب لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس تحریک استحقاق کو پینڈنگ کر لیا جائے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : ہاؤس کی رائے لے لی جائے' اگر ہاؤس کی یہی رائے ہے تو پھر میں بھی اتفاق کرتا ہوں' اگر ہاؤس کی رائے یہ نہیں تو پھر میں بھی ہاؤس کی رائے کے خلاف بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر : تحاریک استحقاق کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کو فیک اپ کرتے ہیں۔ کیا آپ اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس تحریک استحقاق کو defer نہیں کیا گیا' یہ تحریک استحقاق ٹائم ختم ہو جانے کی وجہ سے خود بخود پینڈنگ ہو گئی ہے' اس کو اگلے ورکنگ ڈے پر کیا جائے گا۔ چودھری صاحب آپ اپنی سیٹ کے بغیر بات نہیں کر سکتے۔

چودھری اختر رسول : جناب والا! میں نے لکھ کر دیا ہے کہ مجھے میری سیٹ دی جائے۔ ابھی تک آپ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا' جناب والا میں نے معاون خصوصی کی حیثیت سے استعفیٰ دیا تھا کوئی پنجاب اسمبلی کی سیٹ سے نہیں۔ میرا یہ استحقاق ہے کہ مجھے میری سیٹ دی جائے جناب سپیکر آپ ہمارے اس ہاؤس کے custodian ہیں' میں نے آپ کو لکھ کر بھجوایا ہے کہ وہاں بڑے بڑے آدمی بیٹھتے ہیں تو میں ان بڑوں میں شامل نہیں ہونا چاہتا میں تو چھوٹا سا آدمی ہوں' آپ مجھے میری سیٹ دیجئے' میری سیٹ نہیں ہوگی تو میں کسی بھی جگہ بیٹھوں گا۔

جناب سپیکر : اختر رسول صاحب کی یہ بات کہ انہیں الگ سیٹ دی جائے' اس میں بھلا ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے' لیکن کوئی بھی معزز رکن اپنی نشست کے بغیر دوسری سیٹ سے بات نہیں کر سکتا' اس کی رولز میں ہرگز اجازت نہیں' لہذا چودھری صاحب نے جو اس وقت دوسری نشست سے بات کی ہے یہ تو اسمبلی کاروائی سے حذف کی جاتی ہے۔ اور چودھری صاحب کا یہ فرمان کہ ان کو سیٹ الاٹ کی جائے' تو ان کو فوری طور پر سیٹ الاٹ کی جائے گی۔

جناب فضل حسین راہی : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ درست ہے کہ آپ نے رولنگ دے دی ہے لیکن رولنگ دینے سے پہلے کم از کم آپ یہ تو سوچیں کہ ان کا کہنا صرف یہ تھا کہ مجھے بتایا جائے کہ میں کون سی سیٹ سے بات کروں۔ میری سیٹ نہیں۔

اب وہ کہیں سے تو بات کریں گے' وہ اسمبلی کے ممبر تو ہیں' وہ اسمبلی کے اندر تو بات ضرور کریں گے خواہ وہ کسی سیٹ سے کریں۔ اگر ان کو سیٹ مہیا نہیں کی گئی' آپ نے درست کہا کہ آپ نے کہا کہ ان کا یہ اعتراض درست ہے' آپ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ان کو سیٹ دینی چاہیے اور آپ نے کہا ہے کہ دی جائے' لیکن جناب والا جب تک ان کی سیٹ نہیں تو پھر وہ کہیں سے بھی بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : چودھری اختر رسول صاحب کی طرف داری میں فضل حسین راہی کے یہ کہے گئے الفاظ' انہیں ہم بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : مجھے نہیں پتہ کہ اختر رسول کون ہے میں تو ممبر کی بات کر رہا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک التوا کو لیتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : پہلی تحریک التوا جناب فضل حسین راہی کی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میری ایک پریولیج موشن اسی موضوع پر تھی۔ اسمبلی کی تصویر چھاپی گئی تھی اوپر سے نوٹ گرائے جا رہے تھے نیچے سے ممبران اسمبلی ان کو لوٹنے کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔ اس پریولیج موشن پر جناب والا نے اپنے چیمبر میں یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ جنگ اخبار والے اس کے لئے اپنے ایک خاکے میں ہماری ممبران اسمبلی کی وہ تقاریر جو اس پریولیج موشن کے حق میں ہوئی ہیں چھاپیں گے اور دوسرے خاکے میں اپنا نکتہ نظر چھاپیں گے۔ جناب نے یہ فیصلہ فرمایا تھا لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر : یہ بات درست ہے کہ جناب علی اکبر وینس کی پریولیج موشن پہ میرے چیمبر میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو تحاریک استحقاق کے سلسلے میں تقاریر ہوئی ہیں وہ روزنامہ جنگ میں چھاپی جائیں گی اور دوسری طرف ان کا مؤقف چھاپا جائے گا۔ اگر اس سلسلے میں اس وقت تک اس پر عمل نہیں ہوا تو مجھے توقع ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ روزنامہ

"جنگ" اس پر عمل کرے گا اور اس میں مزید تاخیر یا توقف نہیں ہو گا۔

پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا اسمبلی کی حدود میں پولیس والے وردی میں داخل ہو سکتے ہیں۔

آغا ریاض الاسلام : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا اسمبلی کی حدود میں پولیس والے وردی میں داخل ہو سکتے ہیں؟

جناب سپیکر : کس جگہ؟

آغا ریاض الاسلام : کینے ٹیریا یا عمارت کے اندر ادھر ادھر تمام علاقے میں۔ میں آپ سے یہ ہوں گا کہ اس وقت بھی کینے ٹیریا میں۔ آپ کے باہر ٹیلی فون کے پاس پولیس والے باقاعدہ وردی میں آ رہے ہیں جا رہے ہیں۔ ان کو کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اسمبلی کی حدود کے اندر پولیس کے افراد وردی پہن کر داخل ہو سکتے ہیں کہ نہیں۔

جناب سپیکر : اسی نکتے پہ پہلے بھی میری رولنگ موجود ہے اور مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے میں نے اس پر فیصلہ دیا تھا کہ اسمبلی کے ایریا میں اور مین گیٹ کے اندر پولیس کی یونیفارم پہن کر کسی خاص ڈیوٹی کی صورت میں تو وہ آ سکتے ہیں کسی کے ساتھ وہ ڈیوٹی پر ہوں وہ آ جائیں لیکن عام پولیس والے یونیفارم پہن کر یہاں نہیں آ سکتے۔

آغا ریاض الاسلام : کینے ٹیریا میں چائے پی سکتے ہیں؟

جناب سپیکر : کینے میں وہ یونیفارم پہن کر چائے نہیں پی سکتے۔

آغا ریاض الاسلام : آپ اس وقت بھی دیکھ لیں چائے پی جا رہی ہے اور وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں یہ واضح فیصلہ ہے۔ میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ اسمبلی حدود کے تقدس کا خیال کیا جائے اور پولیس ملازمین یونیفارم میں یہاں نہ آئیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : جناب فضل حسین راہی۔

ضلع کونسل راولپنڈی میں خلاف قاعدہ بھرتی

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 20 اپریل 1989ء کے روزنامہ "مشرق" میں یہ خبر جلی حروف سے چھپی ہے کہ سکیلنگ کے طرم کو 18 گریڈ میں انجینئر بھرتی کر لیا گیا پنجاب میں جس انداز سے مختلف محکموں میں بھرتی کی جارہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک رکن قومی اسمبلی کے دباؤ کے تحت اس کے داماد طارق محمود کو گریڈ 18 میں رولز میں نرمی کر کے ضلع کونسل راولپنڈی میں ایکسٹرا ڈسٹرکٹ انجینئر بھرتی کر دیا ضلع کونسل نے اس آفیسر کو نامنظور کرتے ہوئے سیکرٹری بلدیات کو ایک یادداشت بھجوائی جس میں کہا گیا کہ مذکورہ آفیسر کی شہرت بھی اچھی نہیں ہے لہذا تعیناتی منسوخ کی جائے جب بات بگڑتی ہوئی نظر آئی تو یہ تعیناتی گوجرانوالہ میں کر دی گئی اور اب وزیر اعلیٰ پر یہ دباؤ جاری ہے کہ اس آفیسر کو مستقل ملازمت دے دی جائے یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس ایم این اے نے مختلف محکموں میں صرف انجینئر ہی تعینات کرائے ہیں جو مختلف ضلع کونسلوں میں تعینات ہیں استدعا ہے کہ میری اس تحریک التوائے کار پر اسمبلی کی معمول کی کاروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! جہاں تک طارق جنجوعہ کی تعیناتی کا تعلق ہے وہ ضابطہ کے مطابق ہوئی ہے۔ جہاں تک ان کے کسی سکینلگ کے کیس میں ملوث ہونے کا تعلق ہے اس سلسلے میں جو مجھے محکمہ کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے اس کے مطابق کسی قسم کا مستند ثبوت یا شہادت محکمے کے پاس نہیں۔ اگر فاضل رکن کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت ہو تو ہمیں مہیا کریں اس کے خلاف مناسب جو حسب ضابطہ کاروائی ہو گی کرنے کے لئے حکومت غور کر سکتی ہے۔

باقی جہاں تک تقرری کا سوال ہے یہ حسب ضابطہ ہوئی ہے اور اس میں کسی قسم کی قباحت والی بات نہیں۔ ویسے جناب والا میں نے معزز رکن اور ہاؤس کی انفرمیشن کے

لئے گزارش کی ہے۔

جناب والا! یہ ایک انفرادی اور ایک آدمی کی تقرری کا مسئلہ ہے۔ یہ ایک ایڈمنسٹریٹو معاملہ ہے۔ یہ کوئی پبلک اہمیت کا مسئلہ نہیں۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں اور دوسرے ٹیکنیکلی بھی یہ تحریک التوا حسب ضابطہ نہیں۔ اس کو اس ایوان میں زیر غور لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ جناب وزیر صاحب یہ ثبوت طلب فرما رہے ہیں۔ یہ ذرا اندازہ کیجئے۔ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں اس کا ذکر کر دیا ہے کہ ضلع کونسل راولپنڈی میں جہاں مذکورہ کی تقرری ہوئی ہے وہاں ضلع کونسل کے افسران نے ایک میٹنگ کی اور سیکرٹری بلدیات کو ایک یاد داشت بھجوائی جس میں یہ کہا گیا ہے۔ یہ ان کے اپنے محکمے کی طرف کہا گیا ہے یہ میری طرف سے نہیں کہا گیا۔ میں اس پر یہ الزام عائد نہیں کر رہا کہ وہ سمگلنگ کا ملزم ہے یا وہ سمگلنگ میں ملوث ہے۔ یہ خود اس محکمہ جہاں طارق محمود کی تقرری ہوئی ہے وہاں اس ضلع کونسل کے افسران نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا۔ پھر اس کے نتیجے میں ایک یادداشت سیکرٹری بلدیات کو بھجوائی۔ میں سمجھتا ہوں ان کی وہ یادداشت اور محکمہ کی چٹھی کافی ہے اور اس کی بنیاد ہے۔ چاہیے تو یہ کہ اگر ایک محکمہ نشاندہی کرتا ہے کہ یہ افسر سمگلنگ کے مقدمہ میں ملوث ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی کے افسران یہ کہتے ہیں کہ یہ آدمی سمگلنگ میں ملوث ہے تو آپ ڈسٹرکٹ کونسل راولپنڈی سے ہٹا کر اس کو گوجرانوالہ میں تعینات کروالیں۔ وہاں جب افسران نے سٹینڈ لیا ہوا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کی شہرت اچھی نہیں۔ یہ اگر مقدمہ میں ملوث ہے اس کا ابھی فیصلہ ہونا ہے تو یہ بذات خود بہت بڑا ثبوت ہے اور اس طرح پہلو تہی کرنا۔ اس طرح بچ کر نکلنا۔ اس طرح لاعلمی کا اظہار کرنا یہ ویسے ہی سمجھتا ہوں یہ عجیب لگتا ہے اور اس ہاؤس میں غلط بیانی کرنے کے مترادف ہے۔ جناب سپیکر اس کا آپ کو نوٹس لینا چاہیے۔ اگر ایک ممبر اپنی تحریک التوا میں یہ ذکر کرتا ہے کہ سیکرٹری بلدیات کو جو چٹھی بھیجی گئی ہے اس کو دیکھا جائے۔ اس میں افسران نے جو سٹینڈ لیا ہے اس کو دیکھا جائے۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! جو تحریک التوائے کار پیش کی

گئی ہے' وہ اپنی جگہ پر درست ہوگی۔ اس پر مجھے اعتراض نہیں۔ مجھے اعتراض اس بات پر ہے کہ اس معاملے کو یہاں زیر بحث لایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ تو رول واضح ہے۔

67 (کے) میں ہے :

67(K)"The motion shall not deal with any matter which is sub-judice.

کیوں کہ یہ کہتے ہیں کہ وہ سمگلنگ میں ملوث ہے۔ عدالتوں میں کیس ہے۔ جناب والا! جو کیس عدالت میں ہو' اس کو اسمبلی میں قطعاً زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ چاہے وہ کسی قسم کا بھی کیوں نہ ہو۔ جو مسئلہ بھی عدالت میں زیر بحث ہو' جو عدالت میں کاروائی ہو اس پر تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔

جناب سپیکر : اس پر فیصلہ تو اس تحریک التوائے کار کی admissibility پر فیصلہ دیتے وقت اکٹھا ہو گا۔ اس وقت کوئی علیحدہ فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نشان دہی کی ہے کہ جو معاملہ عدالت میں ہو' وہ تحریک التوائے کار کا موضوع نہیں بن سکتا۔ آپ کی بات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ بات جائز اور صحیح ہے۔ تو تحریک التوائے کار کے بارے میں ابھی میں فیصلہ دیتا ہوں۔ فضل حسین راہی صاحب' آپ اپنی بات مکمل کریں اور آپ کو میں یہ بھی عرض کیے دیتا ہوں کہ ابھی ہم نے اس پر بحث شروع نہیں کی۔ جو آپ کہنا چاہتے ہیں' اپنی بات ایک منٹ میں ختم کر لیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں نے اس لیے اس معاملے کی نشان دہی یہاں کی ہے کہ کم از کم حکومت کی طرف سے اس پر کوئی جواب آنا چاہیے۔ یہ کوئی جواب نہیں کہ مجھے پتا نہیں ہے' یا ثبوت فراہم کیا جائے۔ آپ اس کو ذرا ملتوی کر لیں تو میں ایسے بہت سے ثبوت دے دوں گا۔ آپ کو میں یہ بھی بتا دوں گا کہ خواجہ ریاض جو یہاں کاؤنٹی میئر ہے' اس کا بیٹا ڈاکے میں ملوث ہے۔ اس پر ڈاکے کا پرچہ ہوا ہے اور آپ اس کو انسپکٹر پولیس بنا کر اس کے ذریعے عوام کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔

(شیم شیم کی آوازیں)

آپ نے اس کو انسپکٹر پولیس بنایا ہے جو ڈاکے میں ملوث ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ صوبے میں اس سطح پر اتنی تقرریاں ہو رہی ہیں۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ ہم ان کو نہیں

روک سکتے۔

جناب سپیکر : راہی صاحب! اس پر ہم بحث نہیں شروع کر رہے۔ آپ نے اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا ہے۔ راہی صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو ملتوی کر لیا جائے۔ وزیر قانون صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون : جناب والا! انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار کی بنیاد ایک اخباری خبر پر رکھی ہے۔ تو ہم کوئی پابند نہیں کہ اخبار میں جو خبر شائع ہوئی ہے' وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔

جناب فضل حسین راہی : اس کو رائے شماری کے لیے ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر : میں منظور کروں گا تو رائے شماری کے لیے پیش کروں گا۔ اگر میں اس کو باضابطہ قرار دوں' تو ایوان کی اجازت مجھے درکار ہے۔ ابھی تو یہ فیصلہ ہونا ہے کہ میں اس کو باضابطہ قرار دیتا ہوں یا نہیں۔ تو آپ فرما چکے ہیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون : جناب والا' یہ انتظامی معاملہ ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے' انہوں نے اخباری خبر پر بنیاد رکھی ہے۔ آدمی کے سمگلنگ میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت بھی انہوں نے فراہم نہیں کیا۔ اس کے لیے بھی اخباری خبر کو بنیاد بنایا ہے۔ پھر یہ کوئی مخصوص معاملہ بھی نہیں ہے۔ ایک فرد کا معاملہ ہے۔ اس وجہ سے یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

جناب فضل حسین راہی : میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں صحیح جواب فراہم کرنا ان کا فرض تھا۔ میں نے ایک الزام عائد کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ منسٹر صاحب اٹھ کر یہ کہہ دیں کہ یہ شخص اس مقدمے میں ملوث نہیں۔ یہ اس کی تردید کر دیں۔ اگر تردید نہیں کر سکتے تو یہ نہیں اپریل کی خبر ہے اور اس میں اپریل کی خبر پر آج ہم تین جولائی کو بحث کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ڈیڑھ مہینہ کافی ہے۔ ڈیڑھ مہینے کے اندر انہیں تصدیق ہو جانی چاہیے تھی۔ اگر تصدیق نہیں ہوئی تو تردید ہو جانی چاہیے تھی اور آج ایوان میں کھڑے ہو کر اگر یہ کہتے کہ میں تصدیق کر چکا ہوں کہ اس پر کوئی مقدمہ نہیں ہے تو یہ بات اور تھی۔

جناب سپیکر : شکریہ راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات ہو گئی ہے۔ جہاں تک اس تحریک التوائے کار کی تکنیکی نوعیت کا تعلق ہے :

"The items appearing in a newspaper cannot form the basis of an adjournment motion. (National Assembly decisions of the chair). It relates to day to day administrative matter and matters concerning appointments, leave or resignation of officers cannot be made the subject matter of adjournment motion. Service grievances and individual cases cannot be brought by way of adjournment motion.Ruled out of order."

جناب فضل حسین راہی! اگلی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' اگر ہم اسی تحریک التوائے کار کے متعلق ثبوت اور ایف آئی آر وغیر ایوان میں لے آئیں تو پھر وزیر کی کیا پوزیشن ہو گی؟

جناب سپیکر : اس کے جو بھی حقائق ہوں' میں نے یہ فیصلہ نہیں دیا کہ اس تحریک التوائے کار کے واقعات غلط ہیں یا صحیح ہیں۔ اس کے واقعات صحیح ہو سکتے ہیں۔ یہ حقائق پر مبنی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں نے اس کا فیصلہ تکنیکی اعتبار سے کیا ہے کہ تکنیکی طور پر تحریک التوائے کار بنتی ہے یا نہیں۔ تو میرے خیال کے مطابق یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ اور پر میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی اکبر مظہر وینس : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ؛ تحریک التوائے کار کا نصف گھنٹہ ہے۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ معزز

اراکین اسمبلی کی تحاریک التوائے کار پیش ہونی چاہییں اور غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر سے اس ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ جناب علی اکبر دینس صاحب۔

جناب علی اکبر مظہر دینس : جناب سپیکر! میں یہ آپ سے گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ معزز ایوان اس صوبے کا بااختیار ترین اور اعلیٰ ترین ایوان ہے۔ اس کے ایک ایک لمحے کے لیے اس قوم کو ہزاروں روپے فنڈ خرچ کرنا پڑ رہا ہے۔ اس میں ہونے والی کارروائی' جو ریکارڈ بھی ہو رہی ہے' کیا اس پر کوئی ایکشن بھی لیا جاتا ہے یا نہیں؟ فرض کریں کہ میں یہ کہتا ہوں اور میں نے اس اسمبلی میں یہ کہا ہے کہ میرے علاقے میں زناء کے ایک کیس میں ایک بڑے آدمی کے بیٹے کو چھوڑا گیا اور غریب کو دھر لیا گیا۔

جناب سپیکر : دینس صاحب! مجھے افسوس ہے۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی اکبر مظہر دینس : یہاں جو کارروائی ہوتی ہے اس پر کوئی ایکشن ہوتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر : کون سی کارروائی؟ کس قسم کی کارروائی؟ تحریک التوائے کار' تحریک استحقاق' قرارداد' وقفہ سوالات' آپ کون سی کارروائی کی بات کرتے ہیں؟ آپ جو ارشاد فرما رہے ہیں' مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir. I am on a point of order and with your permission, I will speak in English. Sir, your honour has said that a matter which is subjudice cannot be taken up in this house. If you kindly see Article 66 of the constitution which deals with the privileges of the National Assembly and taking into consideration Article 127, the proceedings either of the National Assembly cannot be challenged in any court. Therefore, I will humbly submit that you kindly correct yourself that

even if a matter is subjudice, it can be taken up in this House. Kindly see Article 66 read with Article 127.

MR.SPEAKER: I am sorry. This is not a point of order.

MR.KHALID LATIF KARDAR: What is a point of order? I am surprised. In my opinion a point of order is a law point and I am referring to Article 66 and Article 127 which apply to the proceedings of the National Assembly and the Provincial Assemblies which cannot be challenged in any court. Then how could you say that the matter being subjuice cannot be taken up in this House.

جناب سپیکر: کاردار صاحب! میں نے یہ فیصلہ تحریک التوائے کار کر کے متعلق دیا ہے۔ آپ تشریف رکھئے۔ جب چیئر مخاطب ہو تو آپ کو خاموشی سے بیٹھ جانا چاہیے۔ میں نے جو فیصلہ دیا ہے وہ میں نے تحریک التوائے کار کے بارے میں دیا ہے۔ جو معاملہ subjudice ہے وہ تحریک التوائے کار کا subject matter نہیں بن سکتا۔

MR.KHALID LATIF KARDAR: My humble submission is that any matter whether it relates to a privilege or any fact which is subjudice, it can be brought before the House. In this connection you kindly see Article 66 and Article 127 where it is clearly laid down. That the proceedings of this House whether these relate to a fact, an adjournment motion or a privilege motion, cannot be challenged before the court.

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں کاردار صاحب کو سمجھا دوں گا۔

کاردار صاحب آپ نے جو نقطہ اٹھایا ہے۔ میں نے اس پر فیصلہ دے دیا ہے مزید تسلی کے لئے آپ میرے پاس تشریف لائے میں آپ کو مطمئن کر دوں گا۔

MR.KHALID LATIF KARDAR: Sir, there is an express provision of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan that the proceedings of this House on a matter which is pending before a court of law and that court may have jurisdiction over that matter, cannot be challenged. The court has no jurisdiction over this House.

جناب خالد لطیف کاردار : آپ ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔

جناب سپیکر : فضل حسین راہی اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

بد عنوانی کے الزام میں معطل افسروں کی بحالی

جناب فضل حسین راہی : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کا جائے مسئلہ یہ ہے کہ آج مورخہ 20-4-89 کے روزنامہ مشرق میں یہ خبر جلی حروف سے لگی ہے کہ پنجاب میں 100 بد عنوان افسروں کو دوبارہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ متعدد افسروں کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے محکمہ بلدیات میں معطل شدہ 40 افسروں کو سیاسی وجوہ پر بحال کر دیا گیا ہے صوبہ کے مختلف محکموں میں سیاسی دباؤ اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ اس وقت ایک سو سے زائد ایسے آفیسر تعینات ہیں جن کے خلاف رشوت بد عنوانی اور دوسرے سنگین معاملات کے تحت مقدمات زیر سماعت ہیں یا پھر ان کے خلاف انکوائری جاری ہے ان افسروں کو معطل ہونے کے بعد فوری طور پر سیاسی دباؤ ڈال کر بحال کرا لیا گیا محکمہ بلدیات میں ایسے افسروں کی تعداد تقریباً پچاس کے قریب ہے ادھر بلدیاتی آمدنی کا یہ حال ہے کہ ایسے بد عنوان افسران کے علاوہ دوسرے افسروں کی تعیناتی کو پسند

نہیں کیا جاتا بیشتر اداروں میں گریڈ 17 اور 18 کی آسامیاں گریڈ 11 اور 15 گریڈ سے پر کی جاتی ہیں اور من پسند افسران عرصہ دراز سے ان اہم آسامیوں پر تعینات چلے آرہے ہیں یہی حال سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کا ہے جہاں اسسٹنٹ کمشنروں اور مجسٹریٹوں کے تبادلے روزانہ ہوتے ہیں وزیر لاء سیکرٹریٹ میں رولز میں نرمی کا سلسلہ اور مشورے جاری ہیں بعض ایسے افراد کو سیاسی دباؤ کے تحت تعینات کیا جاتا ہے جو عمر اور تعلیم کے لحاظ سے ان آسامیوں کے قابل نہیں ہوتے۔ جناب والا! میری اس تحریک التوا پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! معزز رکن نے کسی specific مسئلے کی نشان دہی نہیں کی یہ سارے معاملات انتظامی ہیں انہوں نے matter of continuous nature کی بات کی ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی نہیں۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ بھرتی کب ہوئی کیا یہ پچھلے سیشن یا اس سیشن کے درمیان ہوئی ہے جناب والا اس پر تحریک نہیں آسکتی اور یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: It is a definite matter.

رانا پھول محمد خان : جناب والا! یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

جناب سپیکر : رانا صاحب اس کا فیصلہ میں نے دینا ہے کہ بنتی ہے یا نہیں اور میں نے اس پر وزیر قانون کو اپنا مؤقف پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔ آپ اپنے آپ کو وزیر قانون سمجھتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں اس معزز ایوان کو رکن ہوں اور مجھے بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو نواب زادہ صاحب کو حاصل ہیں۔ اگر آپ یہ رعایت ان کو دیں گے تو میں بھی اسی رعایت کا حق دار ہوں اور مجھے بھی دئے جائیں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ نواب زادہ صاحب تشریف رکھئے۔ راہی صاحب تشریف رکھئے راہی صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔ جی میاں صاحب۔

میاں منظور احمد موہل : آپ 67۔بی کو دیکھ لیں۔

MR SPEAKER: My ruling is that:-

Items appearing in a newsaper cannot form the basis of an adjournment motion. It relates to day to day administrative matter and matters concerning leave resignation, etc. of officers cannot be made the subject matter of adjournment motions. The motion relates to a policy matter and is not a fit case for adjournment motion. So, the motion is ruled out of order.

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! میں نے آپ کے فیصلے سے یہ اخذ کیا ہے کہ آپ اخباری خبر کو بیاد بنا کر تحریک التوا نہیں بنا سکتے۔ آپ اب میری اطلاع کے لیے یہ فرمائیں کہ ہم خبریں کہاں سے حاصل کریں۔ ہم تحریک کس بیاد پر پیش کریں، اخبار کی خبر پر نہیں کر سکتے۔ اس کو ہم بیاد نہیں بنا سکتے اب ہم کیا کریں؟ ہم بیاد کس بنا پر بنائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہمارے پاس نہ تو کوئی سی آئی ڈی ہے، نہ کوئی اور ذرائع ابلاغ ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : یہ چیز تو ہمارے علم میں ہے کہ یہاں ان سیٹوں پر لوگوں کو لگوا کر پیسے حاصل کیے جا رہے ہیں اور اس طریقے سے ناانصافی ہو رہی ہے۔ قانون کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ لوگوں کے حقوق سلب کیے جا رہے ہیں۔ جب یہ چیزیں چھپتی ہیں۔ لوگوں کے سامنے آتی ہیں۔ اگر ہم ان خبروں کو بیاد نہیں بنا سکتے تو پھر ہم کس کو بیاد بنائیں۔

جناب سپیکر : تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے آپ عوامی اہمیت کے specific

certain grievences کو اسمبلی میں پیش کر لیں۔ وہ اسمبلی میں پیش ہو جائیں، حکومت کے نوٹس میں آ جائیں، ذرائع ابلاغ کے نوٹس میں آ جائیں اور وہ تمام اہل صوبہ اور اہل ملک کے نوٹس میں آ جائیں اور وہ آپ کے grievances میں آ گئے ہیں۔ اس پر بات ہو گئی اور بس اس پر بات ہو گئی۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں آپ کی بات سے اختلاف نہیں کرتا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اخبارات کے ذریعے ہی خبریں باہر آتی ہیں۔ خبریں اور کہاں سے آئیں گی؟ اگر وہ غلط خبریں لگاتے ہیں تو آپ ان کے خلاف کیا کر سکتے ہیں؟ ان کی باتیں اگر درست ہیں تو میں نے ایک specific matter طارق محمود کی تقرری کا پیش کیا تھا اور آپ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : تحاریک التوا کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہمیں بتایا جائے کہ ہم اپنی گفتگو یا بحث یا کسی معاملے کو اگر اخباروں پر base نہ کریں تو پھر کس چیز پر کریں؟ اس سلسلے میں اور کون سا source ہو سکتا ہے جس پر ہم base کریں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! ایسی کوئی خبر یا ایسا کوئی واقعہ جس کو پڑھنے کے بعد عوام کے اندر تشویش پائی جاتی ہو تو اسے یہاں پیش کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر : پہلے تو میں آپ کو اور فضل حسین راہی صاحب کو یہ بات کروں گا کہ آپ اتنا تو خیال فرما لیا کریں کہ آپ میں سے اگر ایک صاحب بات کر رہے ہوں تو آپ میں سے دوسرا آدمی بھی اس کو ٹوکنے سے باز نہیں آتا۔ جب نواب زادہ صاحب بات کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ I have given floor to Nawabzada Sa-hib. تو آپ کو اس وقت نہیں بولنا چاہیے جس وقت نواب زادہ صاحب بول رہے ہوں۔ جس وقت وہ اپنی بات کر چکیں اس کے بعد آپ کا حق ہے کہ آپ سپیکر سے مخاطب ہوں کہ آپ بھی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی نواب زادہ صاحب۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ہم جو پرائیویٹ ممبرز ہیں ہمارا source of information کس پر base ہونا چاہیے؟ ہم کہاں سے لائیں؟ کسی چیز پر، کسی بحث پر، کسی معاملے پر ہم تو اخباروں کے محتاج ہیں۔ اگر نصر اللہ دریشک صاحب کی خبر اخبار میں آئے کہ میں مستعفی ہو گیا ہوں تو ہم اس کو نہ مانیں؟ Unless he contradicts it. جناب والا! ہم نے بھی تو اسی پر base کرنا ہے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ نے اسے knock out کیا ہے کہ چونکہ یہ اخباری معاملہ ہے۔ پھر تو اخباروں والے ---. I am sorry, Sir. جناب! اس کا مطلب ہے کہ non-sense کرتے ہیں۔ I am sorry to say اس کا اردو میں ترجمہ غلط ہو گیا ہے کہ وہ nonsense کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ فرمائیں کہ ہم اپنی انفرمیشن کس source پر base کریں۔

جناب محمد لطیف مغل : جناب سپیکر! نواب زادہ صاحب کو پتا ہونا چاہیے کہ اخبارات میں بعض خبریں ہوتی ہیں کہ معتبر ذرائع سے، بعض ہوتی ہیں کہ معلوم ہوا ہے، ان خبروں میں صداقت نہیں ہوتی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہم نے آپ سے رولنگ مانگی ہے، یہ ان کی ذمہ داری نہیں۔

جناب محمد لطیف مغل : جناب والا! ہمارا بھی بولنے کا حق ہے۔ نواب زادہ صاحب! آپ پہلے حقیقت معلوم کر لیا کریں کہ جب کسی کی تقرری ہوئی ہے تو وہ دیکھیں کہ وہ رولز کے تحت ہے یا نہیں۔

ملک محمد وزیر اعوان : جناب سپیکر! کیا یہ فاضل ممبر آپ کے ترجمان ہیں؟

رانا پھول محمد خان : جناب والا! رولنگ کے بعد کسی مسئلے پر بحث کرنا غلط ہے۔ یہ کسی کو اختیار حاصل نہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : اب ہم قانون سازی شروع کرتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جناب وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں جناب کی توجہ آئین کے آرٹیکل 129 اور 130 کی طرف دلاتے ہوئے جناب کی رولنگ چاہوں گا۔

129. The executive authourity of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officers subordinate to him, in accordance with the Constitution.

130. (1) There shall.be a Cabinet of Ministers, with the Chief Minister at its head, to aid and advise the Governor in the exercise of his functions.

اس کے بعد جناب! میں اتنی بات چاہوں گا کہ آیا گورنر صوبائی گورنمنٹ کا ایک لازمی جزو ہے؟ گو کہ اس نے آرٹیکل 105 کے تحت چیف منسٹر کی ایڈوائس پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ آیا وہ صوبائی حکومت کا ایک لازمی حصہ ہے؟ اس پر آپ کی رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر، جس میں آپ آرٹیکل کا حوالہ دے رہے ہیں، یہ پوائنٹ آف آرڈر آپ مجھے لکھ کر دیں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے، اس میں con-stitutional matter ہے، یہ بڑے important nature کا ہے۔ یہ لکھ کر دیں۔ میں اس پر فیصلہ دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر : اچھا جی۔

مسودۂ قانون

مسودۂ قانون، دی بنک آف پنجاب، مصدرہ 1989ء

(---جاری)

MR SPEAKER: Now, we take up legislation.

اس پر جناب وصی ظفر صاحب اپنی بات کریں گے۔ پہلے محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ بات کریں گی۔

رانا اکرام ربانی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی رانا صاحب۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! یہ آئین میں ہے کہ کوئی بھی جو important decision ہوتے ہیں وہ پہلے گورنر صاحب کو communicate کیے جائیں اور اگر انہوں نے communicate کیے ہیں تو جب بل کا نوٹس ممبر کو دیا گیا ہے تو اس کی نوٹیفکیشن کی کاپی بھی communicate کرنی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! ذرا اونچی آواز میں فرمایئے۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : ان کا پوائنٹ آف آرڈر آپ پیش کر رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر علیحدہ ہے۔ جناب والا آرٹیکل 131 کے تحت یہ ہے کہ :

Duties of Chief Minister in relation to Governor

131. It shall be the duty of the Chief Minister....

(a) To communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation.

جناب والا! اس آرٹیکل کی دفعہ کے تحت جو کابینہ کے فیصلے administratively اور صوبائی حکومت کے جو بھی proposals ہوں، قانون سازی کے بارے میں وہ ان کو گورنر کو communicate کرنے کے پابند ہیں تو جناب والا! کوئی بل گورنر کو communicate کیے بغیر اس ایوان میں پیش ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے ؟۔۔۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون : جناب والا! ذرا دہرا دیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! یہ امریکن ایڈ بند کروائی جائے۔ لاء سیکرٹری صاحب نے جواب لکھ کر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر : راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : چیمہ صاحب! میں نے وزیر قانون صاحب سے کہا ہے آپ کو تو میں نے زحمت نہیں دی۔

جناب وصی ظفر نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے کہ آرٹیکل 131 کے مطابق وزیر اعلیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کابینہ کے فیصلے سے گورنر کو مطلع فرمائیں اور جو قانون سازی وہ تجویز کریں، اس سلسلے میں وہ صوبے کے گورنر کو اعتماد میں لیں۔ آپ آرٹیکل 131 نکالیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان : جناب والا! اس میں لکھا ہے کہ اگر کوئی معاملہ گورنر طلب کرے۔

جناب عبدالقادر شاہین : جناب والا! یہ چیف منسٹر کی ڈیوٹی ہے۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talk please.

گوپانگ صاحب! آرٹیکل 131 کو ذرا پڑھیے۔

"It shall be the duty of the Chief Minister to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the province and proposals for legislation."

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ ایسے سنجیدہ معاملات پر آپ کو mind apply کرنا چاہیے اور توجہ دینی چاہیے۔

وزیر قانون : جناب والا! آرٹیکل 131(اے) کے تحت چیف منسٹر صاحب جناب گورنر کو ان فیصلوں کے بارے میں مطلع کرنے کے پابند ہیں جن کے فیصلے کابینہ نے کیے ہوں مگر جناب والا! یہ جو موجودہ بلز ہیں ان کے بارے میں رولز آف بزنس کے تحت وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر کوئی فوری نوعیت کا ایسا معاملہ ہو تو کابینہ کو رجوع کیے بغیر اسے approve کر لیں۔ یہ جو ہمارے بلز آئے ہیں ان کو کابینہ نے approve کیا ہے۔ اس لیے ان بلوں کو نہیں بھیجا گیا۔ یہ براہ راست اسمبلی کو بھیج دیے گئے۔ جناب والا! اگر کابینہ ان کا فیصلہ کرتی تو پھر یہ ضروری ہوتا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر مختلف ہے، وہ سمجھتے ہی نہیں۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون : تو جناب والا! یہ معاملہ ویسے بھی چیف منسٹر اور گورنر کے مابین معاملہ ہے اور آئین میں اس قسم کی کوئی ممانعت نہیں کہ submission کے بغیر آئین سازی نہیں ہو سکتی۔

جناب نذر حسین کیانی : جناب والا! یہ آئین کی interpretation کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب! اس بارے میں میں آپ سے یہ کہوں گا کہ۔۔۔۔۔

جناب قربان علی خان چوہان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں، پہلے ہی ایک پوائنٹ آف آرڈر زیر غور ہے۔

یہ جو وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے یہ آئین کی interpretation کے بارے میں ہے اور یہ بڑا ہی نازک اور سنجیدہ مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئین کی interpretation سپیکر کے فرائض میں شامل نہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ آئین کی interpretation کریں اور اس سلسلے میں اگر کسی معزز

رکن کا کوئی grievance ہے یا وہ کوئی interpretation چاہتے ہیں تو اعلیٰ عدالتوں سے اس سلسلے میں interpretation حاصل کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میرا صرف اتنا مسئلہ ہے کہ یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ province has proposals for legislation میں کہتا ہوں کہ This House is not in order. کہ جو قانون سازی کی proposals ہیں Those have not been communicated to the Governor. یہ ہاؤس in order نہیں اس لیے یہ آگے چل ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر : نہیں، ہاؤس کیسے in order نہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اس میں اگر غیر قانونی کارروائی ہو رہی ہو گی تو یہ in order نہیں ہے۔

When something which is illegal, has been put before the House, it is not in order.

یہی اس کا logic ہے۔ جناب والا! اس میں کوئی ambiguity نہیں۔ میں اسے دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

It shall be the duty of the Chief Minister.....

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! میں اسے دیکھ چکا ہوں۔

CHAUDHRY MUHAMMAD WASI ZAFAR: "It shall be the duty of the Chief Minister to communicate to the Governor all decisions of the Cabinet relating to the administration of the affairs of the province and proposals for legislation."

یہ ختم ہو گیا جناب! صرف اتنا چاہیے، مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر : جی ہاں۔

CHAUDHRY MUHAMMAD WASI ZAFAR: Sir, it is very clearly written that it shall be the duty of the Chief Minister to communicate to the Governor all proposals for legislation.

تو اس کو اس طرح پڑھا جائے گا۔ جناب والا! اس کے دو حصے ہیں۔

One: Shall be the duty of the Chief Minister to communicate to the Governor all proposals for legislation. تو اس کو communicate کیے بغیر جب ایوان میں پیش ہوگی تو میں نے جناب سے درخواست کی ہے کہ ان کی قانونی حیثیت کیا ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ سے یہ عرض کر چکا ہوں اور اس سلسلے میں میں اپنی بات آپ کو واضح طور پر بتا چکا ہوں کہ یہ مسئلہ آئین کی interpretation کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے پر رولنگ دینا یا اس پر کوئی فیصلہ دینا یا آئین کی interpretation کرنا، یہ اسمبلی سپیکر کا کام نہیں بلکہ یہ اعلیٰ عدالتوں کا کام ہے۔ آپ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بے ضابطگی ہے یا آئین کی interpretation کا مسئلہ ہے تو آپ اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کر سکتے ہیں۔

MR KHALID LATIF KARDAR: I could, Mr Speaker, discuss this matter with the Governor of Punjab. There is no record. The Cabinet is bound to tell the proposal of legislation to the Governor. This is a mandatory constitutional point and the Law Minister could enlighten you, that they should send the proposal to the Governor and this is very clear and obvious. Your honour say you should go to the court, but it is also obligatory on your part being Speaker of this House to conduct the House according to the Constitution and rules.

جناب سپیکر : میں اس بارے میں پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of کر چکا ہوں اور میں وصی ظفر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب قربان علی خان چوہان : پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: Sorry, I don't enterain sir.

جناب قربان علی خان چوہان : جناب والا! آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر تو سن لیں۔

MR SPEAKER: Sorry, I don't entertain any further point of order.

چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب اپنی ترمیم پر بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! فوزیہ حبیب صاحبہ پہلے بات کریں گی۔

جناب سپیکر : جی، فوزیہ حبیب صاحبہ! اپنی ترمیم پر بات کریں۔

جناب قربان علی خان چوہان : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر میرا حق بنتا ہے، آپ مجھے موقع تو دیں۔

جناب سپیکر : چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

جناب قربان علی خان چوہان : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے---

جناب سپیکر : میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا، پھر پوائنٹ آف آرڈر کا کیا مسئلہ ہے۔ محترمہ فوزیہ حبیب۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am on a point of Order.

MR SPEAKER: Sorry, I don't entertain.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Sir, I insist on my Point of Order.

MR SPEAKER: I don't entertain. I insist on my decision that you have your seat please.

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! یہ سراسر زیادتی ہے۔

MR SPEAKER: Nawabzada Sahib! have your seat please. I have given floor to Miss Fauzia Habib. Have your seat please.

جناب قربان علی خان چوہان : جناب والا! یہ میرا پہلا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

MR SPEAKER: Chohan Sahib, take your seat please.

جناب قربان علی خان چوہان : جناب والا! میں بار بار اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق عرض کر رہا ہوں، مگر آپ مجھے اجازت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر : چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ فوزیہ حبیب۔

(اس مرحلے پر قربان علی خان چوہان صاحب احتجاجاً ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر : مس فوزیہ حبیب صاحبہ۔

MR FAZAL HUSSAIN RAHI: I am on a point of order.

MR SPEAKER: Mr Fazal Hussain Rahi, take your seat please. Have a seat please.

راہی صاحب! تشریف رکھیے۔ راہی صاحب! تشریف رکھیے۔ مس فوزیہ حبیب آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

محترمہ فوزیہ حبیب : جناب والا! میں ضرور بولوں گی۔۔۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میرا خیال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر : مس فوزیہ حبیب! آپ کچھ فرمانا چاہیں گی؟

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ۔۔۔

MR SPEAKER: Rahi Sahib, I don't entertain your point of order.

جناب فضل حسین راہی : اگر کوئی ممبر اسمبلی، اسمبلی کے اندر پوائنٹ آف آرڈر raise کرتا ہے تو آپ قانونی طور پر پابند ہیں کہ آپ اس کو dispose of کریں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی : آپ سے میری درخواست ہے کہ کم از کم آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو سنیں۔ اگر وہ غلط ہے تو اس سے کہیں کہ وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ میری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ میں غیر ضروری طور پر ایوان کا وقت ضائع نہ ہونے دوں۔ جی، جناب رانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف (رانا شوکت محمود) : جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایوان کا کچھ وقت لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی، آپ ارشاد فرمایئے۔

رانا شوکت محمود : جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایک بڑا اہم آئینی اور قانونی نکتہ یہاں اٹھایا گیا ہے، جس پر کوئی ambiguity نہیں۔ آئین بہت clear ہے۔ اس ایوان میں آئین کی کسی Provision کو اس طرح پڑھا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے' وہ آپ کا فیصلہ تو ہو چکا، لیکن میں اور کچھ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ اس کو ایسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اس نوعیت کے جو آئینی اور قانونی نکتے اس بل کے بارے میں ہیں' جن کو ہم یہ وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں کہ انھیں غلط طور پر، غیر آئینی طور پر، غیر قانونی طور پر اس ایوان کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور جیسے میں نے اس ایوان میں یہ مستقل کہا ہے کہ کاش یہاں پر کچھ اچھی باتوں پر بھی غور کیا جا سکے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہم ایک قانون ساز ادارے کو ایک مذاق میں تبدیل کر کے رکھ دیں۔ اگر کوئی آئین کی provisions ایسی موجود ہیں، جن کو تھوڑی سی کوشش کے ساتھ دور کیا جا سکتا ہے یا ان کو neat کیا جا سکتا ہے تو ان کو ایسا کرنے میں کیا حرج ہے۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ بہت اچھی روایات قائم کریں۔ ایسی روایات قائم کریں جو اس ایوان کے وقار کو اونچا لے جائیں اور دوسری طرف ہم آئین، قانون کو پامال بھی کرتے ہیں۔ جیسے یہ کہنا کہ آئین کی interpretation کے لیے آپ عدالتوں میں جائیں۔ جناب! وہ کیسے ممکن ہے کہ یہ ادارہ تو ایک قانون ساز ادارہ ہے۔ جناب والا! قانون ساز ادارے کو یہ فوقیت حاصل ہے، ان عدالتوں پر جو ہمارے بنائے ہوئے قانون کو عوام پر لاگو کرتی ہیں۔ یہ ایک بہت واضح' صاف اور موٹا

نکتہ ہے کہ عدالتیں ہمارے بنائے ہوئے قانون کو آگے لاگو کرتی ہیں تو اس صورت میں اگر ایک آئینی نکتہ یہاں اٹھایا جاتا ہے تو اس کے اوپر ہمیں غور و خوض ضرور کرنا چاہیے۔ میں پھر اسی نکتے کو دہراؤں گا جو مستقل طور پر کہے جا رہا ہوں کہ کوئی نہیں۔ کیا جلدی ہے کہ ہم ایک غیر قانونی آئین کو، ایک غیر قانونی بل کو یہاں زیر بحث لائیں اور پھر اکثریت کے زور پر کہیں کہ ہم نے یہ قانون بنا لیا جو غیر آئینی ہے اور اگر کسی کو اس کے بارے میں کوئی تکلیف ہے تو وہ عدالتوں میں چلا جائے۔ جناب والا! اس طرح یہاں پر جو ایوان کا وقت ضائع ہوگا اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اگر کل کو یہ قانون کسی عدالت میں جا کر چیلنج ہو جاتا ہے۔ سپریم کورٹ تک کیس جاتا ہے کئی سال لگ جاتے ہیں تو اس قانون ساز ادارے کی کارگزاری زیر بحث ضرور آئے گی۔ عدالتوں میں آئے گی، وکلاء میں آئے گی، بار رومز میں آئے گی، اخبارات میں آئے گی اور عوام میں آئے گی کہ قانون بناتے وقت آپ نے یہ کیوں نہ سوچا کہ یہ ایک غیر آئینی کام آپ کر رہے ہیں تو یہ فیصلہ آپ ہی کو دینا ہے۔۔۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : رانا صاحب! آپ فرمانا کیا چاہتے ہیں؟

رانا شوکت محمود : اس پر میں یہ عرض رکنا چاہتا ہوں کہ آج ہم نے چند نکتے اور قانونی، آئینی پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں اس بل کے بارے میں پیش کرنے ہیں تو جائے اس بات کے کہ وہ تقریر کے دوران ہوں، آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیں تاکہ ہم وہ سارے قانونی نکتے اس ایوان کے سامنے پیش کر دیں۔ پھر اس ایوان کے ممبران کی مرضی ہے کہ اگر وہ ایک مارشل لاء کی صورت میں آئین کو پامال کرنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی ہے۔ جناب! ہم اپنا فرض پورا کریں گے کہ ایک مارشل لاء میں اور اس اسمبلی میں فرق ضرور ہونا چاہیے۔ یہ ایک مارشل لاء کی Summary Military Court کی کوئی proceeding نہیں کہ یہ آج ہی یہاں پر کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں باقی جو پانچ چھ قانونی اور آئینی نکتے ہیں، انھیں پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے، پھر اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اس کو اپنے

فیصلوں سے بلڈوز کرنا ہے تو کر لیں، لیکن ہم اس کے بعد پھر جو کرنا چاہتے ہیں، ہم اس کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر : اس میں، میں یہ کہوں گا۔۔۔ رانا صاحب! آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کا جواب دینا ہے۔ انھوں نے میرے ساتھ بات کی ہے آپ سے نہیں کی۔

رانا پھول محمد خان : میں بھی اس ہاؤس کا رکن ہوں۔ آپ بھی مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر : جی، آپ ضرور رکن ہیں، لیکن ان کی بات کا جواب مجھے دینے کی اجازت دیں۔۔۔

رانا پھول محمد خان : میری گزارش یہ ہے کہ جب کوئی بل پیش ہو جائے تو پھر اس میں ترامیم آتی ہیں۔۔۔

ایک معزز ممبر : جناب سپیکر! رانا صاحب اب کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر : جی، میں رانا صاحب کو کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ رانا شوکت محمود کی بات کا جواب میں دوں گا۔

ملک محمد وزیر اعوان : جناب سپیکر! جب وہ بات کر لیتے ہیں تو پھر آپ بولتے ہیں اور جب ادھر سے کوئی بولتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر : ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں ادھر سے زیادہ لوگوں کو بولنے کا موقع دیتا ہوں۔ آپ کا طرز عمل درست نہیں۔ آپ کو اس انداز میں چیئر سے بات نہیں کرنی چاہیے۔ یہ ہاؤس ہے، اس ہاؤس کے آداب ہیں' اس کا وقار ہے۔ یہ کوئی پنچائت نہیں جس میں آپ بیٹھے ہیں کہ آپ اس انداز میں بات کریں۔

رانا شوکت محمود صاحب نے جو بات کی ہے اس میں وزن ہے، لیکن جہاں تک میرے decision کا تعلق ہے وہ میں جناب وصی ظفر صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر دے چکا ہوں اور یہ decision جو میں دے چکا ہوں اس کو اس انداز میں نہ چیلنج کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کو کرنا چاہیے۔ یہ decision جو میں نے دیا ہے کہ آئین کی inter-pretation جو ہے، یہ کس کا کام ہے اس پر نیشنل اسمبلی کے سپیکر کی رولنگز ہیں کہ یہ عدالتوں کا کام ہے۔ یہ سپیکر کا کام نہیں ہے کہ وہ Constitution کی interpreta-

tion پر اپنی رولنگ دے۔ تو میں اس بارے میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں اور اگر وصی ظفر صاحب کے پاس کوئی constitutional matter ہے تو وصی ظفر صاحب نے اپنی تقریر کرنی ہے۔ اپنی ترامیم پر انھوں نے بولنا ہے۔ مس فوزیہ حبیب صاحبہ نے اپنی ترامیم پر بولنا ہے۔ وہ چاہیں تو اس پر قانونی نکتے اٹھائیں۔ اس پر چاہیں تو وہ باتیں کریں۔ وہ جس انداز میں چاہیں اپنی بات کر سکتے ہیں۔ میں محترمہ فوزیہ حبیب سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے۔۔۔

جناب سپیکر : جی، پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے، لیکن جس میں، میں یہ محسوس کروں کہ یہ غیر ضروری طور پر ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے، میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو entertain نہیں کروں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! چار پانچ منٹ کی بات ہے۔ تین چار پوائنٹ آف آرڈر ہیں وہ آپ کر لینے دیں۔۔۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! جب آپ اپنی تقریر کریں گے تو اس میں آپ یہ تین چار constitutional باتیں کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : کچھ ان کے پوائنٹ آف آرڈر ہیں اور کچھ چوہان صاحب کے ہیں۔

جناب سپیکر : میں محترمہ فوزیہ حبیب صاحبہ کو اس ترمیم پر اپنے اظہار خیال کی دعوت دیتا ہوں۔

محترمہ فوزیہ حبیب : جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔۔۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔

پہلے یہ اپنی ترمیم تو move کریں۔

جناب سپیکر : ترمیم move ہو چکی ہے۔

میاں منظور احمد موہل : اس میں ان کا نام نہیں۔ میرے پاس جو ایجنڈا آیا ہے اس میں ان کا نام نہیں ہے۔

جناب سپیکر : اس میں نام نہیں ہوگا لیکن یہ طے ہے کہ فوزیہ حبیب صاحبہ نور وصی ظفر صاحب نے بات کرنی ہے۔

محترمہ فوزیہ حبیب : جناب والا! میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے فلور دیا اور اس اہم موضوع پر بات کرنے کے لیے آج کا دن مقرر کیا اور میں آج اس معزز ایوان میں اس پر بات کر سکوں۔

جناب والا! صوبہ پنجاب میں ایک علیحدہ بنک کا قیام کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں۔ یہ ایک انتہائی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اس کی اہمیت کو ہر معزز ممبر کو سمجھنا چاہیے اور محسوس کرنا چاہیے کہ یہ کوئی کھیل نہیں۔ اس بنک کے بن جانے سے اس ملک پر یا اس صوبے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ ہم سب کے لیے سوچنے کا لمحہ ہے۔ ہمیں اسے ہرگز مذاق میں نہیں لینا چاہیے۔ بنکنگ کی جو تعریفیں اب تک سامنے آئی ہیں۔ میں آپ سے اجازت چاہوں گی کہ مجھے انگریزی میں کہنے کی اجازت ہو۔ بمبئے بنکنگ انکوائری کمیشن بنکوں کی اس طرح تعریف کرتی ہے۔ 'My brain and other peoples money. یعنی میرا دماغ اور دوسرے لوگوں کا پیسہ۔ اس تعریف سے واضح ہو جاتا ہے کہ کن لوگوں کا دماغ ہوگا اور کن کے پیسے ہوں گے اور وہاں خرچ ہوں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بنکنگ کا یہ اصول ہے کہ وہ سرمایہ کے قیام میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے، بچت انتہائی کم ہوتی ہے اور یہی وہ بچتیں ہیں جو لوگ بنکوں میں جمع کرواتے ہیں اور انھیں بچتوں سے یہ بنک دوسرے لوگوں کو پیسے دیتے ہیں اور اس پر دوسرے کئی کاروبار ہوتے ہیں۔ اب اگر یہ پیسہ غلط ہاتھوں میں جائے تو پھر اس صورت حال میں کیا ہوگا۔ یہ ہم سب کو سوچنا ہے۔ یہاں جتنے ممبران بیٹھے ہیں، چاہے وہ اس طرف ہیں یا اس طرف ہیں، یہ آپ نے سوچنا ہے۔ جناب والا! اب میں دوسری تعریف کی طرف آتی ہوں۔ یہ امریکن بنکنگ کی یوں تعریف کرتے ہیں :۔

"By banking we mean the business of dealing in

credit and by banks we include every person, firm or company having a pleace of business where credits are spent by deposits or collection of money or currency subject to be paid or remitted on cheques or order on stocks, bonds, bills of exchange, promissory notes or receipts for discount or sale."

جناب والا! اس تعریف کے تحت اس وقت اس ملک میں اور اس صوبے میں کتنے بنک کتنی کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بنک صوبہ پنجاب کی توقعات کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ وہ کافی نہیں ہیں۔ صوبہ پنجاب نے اچانک یہ کیوں محسوس کیا کہ اس کے پاس ایک الگ بنک ہونا چاہیے۔ کیا وہ نیشنلائزڈ تمام پانچ بنک، نیشنل بنک، حبیب بنک، مسلم کمرشل بنک، الائیڈ بنک اور یونائیٹڈ بنک اور زرعی ترقیاتی بنک کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں۔ اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو اس کی بھی میں وجہ بتاتی ہوں کہ کیوں مطمئن نہیں ہیں اور یہ بنک بھی کیوں قومیائے گئے۔ یہ بنک 1974ء میں قومیائے گئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ اشارے سے لوگوں کو بٹھا رہے ہیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں، آپ انھیں اشارے سے بٹھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ حبیب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی بہن سے بڑی معذرت کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں یہاں پنجابی بولنے کی اجازت تو نہیں دیتے، لیکن پڑھنے کی اجازت تو کم از کم دے دیں۔ "جن" ایک روپے کا اخبار آتا ہے اور اس کے لیے میں نے سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دیا ہے کم از کم میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کی اسمبلی سے ایک روپیہ چلا جائے گا تو کیا ہوگا۔

جناب سپیکر: کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب فضل حسین راہی: میں احتجاج کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے لیٹر لکھ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر : یہ ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اتنی سنجیدہ بات ہو رہی ہے ، قانون سازی ہو رہی ہے اور راہی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر نواب زادہ صاحب احتجاج کرتے ہیں کہ آپ بولنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ایسے پوائنٹ آف آرڈر آپ اٹھاتے ہیں کہ جن پر بولنے کی اجازت دوں۔

جناب فضل حسین راہی : ایہہ بجاں دا پوائنٹ آف آرڈر اے، تہانوں برا کیوں لگا اے۔ تسیں کم از کم کہہ ای دیو کہ "بجن" منگاواں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب! آپ سے پہلے میں چوہان صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ چوہان صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ شاہ صاحب! آپ فرمایئے۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! اگر میں قانونی طور پر کہوں تو یہ قانون سازی نہیں ہو رہی بلکہ over legislation ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ محترمہ فوزیہ حبیب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ فوزیہ حبیب : جناب والا! میں بات کر رہی تھی کہ 1974ء میں جب یہ بنک قومیائے گئے، جیسے کہ میری ایک بہن نے کہا یہ بنک کیوں قومیائے گئے۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت ملک میں بنکنگ کی صورت حال بہت ہی مخدوش تھی۔ بلکہ بنکس تھے ہی نہیں۔ یہاں تک کہ خام مال یہاں سے جاتا تھا، لیکن کوئی بنکاری نظام اس ملک یا ملک کے کسی حصے میں نہیں تھا اور پاکستان بننے کے بعد بھی کچھ عرصہ تک انڈین کرنسی باقاعدہ طور پر جاری رہی۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے یکم جولائی 1948ء سٹیٹ بنک کی بنیاد رکھی۔ جسے بنکنگ کا پورا کنٹرول دیا۔ اس کے بعد بنکس بنے اور انھوں نے اپنا کام شروع کیا۔ بڑے اچھے جذبے کے ساتھ انھوں نے اپنا کام شروع کیا۔ لیکن اس کے نتیجے میں بڑے فخر سے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس ملک میں بائیس خاندان بنے ہیں۔ وہ بائیس خاندان کیسے بنے۔ کس طرح سے بنے۔ یہی وہ بنکس تھے جو ان بائیس خاندانوں کو بنانے

کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے اور وہ بڑے بڑے قرضے جو انھوں نے ان بنکوں سے حاصل کیے، وہ تمام کے تمام بنکوں نے معاف کر دیے۔ جب یہ بنک نیشلائز ہوئے تو سٹیٹ بنک کو یہ جواز حاصل ہو گیا کہ وہ ان بنکوں کی کارکردگی کو براہ راست دیکھ سکے۔ جناب والا! اب میں ایک بنکار کی تعریف بھی یہاں کرنا چاہوں گی:

Banker is a dealer in capital or more properly dealer in money. He is an intermidiate party between the borrower and the lender. He borrows of one party and lends to another

جناب والا! بنکار کا کام ہی یہی ہے کہ وہ پیسہ لے اور دوسروں کو قرضہ دے۔ اب صوبہ پنجاب میں وہ غریب عوام یا وہ لوگ جو محنت اور مشقت سے پیسہ بچائیں گے وہ صاف ظاہر ہے اس بنک میں جائے گا کیوں کہ یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ جو اس صوبے میں بنک قائم کیا جائے گا، وہ کمرشل بنک ہو گا یا سٹیٹ بنک کی طرح کا ہو گا اور کس طریقے سے اس بنک میں زبردستی، جبراً رضاکارانہ طور پر لوگ اپنا پیسہ جمع کرائیں گے۔ یہ بھی ایک سوال ہے جو ذہن میں ابھرتا ہے۔ جناب والا! اس صوبے میں ایک الگ بنک کے قیام کا کوئی جواز نہیں۔ اس کے بن جانے سے نہ صرف صوبے کی بلکہ پورے پاکستان کی معیشت متاثر ہو گی۔ ہم یہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ہر چیز centrally controlled ہوتی ہے اور state controlled ہوتی ہے، خصوصاً بنکاری نظام۔ سوشلسٹ ممالک میں تو کمرشل بنکاری کا تصور ہی نہیں۔ وہاں پر تمام بنکاری سٹیٹ بنک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اب اگر ہم ایک ایسا سسٹم چلا رہے ہیں کہ جس میں کمرشل بنکنگ کی بھی اجازت ہے تو پھر صوبوں کو صوبے ہی رہنے دینا چاہیے، organs. independents نہیں بنانا چاہیے۔ ہم اس بات سے اچھی طرح سے واقف ہیں اور جب ہم سٹیٹ بنک کے طریق کار کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سٹیٹ بنک 'بنک آف ایشو' ہے اور اس کے جاری کیے گئے نوٹوں پر اس کی مکمل اجارہ داری ہوتی ہے۔ جناب والا! وہ دن دور نہیں جب ہم یہ بھی سن لیں گے کہ صوبہ پنجاب کے بنک نے اپنی کرنسی جاری کرنی شروع کر دی ہے۔ اس سے جو افراط زر پیدا ہو گی اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ سٹیٹ بنک پھر اس افراط زر کو

کس طرح سے کنٹرول کرے گا کیوں کہ یہ صرف اور صرف سٹیٹ بنک کے اختیار میں ہے کہ وہ نوٹ جاری کرے اور اس پر اسی کی اجارہ داری ہے۔ سٹیٹ بنک حکومت کا بنک بھی ہوتا ہے، ایجنٹ بھی ہوتا ہے اور ایڈوائزر بھی ہوتا ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ پبلک فنانس اور مالی معاملات میں ایک بڑا قریبی رشتہ ہے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے سٹیٹ بنک اور حکومت دونوں ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔ اگر ان دونوں کو الگ کر دیا جائے تو پھر پبلک فنانس میں حکومت کو جو تکالیف اور اس کی راہ میں جو رکاوٹیں ہوں گی، اس کے بارے میں مجھے یقین ہے بلکہ خدشہ ہے کہ جو آج ہم باتیں کر رہے ہیں وہ اس بنک کے بن جانے سے ہمارے سامنے ہوں گی۔ کریڈٹ کنٹرول بھی سٹیٹ بنک کے پاس ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نیشنل ریزروز کا نگران ہوتا ہے۔ جناب والا! جب بھی کبھی کمرشل بنک کو ضرورت محسوس ہوتی ہے، اس وقت سٹیٹ بنک اس کی مدد میں آتا ہے اور اس کے cash reserve میں اس کی مدد کرتا ہے اور آئینی طور پر بھی سٹیٹ بنک کو یہ حق حاصل ہے کہ تمام بنکوں کے cash reserve پر کنٹرول رکھ سکے۔ انھیں بتا سکے کہ وہ کتنی مقدار میں اپنا کیش ریزرو رکھ سکتا ہے، لیکن اس میں بھی خدشہ ہے کہ اس کی violation ہو گی اور صوبہ پنجاب کے لوگ پھر ایک بار agitate کریں گے۔ جناب والا! سٹیٹ بنک کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ تمام بنکوں کی bal-ance sheets دیکھے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہر بنک سال کے بعد اپنی bal-ance sheets جاری کرتا ہے اور اپنی سال بھر کی کارکردگی پیش کرتا ہے۔ اس سلسلے میں پھر ایک بار خدشہ اٹھے گا یعنی یہ ہر قدم پر ہر مرحلے پر خود مختار ہرگز نہیں ہو سکے گا تو پھر اس کے بنانے کا کیا جواز ہے۔ اس کے پیچھے کون سا ایسا جذبہ کارفرما ہے، اس کے پیچھے کون سی ایسی بات ہے کہ بنک بنا کر صوبہ پنجاب کے لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا ہے اور وہ بھی سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ آخر ایسی کون سی قیامت ٹوٹ پڑی کہ ایک الگ بنک بن گیا ہے۔ کمرشل بنک کے بزنس پر بھی فرق ضرور پڑے گا۔

جناب والا! میں تو یہ کہوں گی کہ جو پیسہ پنجاب ریونیو کی حیثیت سے، زکوٰۃ فنڈز یا پھر ایک نئی چیز دیکھنے میں آئی ہے، جو کہ بیت المال ہے' جب کہ exchequer بذات خود ایک بیت المال ہوتا ہے۔ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے یہ ایک نئی بات کی گئی

ہے۔ اب بیت المال کے نام پر پیسہ اکٹھا کیا جائے گا۔ جو اس بنک میں رکھا جائے گا اور پھر اس بنک سے کون لوگ مستفید ہوں گے، اس کے بارے میں میں ہاؤس کو کیا بتاؤں؟ یہاں سب سمجھدار لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ خود جانتے ہیں کہ کون لوگ امیر سے امیر تر ہوں گے۔

جناب والا! جہاں تک اس کی جواب دہی کا تعلق ہے۔ اس معاملے میں میں یوں کہوں گی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یوم حساب مقرر کر لیا ہے تو پھر ہم جواب دہی سے کیوں خائف ہیں۔ یہی جواب دہی ہمیں سیدھے راستے پر لے جانے کے لیے ہر وقت ہوشیار رکھتی ہے۔ آج اگر اس ایوان میں یا پبلک میں جواب دہی کی بات کو ذاتی تنقید کا نام دیں گے تو جناب والا! پھر جمہوری اداروں کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کے گھر جا کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے تو پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے کہ ہم اپنے عوام کے سامنے اپنے ان معاملات کی جواب دہی نہ کریں، جو کہ ہم برسر اقتدار آ کر کرتے ہیں اور یہ بنک صرف چند لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ اگر ایک غریب آدمی کو قرضہ لینے کے لیے ایک لمبے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ملازم کو سکوٹر الاؤنس لینا پڑتا ہے تو وہ ایک لمبے عمل سے گزرتا ہے، لیکن معلوم نہیں اتنے بڑے بڑے قرضے کس طرح مل جاتے ہیں اور پھر وہ ختم بھی کر دیے جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ بنک صرف اور صرف corruption کو بڑھا رہے ہیں۔ جب تک اس کے اوپر سٹیٹ بنک کا کنٹرول نہیں ہوگا، اس صوبے میں مزید corruption بڑھے گی اور corruption سے پیدا ہونے والے پیسے کی کبھی جواب دہی نہیں کی جا سکتی۔ یہ وہ پیسہ ہوتا ہے جس حکومت کبھی نہیں پکڑ سکتی۔ اس پر ٹیکس نہیں لگا سکتی۔ اب اگر یہ بنک قائم کرنا ہی ہے تو پھر corruption سے پیدا کیے ہوئے پیسے کو بھی اس میں جمع کرانا چاہیے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ کو 10 منٹ بولنا تھا، آپ 20 منٹ بول چکی ہیں۔

محترمہ فوزیہ حبیب: میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: آغا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

آغا ریاض الاسلام : جناب والا! میں point of information پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : ارشاد فرمایے۔

آغا ریاض الاسلام : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پورا معزز ایوان کھانا کھا کر زندہ رہتا ہے یا ہوا میں زندہ رہتا ہے۔ جس بے دریغ طریقے سے استعمال کر رہے ہیں، کم از کم ہمارے لنچ اور ہمارے ڈنر کا خیال رکھتے ہوئے یہ ایوان چلائیں، ورنہ تو ہم بھوکے مر جائیں گے اور کام اسی طرح چلے گا۔ آپ مہربانی کر کے اس کا خیال رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈرز آپ پہلے ہی بہت فرما چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر تو پوائنٹ آف آرڈر ہی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر : بلاشبہ پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف آرڈر ہی ہوتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : میں آپ کی توجہ آرٹیکل 115 کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں دیا گیا ہے کہ ہر منی بل کے لیے حکومت کی اجازت لینا ضروری ہے۔

Art.115. Provincial Government consent required for financial measures i.e. Money Bill. It is required.

کیا آپ مہربانی کر کے بتا سکتے ہیں کہ گورنر حکومت کا حصہ ہے یا نہیں؟ اور منی بل کے لیے گورنر کی منظوری ضروری ہے یا نہیں؟ آئین کی رو سے آپ ہمیں بتائیں اور ایک حصہ اس کا یہ ہے کہ کیا سپیکر ایوان کو غیر آئینی طور پر چلنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ اس کے تناظر میں اس کو دیکھیں۔

جناب سپیکر : آئین کے آرٹیکل 115 کو آپ کس چیز کے لیے refer کر رہے ہیں؟
نواب زادہ غضنفر علی گل : میں یہ حوالہ دے رہا ہوں کہ جب کوئی منی بل پیش کیا جاتا ہے، اس کے ساتھ حکومت کی sanction ضروری ہوتی ہے یعنی حکومت کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ کیا گورنر حکومت کا حصہ نہیں ہے؟ اور اگر گورنر حکومت کا حصہ ہے تو کیا اس کی منظوری ضروری نہیں اور یہ منظوری لی گئی ہے یا نہیں؟
چودھری محمد وسیم ظفر : جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس کی وضاحت کر دوں؟
جناب سپیکر : آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کی کیا وضاحت کریں گے۔ جب مجھے آپ کی راہ نمائی کی ضرورت ہوگی تو میں آپ سے پوچھ لوں گا۔ سردست تو مجھے جناب وزیر قانون کی راہ نمائی کی ضرورت ہے۔

(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! معزز رکن اپنا نکتہ اعتراض دہرائیں گے؟
چودھری محمد وسیم ظفر : پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آرٹیکل 115 جس میں لکھا ہے کہ :

"115.(1) A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the public account of the prvince shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly excepted by or with the consent of Provincial Government."

وہ تو جناب نے hold کر دیا۔

".....shall not be introduced or moved in

the Provincial Assembly....."

یعنی introduce بھی نہیں ہو سکتا۔ صوبائی اسمبلی میں move بھی نہیں ہو سکتا۔

"except by or with the consent of the Provincial Government."

جب تک کہ صوبائی حکومت اس کی اجازت نہ دے اور صوبائی حکومت کی اجازت کے لیے حتمی چیز گورنر ہے۔ آیا یہ صوبائی حکومت یا گورنر کی منظوری کے بغیر یہ بل اس ایوان میں introduce ہو سکتا تھا۔ یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب اس پر mind apply کر لیں۔ میں جناب منظور مومل صاحب سے راہ نمائی حاصل کر لوں۔ جناب میاں منظور احمد مومل! اس بارے میں کچھ فرمائیں گے ؟

میاں منظور احمد مومل : جناب سپیکر! یہ نکتہ اعتراض جو جناب وصی ظفر صاحب اور نواب زادہ ظفر گل نے اٹھایا ہے۔ اس کے مطابق آرٹیکل 115 (4) ہے---

سید ذاکر حسین شاہ : جناب والا! آپ نے تو وزیر قانون و پارلیمانی امور کو بات کرنے کے لیے کہا تھا۔

جناب سپیکر : نہیں، میں نے ان کو اس کی اجازت دی ہے۔

میاں منظور احمد مومل : جناب والا! اس میں یہ جو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے sanc-tion لینا پڑتی ہے۔ میں بتاتا ہوں نمبر 4 میں لکھا ہے کہ :

Article 115(4)-

"If any question arises whether a Bill is a Money Bill or not, the decision of the Speaker of the Provincial Assembly thereon shall be final."

اب اس کے بعد رول 85 (3) بھی پڑھیں۔ آپ کہتے ہیں کہ sanction لینی پڑتی ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ sanction کیسے لینی پڑتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

آپ cross talk نہیں کر سکتے۔ آپ سپیکر صاحب کے ذریعے بات کر سکتے ہیں۔ وہ محو گفتگو ہیں، میں نے ان کو بتانا ہے۔ آپ کو نہیں بتانا ہے۔

آوازیں : پھر بیٹھ جائیں۔

میاں منظور احمد موہل : ہاں! میں آپ کا یہ حکم مان لیتا ہوں۔ بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ فرمائیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! قواعد انضباط کار کے رول 85(3) میں sanc-tion کا اصل ذکر ہے، جس کا میں نے جواب دینا ہے۔ جناب والا! یہ پہلے بھی بات ہوئی تھی اور گورنر سے منی بل پر sanction میں لایا تھا۔ پھر وزیر اعلیٰ سے advice آئی تھی تو وہ reject ہو گئی تھی۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں، یہ بات نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! یہ ایسے بول سکتے ہیں۔ کیا میں کبھی بولتا ہوں، جب یہ بات کر رہے ہوں۔ پھر میں ان کی بات میں بولوں گا۔ میں صرف آپ کا احترام کرتے ہوئے بالکل نہیں بولتا۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! آپ بات کریں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! اب آپ ان کا طریق کار دیکھ لیں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

میاں منظور احمد موہل :

Rule 85(3) -

"If the amendment is one which requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government before it is moved, the notice shall be accompanied by such

consent sanction or reommendation, as the case may be."

اب ان کو چاہیے تھا کہ یہ گورنر سے منظوری لیتے۔ جناب والا! ایک منی بل آرہا ہے، جس کی آپ ہمیں sanction دیں۔ وہ وزیر اعلیٰ سے advice لیتے۔ پھر وہ واپس جاتی۔۔۔

نواب زادہ شفنفر علی گل : یہ بل کے متعلق نہیں، ترمیم پر بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ No cross talk

میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! گورنمنٹ کا تمام بزنس، رولز آف بزنس کے تحت ہوتا ہے۔ اس کے مطابق وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی وقت بھی بل پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں تک آرٹیکل 115 کا تعلق ہے۔ اگر منی بل گورنمنٹ کی طرف سے پیش ہو تو اس کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی اس قسم کا بل آئے جو کسی پرائیویٹ ممبر کی طرف سے ہو تو اس کے لیے اجازت لینا ضروری ہوتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! یہ بات نہیں ہے۔ رول(2) 75 میں لکھا ہوا ہے کہ :

"(2) The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction, the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation."

یہ mis-statement ہے اور جناب والا! اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ without sanction کی جو سلپ ہے، وہ لگائے بغیر بھی بل intro-duce ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر : اس میں مسئلہ یہ ہے کہ کیا گورنر گورنمنٹ ہے؟ یا وزیر اعلیٰ گورنمنٹ ہے؟ یا وزیر اعلیٰ اور ان کی کابینہ مل کر گورنمنٹ بنتی ہے؟ یا کابینہ وزیر اعلیٰ اور گورنر مل کر گورنمنٹ بنتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق : جناب والا! وقت پورا ہو چکا ہے، اس لیے ایک گھنٹہ اور بڑھایا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ایک تحریک پیش کی گئی ہے کہ وقت بڑھایا جائے۔ ایوان کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

(قطع کلامیاں)

مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایوان کی یہ رائے ہو کہ وقت بڑھایا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جو ہمارا arrangement ہوا ہے، اس کے مطابق ٹائم ex-tend نہیں ہوگا۔ ہاؤس پرسوں سے adjourn کیا جائے گا۔

جناب سپیکر : کیا ایسا کوئی arrangement ہوا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر : جناب کی موجودگی میں ہوا ہے۔ جناب تشریف فرما تھے اور ہمارا arrangement ہوا ہے کہ ہاؤس پرسوں سے adjourn کیا جائے گا۔

جناب سپیکر : یہ لاء منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں یا چودھری پرویز الٰہی صاحب ارشاد فرمائیں۔ آپ دونوں میں سے کوئی صاحب ارشاد فرمائیں کہ کیا ایسا کوئی arrangem-net ہوا ہے کہ time extend نہیں ہوگا۔۔۔۔۔جی، جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا نے اب جب کہ یہ question بھی ہاؤس میں put فرما دیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ہماری ان کے ساتھ یہ بات ہوئی تھی اور یہ ar-rangement ہوا تھا کہ unnecessary delay نہیں ہوگی اور کوشش کریں گے کہ آج ہمارا پنجاب بل ہے، یہ نکل جائے اور باقی کار گزاری کو پرسوں پر رکھ لیا جائے۔ جناب والا! آج اس وقت تک جو صورت حال رہی ہے اور پھر یہ تھا کہ ساتھ ہی تحریک استحقاق، تحریک التوائے کار اور وقفۂ سوالات میں تھوڑا تھوڑا وقت کم کر دیا جائے۔

گزارش کی تھی تو پھر ٹائم نہیں بڑھائیں گے ، لیکن جناب والا جیسا کہ خود اس بات کے شاہد ہیں کہ دقیقہ سوالات ، تحریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار پر بھی پورا پورا ٹائم دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں' میں نے یہی بات ابھی وصی ظفر صاحب سے کی تھی کہ اگر یہ پورا پورا ٹائم تحاریک استحقاق پر اور تحاریک التوائے کار پر دیا گیا تو پھر ہم وقت بڑھالیں گے تو انھوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ آپ آج ٹائم نہ بڑھائیں ، بلکہ ہم پرسوں کو دقیقہ سوالات کو نہیں لیں گے۔ پرسوں کوئی اور کام نہیں کریں گے۔ پرسوں یہ سارے بل نکلوا دیں گے تو میری معزز اراکین اسمبلی حزب اختلاف سے یہ التماس ہے کہ آج سوائے محترمہ فوزیہ بہرام کے

(شور و غوغا)

"سوری" فوزیہ حبیب کے، جناب والا! یہ کوئی ایسی اعتراض والی بات نہیں۔ فوزیہ حبیب صاحبہ کے علاوہ اس بل کے سلسلے میں کسی قسم کی پیش رفت نہیں ہوئی۔ بات arrange-ment کی ہوتی ہے ، اگر undue delay نہ کی جائے تو جناب والا خود اس چیز کے شاہد ہیں کہ اس بل میں بلا جواز تاخیر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جناب والا نے منی بل کو Money Bill declare کیا تو اس پر اب تک اس بات کو لایا جارہا ہے۔ جناب والا نے اس بارے میں کافی آئین کی interpretation quote کی ہیں۔ اس بات کو بار بار لایا جارہا ہے اور اس بل کو پاس کرنے میں بلاجواز رکاوٹ پیدا کی جارہی ہے۔ اس لیے جناب والا! آپ خود اس کو بہتر سمجھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وقت تھوڑا سا بڑھا دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! یہ بالکل قانونی اور جائز نکات ہیں۔ جناب والا! اگر ان کو irrelevant قرار دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس ایوان کی عقل و ہوش قائم کرنے کے لیے اور ان کا علم بڑھانے کے لیے ، نہ صرف اس ایوان کا بلکہ پوری دنیا کا، یہ تو علمی نکات ہیں ، اس میں کوئی irrelevant چیز نہیں۔ جناب والا! یہ تو اس وقت پوائنٹ اٹھا رہے تھے، جب جناب نے اس کو منی بل قرار دے دیا تھا، جب تک جناب اس کو منی بل قرار نہ دیں تو منی بل کے بعد وہ پوائنٹ نہیں اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے بعد جناب والا فرمائیں گے کہ کیا یہ relevant ہے یا irrelevant ہے اور ہم تو اس پر ٹائم

بھی نہیں لینا چاہتے۔ میں نے جناب والا کو عرض کیا تھا کہ ہم اسے چار پانچ منٹ میں لے لیتے ہیں، وہ جواب relevant دیں۔

جناب سپیکر: اس پر ان کو کوئی اعتراض نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ہمارا آج ان سے arrangement ہوا ہے۔ میں ان سے کہہ کر آیا ہوں کہ ہم پرسوں کو وقفہ سوالات بھی نہیں کرتے، آپ بل کریں، لوگوں کی پڑھائی لکھائی پر بات کریں، آپ ایجوکیشن پر بات کریں۔

جناب سپیکر: اس پر ان کو آپ کے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے پر کوئی اعتراض نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! irrelevant کارروائی اور تو کوئی اور نہیں ہوئی، سوائے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کے۔

جناب سپیکر: جی، فاروق صاحب! آپ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون: جناب والا! جب آپ نے ہاؤس میں سوال put کیا ہے تو ہاؤس نے بھی ٹائم بڑھانے کے بارے میں رائے دے دی ہے اور آپ نے بھی فیصلہ دے دیا ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ٹائم کی extension کے بارے میں مزید کسی فیصلے کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹوانہ صاحب! آپ کچھ فرمارہے ہیں؟

ملک غلام محمد خان ٹوانہ: arrangement سے بہتر ہے کہ ہاؤس کی رائے معلوم کی جائے۔ آخر ہم ممبران بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! میرے خیال میں اکثریت کی رائے یہی ہے کہ وقت بڑھایا جائے اور کام کو جاری رکھا جائے۔

جناب سپیکر: ویسے میری موجودگی میں وصی ظفر صاحب کی جو بات ہوئی ہے، اس میں ملک حاکمین صاحب بھی شامل تھے، اس میں ملک شاہ محمد محسن صاحب بھی شامل تھے، پرویز صالح صاحب شامل تھے، لاء منسٹر صاحب شامل تھے اور چودھری پرویز الٰہی صاحب اس میں شامل تھے تو میری موجودگی میں جو بات ہوئی، اس میں یہ ساری باتیں ہوئی ہیں، جو ابھی انھوں نے کہی ہیں کہ ایک arrangement کے تحت چلنا چاہیے اور ایوان کا وقت بھی ضائع نہیں ہونا چاہیے، جو ضروری باتیں ہیں، وہ ہو جانی چاہئیں اور اس میں

میرے سامنے یہ بھی بات ہوئی ہے کہ آج لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ آج یہ جو پنجاب بنک کا بل ہے اسے پاس کروانے میں غیر ضروری تاخیر نہ کریں یہ آج پاس ہو جانا چاہیے اور privileges کے بل کو آج آپ نہیں کرنا چاہتے تو بے شک پرسوں پہ رکھ لیں' کل کوئی کاروبار نہ ہو' چھٹی ہو جائے اور پھر پرسوں پر اس کو رکھ لیا جائے۔ تو اس میں وصی ظفر صاحب کہہ رہے تھے کہ آج ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں اگر آج یہ بل پاس ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن آج اگر پاس نہیں ہوتا تو پھر اس ساری کارروائی کو پرسوں پر رکھ لیا جائے ہم پرسوں کو اس میں پوری طرح سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وقت بڑھانا ہے یا نہیں تو اس سلسلے میں کوئی بات نہیں ہوئی نہ تو وقت بڑھانے کی بات ہوئی اور نہ تو نہ کرنے کی بات ہوئی۔لہذا میں اس بارے میں میں کہوں گا کہ میری موجودگی میں نہ تو وقت بڑھانے کی بات ہوئی اور نہ ہی وقت کو نہ بڑھانے کی بات ہوئی۔

ملک حاکمین خان : جناب والا! میرے خیال میں آپ کے نوٹس میں ہے کہ اس وقت باتیں افہام و تفہیم سے ہو رہی تھیں اس وقت جناب والا یہ بات ہوئی تھی کہ اگر مناسب سمجھا اور اگر کچھ کمی بیشی ہوئی تو۔۔۔۔۔لیکن جناب والا ابھی تو بہت سارے مقررین موجود ہیں' بہت ساری باتیں کرنی ہیں' جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ کتنا بڑا خوف ناک حتم کا حادثہ رونما ہونے والا ہے تو اس سلسلے میں کچھ باتیں تو ضرور ہوں گی۔ میرے خیال میں اس میں کوئی ہرج نہیں۔

جناب سپیکر : اس میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یہ معاملات اپوزیشن کی طرف سے جو گورنمنٹ کی لیجسلیشن میں تاخیر کرنے کے جو معاملات ہیں وہ آپ اپنی طرف سے حق بجانب ہیں کہ آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اس میں تاخیر کریں اور ان کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی لیجسلیشن کو تھرو کروائیں جس طریقے سے بھی ہو سکے' تو اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ اس بارے میں آپ نے اس لیجسلیشن کو اس میں تاخیر کرنے کے لئے اپنی طرف سے ایسی باتیں بھی کی ہیں جو اس ایوان میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئیں اور آپ کو بھی یہ علم ہے کہ میں نے اس کے باوجود میں نے آپ کی اس بات کو بھی تسلیم کیا اور ہاؤس میں معاملات کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے آپ کی بات کی اور آپ کی

حمایت کی اور ہاؤس کو اس روز adjourn کیا۔ اب میں کہوں گا کہ جو حکومت کا معاملہ ہے اس کو تھرو کرنا اور لیجسلیشن کا آگے بڑھانا یہ کسی بھی ایوان کے لئے لازم بات ہے اور یہ کسی بھی سپیکر کے لئے لازم بات ہے کہ حکومت کی طرف سے جو لجسلیشن کے معاملات ہیں' ان میں بہت ہی غیر ضروری تاخیر کو آڑے نہ آنے دیں اور ان معاملات کو چلایا جائے۔ تو میں سوال put کر چکا ہوں تو

Time is extended for one hour.

(نعرہ ہائے تحسین)

اور جناب وصی ظفر صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر اور جو نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس پر میرا پھر وہی فیصلہ ہے کہ آئین کی جو inter pretation ہے یہ courts کا کام ہے سپیکر کا کام نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آئین کی تشریح کرنا کورٹ کا کام ہے آئین کی پابندی اسمبلی پر لازم ہے یا نہیں۔ جہاں پر کوئی تشریح کا سوال نہ ہو وہاں پر ہمیں ان clear words کے مطابق عمل کرنا چاہیے یا نہیں۔

جناب سپیکر : اس پہ میں رولنگ دے چکا ہوں۔ آئین کی تشریح کرنا کورٹس کا کام ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب قربان علی خان چوہان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی مجھے اجازت دی تھی لیکن میں یہاں موجود نہیں تھا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ اگر قانون سازی کی تجاویز آئین کے آرٹیکل 131 کے تحت گورنر کو ارسال نہ کی جائیں تو انہیں قانون سازی کے لئے ایوان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس کے متعلق مجھے آپ کا فیصلہ چاہیے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ اس پر میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 137 کی تشریح کورٹس کرے گی سپیکر نہیں کرے گا۔

جناب وصی ظفر صاحب آپ اپنی ترمیم پر اپنی بات شروع کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اس سے پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر : آپ کا جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ اپنی ترمیم کی تقریر میں بیان کیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! عمل درآمد تو اسمبلی کا کام ہے۔

جناب سپیکر : مجھے افسوس ہے۔ آپ اپنی تقریر شروع کیجئے جو بھی آپ کی آئینی بات ہے وہ آپ اپنی تقریر میں بیان کیجئے۔

جناب جاوید محمود گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے what is the Provincial Government? آئین قواعد و ضوابط پر حاوی ہوتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 115(1) میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے

"Moved in the Provinicial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government."

جناب والا! اس میں کوئی بات ہی نہیں ہے۔ صوبائی حکومت چیف ایگزیکٹو۔ صوبے کا سربراہ۔ اور legislative پر محیط ہوتی ہے۔ کوئی بھی منی بل جب تک صوبے کا سربراہ آئینی طور پر پیش نہ کرے اس وقت تک منی بل جائز نہیں سمجھا جاتا۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ اس پر میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں وہی میرا فیصلہ سٹینڈ کرے گا۔ جناب وصی ظفر اپنی بات شروع کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : نہیں جناب والا۔

(قطع کلامیاں)

آوازیں : ہم واک آؤٹ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر : کوئی معقول وجہ ہوگی تو آپ واک آؤٹ کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میں سب سے پہلے اس ایوان کی توجہ پھر انہیں نکات کی طرف دلاتا ہوں جو انتہائی اہم نوعیت کے ہیں اور جو آج اس ایوان میں اٹھائے گئے ہیں۔ جناب والا! اس بل کو اور اس قانون سازی کو اس اسمبلی میں پیش کرتے وقت جس طرح سے آئین کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں وہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ آئین کی دفعہ 129

اور 130 کے تحت گورنر صوبے میں ایگزیکٹو اتھارٹی کا ہیڈ ہے اور آرٹیکل 130 کے تحت جو بھی چیف منسٹر یا کیبنٹ ہے وہ اس کو aid اور advise کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ بے شک وہ اس advise کا آرٹیکل 105 کے تحت پابند بھی کیوں نہ ہو۔

جناب والا! آئین کے آرٹیکل 180 کے تحت وزیر اعلیٰ اور کیبنٹ اس بات کی پابند ہے کہ قانون سازی کی تمام تجاویز گورنر کو ارسال کریں۔ اگر قانون سازی کی تجاویز آئین کے آرٹیکل 131 کے تحت گورنر کو ارسال نہ کی جائیں تو انہیں قانون سازی کے لئے ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ بالخصوص منی بل کے بارے میں ایک علیحدہ چیپٹر ہے ایک علیحدہ آرٹیکل 115(1) دیا گیا ہے۔ ایوان میں پیش کرنے سے قبل کسی بھی منی بل کو چاہے وہ گورنمنٹ ہی پیش کرے اس میں صوبائی حکومت کی مرضی ضروری ہے اور گورنر صوبائی حکومت کا لازمی جزو ہے۔

جناب والا! میں جناب کی توجہ اس اہم سوال کی طرف دلاتا ہوں جو کہ جناب نے اس چیئر پر بیٹھ کر وزیر قانون سے بھی کیا اور تمام ایوان سے کہا کہ آیا اکیلی کیبنٹ گورنمنٹ ہے یا چیف منسٹر اور کیبنٹ گورنمنٹ ہے۔ یا چیف منسٹر۔ کیبنٹ اور گورنر کو ملا کر صوبائی گورنمنٹ بنتی ہے اس کا نہ وزیر قانون کی طرف سے کوئی جواب آیا۔ نہ جناب کی طرف سے کوئی جواب آیا اور نہ اس ایوان کی طرف سے کوئی جواب آیا۔ میں ان نکات میں تمام ایوان کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ قانونی طور پر کوئی دوسرا نکتہ نظر پیش کر سکتے ہیں ادھر سے جو صاحبان بھی چاہیں اٹھ کر کسی بھی وقت میری تقریر کا جواب دیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں ایوان کی توجہ رول 75(2) کی طرف دلاتا ہوں جس کے تحت منی بل کو ایوان میں پیش کرنے کے لئے حکومت کی پیشگی منظوری کی ضرورت ہے۔ جس وقت یہ بل پیش ہو اس وقت منظوری بھی ساتھ لف ہونا ضروری ہے۔ جناب والا! جب تک منظوری ساتھ لف نہیں ہو گی یہ تمام بل ایوان میں کسی قانون کسی قاعدے کے تحت پیش ہی نہیں کئے جا سکتے۔ اس طرح قانونی دھجیاں بکھیر کر دی مارشل لاء کے پرانے ضابطہ کو اس طرح بحال کیا جا رہا ہے کہ اس کو یا تو پینڈنگ کر دیا جاتا ہے یا چیئر کی طرف سے غلط رولنگ آ جاتی ہے۔

جناب والا! جہاں تک اس بنک کا تعلق ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔ "Leg-

islative Procedure" ای آئین کے آرٹیکل 70 کے تحت شیڈول 4 بنا ہے۔ یہ آرٹیکل لیجسلیٹو پروسیجر کے متعلق ہے۔ آپ آرٹیکل 70(4) ملاحظہ فرمائیں :

"(4) In this Article and the suceeding provisions of the Constitution, "Federal Legislative List," and concurrent legislation list" mean respectively the Federal legislative list and concurrent legislative list in the Fourth Schedule.

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ پہلی خواندگی ہے۔ یہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے ہے۔ آرٹیکل وہ پیش کر رہے ہیں جو اس وقت اس کے دائرہ میں نہیں آتی ہے۔ میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا جناب وصی ظفر اس scope کے اندر جائز تقریر کر رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میری ترمیم سلیکٹ کمیٹی کے بارے میں ہے۔ رائے عامہ معلوم کرنے کے بارے میں نہیں۔

میاں منظور احمد موہل : اگر یہ select committee کے بارے میں ہے پھر یہ پیش ہی نہیں کر سکتے۔ وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : میاں صاحب میں ان کو پیش کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ وصی ظفر صاحب آپ اس کے scope میں رہ کر بات کریں۔ نواب زادہ صاحب آپ کو وصی ظفر پر کوئی اعتراض ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا سپیکر ایوان میں غیر آئینی کارروائی کی اجازت دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر : جناب وصی ظفر۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! اس پر آپ کی رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر : ضروری نہیں ہے کہ آپ کے ہر پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دی جائے۔ بعض پوائنٹ آف آرڈر ایسے ہوتے ہیں جن پر کچھ بات نہ کرنا ہی مناسب ہوتا ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : میں آئین کی بات کر رہا ہوں۔ عین ممکن ہے کچھ لوگ آج آئین کو جاہلانہ سمجھتے ہوں۔

جناب سپیکر : آپ کی اس بات پہ میں کوئی رولنگ نہیں دینا چاہتا۔ اس لئے یہ کوئی بات ہے کہ سپیکر ایوان میں کسی غیر آئینی کارروائی کی اجازت دے سکتا ہے ؟

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! آپ نے ابھی ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ آپ ہر پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔ لیکن آپ قانون کے مطابق رولز کے مطابق اس بات کے پابند ہیں کہ اگر کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہے وہ ناجائز ہے یا نا جائز ہے آپ نے اس کا ہر صورت میں فیصلہ کرنا ہے۔ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے اس کا ہر صورت میں آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔ آپ جو avoid کرتے ہیں وہ رول کے تحت نہیں کرتے، وہ ویسے ہی آپ avoid کرتے ہیں۔

جناب سپیکر : بعض باتوں کا نوٹس نہ لینا ہی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔۔۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ یہ کوئی "بات" نہیں۔

جناب سپیکر : میں پوائنٹ آف آرڈر کی ہی بات کر رہا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر بھی ایک "بات" ہے اور اگر پوائنٹ آف آرڈر غیر ضروری بات پر کیا گیا ہو، پوائنٹ آف آرڈر اگر غیر قانونی انداز میں اٹھایا گیا ہو، پوائنٹ آف آرڈر ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لیے اٹھایا گیا ہو، پوائنٹ آف آرڈر تکرار میں ہو تو اس کا نوٹس نہ لینا ہی عین قانون کے مطابق ہے اور عین ایوان کی روایات کے مطابق ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو اس پر میرا یہ فیصلہ ہے۔ چودھری وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر! اس ایوان میں جو تمام کارروائی غیر آئینی اور غیر قانونی ہو رہی ہے۔ اس کی جانب میں جناب کی توجہ مبذول کرا چکا ہوں۔ آرٹیکل

115,131,129 اور جو رولز کا(2) 75 ہے۔ اس کے بعد میں اس بل کی illegality کی طرف آتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ یہ بل کیسے illegal ہے اور میں چند لفظوں میں یہ جناب کو ثابت کر دیتا ہوں اور اس پر بھی میرا چیلنج ہے کہ اس طرف سے وہ ایڈووکیٹ جنرل کو لا کر بھی یہ ثابت کر دیں کہ یہ غلط ہے یا اور جتنے لانا چاہتے ہیں، وہ لے آئیں۔ وہ کسی بات کو غلط ثابت نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ وہ پہلے بھی نہیں کر سکتے اور جیسا کہ میرا پہلی باتوں پر بھی چیلنج ہے۔ جناب والا! 70(4):

Article 70(4) of the Constitution reads:
"In this Article and the suceeding provisions of the Constitution, "Federal Legislative List," and "concurrent legislative list" mean respectively the Federal legislative list and concurrent legislative list in the Fourth Schedule."

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! ہاؤس ان آرڈر نہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ انھیں منع کریں۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی : **********

جناب سپیکر : تشریف رکھیں۔ فضل حسین راہی صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! یہ غیر پارلیمانی الفاظ تو نہ تھے۔ آپ کی مرضی ہے۔ آپ کی مرضی تو کوئی حذف نہیں کر سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! آئین کے آرٹیکل 70، سب آرٹیکل 4 کے تحت شیڈول 4 میں جو دو لسٹیں دی گئی ہیں-Concurrent Legislative List,Feder

(*** حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

Federal al Legislative List, پہلے میں ان کا مطلب واضح کرنا چاہوں گا۔ Federal Legislative List کا مطلب ہے کہ ایک ایسی لسٹ جس پر صرف Federal Government ہی legislation کر سکتی ہے۔ Concurrent Legislative List کا مطلب ہے کہ جس پر Federal Government اور Provincial Governemnt دونوں legislation کر سکتی ہیں لیکن اگر دونوں بیک وقت کریں۔

آغا ریاض الاسلام : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : آغا صاحب! آپ جو بات پوائنٹ آف آرڈر پر کرنا چاہتے ہیں اس کا مجھے علم ہے۔ آپ کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے سے پہلے میں اس کی اصلاح کر دیتا ہوں۔ آپ کا بس اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے۔ میں ابھی اسی وقت ہدایات جاری کرتا ہوں۔

پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ ہدایات جاری کی جاتی ہیں کہ آغا ریاض الاسلام صاحب کے نام کے ساتھ "آغا" جو بعد میں لکھا ہوا ہے، اس کو پہلے لکھا جائے۔ یہ آغا ریاض الاسلام صاحب کا اعتراض ہے۔ آئندہ اس کے مطابق ان کا صحیح نام نوٹ کیا جائے اور لکھا جائے۔ یہ غلط نہ دہرایا جائے۔

خواجہ محمد یوسف : میرا نام خواجہ محمد یوسف ہے۔ آئندہ خواجہ محمد یوسف لکھا جائے۔

جناب سپیکر : خواجہ محمد یوسف کیا جاتا ہے۔ آئندہ اجلاس میں ہم اس کے مطابق ٹھیک کر دیں گے۔

بابو محمد منیر : میرا نام بابو محمد منیر ہے۔ بابو میرے نام کے بعد لکھا جاتا ہے۔ پہلے لکھا جائے۔

جناب سپیکر : تشریف رکھیں۔ ملک شاہ محمد محسن کی بات میں نہیں سنوں گا۔ میں آپ سے ایسی بات کی توقع نہیں کرتا۔ میں گوردا سپوری صاحب کی بات بھی نہیں سنوں گا۔ آپ سے میں توقع نہیں کروں گا کہ آپ ایوان کا وقت ضائع کریں گے۔ ارشاد فرمائے۔

جناب محمد اسلم گوردا سپوری : 29 جون کے اجلاس میں' آپ نے اپنے آخری خطاب میں اس قدر برجستہ' اتنا حسب حال اور اتنا برمحل شعر پڑھا جو ان حالات پر بہت صادق آتا تھا۔ دوسرے دن جب میں نے اخبارات میں اس شعر کو پڑھا۔ اگر تو وہ عام کارروائی کا

حصہ ہوتا اور وہ شعر اس طرح سے شائع کر دیا جاتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ لیکن یہ معاملہ ہمارے آنریبل سپیکر' ہمارے learned سپیکر' عالم فاضل سپیکر (نعرہ ہائے تحسین) جو نہ قانون میں غلطی کرتے ہیں' نہ ادب میں کبھی غلطی کرتے ہیں اور نہ کبھی شعر غلط پڑھتے ہیں اور وہ ہمیشہ صحیح شعر سنتے بھی ہیں۔ تو آپ کے شعر کو اخبار نے بہت غلط طریقے سے شائع کیا۔ چونکہ وہ شعر آپ سے منسوب ہے' آپ آج ایوان میں اخبار کے دوستوں سے کہیں کہ اس کو دوبارہ شائع کیا جائے اور صحیح حالت میں شائع کیا جائے۔ جس طرح کہ آپ نے پڑھا ہے۔ آپ کا مصرع یہ تھا:

ہم تو چلے تھے کاکل گیتی سنوارنے

لیکن اخبار میں یہ مصرع یوں پڑھنے میں آیا:

ہم تو چلے تھے کاکل گنتی سنوارنے

تو اس کو درست کرنا چاہیے۔ یہ بہت ہی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جناب گوردا سپوری۔ میں آپ کی طرف سے یہ نشاندہی کرنے پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس روز جو شعر کہا گیا تھا' اس کو غلط رپورٹ کیا گیا ہے اور آپ نے میرے بارے میں جو اظہار خیال کیا ہے' اس کے لیے بھی میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

وہ شعر واقعی یوں تھا:

ویرانی حیات تیرا کیا خیال ہے؟
ہم تو چلے تھے کاکل گیتی سنوارنے

اور جناب وصی ظفر۔

بابو محمد منیر: جناب سپیکر! میں آپ کی نذر ایک شعر کرنا چاہتا ہوں۔ بات شعروں کی ہو رہی ہے۔ تو میں آپ کے متعلق ایک شعر عرض کرتا ہوں۔

نرغہ میں عاشقوں کے وہ گھبرائے اس قدر
قرآں اٹھا رہے ہیں کہ بندہ حسیں نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آغا صاحب! تشریف رکھئے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی بات نہیں

سنوں گا۔ وصی ظفر صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں جناب! نہیں۔ ابھی آٹھ منٹ رہتے ہیں۔ مجھے پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں اٹھانے دیا۔

جناب سپیکر : آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں جناب! میرے آٹھ منٹ رہتے ہیں' میں نے دو منٹ لیے ہیں اور میں آٹھ منٹ میں ختم کر دوں گا اور کوئی غیر متعلقہ بات نہیں۔

جناب سپیکر : میں آپ کو اس سے زیادہ بولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! یہ بڑی زیادتی کی بات ہے میں نے تو جناب پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھائے۔ میرے ابھی 8 منٹ باقی ہیں۔

جناب سپیکر : آپ اپنی تقریر ایک منٹ میں ختم کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب! میرے ابھی 8 منٹ باقی ہیں۔ یہ بڑی زیادتی کی بات ہے کہ میں اپنی تقریر کو ایک منٹ میں ختم کر دوں میں نے تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جناب والا! ایک Federal legislative list ہوتی ہے ایک concurrent list ہوتی ہے۔ Federal legislative list میں Federal Govt کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس میں قانون سازی کر سکے۔ لیکن concurrent list میں دونوں حکومتیں کر سکتی ہیں لیکن جو Federal Govt کرے گی اس میں اس کو فوقیت حاصل ہوگی اور جو کسی لسٹ میں نہیں آتا وہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوتا ہے۔ جناب والا! آپ اس کی شق 28 میں دیکھیں وہ بہت صاف ہے۔ صرف اِس وجہ سے کہ وہ Federal legislative list میں ہے۔ اس میں کوئی صوبائی حکومت قانون سازی نہیں کر سکتی۔ اگر اس بات کو بیاد بنایا جائے۔

If banking corporations, other than corporation owned and controlled by the Provincial Govt...and carry-ing on business only within that province... تو جناب یہ جواز نہیں

ہوگا کہ صوبائی حکومتیں اس پر قانون سازی کر لیں۔ یہ تو صرف اختیار دیتی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنی قانون سازی کر کے بنک بنا کر صوبائی حکومت کو دے دے آگے وہ اس کو own کرے۔ اس بنک کی تمام قانون سازی فیڈرل گورنمنٹ نے ہی کرنا ہے اور وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ذریعے ہی ہوگی۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ صوبائی حکومت اس پر قانون سازی کرے۔ وفاقی حکومت ان کو قانون سازی کر کے دے اس کے آگے جو انہوں نے قواعد و ضوابط جو بنائے ہیں۔ وہ کر لیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ جناب والا! con-current list میں ہوتا اگر قانون سازی کرنے والوں کی تمنا اور مدعا یہ ہوتا اس میں صوبائی حکومت قانون سازی کر سکتی ہے۔ تو پھر اس کو concurrent list میں ہونا چاہیے تھا۔ اس کے بعد جناب والا! میں جناب کی توجہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ بڑی زیادتی ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے نہیں اٹھائے میرے ابھی 8 منٹ باقی رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ میں مکمل کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ تمام باتیں concurrent list ہیں کوئی بات نہیں ہے اور یہ تمام لیگل ہیں۔ مجھے جناب لیگل بات کرنے دیں باقی میں سب چھوڑتا ہوں۔ جناب والا! 1954ء میں سٹیٹ بنک ایکٹ آیا اور 1962ء میں Banking Council Ordinance آیا۔ جس کے تحت banking bussiness مزید رائج ہوا ہے۔ 1956ء میں State Bank Act آیا اس میں لکھ دیا گیا کہ کوئی بھی شخص سٹیٹ بنک کی اجازت کے بغیر بنک قائم نہیں کر سکتا۔ جناب والا! یہ 1973ء کا یہ آئین ہے اور اس کے شیڈول 4 کا میں نے حوالہ دیا ہے وہ اس کے بعد میں آیا۔ یعنی قانون سازی کرتے وقت قانون سازوں کے علم میں یہ بات تھی کہ سٹیٹ بنک کا 1956ء کا ایکٹ بھی موجود ہے۔ اگر وہ چاہتے کہ صوبائی حکومتیں اس پر قانون سازی کریں تو پھر وہ اس کو federal list میں ڈالتے 1956ء اور 1962ء کے ایکٹ کے بعد کوئی جواز نہیں کہ صوبائی حکومتیں اس پر کسی طرح بھی قانون سازی کر سکیں۔ اس وقت جناب والا!

محکمہ قانون بھی بیٹھا ہے۔ میری ان تمام باتیں کرنے کے بعد ان کو بھی چیلنج ہے اور چیلنج ان کو بھی ہیں۔ وہ آئین نوٹ لکھ کر دیں وہ آئیں وہ بھی باتیں کریں ہم بھی باتیں کریں گے۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ بحث کو open کریں۔

جناب سپیکر : ڈار صاحب' وصی ظفر صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب! شیڈول 4 آئین کی شق 28 کو بنیاد بنا کر قانون سازی نہیں کی جا سکتی یہ بنک تمام مرکزی قوانین کا پابند ہو گا۔ اس کو تمام مرکزی قوانین کے تحت گورنر گورن ہونا پڑے گا۔ اس کے بعد اس کا بزنس کرنے کے طریق کار کو con-duct of bussiness کہتے ہیں وہ بھی فیڈریشن کے ساتھ اور فیڈرل لاء کے ماتحت ہو گا۔ اس طرح سے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے side track کرتے ہوئے federal سے باہر نکلنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں وہ پھر بھی قطعاوہ کامیاب نہیں ہو گی جناب والا! ہم کسی بھی صوبائی قانون کے ذریعے نہ تو آئین کو بیچھے کر سکتے ہیں اور اس قسم کی غلطی جو اتنی غیر آئینی ہے جو میں نے پہلے ہی اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں اپنی تقریر میں بتایا کہ کرانے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ جناب اگر ادھر فیصلے صادر کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود عدالتیں موجود ہیں اور اتنے راستے نہ کھولے جائیں اور قوم کو وہ سبق نہ پڑھایا جائے کہ کس طرح دھونس دھاندلی ہوتی ہے اور اس طرح عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں اور پھر کس طرح فیصلے آتے ہیں اور کس طرح اس ایوان کی بے عزتی ہوتی ہے۔ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہتے۔ جناب پہلے ہی مرکزی حکومت نے صوبہ پنجاب کو کواپریٹو بنک دیا ہوا ہے اور اس کو خود بنا کر دیا ہے اور ہر صوبے کو دیا ہے۔ سندھ کواپریٹو بنک۔ سرحد کواپریٹو بنک۔ بلوچستان کواپریٹو بنک۔ پنجاب کواپریٹو بنک۔ اسی طریقے سے یہ بنک قائم ہو سکتا تھا۔ جناب اس بنک کی موجودگی میں اسی بنک کو آگے کیوں نہیں بڑھاتے جو مرکزی حکومت نے خود دیا ہوا ہے۔ آیا یہ کوئی سٹیٹ بنک قسم کا بنک قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آیا یہ independent bank ہو گا یہ سٹیٹ بنک کے دائرہ کار میں آئے گا یا وہ پھر خود سٹیٹ بنک ہو گا۔ اگر وہ خود سٹیٹ بنک ہو گا تو پھر یہ بغاوت ہو گی۔ یہ بنک نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

MR SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

"That the Bank of Punjab Bill, 1989, as reported by the special committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1989."

(The motion was lost)

Mr.SPEAKER: The second amendment moved and the question is:-

"That the Bank of Punjab Bill, 1989, as reported by the special committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989".

(The motion was lost)

میرے پاس کچھ ترامیم آئیں ہیں۔ یہ رولز کے مطابق ہیں۔لیکن یہ move نہیں ہوں گی۔ یہ first reading پر آج ترامیم آئی ہیں۔ یہ رولز اور پریکٹس کے مطابق نہیں۔ لیکن اس پر یہ طے ہو گیا تھا کہ یہ move نہیں ہوں گی۔ اس لئے ان کو اب لیک اپ نہیں کیا جائے گا۔

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:-

"That the Bank of Punjab Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Clause-3

MR SPEAKER: Since it is Money Bill, no amendment can be moved without the sanction of the Provincial Government. So, the question:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clasue-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration.

The question is:-

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consid eration. The question is:-

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was put to vote)

جناب فضل حسین راہی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ٹیکنیکل پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب والا! آپ یہ بتا دیں کہ اگر کوئی ممبر اسمبلی کے اندر اپنی سیٹ پر موجود نہ ہو وہ تقریر نہیں کر سکتا اور ایوان کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتا۔ یہ تو بات درست ہے جو کوئی شخص اپنی سیٹ کے علاوہ کسی اور سیٹ پر بیٹھ کر رائے شماری میں حصہ لیتا ہے، اس کی کیا پوزیشن ہے۔ جناب والا! پورا ہاؤس اسی طرح بیٹھا ہوا ہے۔ میں کوئی غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔ میری آپ سے استدعا ہے، آپ اس پر اپنی رولنگ دے دیں۔

میاں منظور احمد موہل : یہ تو پوائنٹ آف آرڈر ہے ہی نہیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! یہ علیحدہ بات ہے کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا نہیں، اگر آپ اپنی رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر : راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل صاحب! جس وقت سوالات put ہو رہے ہوں تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یہ رول نکال کر راہی صاحب کو پڑھ کر سنائیں۔

جناب فضل حسین راہی : اس کو کچھ نہیں آتا۔ یہ تو کسی برتن کا ڈھکن ہی نہیں---

جناب سپیکر : راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

Behave like a member in the Assembly.

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: A Member shall not raise a point of order when a question on any motion is being put to the Assembly.

When the question is being put to the vote of the House no point of order can be raised.

MR SPEAKER: Order please. Wasi Zafar Sahib please take your seat.

Clause-5

MR. SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. the question is.

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. The question is:-

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

Clause-8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. The question is:-

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. The question is:-

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. The question is:-

That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is undeconsidration. The question is:-

That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-23

Mr. Speaker: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. The question is:

That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. The question is:-

That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-25

MR SPEAKER: Now Clause 25 of the Bill is under consideration. The question is:-

That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause-2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. One amendment has been received in it from the Minister for Law and Parlimentary Affairs. He may move his amendment please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

"That in sub-clause (a) of clause 2 of the Bill as reported by the Special Committee for the words "Bank of Punjab", occurring in line 1, the words "Punjab Bank" be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in sub-clause (a) of clause 2 of the Bill as reported by the Special Committee for the words "Bank of Punjab", occurring in line 1, the words "Punjab Bank" be substituted."

OPPOSITION MEMBERS: Opposed, Opposed, Opposed.

MR SPEAKER: Order please, Order please, Order please. Please have seats.

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! اس ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھا دیں۔

ممبران حزب اختلاف : ضرور بڑھائیں، ہم بولیں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

چودھری محمد وصی ظفر : آپ بے شک ہاؤس کا وقت صبح پانچ بجے تک بڑھا دیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب نذر حسین کیانی : ہم اس پر ضرور بولیں گے۔

جناب سپیکر : ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھا دیا جاتا ہے۔

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: The Rule 184(8) says:-

"A member shall not raise a point of order when a question on any motion is being put to the Assembly."

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! ایک گھنٹہ نہیں صبح تک اس کو بڑھائیں، ہم اس ترمیم پر ضرور بولنا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : راہی صاحب! ٹھیک ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہم اس ترمیم پر ضرور بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر : اس ترمیم پر آپ کیا بولیں گے ؟ اس پر بولنے والی کیا بات ہے ؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! آپ ہمیں بولنے کی اجازت دیں۔ ہم بولیں گے اور ضرور بولیں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب جاوید محمود گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک سیدھی سی بات ہے کہ میں اپنے بچوں کو ساتھ لے کر آیا تھا اور میں انھیں کمرے میں بند کر کے آیا ہوں۔ اب آپ انھیں کھانا کھلانے کے لیے بھی وقت نہیں دیتے۔ جناب! یہ کوئی اسمبلی تو نہیں۔ آپ جناب والا! کچھ وقفہ دیں، ہم دوبارہ آ جائیں گے۔ یہ کوئی بات نہیں کہ آپ اسے شروع کر کے کوئی وقفہ ہی نہ دیں۔ آپ کسی اصول یا روایت پر چلیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ ہم دوبارہ آ جائیں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

فضل حسین راہی کے پاس جو صاحبان بیٹھے ہیں، وہ فضل حسین راہی صاحب کو بتائیں کہ اسمبلی میں کیسے بیٹھنا ہے۔ I am sorry to say کہ جو معزز اراکین اسمبلی فضل حسین راہی کے پاس بیٹھے ہیں، وہ راہی صاحب کو بتائیں کہ اسمبلی میں بیٹھنے کے آداب کیا ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہماری اس پر ترامیم ہیں۔

جناب سپیکر : اس پر میں فیصلہ دے چکا ہوں۔ جس وقت یہ منی بل قرار دیا گیا تھا تو ان کلاز پر ترامیم ختم ہو گئیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! یہ رولز کے مطابق ہے ؟

جناب سپیکر : جی بالکل۔ اس پر فیصلہ آ چکا ہے اور یہ فیصلہ فائنل ہے اور یہ عین رولز کے مطابق ہے۔

اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے :۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ جس وقت سپیکر کلاز کو پڑھ رہا ہوتا ہے، اس وقت غیر ضروری interruptions نہیں ہوتی ہیں اور اس پر اب میں وصی ظفر صاحب آپ کا غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر entertain نہیں کروں گا۔ وصی ظفر صاحب! I am so sorry.

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! آپ نے ہمیں ترامیم کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ یہ منی بل ہے اور ترامیم کے لیے گورنمنٹ کی consent ضروری ہے۔ اس بنیاد پر جناب ؟

جناب سپیکر : جی، اس بنیاد پر کہ یہ منی بل ہے اور اس پر میں نے فیصلہ دیا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اس پر آپ فیصلہ دینا پسند فرمائیں گے کہ منی بل کو پیش کرنے سے پہلے بھی گورنمنٹ کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر : اس پر میں فیصلہ دے چکا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہیں جناب۔ نہیں دیا۔ (اس مرحلے پر میاں منظور احمد موہل کچھ فرمانا چاہتے تھے)۔

جناب سپیکر : اس پر میں فیصلہ دے چکا ہوں۔ میاں صاحب! ضرورت نہیں

ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے میں فیصلہ دے چکا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : میاں صاحب! آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایئے۔

(قطع کلامیاں)

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! بات یہ ہے کہ

جناب سپیکر : مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ انھیں بتائیں کہ اسمبلی میں بیٹھنے کے کیا آداب ہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : اگر آپ ہمیں رات کے بارہ بجے تک اسی طرح بٹھائیں گے تو آداب اسی طرح ہوں گے۔ یہ کوئی طریقہ ہے۔ نہ روٹی، نہ پانی۔ ہم کوئی جانور ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : یہ کیا تماشا بنا رکھا ہے۔ یہ ظلم ہے، یہ زیادتی ہے۔ یہ ہاؤس اس طرح نہیں چلے گا۔ ہم نے کھانا کھانا ہے۔ ہم نے کہیں جانا ہے۔ ہم کوئی تانگے کے گھوڑے ہیں کہ اس طرح جتے رہیں۔

(شور و غوغا)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر اعجاز احمد : جناب سپیکر! یہ کتنے دنوں سے ایسے چیخ رہے ہیں۔ آپ انھیں بتائیں کہ اسمبلی میں بیٹھنے کے کیا آداب ہیں۔ میری ان سے التجا ہے کہ جو لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں، ان کو یہ تاثر نہ کریں کہ ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے بھیڑ بکریاں ہیں۔ ایوان کے آداب کو ملحوظ رکھیں اور روایات کو قائم رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہی بنک پاکستان کی بنیاد بنے گا۔

(شور و غوغا)

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

(مسلسل شور)

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! اگر یہ سچ چلیں گے تو ہم سچ چلیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ خود تو اسمبلی کو غلط چلائیں اور ہم سے یہ توقع رکھیں کہ اسمبلی کو ٹھیک طریقے سے چلنا چاہیے۔ ہمارے ساتھ یہ بات طے ہوئی تھی کہ اجلاس کا وقت نہیں بڑھایا جائے گا۔ اب آپ اس وقت تک بڑھاتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

وزیر قانون : جناب والا! اگر میری ترمیم سے ان کو غیر ملائی نقصان ہو رہا ہے تو میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : کیا ایوان اس ترمیم کو واپس لینے کی اجازت دیتا ہے۔

(ایوان نے اتفاق کیا)

جناب سپیکر : یہ ترمیم واپس لی گئی تصور ہو گی۔

(اپوزیشن کے اراکین نے شیم شیم کے نعرے لگائے)

MR SPEAKER: Now, the question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-1

MR SPEAKER: Now, clause-1 of the Bill is under consideration. The quiestion is:-

"That clause-1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR PSEAKER: Now,the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment: The question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long title

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. There was an amendment from the Governement. Long Title پر گورنمنٹ کی طرف سے ترمیم دی گئی تھی، جسے وہ واپس لینا چاہتے ہیں۔ یہ واپس لی گئی تصور ہو گی۔

Now the question is:-

That the Long Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I ~~beg~~ to move:-

That the Bank of Punjab Bill,1989, be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Bank of Punjab Bill,1989, be passed.

OPPOSITION MEMBERS: Opposed.

جناب سپیکر : میں فضل حسین راہی سے کہوں گا کہ ہاؤس میں behave کریں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کو ٹھیک کریں۔ اس ہاؤس کو مذاق نہ بنایا جائے۔

MR SPEAKER: Mr Fazal Hussain Rahi you are not behaving in the House.

نواب زادہ شفتر علی گل : جناب والا! مذاق تو بن چکا ہے۔ آج یہ بل پاس کر کے ان کو فیکٹریوں کے لیے اس بنک سے قرضہ مل جائے گا۔ ایک ایک پائی کا حساب ہو گا۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ وصی ظفر صاحب! آپ نے اس تیسری خواندگی پر بل کی مخالفت کی ہے۔ کیا آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر : لیکن اس میں رولز یہ ہیں کہ آپ اس ترمیم کی روشنی میں بات کر سکتے ہیں۔ قاعدہ نمبر (4)87 میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔

"When a motion that the Bill be passed has been made general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

یعنی اگر بل میں آپ کی کوئی ترامیم ہیں تو ان کے حوالے سے آپ بات کر سکتے ہیں، ورنہ آپ بات نہیں کر سکتے۔ تو چونکہ آپ کی اس پر ترامیم نہیں ہیں۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر : یہ clause by clause amendment کی بات نہیں ہو رہی۔ ہم نے پہلے یہ ترمیم دی ہے کہ اسے مجلس منتخبہ کے حوالے کیا جائے یا رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے اسے متداول کرایا جائے۔ یہ بھی اس پر ترامیم ہیں۔

جناب سپیکر : یہ ترامیم پہلی خواندگی پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : اس میں پہلی یا دوسری خواندگی کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر : اس میں وہ علیحدہ پارٹس ہیں۔ وہ پہلی خواندگی کی ترامیم ہیں۔ بل کی ترامیم وہ ہوں گی، جو دوسری خواندگی پر آپ کی ترامیم ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! یہ رول بالکل واضح ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ کوئی سمجھ نہ سکے۔

"When a motion that the Bill be passed has been made general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

جناب والا! یہ کیوں ہوا؟ پہلے جو ہم نے ترامیم دیں، ان میں یہ خود ہاتھ ہلا ہلا کر فرماتے رہے کہ ہم general provisions پر بات کر سکتے ہیں۔ اب ہم general provisions پر انہی ترامیم کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! ہم نے اس

ایوان کو چلانا ہے۔ آپ ویسے اجازت نہیں دینا چاہتے، وہ الگ بات ہے۔ جناب والا! غلط رولنگ تمام ایوان کی کارروائی کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تو پہلے ہی غلط رولنگ پہ پہنچ گئے۔ میں یہ آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ مجھے سمجھائیں۔ میرے خیال کے مطابق آپ کی ترامیم نہیں ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: آپ اسے 81 رول کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔ اس میں یہ دیا گیا ہے:

"81(1). On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provision may be discussed but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles."

جناب والا! اس میں ان ترامیم پر پابندی آگئی کہ آپ صرف principles پر بحث کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں لکھا کہ اس بل پر دوسری خواندگی میں clause by clause اگر ایسا ہوتا تو لکھا ہوتا clause by clause amendment اس پر ایسی کوئی پابندی نہیں۔ اس میں amendment کا لفظ استعمال ہوا ہے' لفظ amendment رول 81 میں استعمال ہوا ہے، جو دوسری خواندگی کے لیے clause by clause amendment کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ ملاحظہ فرمائیں۔ قاعدہ نمبر 81 میں amendment کا لفظ ہے۔ (2)85 میں ہے:

"85(1) When a motio that the Bill be taken

into consideration has been carried, any member may propose such amendment to the Bill as is within the scope of and rele vant to the subject matter of the Bill."

"(2) If notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the schedule is to be considered, any member may object to the moving of amendment....."

جناب والا! اس میں clauses کا ذکر آتا ہے۔ صرف amendment کا ذکر قاعدہ 81 میں ہے اور یہ بات ہو رہی ہے۔ with reference to amendment ہو رہی ہے کسی restrictive amendment کی بات نہیں ہو رہی۔ جناب والا! جو پہلے مرحلے کی ترامیم ہیں، ان کو oust کیسے کیا گیا۔ ان کو اس ambit سے باہر کیسے نکالا گیا۔ پہلے مرحلے کی ترامیم پر کوئی پابندی تو نہیں لگا دی گئی۔ لفظ تو amendment استعمال ہوا ہے۔ اس کا جو مطلب لیا جائے گا، وہ اس کی جنرل ٹرمینالوجی میں آئے گا۔ اس پر کہیں کبھی یہ پابندی نہیں کہ جو پہلے مراحل کی ترامیم تھیں، ان کو ہم نے out کر دیا۔ amendment کا مطلب صرف اور صرف amendment ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ this is the third phase

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ جو amendments کی بات کی گئی ہے کہ جب یہ تحریک پیش کی جائے کہ بل پاس کیا جائے تو اس وقت بل کی general provisions پر ترامیم کے حوالے سے بات ہو سکتی ہے۔ اس میں آپ یہ کہتے ہیں کہ اس میں پہلی خواندگی کی ترامیم بھی شمار ہوں گی' دوسری خواندگی کی ترامیم بھی شمار ہوں گی اور مکمل بل پر بھی اگر amendments ہیں وہ بھی ڈسکس ہوں گی۔

چودھری محمد وسیم ظفر : یہاں لفظ amendment, in general terms میں استعمال ہوا ہے۔ کوئی restricted and specific terms میں استعمال نہیں ہوا۔ اس ترمیم کا مطلب کوئی پابندی لگانا یا کسی چیز کو curtail کرنا نہیں یا کسی چیز کا scope بڑھانا نہیں ہے۔ اس amendment کے لفظ کا مطلب صرف amendment ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ جو اتنے elaborate بنائے گئے ہیں تو اس میں ساتھ یہ لکھ دیا جاتا یا Clause by Clause الفاظ ڈال دیے جاتے۔ کوئی نہ کوئی پابندی لگائی جاتی۔ اس میں کوئی پابندی نہیں۔ کسی طرح سے بھی اس کو curtail نہیں کیا گیا۔ ترمیم کا مطلب محض ترمیم ہے اور اس کا کچھ مطلب نہیں ہے۔ آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں۔ ترامیم لہٰذا سے ہی شروع ہو جاتی ہیں اور یہ تمام بل کو cover کرتی ہیں۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون : جناب والا! پہلی جو اپوزیشن کی طرف سے ترمیم دی گئی تھی، وہ موشن میں ترمیم تھی، بل میں نہیں تھی۔ 87(4) بل میں ترمیم کی بات کرتا ہے۔ اس میں "Made in the Bill" کے الفاظ ہیں۔ Not in the motion جناب والا! اگر ہاؤس نے کوئی ترمیم منظور کرلی ہو، جیسے اگر میری ترمیم منظور ہوتی تو پھر یہ لا سکتے تھے۔ وہ ترمیم تو واپس لے لی گئی۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ 87(4) میں ہے :

"87(4) When a motion that the Bill be passed has been made the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

جناب سپیکر : آپ کا خیال ہے کہ پہلی خواندگی موشن ہے بل نہیں ہے۔

جناب سعید احمد ظفر : جناب سپیکر! اگر اجازت فرمائیں تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر : جی' ظفر صاحب! ارشاد فرمائیں۔

جناب سعید احمد ظفر : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ self expanatory ہے اور اس پر میں اس طرح عرض کروں گا، اگر مجھے یہ پڑھنے کی اجازت کی جائے۔

If I am allowed to read it:

"When a motion that the Bill be passed has been made general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments,if any, made in the Bill."

If certain amendments have been made in the Bill. Not merely the fact that certain amendments have been moved and lost.

جناب والا! اگر ترامیم آئیں اور ان کو ٹیک اپ کیا گیا اور ان کو منظور کر لیا گیا یا ان کو شامل کر لیا گیا تو پھر اس صورت میں بحث ہو سکتی ہے، نہ کہ وہ ترامیم جو موشن کی صورت میں آئیں اور وہ نامنظور ہوں تو اس صورت میں جنرل discussion میں بات نہیں ہو سکتی۔

Sir, the exphasis is on the word 'may'.....If the amendments have been made, only then the general discussion could take place on those amendments. If the amendments have not been made and those were merely presented the mover won't be successfull and if those amendments have been accepted and incorported in the Bill then of course the discussion could be made.

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! لاء منسٹر صاحب نے اس میں جو نکتہ بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ پہلی خواندگی میں یہ ایک مین بل نہیں بلکہ یہ ایک موشن ہے اور یہ آپ قاعدہ نمبر

Motion to be made by member incharge.: 79 میں دیکھیں

79(a) "That it be taken into consideration by the Assembly at once."

کہ جو پہلی خواندگی ہے۔ یہ ایک موشن ہے۔ اس میں ترامیم آئیں گی، جو رول 81 میں دی گئی ہے۔

"81(1) On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessay to explain its principles."

(2) At this stage amendments to the Bill may not be moved, but-

اس میں جو ترامیم آئیں گی، وہ یہ آئیں گی۔

(a) If the member-in-chagre moves that his Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion; or

آپ میری بات سنیے۔ آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ اس میں جو بات لاء منسٹر صاحب واضح کرنا چاہتے ہیں کہ تحریک کا جو محرک ہوگا، وہ تحریک پیش کرے گا۔ اس پر

پہلی خواندگی میں تحریک پیش ہو گی۔

جناب سپیکر : اس میں جو چیز وزیر قانون صاحب clear کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ موشن کا موور موشن move کرے گا تو اس کی پہلی خواندگی پر موشن move ہو گی اور اسی پر جو ترامیم آئیں گی، اسی میں ترمیم آسکتی ہے کہ بل کی تشہیر کی جائے یا اسے Se-lect Committee یا Standing Committee کے پاس بھیجا جائے۔ اس موشن پر ان کے خیال کے مطابق یہ پہلی خواندگی بل کا main حصہ نہیں اور اس کو موشن کہا جائے گا اور اسی موشن پر جو ترامیم آسکتی ہیں۔۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں اس کی وضاحت کروں۔

جناب سپیکر : آپ ذرا بات تو سن لیں۔ میں آپ کو کہہ چکا ہوں، میں آپ کی بات سنوں گا۔ اسی موشن پر کہ بل جو ہے۔۔۔

> 81(2) "It can be referred to a Select Committed or circulated for the purpose of eliciting opin-ion thereon by a date to be specified in the motion."

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کا مسئلہ حل کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ ذرا تھوڑا حوصلہ نہیں کر سکتے۔ تشریف رکھیں۔ یہ جو 87(4) ہے۔ جو اصل بل ہے اس پر ترامیم 85 سے شروع ہوں گی۔۔۔۔۔

> "85(1) When a motion that the Bill be taken into consideration has been carried, any member may propose such amendment to the Bill as is within the scope of and rele-vant to the subject matter of the Bill."

یہ جو بل ہے، اس کی جو دوسری خواندگی ہے، اس پر رول 85 apply ہوتا ہے اور جو

رول 81 ہے۔ اس میں بل کی پہلی خواندگی جس میں motion move کی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ رول 79 پر آجائیں۔

Rule 79(a) (c) and (d) respectively read as follows:

(a) That it be taken into consideration by the Assembly at once.

(c) That it be referred to a Select Committee.

(d) That it be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon.

تو یہ 79 میں جو اس کی تشریح کی گئی ہے۔ اس کے مطابق 81 سے یہ موشن ہے، 85 سے main bill پر ترامیم پیش ہوں گی اور اس پر رول 85 لاگو ہوتا ہے اور رول 87(4) میں لکھا ہے:

"87 (4) When a motion that the Bill be passed has been made the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اگر اجازت ہو تو اب میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! وہ جس terminology میں استعمال ہوا ہے، اس کا مطلب ہے قرارداد۔ ادھر جو چیز بھی وہ پیش کریں گے، وہ موشن ہوگی۔

جناب سپیکر: نہیں، قرارداد تو موشن نہیں ہوگی۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب! قرارداد سے مراد ہے، تحریک۔

جناب سپیکر : تحریک آپ کہہ سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جو چیز بھی ادھر پیش کریں گے، وہ تحریک ہی ہو گی۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ آپ سب سے پہلے اس کے Chapter Heading کو دیکھیں۔

What is the Chapter Heading, Part-III?

It is "Consideration of Bills."

یعنی Chapter Heading ہی جو ہے، وہ consideration of Bills ہے۔ اس کے آگے جناب رول 78 ملاحظہ فرمائیں۔

Time for consideration of Bills. Reference of Bill to standing committee.

یہ جناب سٹینڈنگ کمیٹی کو چلا گیا۔ بل جب انھوں نے put کر دیا، وہ جس چیز کو بڑی خوب صورتی کے ساتھ confuse کرنا چاہ رہے ہیں، وہ اس chapter سے اوپر کی باتیں ہیں۔ وہ رول 75 سے لے کر 76 تک کی باتیں ہیں۔ اس کے بعد ان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں تک تو ترمیم پیش ہی نہیں کی جا سکتی۔ وہ تو صرف move کرنے کے لیے ہے۔ اس کے بعد وہ chapter وہاں سے close ہو گیا۔

جناب سپیکر : پہلی خواندگی سے پہلے کون سی سٹیج ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! جس وقت انھوں نے کہا کہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

75(1) A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.

75(2) The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of object and reasons and if the Bill is one that

requires sanction of the President under Article 268 of the Constitution, the notice shall also be accompanied by such sanction.

یعنی جس وقت اس نے سیکرٹری کو نوٹس دیا۔ یہ ایوان میں آنے سے قبل کی بات ہے۔ اس بل کے ایوان میں آنے سے قبل کی بات کو وہ confuse کرنا چاہتے ہیں۔ جب انھوں نے سیکرٹری کو نوٹس دینا ہے، لیکن ہمارا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وہ دفتر جانے اور وزیر قانون جانے۔ اس کے آگے consideration of Bill شروع ہو جاتا ہے۔ chapter heading سے آگے چلا جائے گا۔ اس کو پھر chapter heading سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس کا جب انھوں نے سیکرٹری کو نوٹس دیا تھا۔ اس کے ساتھ شامل کر دیتے ہیں۔ اگر ان کی بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر موشن کا لفظ تو 87 تک استعمال ہوتا ہے۔ آپ رول 87 پڑھیں۔

"87(1) "When a motion that a Bill be taken into consideration has been carried and the Bill has been considered clause by clause the member incharge may at once move that the Bill be passed."

دوسری خواندگی کی بات ہو رہی ہے۔ پھر تو وہ بھی موشن ہی ہے۔ and that is definitely a motion.

جناب سپیکر: اس کا نام تو بل ہی ہے۔ یہ ساری جو دستاویز ہے۔ اس کا نام تو بل ہی ہے۔ جس میں پہلی خواندگی بھی ہے، دوسری بھی، تیسری بھی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! پہلی خواندگی میں انھوں نے کیا کہا کہ:

I introduce the Bill so and so.

یہی کہا ناں جناب!

The Bill was introduced. It becomesa Bill.

اور ہم نے جو ترامیم دیں، وہ بل میں پیش کیں۔ ان کی موشن پر ہم نے کس بات کی ترمیم

دینی تھی۔ ہم نے ان کی موشن میں کیا کرنا ہے؟ انھوں نے ایوان میں بل کو پیش کیا ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کیا چیز ایوان میں پیش کی؟ بل پیش کیا اور ہم نے کیا چیز پیش کی کہ عوام کے سامنے جائے یا سلیکٹ کمیٹی کے پاس جائے؟ بل جائے یہ جناب والا! انھوں نے تحریک پیش کی ہے، اس پر آپ غور کریں۔ جب ٹوٹل بل نے سلیکٹ کمیٹی کے پاس جانا ہے۔ جب ٹوٹل بل نے رائے عامہ کے پاس جانا ہے تو پھر وہ ترمیم بل پر ہے۔ ان کی موشن پر ہم نے کس بات پر ترمیم پیش کرنی تھی۔ ہم نے یہ تو نہیں کہا کہ ان کو change کر دیں کہ Bill be introduced ہم نے یہ تو نہیں کہا کہ اس میں لکھ دیں کہ Bill be not introduced اگر وہ بات ٹھیک ہوتی تو پھر طریق کار یہ ہوتا کہ آپ لکھیں کہ Bill be not introduced۔ پھر تو موشن کی negation ہوتی، جب ہم بل میں ترمیم پیش کرتے ہیں، تو اس کا مطلب بل کی ترمیم ہوگا۔ موشن کی ترمیم تو یہ ہوگی کہ motion be not carried۔ اس لیے میں جناب سے گزارش کروں گا کہ chapter heading سے ہی consideration of Bill شروع ہو جاتا ہے۔ جناب والا! اس میں قطعاً کوئی imbuiguity نہیں ہے۔ ہم نے پہلے کس چیز میں ترمیم پیش کی۔ ہم نے تو بل میں ترمیم پیش کی۔ ہم نے تو ان کی موشن میں کوئی ترمیم پیش ہی نہیں کی اور نہ ہی ہم کسی قانون کے تحت ان کی موشن میں ترمیم پیش کر سکتے ہیں۔ ان کی موشن تو بل کے اوپر کا حصہ ہے۔ جو بل سے بھی اوپر ٹائپ کیا ہوا تھا۔ اس کو تو بل سے ویسے ہی باہر نکال دیتے ہیں۔ ہم نے تو نہیں کہا کہ اس موشن کو ہم نہیں مانتے یا اس موشن کو رائے عامہ کے لیے بھیج دیں۔ ہم نے بل کے contents کے۔ ہم نے ادھر بحث کی وہ بھی بل کے پرنسپل پر کی۔ آپ رول 81 میں ملاحظہ فرمائیں۔

We can discuss principles of the Bill. Principales of the Bill and its general provisions.

'81. Discussion of principles of Bills.-(1) On the day on which any of the motions re-

ferred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles."

(2) At this stage amendments to the Bill may not be moved, but-

(a) if the member-in-charge moves that his Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion; or

(b) if the member-in-charge moves that his Bill be referred to a Select Committee, any member may move an amendment that the Bill be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by a date to be specified in the motion.

(3) Where a motion that a Bill be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon is carried and the Bill is circulated in accor-

dance with that direction and opinions are received thereon, the member incharge, if he whishes to proceed with his Bill thereafter, may move that the Bill be referred to the Standing Committee concerned or to a Select Committe or that it be taken into consideration.

وزیر مال : جناب سپیکر! یہ رولز کے خلاف پڑھ رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : ان کو جناب سپیکر بنا دیں۔ سمجھیں گے ترقی ہو گئی ہے۔ ان کو یہ بھی بتائیں کہ آپ نے مجھے فلور دیا ہے۔ جناب! ان کی کار پر تین سٹار لگوائیں، یہ جنرل بنیں اور ان کو وردیاں پہنائیں۔

جناب فضل حسین راہی : (پنجابی) جناب سپیکر! ہم کیسے باپ ہیں کہ بچوں کو کہتے ہیں کہ وقت پر گھر آجایا کرو اور خود دیر سے جاتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : اور بچے بھی آوارہ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر : خان صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر مال (محمد ارشد خان لودھی) : جناب والا! اس میں کوئی پیچیدگی نہیں، وہ جو put کر رہے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی ترمیم پاس ہوئی ہو، اگر اس بل میں کوئی ترمیم پاس ہوئی ہو تو اس ضمن میں بول سکتے ہیں۔ اس میں 87 کلاز (4) یہ ہے کہ :

"When a motion that the Bill be passed has been made the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

made کا مطلب ہے کہ اگر ترمیم پاس ہوئی ہو تو then they are permitted to discuss the general provisions of the Bill.

انھوں نے اسے move ضرور کیا ہے اور ہاؤس نے اس کو نا منظور کیا ہے۔ اگر اس بل

میں کوئی منظور ہوئی ہوتی تو یہ ضرور بولتے، کیوں کہ اس بل میں کہیں بھی کوئی ترمیم منظور نہیں ہوئی اور کوئی بھی ریفرنس نہیں، اس لیے اب یہ اس پر نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے amendment move ہوئی تھی، مطلب نہیں ہے بحث amendment made کا آپ مطلب یہ لیتے ہیں کہ جو ترمیم منظور ہوئی۔

وزیر مال : جی ہاں، منظور ہوئی۔ اگر وہ accept ہوئی ہوتی تو انھیں اس کی اجازت تھی۔ یہ چونکہ انھوں نے move کی ہے۔ ہاؤس نے منظور نہیں کی۔ اس بل میں کوئی ترمیم نہیں، اس لیے .i would request your honour ان کا یہ پوائنٹ valid نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : 87 کلاز (4) میں amendment کے آگے لفظ made یا carried لکھنے کا انھیں کوئی بوجھ نہیں تھا۔ان پر کوئی وزن نہیں آگیا تھا۔ وہ اس کتاب میں چار ہزار لفظ لکھ سکتے ہیں تو ایک لفظ made یا carried کا نہیں لکھ سکتے۔ ترمیم کا مطلب صرف ترمیم ہے۔ اگر یہ amendmeat made or amendment carried لکھ دیتے تو قانون سازی پر اس کا کوئی بوجھ نہیں تھا۔

جناب سپیکر : جناب میاں منظور احمد موہل صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! بڑا کلیئر مسئلہ ہے precedent بھی ہے اور رولز بھی موجود ہیں۔ اس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ فرسٹ ریڈنگ جسے کہا جاتا ہے، وہ جناب والا! رول وہی ہے پہلا جو 75 ہے، وہ تو consideration کے لیے ہے۔ جب لیا جاتا ہے اور زیر غور لانے کے لیے کچھ ٹائم دیا جاتا ہے، لیکن جناب والا! جب آگے 81 آتا ہے تو اس میں اس کی ترامیم آ جاتی ہیں۔ اس سے پہلے جناب والا! جو 78 اور 79 ہے میں consideration اور select committee وغیرہ کا تذکرہ ہے اور 81 میں آ کر2) جو ہے اس میں آ جاتا ہے کہ آپ نے سلیکٹ کمیٹی کو بھیجا ہے۔ ادھر تو یہ فرسٹ ریڈنگ آ جاتی ہے۔ جناب والا! آگے 85 ترامیم کی ہے۔ اس کلاز بائی کلاز کو ہم سیکنڈ ریڈنگ کہتے ہیں اور precedent بھی یہی ہے۔ اس میں کلاز بائی کلاز مسئلہ چلتا ہے۔ اگر اس دوسری ریڈنگ میں کوئی دوسری ترمیم آ جاتی ہے تو پھر جناب والا! 87

۔ لاگو ہوتا ہے۔ ۔۔ پھر ان کو بولنے کا حق ملتا ہے۔ اگر کوئی ترمیم منظور نہ ہو اور اس طرح پاس ہو جائے تو پھر ان کو حق نہیں، کیوں کہ یہ واضح طور پر ہے۔ انھوں نے بھی اسے پڑھا ہے۔ جناب والا! آپ نے بھی اسے پڑھا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ :

"When a motion that the Bill be passed has been made, the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

پھر اگر پاس ہو گئی تو ہو گئی ، otherwise نہیں ہو گی۔ جناب والا! دو تین دفعہ ہم اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں۔ ہمیشہ بل پاس ہوتے رہے ہیں، قانون سازی ہوتی رہی ہے۔ جناب والا! اس طرح ہمارا جو اصرار ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر وہ ہو گی تو ہو گا، تو اس طرح تو کوئی بات ہی نہیں کرتا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جو چیز لاء منسٹر نے پیش کی، اس کے علاوہ ایک نئی توضیح لودھی صاحب نے پیش کی اور ایک نئی توضیح مومل صاحب نے پیش کی۔ جناب والا! میری بڑی ہی simple request ہے اور بڑے ہی آسان طریقے سے مسئلے کو جناب کے گوش گزار کرتا ہوں کہ یہاں پر خالی لفظ amendments پیش ہوا ہے۔ نہ یہاں پر دوسری خواندگی کا ذکر آیا ہے، نہ پہلی خواندگی کا، نہ made کا، نہ carried کا، نہ with held، نہ passed بلکہ صرف in general terminology استعمال ہوا ہے۔ amendments جمع ہے، صیغہ جمع کا ہے۔ جناب والا! اب دیکھیں کہ اگر یہ کسی ایک کے بارے میں ہوتا تو یہ پھر لفظ amendment ہی ہو سکتا تھا، اگر with reference to legislation کو strictly اس طرح کریں گے، جس طرح interpretation of statutes کے پرنسپلز ہیں۔ پھر اگر لفظ خالی amendment ہوتا تو جھگڑا پڑ سکتا تھا۔ جب ادھر لفظ amendments ڈال دیا تو پھر تو settled principles of interpretation of statutes کے ہیں۔ اس کے تحت تو جھگڑا پڑ

ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر : شکریہ، وصی ظفر صاحب۔۔۔۔ جی، سردار صاحب! آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! اپوزیشن نے جو موشن پہلے پیش کی تھی، وہ بھی amendments کی تعریف میں نہیں بلکہ counter motions ہیں۔ بل کو فوراً introduce کرنے کی جائے اسے رائے عامہ کے لیے بھیجا جائے، وغیرہ۔ اس لیے اس مرحلے پر amendments نہیں تھیں اور اگر بل سلیکٹ کمیٹی کے پاس یا public opinion elicit کرنے کے لیے چلا جاتا، پھر تو یہ بل زیر غور ہی نہیں آسکتا تھا اور پاس بھی نہ ہوتا جب کہ یہ تحاریک نامنظور ہو گئی ہیں اور بل زیر غور آگیا ہے تو اب یہ بحث دوبارہ کس طریقے سے ہو سکتی ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لیے دوبارہ بھیجا جائے۔

جناب سپیکر : جی، چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ایک تو وقت بھی ختم ہونے کو ہے، میری عرض یہ ہے کہ بل اب ایک final stage پر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ final motion move ہونے کے بعد کسی طرف سے oppose کیے جانے کی صورت میں اس پر عام بحث ہو سکتی ہے یا نہیں۔ باقی first reading اور second reading کا معاملہ طے ہو گیا۔ اب اس سے پہلے جو clauses جناب نے put کیں یا جناب نے سوال کیا، جناب نے ہاؤس سے رائے لی۔ اب بل آخری مرحلے میں ہے، جس میں جناب نے رول 87(4) کے تحت دعوت دی۔ آخری موشن میں ساری کلازیں، سارے مرحلے طے کرنے کے بعد کہ وہ put کی جائے۔ اب وہ موشن جو آخری تھی کہ سارے مرحلے طے کرنے کے بعد جو بل کو عالی جاہ پاس کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس سٹیج پر دوبارہ بحث ہو سکتی ہے کہ نہیں، تو اس میں قانون کی تشریح یہ ہے کہ اس میں اس صورت میں بحث ہو سکتی ہے۔ اگر main بل میں کسی وقت کی کوئی ترامیم پاس ہوئی تھیں یا پاس ہوئی ہیں تو اس صورت میں ہو سکتا ہے اس کا جواب جناب والا جیسے پہلے پڑھا اور لائقفسٹر صاحب نے بھی پڑھا کہ پڑھا کہ :-

"When a motion that the Bill be passed has been made, the general provisions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

جناب! یہ بات تو فائنل ہے۔ میں نہ مانوں کی پالیسی تو اور ہے۔ یعنی کوئی بات بھی کی جائے تو کہتے ہیں، یہ بات نہیں بنے گی، وہ بات نہیں بنے گی۔ اس پر فائنل رولنگ دیجیے کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی اور معاملہ طے کیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! مجھے رولنگ پڑھنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب سپیکر : آپ اسے پڑھیے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Arguments can be for acceptance or for total rejection of the Bill. Amendment or any other proposal cannot be made during the third reading.

On 5th February, 1974, during debate on the third reading of the Marketing of Petroleum Products (Federal Control) Bill, 1974, a member proceeded to make proposals for the exploration and distribution of petroleum. This was objected to by a member who argued that, at the third reading stage of a Bill, discussion should be

confined to arguments either in support of the Bill or for its total rejection, and no member could deal with the proposals for the detailed working of a Bill. The objection was upheld by the Speaker, who observed that amendments or any other proposals could not be moved at the third reading stage of a Bill."

Sir, the next ruling is:

"Third Reading: Member only to argue whether it be passed or not: Detailed arguments not allowed:

MR SPEAKER: Nawabzada Sahib, Please take your seat.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Why should I take my seat?

جناب سپیکر : میں یہ رولنگ سن چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ متعلقہ نہیں۔ میں نے دونوں فریقین کے اس بارے میں دلائل سنے ہیں۔ وزیر قانون، جناب وصی ظفر اور باقی صاحبان نے اس پر بات کی ہے اور اب اس کے بعد میں ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ کوئی اور اس بارے میں میری راہ نمائی فرمائے۔ اس پر میرا فیصلہ یہ ہے۔

جو اس وقت تیسری خواندگی پر بل کی مخالفت کی گئی ہے، اس پر میں یہ کہوں گا کہ اس بل کی پہلی خواندگی اور بل کی دوسری اور تیسری خواندگی میں فرق ہے۔ وہ فرق اس لحاظ سے بھی ہے کہ آپ نے یہ دیکھا ہوگا کہ جس وقت اس کو منی بل قرار دیا گیا، اس وقت اس بل کی پہلی خواندگی پر آپ کی ترامیم موجود تھیں اور آپ کی ترامیم کو enter-tain کیا گیا اور آپ کو ترامیم پر بولنے کی اجازت دی گئی لیکن منی بل ہونے کی حیثیت

سے اس کی دوسری خواندگی جو اصل بل ہے، اس پر آپ کی ترامیم کو منی بل ہونے کی حیثیت سے entertain نہیں کیا گیا۔ اس لیے پہلی خواندگی اور دوسری خواندگی میں ایک واضح فرق ہے۔ منی بل کی صورت میں پہلی خواندگی پر آپ کی ترامیم کو enter-tain کیا گیا، بولنے کی اجازت دی گئی۔ دوسری خواندگی پر ان ترامیم کو entertain نہیں کیا گیا اور منی بل ہونے کی حیثیت سے ان ترامیم کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا گیا۔

اب اس میں یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی جو تیسری خواندگی ہے، اس پر پہلی خواندگی پر جو آپ نے ترامیم دی ہیں، ان کے مطابق آپ بات کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ اس پر جناب ارشد خان لودھی صاحب نے فرمایا ہے :

"87(4) When a motion that the Bill be passed has been made, the general provi-sions of the Bill may be discussed but only with reference to the amendments, if any, made in the Bill."

ان کا خیال یہ ہے کہ اگر کوئی ترمیم منظور ہوئی ہے تو پھر یہ بات کر سکتے ہیں۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ ترمیم اگر دوسری خواندگی پر آئی بھی ہے تو بھی میں سمجھتا ہوں، بے شک وہ پاس نہ ہو آپ تیسری خواندگی میں اس کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کر سکتے ہیں، لیکن چونکہ دوسری خواندگی پر آپ کی ترمیم entertain نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے آپ تیسری خواندگی پر بات کرنا چاہتے ہیں، اس میں نیشنل اسمبلی کی یہ رولنگ زیادہ واضح ہے :

"The procedure on the third reading of the Bill is similar to the second reading but, the debate is

more restricted at the later stage being limited to the matters containded in the Bill."

Then again it says:

"As the third reading would be confined to the contents of the Bill, additional amendments which raise matters not included in the provisions of the Bill are not permissible."

اس سٹیج پر میری رولنگ یہ ہے کہ چونکہ دوسری خواندگی میں اصل بل وہی ہے، اس پر ترامیم entertain نہیں کی گئیں۔ بطور منی بل اس سٹیج پر چونکہ ترامیم نہیں ہیں، اس لیے ان کے دائرہ کار میں بات کرنے کا سوال ہی نہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The question is:

"That the Bank of Punjab Bill, 1989 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill was passed)

جناب سپیکر: یہ زیادہ خوشی کی بات ہے کہ جو میرا فیصلہ ہے، اس کی حمایت میں جناب وصی ظفر صاحب نے بھی مجھے نہایت متعلقہ رولز آکر دکھائے ہیں۔

ہاؤس پرسوں شام 5 بجے تک ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی بدھ 5 جولائی 1989ء پانچ بجے شام تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

بدھ، 5۔ جولائی 1989ء

(چہار شنبہ، یکم ذوالحج 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 6 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْجِبَالُ
سُيِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَ
إِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَإِذَا الْمَوْءٗدَةُ
سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ وَإِذَا
السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَإِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝١٣
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ أَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ
الْكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ إِنَّهٗ
لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠
مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِيْنٍ ۝٢١ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ
بِالْأُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ
بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝٢٥ فَأَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝٢٦ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٢٧ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُوْنَ
إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٩ سورہ التکویر، آیت 1 تا 29

(یاد کرو) جب سورج لپیٹ لیا جائے گا' اور جب ستارے بکھر جائیں گے' اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا' اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی' اور جب وحشی جانور یکجا کر دیے جائیں گے' اور جب سمندر بھڑکا دیے جائیں گے' اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑی جائیں گی' اور جب زندہ درگور کی ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی' اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ لی جائے گی' اور جب جہنم دہکائی جائے گی' اور جب جنت قریب کر دی جائے گی (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پھر قسم ہے پیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی (اور قسم کھاتا ہوں) سیدھے چلنے والے' رکے رہنے والے تاروں کی۔ اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے اور صبح کی جب وہ سانس لے کہ یہ (قرآن) ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے (سب فرشتوں کا) سردار اور وہاں کا امین ہے۔ اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں۔ اور بلاشبہ اس نے اس قاصد کو روشن کنارے پر دیکھا ہے۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں۔ اور یہ (قرآن) کسی شیطان مردود کا قول نہیں۔ پھر تم (منہ اٹھائے) کدھر جا رہے ہو۔ نہیں ہے یہ مگر سب اہل جہاں کے لیے نصیحت۔ (لیکن ہدایت وہی پاتا ہے) جو تم میں سے سیدھی راہ چاہے۔ اور تم نہیں چاہ سکتے مگر اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

قرارداد پیش کرنے کے لیے رولز کو معطل کرنے کی استدعا

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ رولز معطل کر کے مجھے اس ایوان میں ایک انتہائی اہم قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو آج کے دن کی مناسبت سے ہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب! سب سے پہلے تو وقفۂ سوالات ہوتا ہے۔ کیا آج وقفۂ سوالات نہیں کرنا ہے؟ میرے پاس یہ بھی ایک تجویز پیش کی گئی ہے کہ آج وقفۂ سوالات نہیں ہونا ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر : لہٰذا آج وقفۂ سوالات نہیں ہو گا اور تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ کچھ وقت تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے لیے ضرور مختص کریں۔ اس کے بعد باقی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر : ہمارے پاس ایک ریزولیوشن آیا ہے جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی طرف سے متفقہ طور پر پیش ہونا ہے۔ جس کا ذکر ابھی سید ذاکر حسین شاہ فرما رہے تھے۔ اس ریزولیوشن کو سید ذاکر حسین شاہ صاحب پیش کریں گے۔ اس کے بعد براہ راست privileges کے بلوں پر غور شروع کر دیں گے۔ میرے پاس یہ بھی ایک تجویز پیش ہوئی تھی تو آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

رانا شوکت محمود : جناب والا! تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے لیے بھی تھوڑا سا وقت ضرور مختص کریں کیوں کہ بہت سے ہمارے دوستوں کی تحاریک زیر التواء چلی آ رہی ہیں۔ کچھ تو کام ہو۔ کیوں کہ اب اجلاس بھی اختتام کے قریب ہے۔

جناب سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! پانچ دس منٹ کے لیے تحاریک استحقاق اور پانچ دس منٹ کے لیے تحاریک التوائے کار کے لیے رکھ لیں کیوں کہ ایک رائے تو یہ تھی کہ وقفہ سوالات' تحاریک استحقاق' تحاریک التوائے کار کو آج معطل کر دیا جائے۔ صرف اس ریزولیوشن کو لیا جائے۔ اس کے بعد privileges bill کو لے لیا جائے کیوں کہ اب قائد حزب اختلاف نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے تو اس لیے پانچ دس منٹ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے لیے مختص کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر : وقفہ سوالات کو معطل کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : ٹھیک ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, my request is that the questions which have been put up now and as has been agreed that they should be postponed, I shall be grateful if they are put up in the next session.

جناب سپیکر : اس بارے میں لاء منسٹر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! اس سلسلے میں طے تو یہی ہوا تھا کہ اب یہ سوالات نہیں آئیں گے۔ اگر قائد حزب اختلاف اس سلسلے میں فرماتے ہیں تو اگلے سیشن پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چونکہ ہمارا آپس میں جو فیصلہ ہوا تھا وہ یہی ہوا تھا کہ آج وقفہ سوالات نہیں ہوگا' جس کا مطلب یہی تھا کہ یہ سوالات ٹیبل ہو جائیں گے اور اگلے اجلاس میں نہیں ہوں گے۔ اگر کوئی اہم بات ہے اور یہ قائد حزب اختلاف کی خواہش ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر : تو یہ اگلے سیشن میں آنے چاہئیں۔۔۔۔۔ تو یہ اگلے سیشن میں take up کریں گے۔ جی رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

ایک معزز ممبر : علی ہارون شاہ صاحب کے ایک سوال میں وزیر موصوف نے اس

ایوان میں وعدہ فرمایا تھا کہ cosmetics surgery کے لیے جو لوگ بیرون ملک بھجوائے گئے ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی۔ موجودہ اجلاس میں میں نے دیکھا کہ ان کی لسٹ موجود نہیں۔

جناب سپیکر : کیا یہ اسی سیشن کی بات ہے ؟

ایک معزز ممبر : پچھلے سیشن میں اس کا وعدہ کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر : یہ کن منسٹر سے متعلقہ بات تھی ؟

ایک معزز ممبر : صحت سے متعلقہ۔

جناب سپیکر : لاء منسٹر صاحب! اس کو نوٹ فرمائیں۔ ہیلتھ منسٹر صاحب نے پچھلے سیشن میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ۔۔۔۔۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! cosmetics surgery میں جن لوگوں کو باہر بھیجا گیا تھا۔ ان کی لسٹ مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! میرے آفس کے جو متعلقہ اہل کار ہیں وہ مجھے بتا رہے ہیں کہ سید علی ہارون شاہ صاحب نے خود لکھ کر دے دیا ہے کہ میرا یہ سوال ٹیک اپ نہ کیا جائے اور آج کے ون فہرست میں شامل نہ کیا جائے۔ ان کی writing ان کے پاس موجود ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جب ایک سوال ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے تو وہ ایوان کی property بن جاتا ہے۔ اگر وہ ایوان کی property بن گیا تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر : وہ ایوان کی میز پر نہیں رکھا گیا۔

جناب فضل حسین راہی : ایوان کی میز پر رکھنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : نہیں، سوال ہی take up نہیں ہوا۔ ایوان کی میز پر رکھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ علی ہارون شاہ صاحب نے کہا ہے کہ سوال کو آج ٹیک اپ نہ کیا جائے۔ یہ انہوں نے لکھ کے دیا ہے۔

سردار سکندر حیات خان : یہ اس لیے استدعا کی تھی کہ ان کے بھائی بیمار ہیں اور وہ ملک سے باہر جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ واپس آ جائیں تو اسے اگلے اجلاس میں لیا جائے۔ اسے ٹیبل نہ کیا جائے یا چھوڑا نہ جائے۔

جناب سپیکر : میں نے پہلے اجلاس میں خوراک سے متعلقہ ایک سوال دیا تھا۔ پرسوں ہمیں جو فہرست ملی ہے اس میں کل 4 جولائی کو اسے پڑھا جانا تھا مگر کل اتفاق سے چھٹی ہو گئی۔ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آئندہ کسی اجلاس میں کسی بھی روز یہ سوال پیش ہو گا کیوں کہ سوال بڑا اہم ہے۔ وہ 3 کروڑ کے فراڈ سے متعلقہ ہے اس لیے یہ بڑا ہی اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر : چوہان صاحب! یہ اگلے اجلاس میں آئے گا۔ یہ اگلے سیشن میں take up ہو گا۔

چودھری قربان علی چوہان : کیا یہ اگلے اجلاس میں take up ہو جائے گا؟

جناب سپیکر : جی ہاں' ہو جائے گا۔۔۔۔۔ سید ذاکر حسین شاہ صاحب اپنی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہ ایسی قرارداد ہے جو کہ ٹریژری بنچز نے اور اپوزیشن نے مل کر اس کو کیا ہے۔ یہ اپوزیشن کے سید ذاکر حسین شاہ نے اس کو ڈرافٹ کیا ہے اور ٹریژری بنچز نے اس پر اتفاق کیا ہے اور اس میں انہوں نے تھوڑی سی ترمیم کی ہے۔ جس کو شاہ صاحب نے قبول کر لیا ہے۔ اب سید ذاکر حسین شاہ صاحب قرارداد پیش کریں گے۔

قرار داد

جمہوریت کی بحالی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو خراج تحسین

سید ذاکر حسین شاہ : جناب والا! یہ میری اور فضل حسین راہی صاحب کی مشترکہ قرارداد ہے۔ میں اسے پیش کرتا ہوں۔

''اس ایوان کی رائے ہے کہ مارشل لاء کسی بھی معاشرے اور ملک کے لیے ایک بدترین نظام حکومت ہوتا ہے اور اس نظام کا تسلط قوموں کی بدقسمتی کا مظہر ہوتا ہے اور کسی بھی جمہوریت پسند

معاشرے میں اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جو ملک ووٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا اس کے عوامی تشخص اور تقدس کو ہمیشہ مارشل لاء کے ذریعے پامال کیا گیا۔ 5 جولائی 1977ء میں پاکستان میں مارشل لاء کا نفاذ ایک عظیم قومی المیہ تھا۔ جس سے پاکستان میں جمہوریت اور آئین کے تصور اور قانون کی حکمرانی کے فلسفہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ جب کہ اس سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کے مابین ایک معاہدہ طے پا چکا تھا۔ اس کے باوجود ایک طالع آزما جنرل نے ملک میں مارشل لاء مسلط کر دیا۔ 5 جولائی کو پاکستان کی تاریخ میں جمہوریت کو اس دن سے تعبیر کیا جائے گا۔ اس معزز ایوان کے تمام اراکین اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ کسی قول و فعل اور عمل سے مارشل لاء کی لعنت کو ملک پر مسلط نہیں ہونے دیں گے اور جن بہادر عوام نے جان و مال کی قربانی دے کر مارشل لاء کے خلاف جدوجہد کر کے جمہوریت کو بحال کروایا ہے۔ ان کی عظمت کو یہ ایوان سلام پیش کرتا ہے۔ مزید برآں جن محترم سیاست دانوں' وکلاء' علماء اور صحافیوں نے پرامن جدوجہد سے مارشل لاء کے خاتمے میں اپنا کردار ادا کیا۔ یہ ایوان ان کوششوں کو بھی سلام پیش کرتا ہے۔''

شکریہ۔

راجا محمد خالد خان : جناب والا! سول مارشل لاء لگانے والوں کی بھی مخالفت کی جائے۔ ان کی بھی مذمت کی جائے۔ وہ بھٹو تھا' ذوالفقار علی بھٹو نے سول مارشل لاء لگایا تھا۔ اس کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں۔

(قرارداد کی مخالفت میں جناب لاء منسٹر' جناب راجا محمد خالد خان' جناب اصغر علی گجر' میاں محمود الرشید' مولانا منظور احمد چنیوٹی' جناب خادم حسین' جناب لطیف مغل

کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر : آرڈر' آرڈر۔ جناب وزیر قانون اس بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! اس ریزولیوشن میں یہ ترمیم اگر کر دی جائے کہ ہم سول مارشل لاء کی بھی مذمت کرتے ہیں تو اس ہاؤس میں کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔ نہ اپوزیشن کو اعتراض ہے' نہ ہمیں اعتراض ہے۔

جناب سپیکر! یہ ترمیم میری طرف سے آجائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر' آرڈر۔ میں اس بارے میں یہ کہوں گا کہ ہاؤس کی باقی کارروائی کو جاری کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیوشن پر اگر اختلاف رائے ہے تو اس پر آپ لابی میں بیٹھ کر دو صاحبان حزب اقتدار اور دو صاحبان حزب اختلاف سے مزید بات کر لیں۔ اس میں کوئی ترمیم کر لیں۔

(قطع کلامیاں)

آپ ایسے لوگوں کو اس میں شامل کر لیں جس میں سب کی رائے شامل ہو جائے۔ آپ بیٹھ کر اس بارے میں مزید بات کر لیں۔ اس کو re-draft کرنے کی ضرورت ہے یا اس میں کوئی ترمیم آپ مشترکہ طور پر دینا چاہتے ہیں تو وہ آپ دے سکتے ہیں۔ آپ لابی میں الگ بیٹھ کر اس سلسلے میں بات کر لیں۔ آپ ان کو مقرر کر لیں جو صاحبان حزب اقتدار سے اور جو صاحبان حزب اختلاف سے بیٹھ کر بات کرنا چاہتے ہیں۔

آرڈر' آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

رانا شوکت محمود : جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے---

آوازیں : نہیں--- نہیں---

رانا شوکت محمود : اگر مجھے اجازت ہو تو عرض کروں۔ میں نے کہا ہے پیش کی گئی ہے۔ کاش! آپ میری گزارشات کو توجہ سے سنیں۔ میں نے یہ عرض کی ہے کہ یہ

قرارداد متفقہ طور پر آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ یہ آپ کا حق ہے آپ اس پر اختلاف رائے دینا چاہیں تو دیں۔ گزارش یہ ہے اور میں جناب والا! اس ایوان کا ایک منٹ وقت لوں گا۔ میرے خیال میں تو آج یہ ہونا چاہیے تھا ہم سب مل کر واقعی مارشل لاء خواہ کسی قسم کا بھی ہو' اس میں یہ کہتے کہ مارشل لاء' مارشل لاء ہی ہے اور یہ ملک اور قوم کے لیے ایک انتہائی مکروہ نظام حکومت ہے جو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ پھر خاص طور پر اس حوالے سے یہ وہ اسمبلی ہے جو اس صوبہ کے عوام کی تمام جمہوری امنگوں کا ایک منبع ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک طرح کی یہیں سے جمہوری ابتداء ان کے حقوق کی نگہداشت اور ان کی رکھوالی کی ذمہ داری یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ اس اسمبلی پر مارشل لاء کے کئی افسران قبضہ کرتے ہیں۔ یہ اسمبلی عرصہ دراز تک فوج کے قبضہ میں رہی ہے۔ یہاں پر فوجی پہرہ دیتے تھے۔ ملٹری پولیس باہر گیٹ پر ہر آنے جانے والے کی چیکنگ کرتی تھی۔ وزراء کے کمروں میں میجر صاحبان بیٹھ کر حکومت کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں صوبہ کے عوام کی عظیم جدوجہد ہے کہ اس کے نتیجہ میں' جس میں کوڑے بھی تھے' جس میں سزائیں بھی تھیں' جس میں قیدیں بھی تھیں' جس میں پھانسیاں بھی تھیں۔ آج پھر ہم عوام کے نمائندگان کی حیثیت سے واپس ان کمروں میں بیٹھے ہیں اور آج پھر بیٹھ کر ہم عوام کے حقوق کی بات کرتے ہیں' جمہوریت کی بات کرتے ہیں' جمہوری اداروں کی بات کرتے ہیں۔

جناب والا! اس پر آج اخباروں کو اور دنیا کو کوئی اختلاف نظر نہیں آنا چاہیے تھا۔ اگر یہ اختلاف رائے ہے ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں۔ ہم اس پر مزید غور کریں گے۔ ہم اپنے بھائیوں کے جذبات کا احترام بھی کریں گے۔ لیکن یہ ٹھنڈے دل سے سوچنے کی بات ہے۔ اس میں کوئی اختلافی یا فروعی بات نہیں۔ مارشل لاء کا نظام ایک انتہائی مکروہ نظام ہے۔ اس پر بھی کسی کو اگر کوئی اختلاف ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ کسی صورت میں ایسا نہیں ہے۔ بہر حال ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر : اس ریزولیوشن پر بحث پہلے ہونی چاہیے۔ اس بارے میں آپ بات کر لیں۔ اگر آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو لے آئیں۔ اگر نہیں پیش کرنا چاہتے تو اس کو نہ

لائیں۔ میں اس ریزولیوشن کو پیش کرنے سے پہلے کہوں گا کہ اس کو آپ اتفاق رائے سے پیش کریں یا اتفاق رائے سے نہ پیش کریں یا اس کی مخالفت کریں۔ جس وقت ہاؤس میں اس پر بحث شروع کریں' آپ میں سے جو صاحبان بولنا چاہیں گے' میں ان کو بولنے کی اجازت دوں گا۔ آپ اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ آپ اس بارے میں پہلے فیصلہ کر لیں

(قطع کلامیاں)

جناب محمد لطیف مغل : جناب والا! ہر ممبر مارشل لاء کے خلاف ہے۔ دیکھیں! ذوالفقار علی بھٹو نے اگر قربانی دی۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ وہ جمہوریت لے کر آیا۔ لیکن اس نے اس وقت تک مارشل لاء نہیں اٹھایا جب مختار رانا جیسے آدمی' جنہوں نے قربانیاں دی تھیں' ان کو سزا نہیں دلوائی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر۔۔۔آرڈر۔۔۔

نواب زادہ شفقفر علی گل : اس اسمبلی میں بیٹھ کر جو مارشل لاء کی حمایت کرتا ہے وہ بے ضمیر ہے' بے ضمیر ہے' بے ضمیر ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مولانا چنیوٹی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ نواب زادہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ پانچ سات آدمی ایک ہی وقت میں بولنا شروع کر دیتے ہیں یہ مسئلہ کیسے حل ہوگا؟ آپ حضرات تشریف رکھیں۔

میرے پاس یہ ریزولیوشن آیا ہے اور میں نے سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو پڑھنے کی اجازت اس لیے دی ہے کہ میرے پاس جناب وزیر قانون اور جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب دو صاحبان حزب اختلاف کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے یہ ریزولیوشن دیکھا۔ دونوں طرف سے اس ریزولیوشن پر اتفاق کیا ہے تو یہ میرے پاس ریزولیوشن آیا ہے۔ میں نے ان کو پڑھنے کی اجازت دی ہے اور

یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ مشترکہ طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر اس سے حزب اقتدار کے کچھ دوستوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ وہ اس ریزولیوشن کو پسند نہیں کرتے تو دوسری طرف سے میرے پاس سید ذاکر حسین شاہ صاحب اور جناب محمد وصی ظفر صاحب اور ان کے ساتھ بھی کچھ اور صاحبان تشریف لائے تو میں کہوں گا کہ وزیر قانون اور جناب پرویز الٰہی صاحب کے ساتھ آپ میں سے جو صاحبان شامل ہونا چاہتے ہیں' آپ میں سے ایک یا دو صاحبان اور شامل ہو جائیں۔ آپ جا کر لابی میں بیٹھ کر بات کریں۔ اگر آپ اس قرارداد کو مشترکہ طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں' کوئی ترمیم کرنا چاہتے ہیں' ان کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کر لیں۔ اگر آپ اس کو مشترکہ طور پر پیش نہیں کرنا چاہتے' اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں تو بھی آپ میرے پاس آیئے۔ میں انھیں کہوں گا کہ قرارداد پیش کریں۔ آپ جو چاہیں بات کریں' وہ جو چاہیں بات کریں' میں اس کو ووٹنگ کے لیے پیش کر دوں گا۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب۔ رانا صاحب! قبلہ ذرا تشریف رکھیں۔ میں چودھری پرویز الٰہی صاحب کو فلور دے چکا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! جس طرح آپ نے پہلے فرمایا ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے وصی ظفر صاحب' محترم شاہ صاحب اور ہماری طرف سے چودھری اصغر علی گجر صاحب' میاں رشید صاحب اور راجہ خالد صاحب بیٹھ کر لابی میں مشورہ کر لیتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوگی کہ یہاں پر قرارداد باہمی اشتراک سے پیش کی جائے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ آپ کی طرف سے چودھری صاحب' راجہ خالد صاحب' میاں رشید صاحب اور ان کے ساتھ آپ بھی شامل ہوں گے اور وزیر قانون صاحب بھی۔ ٹھیک ہے' بسم اللہ کیجیے۔ وصی ظفر صاحب! سید ذاکر حسین شاہ صاحب! آپ مل کر اس پر بات کیجیے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر : اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب سردار سکندر حیات

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار سکندر حیات رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''جناب عالی! ناسازی طبیعت کی بنا پر 5 جولائی اور 6 جولائی کو حاضر نہ ہو سکتا ہوں۔ براہ کرم دو دنوں کی رخصت عنایت فرمائیں۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد خان جسپال

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد خان جسپال رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to illness, I would not be able to attend the House on 5th and 6th of July 1989. Kindly grant leave accordingly.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام سرور خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں ناسازی طبع مورخہ 3-7-89 اور 4-7-89 کو اسمبلی اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ مہربانی فرما کر رخصت فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

سید علی ہارون شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید علی ہارون شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''میں 4 جون 1989ء کو اجلاس میں حاضر تھا مگر حاضری نہ لگا سکا' رخصت منظور کی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد یامین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یامین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to some unavoidable reasons, I could not attend the Assembly Session on 3rd July,89. Please excuse my absence and oblige.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب مہدی حسن بھٹی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب مہدی حسن بھٹی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''میں مورخہ 10-6-89 اور 17-6-89 کو چند مجبوریوں کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ مہربانی فرما کر دو دنوں کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عمر دراز خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب عمر دراز خان رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''میں مورخہ 26 تا 29 جون 1989ء کو بوجہ ناسازی طبیعت ہاؤس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مجھے رخصت عنایت فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب راجا سجاد اکبر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب راجا سجاد اکبر رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''میں مورخہ 27 جون 1989ء بوجہ خرابی صحت اجلاس میں
حاضر نہیں ہو سکا۔ مجھے اس روز کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شمعون قیصر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب شمعون قیصر رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''گزارش ہے کہ بندہ بیماری کی وجہ سے 15 جون 1989ء سے
27 جون 1989ء تک اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی
مطلوبہ رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈونگر داس

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈونگر داس رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''مؤدبانہ گزارش ہے کہ میں صحت کی ناسازی کے باعث
27-6-89 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی فرما کر
رخصت منظور فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالحمید رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''گزارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے بروز سوموار اور منگل حاضر نہیں ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری نذیر احمد رکن'صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''میں کل مورخہ 29-6-89 کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ چھٹی عنایت فرمائی جائے۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب مجتبیٰ حیدر شیرازی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is most respectfully submitted that I was unable to attend the Assembly Session on 27-6-89 because of my sickness. It is therefore humbly re-

quested that a leave may be allowed for 27-6-89.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد رشید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رشید رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"With due respect it is submitted that due to illness.I could not attend the Assembly Session on 27-6-89.It is requested to kindly grant me leave for 27-6-89."

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر زبیدہ ملک

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ڈاکٹر زبیدہ ملک رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"It is submitted that I,Dr.Zubaida Malik M.P.A.,Punjab Assembly,want to go to Saudi Arabia for performing the Haj in this year (1989) and will not be in a posi-

tion to attend the Assembly.

It is,requested that I may be granted leave for one month from Ist july to Ist August 1989."

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بگٹی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بگٹی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"With due respect and humble submission. I beg to submit that I am going to MOROCCO on 26th instant at the head of an official delegation,on good-will mission,for seven days. I would, therefore,request that my absence from the "House"may kindly be excused for this period."

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد رشید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں محمد رشید رکن، صوبائی اسمبلی

کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

With due respect it is submitted that due to illness I am unable to attend the Assembly Session today i.e., 29-6-89. It is therefore requested to kindly grant me leave for today i.e., 29-6-89 and oblige.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب امجد حمید خان دستی رکن' صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend Assembly meetings on 27th to 29th June due to unavoidable circumstances and being unwell. Kindly grant me leave for three days and oblige.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عبدالحمید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالحمید رکن' صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''گزارش ہے کہ مجھے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں سرگودھا جانا ہے اس لیے اجلاس مورخہ 29-6-89 کی حاضری سے قاصر ہوں۔''

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ :

''مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔''

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خالد لطیف کاردار : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : وقفہ نماز کے بعد کر لیں' تو ساڑھے سات بجے تک وقفہ نماز کرتے ہیں

(اس مرحلے پر ساڑھے سات بجے تک نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد 7.55 پر اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

قرارداد

جناب سپیکر : آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ تھوڑی دیر پہلے سید ذاکر حسین شاہ نے ایک قرارداد اس ایوان میں پیش کی تھی۔ اس پہ حزب اقتدار کے کچھ معزز اراکین کو اعتراض تھا تو میں نے تجویز یہ کیا کہ چونکہ پہلے بھی کچھ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے اراکین نے مل کے ڈرافٹ کی ہے۔ اگر اس میں کسی قسم کا اختلاف رائے اس وقت پیدا ہوا ہے تو آپ اس کو دوبارہ مل کر ڈرافٹ کر لیں۔ اس میں آپ کسی قسم کی امنڈمنٹ کر لیں۔ جو بھی طریق کار ہے وہ اختیار کریں۔ تو یہاں ہاؤس میں اسی انداز سے take up کیا جا سکے گا۔ اب دوبارہ غور و خوض کے بعد حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا ایک متفقہ قرارداد پر اتفاق رائے ہو گیا ہے اور سید ذاکر حسین شاہ ہی دوبارہ اس قرارداد کو پڑھیں گے۔ ان کی پہلی قرارداد واپس لی گئی تصور ہو گی اور یہ

نئی قرارداد ایک متفقہ قرارداد سید ذاکر حسین شاہ پیش کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! اگر یہ متفقہ قرارداد ہے تو سید ذاکر حسین شاہ ہی اسے کیوں پیش کریں گے ؟

جناب سپیکر : مولانا صاحب! آپ کی عدم موجودگی میں یہ بات طے ہو گئی ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! یہ پورے ایوان کی طرف سے متفقہ طور پر پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر : اس پہ اتفاق رائے ہو گیا ہے۔ جو آپ کے نمائندے وہاں موجود تھے ان سب نے مل کے اس پہ اتفاق رائے کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ مولانا صاحب آپ کو بھی اور رانا صاحب کو بھی اس پہ اتفاق کرنا چاہیے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! جو قرارداد متفقہ طور پر پیش ہونی ہے اس کو جناب والا پڑھ دیں۔ نہ اِدھر سے کوئی پڑھے اور نہ اُدھر سے کوئی پڑھے۔ اس پر ووٹنگ ہونے کی ضرورت نہیں چونکہ یہ متفقہ طور پر منظور ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر : اس میں رانا صاحب! کوئی فرق نہیں۔ میں نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ حزب اختلاف کی طرف سے بھی اور حزب اقتدار کی طرف سے بھی ہے۔ یہ ایک متفقہ قرارداد ہے۔ پہلے چونکہ یہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی طرف سے پیش ہوئی تھی اس لیے اب دوبارہ یہ ایوان سید ذاکر حسین شاہ صاحب کو اختیار دیتا ہے کہ وہ قرارداد پیش کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جمہوریت کی بحالی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو خراج تحسین (...جاری)

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر!

"آج 5 جولائی کے روز یہ قرارداد اس معزز ایوان میں پیش کی جاتی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ مارشل لاء ہمہ قسم کسی بھی معاشرہ اور ملک کے لیے بد ترین نظام حکومت ہوتا ہے اور اس

نظام کا تسلط قوموں کی بد قسمتی کا مظہر ہوتا ہے۔ کسی بھی جمہوری معاشرہ میں اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہ ملک ووٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ وطن عزیز کے تشخص اور اس کے تقدس کو مارشل لاء کے ذریعے روندا گیا۔ یہ معزز ایوان اس بات کا عہد کرتا ہے کہ آئندہ ملک میں مارشل لاء کی لعنت کو کسی حالت میں بھی مسلط نہ ہونے دیں گے۔ مزید برآں جن مدبر اور محترم سیاستدانوں' وکلاء' علماء' صحافیوں' طالب علموں' کسانوں' محنت کشوں' خواتین' دانشوروں اور سیاسی کارکنوں نے پر امن جدوجہد سے مارشل لاء کا خاتمہ ممکن بنایا۔ یہ ایوان ان کوششوں کو سلام پیش کرتا ہے۔'' شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر :

''اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ مارشل لاء ہمہ قسم کسی بھی معاشرے اور ملک کے لیے بدترین نظام حکومت ہوتا ہے اور اس نظام کا تسلط قوموں کی بد قسمتی کا مظہر ہوتا ہے۔ کسی بھی جمہوری معاشرہ میں اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ یہ ملک ووٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا لیکن یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ وطن عزیز کے تشخص اور اس کے تقدس کو مارشل لاء کے ذریعے روندا گیا۔ یہ معزز ایوان اس بات کا عہد کرتا ہے کہ آئندہ ملک میں مارشل لاء کی لعنت کو کسی حالت میں بھی مسلط نہ ہونے دیں گے۔ مزید برآں جن مدبر اور محترم سیاستدانوں' وکلاء' علماء' صحافیوں' طالب علموں' کسانوں' محنت کشوں' خواتین' دانشوروں اور سیاسی کارکنوں نے پر امن جدوجہد سے مارشل لاء کا خاتمہ ممکن بنایا۔ یہ

ایوان ان کوششوں کو سلام پیش کرتا ہے۔'

(نعرہ ہائے تحسین)

راجا محمد خالد خان : جناب والا! ہمہ قسم کی بجائے ہر قسم کا لفظ ایزاد کیا جائے۔

جناب سپیکر : ہمہ قسم اور ہر قسم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر : میں اس ایوان کے نہایت ہی محترم اور معزز اراکین کو اس ریزولیوشن کو متفقہ پاس کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

جمعرات' 6۔ جولائی 1989ء

(پنج شنبہ' 2۔ ذی القعد 1409ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بج کر 35 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری ظہور احمد ایوبی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝ يٰٓأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ أَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ ثُمَّ مَآ أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

سورۃ الانفطار آیت 1 تا 19

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے' اور جب سمندر بہنے لگیں گے' اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں گی۔ (اس وقت) ہر شخص جان لے گا جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے تھے اور جو (اثرات) وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اے انسان! تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں رکھا جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تیرے (اعضاء کو) درست کیا۔ پھر تیرے (عناصر کو) معتدل بنایا۔ الغرض جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔ یہ سچ ہے بلکہ تم روز جزاء کو جھٹلاتے ہو۔ حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ بے شک نیک لوگ عیش و آرام میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار جہنم میں ہوں گے۔ اس میں روز قیامت داخل ہوں گے۔ اور وہ اس سے غائب نہ ہو سکیں گے۔ اور آپ کو کیا علم کہ روز جزاء کیا ہے۔ پھر آپ کو کیا علم کہ روز جزاء کیا ہے۔ (یہ وہ دن ہوگا) جس روز کسی کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ اور سارا حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا۔

وما علینا الا البلاغ ○

MR.KHALID LATIF KARDAR: Point of Order Sir. Sir, it is about a very important matter. Could I speak with your permission?

جناب سپیکر : کاردار صاحب! پہلے تو آپ کو انگریزی زبان میں بولنے کی اجازت لینی ہو گی۔

جناب خالد لطیف کار دار : میں پہلے ہی آپ سے اجازت لے چکا ہوں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ : جناب سپیکر! جب میرے فاضل دوست اردو بول سکتے ہیں اور ماڈرن زبان بولتے ہیں کیا مضائقہ ہے کہ اگر وہ اردو میں بات کریں تاکہ ہم سمجھ سکیں، ہم ان کی معلومات سے مستفید ہو سکیں یہ ہمیں ہر دفعہ اپنی تقریر دل پذیر سے محروم رکھتے ہیں خواہ مخواہ ان کو زور بھی لگانا پڑتا ہے اور ہمیں بھی سننے میں تکلیف ہوتی ہے۔ مہربانی فرما کر اگر یہ اردو بول سکتے ہیں تو اردو بولیں اگر نہیں بول سکتے تو پھر مجبوری ہے۔

جناب نذر حسین کیانی : کیا حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والے تمام لوگ ان پڑھ ہیں۔

بیگم شاہانہ نسیم فاروقی : میں یہ کہتی ہوں کہ ہمیں یہ کمپلیکس ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں انگریزی آتی ہے یا نہیں آتی ہمیں اپنی مادری زبان پر فخر ہونا چاہیے۔ اگر ہمیں انگریزی نہیں آتی تو انہیں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ہم ان پڑھ ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! ہمیں اپنی مادری زبان میں بولنے کی اجازت دی جانی چاہیے ہماری مادری زبان پنجابی ہے۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! ہم ان کو support کرتے ہیں اگر یہ مادری زبان استعمال کرنے کے لیے کہتی ہیں۔

جناب سپیکر : دراصل بیگم صاحبہ کا مقصد تھا کہ ہمیں قومی زبان میں بات کرنی چاہیے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ : جناب والا! اس میں ایک اہم نکتہ پوشیدہ ہے کہ جب بھی کوئی معزز ممبر پنجابی میں بات کرتا ہے تو محسوس کرتے ہیں کہ یہ پنجابی ہے جب کوئی انگریزی بولتا ہے تو ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ غالباً یہ رلا ملا ہے اور جب کوئی اردو بولتا ہے تو ہم

سمجھتے ہیں یہ قومی زبان ہے ہم بڑے غور سے سنتے ہیں اور اس وقت احساس محرومیت میں ہم مبتلا ہو جاتے ہیں کہ کیا سرائیکی زبان نہیں۔ ہم سرائیکی محض اس لیے نہیں بولتے کہ لسانی تعصب نہیں پیدا ہونا چاہیے تو میں جناب والا! سے عرض کروں گا کہ سرائیکی کے اتنے ڈویژن ہیں' اتنے ضلعے ہیں' لیکن ہم کبھی بھی سرائیکی بولنے کی اجازت نہیں دیں گے اس طریقے سے جناب والا! ان کی انگریزی بند کروائیں۔ راہی صاحب کی پنجابی بند کروائیں۔ یہ اردو زبان بولیں۔

سردار سکندر حیات خان : جو قومی زبان کی بات کرتے ہیں وہ قومی مفاد کی بات بھی کریں۔ قومی یک جہتی کی بات بھی کریں پھر بغاوت اور بچوں کی بات نہ کریں۔ اس وقت یہ نہ کہیں کہ پنجاب کا نمک یا پنجاب کا پانی یا پنجاب کے ممبر۔

جناب سپیکر : جناب کاردار صاحب! اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سپیکر کی اجازت کے بغیر ایوان میں پمفلٹ کی تقسیم

MR KHALID LATIF KARDAR: With your permission Sir.

MR SPEAKER: Please Kardar Sahib, you go ahead.

MR KHALID LATIF KARDAR: Those members who are saying that I should speak in Urdu, they should know the Constitution which says that there is no limitation of any form on the freedom of speech. These are (Rules of Procedure) only rules which are subject to Constitution. I have great respect for all the honourable members of the Assembly. My point of order is that yesterday two leaflets were distributed in the House. I do not think any honourable member has the right to do so. They have implicated ironially the Prime Minister of Pakistan: "Benazir

ka Sulman Rushdi"

My humble submission is that you should make a decision whether anybody could distribute such leaflets in the House.

There is another leaflets implicating Sh. Ihsanul Haq Piracha,the Finance Minister of Pakistan.

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر :پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ان کے بعد آپ بات کر سکتے ہیں۔ جناب کار دار صاحب نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے۔ کاردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب خالد لطیف کاردار : جناب والا!آپ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ چیمبر میں آ کے بات کریں۔ آپ کوئی فیصلہ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر :آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیا تو اس کے بعد آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنی سیٹ پہ تشریف رکھیں ۔میں لاء منسٹر صاحب سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں کہ جو پوائنٹ آف آرڈر جناب کاردار نے اٹھایا ہے کہ ہاؤس میں pamphlets تقسیم کرنے کی کوئی روایات ہیں کہ اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے تو انہیں یہاںpamphlets تقسیم کرنے کی کوئی اجازت نہیں دی۔ نہ میں نے تقسیم کرنے کی اجازت دی ہے اور نہ سیکریٹریٹ نے اس قسم کی کوئی اجازت دی ہے کیوں کہ میرے علم اور تجربے کے مطابق ہم نے اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا۔ جناب لاء منسٹر اس سے پہلے بھی اس اسمبلی کے ممبر رہے ہیں اور وہ اس وقت لاء منسٹر بھی ہیں وہ ہماری رہنمائی فرمائیں گے اس ہاؤس کی کیا پریکٹس رہی ہے ؟اس کے بعد میں جناب دستی صاحب سے بھی دریافت کرنا چاہوں گا۔

وزیر قانون : جناب والا! پریکٹس یہی رہی ہے جس کو جناب والا کر رہے ہیں اس قسم کی پریکٹس پہلے بھی نہیں رہی۔ جناب سپیکر کی اجازت سے دعوتی کارڈ قسم کی چیز تقسیم ہو سکتی

ہے اور جناب والا کے سٹاف کے ذریعے تقسیم ہوتے ہیں۔اس قسم کی پہلے کوئی پریکٹس نہیں رہی۔ میں پہلے اسمبلی کے دوران بھی ممبر رہا ہوں میری یاداشت کے مطابق اس قسم کی کوئی روایت نہیں ہے کہ اس قسم کے pamphlets ہاؤس کے اندر تقسیم کیے گئے ہوں۔

جناب سپیکر : جناب امجد حمید دستی صاحب! ہماری رہنمائی فرمائیں گے ؟ یہ ہماری اسمبلی کے بزرگ ترین ممبر ہیں۔

SARDAR AMJAD HAMID DASTI: May I correct ourself Sir? I am a young man of 70.

جناب سپیکر : میں نے آپ کی عمر کی بزرگی کا ذکر نہیں کیا آپ کے تجربے اور آپ کی اسمبلی کی ممبر شپ کی میعاد کا میں نے ذکر کیا ہے I entirely agree with you اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح جناب نے فرمایا کہ میں بالکل آپ سے متفق ہوں جب تک آپ کی اجازت نہ ہو کم از کم متنازعہ قسم کی کوئی چیز تقسیم نہیں ہو سکتی۔ harmless چیز جیسے کہ شادی اور کھانے کے کارڈ یا اس قسم کی چیزیں تو تقسیم ہو سکتی ہیں ایسی چیز جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو یہی روایت رہی ہے میں تیسری دفعہ اسمبلی میں آرہا ہوں

Pamphlets to which he has referred to it cannot be distributed.

لیکن اگر کوئی متنازعہ ہے تو جب تک جناب کی اجازت نہ ہو وہ تقسیم نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر : اس بارے میں میری رہنمائی فرمائیں کہ کیا متنازعہ قسم کے pamph-lets یا leaflets تقسیم کرنے کی سپیکر کو اجازت دینی چاہیے ؟

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! یہ آپ کی عقل و دانش پر منحصر ہے جو کہ آپ میں بہت زیادہ ہے آپ کو کسی رہنمائی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر : میرے خیال میں سپیکر کو متنازعہ قسم کی pamphlets یا کوئی leaflets یا کسی قسم کا کوئی لٹریچر جو کہ متنازعہ ہو' اس کی ہاؤس میں تقسیم کی اجازت نہیں دینی

چاہیے۔ پس میں اسی بات پہ عمل کر رہا ہوں کہ اگر ایک طرف کا کوئی دوست متنازعہ قسم کے کوئی leaflets یا pamphlets تقسیم کرنے کی اجازت لیں گے اور میں ان کو اجازت دوں گا تو پھر دوسری طرف سے اس کی تردید میں pamphlets یا leaflets ہاؤس میں تقسیم ہوں گے تو اس سے ایک ایسا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو کہ نہ رکنے والا ہو گا اس لیے میرے سیکریٹریٹ نے ان کو اس pamphlets کے تقسیم کرنے کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ ہی ہمیں ہاؤس میں اس قسم کے pamphlets کے تقسیم کرنے کی اجازت نہیں دی ہے اور نہ ہی ہمیں ہاؤس میں اس قسم کے pamphlets جو کہ متنازعہ ہوں اور جس سے کسی بھی معزز رکن کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو ہمیں تقسیم نہیں کرنے چاہئیں۔

ڈاکٹر اعجاز احمد : ان کو اس کی validity کو چیلنج کرنا چاہیے کہ کیا اس میں ایسی کوئی چیز ہے جو میں نے اپنے آپ دی ہے ؟

جناب سپیکر : جس سے کسی بھی معزز رکن کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو ہمیں تقسیم نہیں کرنے چاہئیں۔

ڈاکٹر اعجاز احمد : جناب والا! اس بارے میں اس کی authenticity کو انہیں چیلنج کرنا چاہیے۔ کیا اس میں کوئی چیز ایسی ہے جو میں نے اپنی طرف سے دی ہے یا اس کے اندر میں نے facts دیے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں ان سے التجا کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے جس میں پنجابیوں کو بے غیرت کہا گیا ہے' پنجابیوں کو ذلیل اور کتا تک کہا گیا ہے۔ شاعر مشرق کو کس قسم کے نفرت انگیز الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ مہربانی کر کے اس پر غور کریں۔ یہ میں نے پنجاب کے ہر ممبر کو دعوت دی تھی۔ مہربانی کر کے اس کو پڑھیں کہ کیا اسلام آباد سے یہ لٹریچر ہمارے لیے بہتر ثابت ہو سکتا ہے ؟ کیا آپ claim کر سکتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والے....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔

میں یہ کہوں گا کہ جناب چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ کہوں گا کہ

ڈاکٹر صاحب ! آپ کے اس pamphlets پر chair نے کوئی تبصرہ نہیں کیا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے' غلط ہے یا صحیح ہے ۔ میری رائے یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات کو مشتہر کرنے کا ان کو عوام تک پہنچانے کے اور بہت سے ذرائع ہیں۔ اگر اس ایوان کے اندر اس قسم کی اختلافی چیزیں ایوان میں تقسیم ہوں گی تو پھر یہ ایک ایسا سلسلہ چلے گا۔۔۔

ڈاکٹر اعجاز احمد : جناب والا! میں نے اس میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر : جو بھی کوئی بات ہے۔۔۔

MR KHALID LATIF KARDAR: Sir, you kindly see that he has connected the Prime Minister with Rushdi who has been condemned by the whole Muslim World. The Pakistan Peoples Party has condemend that he is a "Mulhid".

جناب سپیکر : اس پر میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے اور میری یہ رولنگ ہے کہ ایوان میں اس قسم کے جو controversial pamphlets ہیں یہ یہاں پر تقسیم نہیں ہونے چاہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر اعجاز احمد : اگر آپ کو اعتراض ہے تو آپ کورٹ میں جائیں۔

جناب نذر حسین کیانی : آپ کورٹ میں جائیں۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! یہ باتیں پاکستان کی فیڈریشن کے خلاف ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : میاں منظور احمد موہل۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میرے خیال میں تو ایسے پمفلٹ جو controversial بھی نہ ہوں وہ بھی تقسیم نہیں ہو سکتے کیوں کہ جو رول 197 ہے اس میں لکھا ہے کہ :

"197. Whilst sitting in the House a member-

(i) shall not read any book,newspaper or letter ex-

cept in connection with the business of the House.

یہاں پر اخبار بھی نہیں پڑھ سکتے' کوئی اور ایسی چیز بھی نہیں پڑھ سکتے' لیٹر بھی نہیں پڑھ سکتے ہم صرف وہی کام کر سکتے ہیں جو ہاؤس کے بزنس سے متعلق ہو۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ کوئی ایسا مواد جو controversial نہ بھی ہو اس ایوان میں تقسیم نہیں ہونا چاہیے۔

ایک آواز : اج چنگی گل کیتی جے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! آپ نے اس مسئلے پر رولنگ دی اور وہ صحیح دی ہے اس معاملے پر بحث کرنا بالکل غلط ہے۔ اب نہ تو اس کے متعلق کوئی بات ہونی چاہیے اور نہ ہی کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! آپ نے صحیح ارشاد فرمایا ہے۔ آپ کی بات بالکل جائز ہے۔

جناب نذر حسین کیانی : رانا فلاور خان زندہ باد۔

جناب سپیکر : اب تحاریک استحقاق لینی ہیں؟

جناب نذر حسین کیانی : جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اتنے طویل اجلاس میں ماشاء اللہ باہر کی گرمی کے باوجود اور بعض اوقات اندر کی گرمی کے باوجود جس انداز سے ایوان کا کام چلایا گیا ہے آج اس کا ٹمپریچر اور بھی ٹھنڈا رکھ کر ہمیں مری کی یاد دلا دی گئی ہے جناب والا! میری گزارش ہے کہ عام طور پر صوبائی اسمبلی کے اجلاسوں میں وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہوا کرتے ہیں' لیکن ہمیں جب بھی پتہ چلتا ہے وہ مری میں ہوتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آئندہ گرمیوں میں آپ جب کبھی بھی اجلاس بلائیں تو مری میں بلا لیا کریں تاکہ ہم کم از کم اپنے وزیر اعلیٰ کی زیارت کر لیا کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : چودھری محمد وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! چند تحاریک استحقاق اور چند تحاریک التوائے کار لے لی جائیں اور اس کے بعد بقایا کام کر لیں گے۔

جناب سپیکر : تحاریک استحقاق take up کرنی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب! میں نے وزیر قانون صاحب سے گزارش کی ہے۔۔۔
جناب سپیکر : کتنی دیر کے لیے کرنی ہیں؟
وزیر قانون : جناب والا! ایک تحریک استحقاق take up کر لیں اور ایک تحریک التوائے کار take up کر لیں۔ پانچ دس منٹ کے لیے وہ کر لیں اور پانچ دس منٹ کے لیے وہ کر لیں۔
جناب سپیکر : خواجہ محمد داؤد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔(تشریف نہیں رکھتے)
مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اسے مؤخر کیا گیا تھا۔ آج چونکہ آپ تحریک استحقاق کو لے رہے ہیں اس لیے پہلے میری وہ تحریک استحقاق لے لی جائے۔
جناب سپیکر : یہ تو آپ نے پیش کر لی تھی۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : لیکن جناب! مؤخر ہو گئی تھی۔
جناب سپیکر : فیصلہ مؤخر کیا گیا تھا۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : نہیں جناب! اس پر ابھی بات ہونی تھی۔ وزیر قانون نے یہ کہا تھا کہ مجھے ابھی محکمے کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔
جناب سپیکر : یہ تحریک استحقاق آپ نے پیش کر دی تھی اور شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے دی تھی۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : شارٹ سٹیٹمنٹ تو شاید نہیں ہوئی تھی۔
جناب سپیکر : نہیں ہو گئی تھی۔ اس پر تو میں نے فیصلہ کرنا ہے۔ وزیر قانون کی بات سن کر اس پر فیصلہ کرنا ہے۔ آپ کا خیال ہے اسے پہلے take up کیا جائے۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی : جی ہاں۔
جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔
خواجہ داؤد صاحب کی تحریک استحقاق ہے' جس کا نمبر 43 ہے (تشریف نہیں رکھتے ہیں)۔ حاجی محمد نواز صاحب کی تحریک استحقاق ہے (تشریف نہیں رکھتے)۔ ڈاکٹر ضیاء اللہ

بگٹی صاحب کی بھی تحریک استحقاق ہے (تشریف نہیں رکھتے)۔ دیوان عاشق حسین بخاری (تشریف نہیں رکھتے)۔

باجی نصرت رشید : جناب سپیکر! میں مولانا چغوٹی دے متعلق گل کرنا چاہندی آں کہ اے مولانا نیں تے اناں دی فائل دا رنگ سرخ اے۔ سرخ رنگ کیمونسٹاں دی نشانی اے۔ اے وضاحت کرن گے کہ اے کی نیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : مولانا سرخا (قہقہے) مولانا روسی لالی ہے یا چینی لالی ہے؟ (قہقہے)

رانا پھول محمد خان : جناب والا! تحریک استحقاق کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے' تمام اراکین اسمبلی کے حقوق برابر ہیں' اگر ایک رکن کی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو پھر تحریک استحقاق کا ٹائم ختم ہونے تک تمام کی پیش ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر : میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اگر تحاریک استحقاق ٹیک اپ ہونی ہیں تو پھر جو طے شدہ ٹائم ہے۔ یہ نصف گھنٹے کے لیے ہوں گی یا تو ہوں گی ہی نہیں' اگر ہوں گی تو پھر نصف گھنٹے کے لیے ہوں گی۔ اسی طرح تحریک التوائے کار ٹیک اپ نہیں ہوں گی' اگر ہوں گی تو پھر نصف گھنٹے کے لیے ہوں گی۔ جی' بیگم صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب والا! ابھی میری ایک محترمہ بہن نے جناب مولانا چغوٹی پر ایک اعتراض کیا ہے' سوال اٹھایا ہے تو پھر ان کو اعتراض کرنے کا بھی حق ہے۔ نکتہ چینی کرنے کا بھی حق ہے۔ میں صرف اس لیے کھڑی ہوئی ہوں کہ کچھ دن پہلے میری محترمہ بہن نے منظور موہل کے احتجاج پر کہ ہم تو ذرا ان کو چھیڑتے ہیں۔ اب یہ ان کو چھیڑتے چھیڑتے مولانا کو بھی چھیڑنے لگ گئے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو جناب والا! ہمارے ہاؤس میں ماشاء اللہ 260 اراکین ہیں پھر تو جناب سب کا دل چاہے گا کہ تھوڑا تھوڑا ہم ان کو بھی چھیڑیں۔

باجی نصرت رشید : میرا مقصد محض تشریح کروانا تھا کہ مولانا صاحب کو یہ سرخ رنگ کیوں پسند ہے' یہ اس کی وضاحت کر دیں تو میں مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤں گی۔

جناب سپیکر : جی' لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون : جناب والا! آج تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو نہیں لیتے۔ مجھے اپوزیشن والوں کی رائے کے ساتھ اتفاق ہے۔

جناب نذر حسین کیانی : ہم بھی اس بات پر اتفاق کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر : جی' مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! میری تحریک استحقاق جو پینڈنگ تھی اسے تو آپ نپٹا لیتے۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب! اب تو پھر لاء منسٹر صاحب اور ڈپٹی لیڈر اپوزیشن کا معاہدہ ہو گیا ہے کہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار ٹیک اپ نہیں کرنی ہیں۔ اگر یہ سارے ہاؤس کی بات ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب! کیا یہ پھر اگلے اجلاس میں آجائے گی؟ دوسری جناب! میری گزارش ہے کہ آج غالباً آخری دن ہے اور جناب نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ عورت کی سربراہی کے مسئلے پر آپ کو اپنا مؤقف بیان کرنے کی اجازت دی جائے گی' اب ایک طرف سے اس ایوان میں مؤقف بیان ہوا ہے تو پھر دوسری طرف آپ کا وعدہ ہے' لہٰذا میں آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ میرے خیال میں آج وقت موزوں ہے' لہٰذا آپ مہربانی کر کے مجھے ٹائم دیں۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب! آج آپ کا خیال یہ ہے کہ آج اجلاس کا آخری روز ہے اور اجلاس کے آخری روز میں ہاؤس میں فساد برپا نہیں کرنا چاہتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : قرآن و سنت پر فساد نہیں ہوتا۔ جناب والا! میں قرآن و سنت اور چاروں فقہا اور فقہ جعفریہ کے حوالے پیش کروں گا۔ ایک طرف سے مؤقف آیا ہے اور ہم نے سنا ہے' انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کو وعدے کے مطابق مجھے موقع دینا چاہیے اور میں امید کرتا ہوں' میرے مسلمان بھائی ہیں' جب قرآن و حدیث اور فقہا کی بات آئے گی تو وہ اس پر کوئی فساد نہیں کریں گے۔ جناب والا! میں آپ کی مرضی اور اجازت ضروری چاہتا ہوں کیوں کہ میرے فاضل ممبر کیانی صاحب نے ایک حوالہ دیا

ہے' اس کا جواب میں اس وقت ہاؤس میں دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ باقی بیان اور تقریر بے شک آپ اگلے اجلاس میں رکھ لیں۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب! ابھی اپوزیشن اور ٹریژری بنچوں کی طرف سے درخواست کی گئی ہے کہ تحریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو آج ٹیک اپ نہ کیا جائے۔ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ ممبرز کے استحقاق کے بل آج ہمارے زیر غور آئیں گے' چونکہ یہ سارے ارکان کے استحقاق کا معاملہ ہے اس لئے ان کو اہمیت دینے کی خاطر یہ لاء منسٹر صاحب نے اور ڈپٹی لیڈر اپوزیشن نے مشترکہ طور پر فیصلہ کیا ہے اور مجھے کہا ہے کہ آج تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ نہ کیا جائے تو میں نے ان کی بات کو سارے ہاؤس کا فیصلہ سمجھتے ہوئے قبول کر لیا ہے اور آج ہم تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ نہیں کریں گے تو اس سلسلے میں مولانا صاحب میری بات سنیے' جب سپیکر مخاطب ہو تو آپ کو بیٹھ جانا چاہیے' بیٹھ کر میری بات سنیں اور یہ مسئلہ کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو اس ایک مخصوص موضوع پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں یہ چاہوں گا کہ legislation کے امور کے پیش نظر تمام ممبرز کے استحقاق کا معاملہ ہاؤس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اس سے پہلے اس موضوع پر آج آپ بات نہ کریں یہ زیادہ مناسب بات ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آئندہ کے اجلاس میں آپ اپنے وعدے کے مطابق اس پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیں گے۔ میں کوئی غلط بات یا کسی پر کوئی الزام تراشی نہیں کروں گا۔ میں تو قرآن و احادیث' چاروں مذاہب اور فقہ جعفریہ کے صرف حوالے پیش کروں گا لیکن اس وقت میں صرف آپ سے ایک دو منٹ کی اجازت چاہتا ہوں کہ جو ہمارے فاضل ممبر نے ملکہ بلقیس کا حوالہ دیا ہے میں اس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب وہ اسلام قبول کر چکی تو انہیں ہدایت کی گئی کہ آپ شادی نکاح کریں چنانچہ ہمدان کے بادشاہ سے اس کا نکاح کیا گیا اور پھر یمن کی بادشاہی اس کے خاوند ہمدان کے بادشاہ کے سپرد کر دی گئی۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ اس موضوع پر آپ بجٹ میں بھی بات کر سکتے تھے اور کسی اور مناسب موقع پر بھی آپ بات کر سکتے ہیں۔ یہ آپ ایک اظہار

خیال کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے اور بھی کئی فورم ہیں۔ کبھی بھی اس مناسب موضوع پر بات کی جا سکتی ہے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آج آپ اس موضوع پر بات نہ کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں ایک بات صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دو باتیں جو ہمارے فاضل ممبر نے کہی ہیں ایک بلقیس کا واقعہ اور ایک بات حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بلقیس کا استدلال غلط ہے اس لیے کہ وہ زمانہ شرک میں تھی' وہ زمانہ کفر میں تھی جب وہ مسلمان ہو گئی تو حضرت سلیمانؑ نے نکاح پڑھ دیا اور نکاح کے بعد یمن کی بادشاہی اس کے خاوند کے سپرد کر دی گئی۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب! یہ بات آپ کسی اور موقع پر کر سکتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔ اعظم چیمہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا صاحب برائے مہربانی آج آپ بات نہ کریں۔

(قطع کلامیاں)

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) نگرانی و کنٹرول چلڈرن ہومز' پنجاب مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER: Now, we take the Punjab Supervision and Control of Children Homes (Amendment) Bill, 1989. Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

> "That the Punjab Supervision and Control of Children Homes (Amendment) Bill, 1989, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Zakat, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> That the Punjab Supervision and Control of-Children Homes (Amendment) Bill, 1989, as

recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Zakat, be taken into consideration at once.

MRSPEAKER: Since, there is no amendment rceived in it,the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Supervision and Control of Children Homes (Amendment) Bill, 1989, as recommended by the Standing Committee on Social Welfare and Zakat, be taken into consideration at once."

(The motion was unanimously carried)

Clause-2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Now, clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment. The question is:-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-1

MR SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is:-

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment, the question is:-

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment it becomes part of the Bill.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

"That the Punjab Supervision and Control of Children Homes (Amendment) Bill, 1989, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Supervision and Control of Children Homes (Amendment) Bill, 1989, be passed."

Since there is nobody to oppose.

The motion moved and the question is:-

That the Punjab Supervision and Control of Children Homes (Amendment) Bill,

1998, be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہ، الاؤنسز اور استحقاقات) سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Provincial Assembly Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989. Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

"That the Punjab Provincial Assembly Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be taken into consi-dertion at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Provincial Assembly Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill,

1989, be taken into consideration at once."

CH MUHAMMAD WASI ZAFAR: We oppose it. Point of order Sir.

MR SPEAKER: Yes.

CH MUHAMMAD WASI ZAFAR: Sir, I would like to invite your attention to Rule 75(2). It says:-

"The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of ob-

jects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction, the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation."

چودھری محمد اعظم چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کئی روز سے ایک یہ کارروائی التواء میں آرہی ہے۔ مجھے خدشہ ہے اب پھر ہلکی پھلکی موسیقی کا آغاز ہونے والا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ یقیناً ہر بات جو کسی کے ذہن میں ہوتی ہے اہم ہوتی ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ ان کو جب بلز پاس ہو جائیں یا اہم کارروائی' جو اسمبلی کے اس وقت ایجنڈے پر ہے' یہ ختم ہو جائے اس کے بعد آپ آدھ گھنٹہ یا کچھ وقت بڑھا دیں۔ اس وقت ان کو دعوت دے دیں اور یہ باتیں ہو جائیں۔ کئی روز سے معاملہ التواء میں ہے۔ کل والا معاملہ ہے اس سے قبل بھی تھا' دوسرا تھا یعنی اگر آپ یومیہ کا حساب لگائیں اور اپنی کارکردگی دیکھیں تو یقیناً ہمیں کچھ حساب بھی دینا پڑے گا' واپس جا کر ہمیں بتانا پڑے گا۔ اخبارات کی زینت ہمارے فوٹو بھی بنتے ہیں اور ہماری خبریں بھی بنتی ہیں لیکن عالی جاہ! اس کا حساب آنے والا مؤرخ جب تاریخ لکھے گا کہ ہماری کارکردگی کیا ہے۔ وہ صرف اس بناء پر ہے کہ ہم اپنی ذاتی باتوں کو highlight کرنے کے لیے یہ باتیں کرتے ہیں۔ میری آپ سے یہ استدعا ہو گی' رولز کے حوالے سے آپ مہربانی کیجئے شاید یہ آخری دن ہو house prorogue ہونے والا ہو۔ یہ جو بزنس ہے' اس کو اختتام تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر : شکریہ' آج کم از کم نزاعی باتیں کم کی جائیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس : جناب والا! آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ جنگ اخبار والے دونوں طرف کا نقطۂ نظر شائع کریں گے۔ یہاں اتنی خبر ہے اس میں بالکل کہیں نہیں لکھا کہ وہ خبر کس کے متعلق ہے وہ تحریک استحقاق یا کس کے متعلق ہے۔ اس میں یہ خبر تھی کہ سپیکر صاحب نے فرمایا کہ علی اکبر مظہر وینس کا نقطۂ نظر شائع کیا جائے۔ یہ آپ کے فرمانے

کے بعد کی بات ہے۔

جناب سپیکر : علی اکبر مظہر دنیس صاحب! یہ جو بات ہوئی ہے اس معاملہ کو میں روزنامہ "جنگ" سے take up کروں گا۔

مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) سروسز ٹربیونل پنجاب 1989ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1989ء) کے بارے مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اگست 1989ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) سروسز ٹربیونل پنجاب 1989ء (مسودہ قانون نمبر 23 بابت 1989ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اگست 1989ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں جناب کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 75(2) کی طرف دلانا چاہتا ہوں :

75(2) The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or

the President for its introduction, the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation.

جناب والا! جو بھی منی بل ہوتا ہے آئین کے آرٹیکل 115 کے تحت اس کی گورنمنٹ سے پہلے منظوری کی ضرورت ہے۔ جب آئین کے آرٹیکل115 کے تحت اس کی منظوری پہلے ضروری ہے۔ جب بل سرکولیٹ ہوتا ہے وہ منظوری بھی ساتھ سرکولیٹ ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ؟

جناب محمد وصی ظفر : جناب والا! آئین کے آرٹیکل115 کے تحت منی بل کے لیے پیشگی منظوری ضروری ہے۔ جب پیشگی منظوری کابینہ نے دے دی رول75(2) کے تحت بل کے ساتھ اس منظوری کا سرکولیٹ ہونا بھی ضروری ہے۔ رول75(2) کے تحت ضروری ہے کہ وہ منظوری بل کے ساتھ سرکولیٹ ہو۔

جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں آئین کا آرٹیکل(1) 115 پڑھ دیتا ہوں۔

A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincail Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government.

اس میں بل introduce کرنے سے پہلے ان کی consent ضروری ہے اور جب وہ con-sent ہو تو (2)75 کے تحت اس کو بل کے ساتھ سرکولیٹ کرنا ضروری ہے۔ رول75(2) بڑا واضح ہے :

75(2) The notice shall be accompanied by a

copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction, the notice shall also be accompanied by such consent, sanction or recommendation:

تینوں ہی چیزیں لکھی ہوئی ہیں ادھر لفظ consent استعمال ہوا ہے' ادھر بھی consent ہے even if there is consent تو وہ consent بھی ساتھ سرکولیٹ ہونی ضروری ہے۔ Except by or with the consent of the Provincial Government 115 کی آخری لائن ہے جو بھی منی بل ہوگا۔ اس میں حکومت کی consent درکار ہو گی اور جب consent ہو گی تو 75(2) کے تحت بل کے ساتھ اس کو سرکولیٹ کرنا ضروری ہو گا اس کے لیے اب آپ کو رولز relax کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! آپ کی یہی بات ہے ناں کہ آرٹیکل 115 میں اگر کوئی منی بل ایوان میں introduce ہوتا ہے تو اس پر 115 کے تحت گورنمنٹ کی consent ضروری ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : اور جب وہ consent ہو جائے تو رول 75(2) کے تحت اس کا بل کے ساتھ سرکولیٹ ہونا ضروری ہے۔ جب introduce ہو اوپر کا پیرا 75(1).A Minister may introduce a Bill after giving to the secretary a written notice of his intention to do so. جب وہ سیکرٹری کو نوٹس دیں گے تو اس کے ساتھ ہی وہ consent لگائیں گے اور وہ بل کے ساتھ ہی سرکولیٹ ہو گی۔

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ بلاشبہ آرٹیکل 115 میں یہ چیز واضح ہے۔

115 (1) A Money Bill, or a Bill or amendment which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Provincial Consolidated Fund or withdrawal from the Public Account of the Province shall not be introduced or moved in the Provincial Assembly except by or with the consent of the Provincial Government.

تو آرٹیکل115نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ جو منی بل ہے وہ پیش نہیں ہو سکتا introduce نہیں ہو سکتا except by or with the consent of the Provincial Government. تو یہ چیز واضح ہے کہ اگر پراونشل گورنمنٹ اس کو پیش کرے یا پراونشل گورنمنٹ کی consent سے پیش ہو تو بے شک وہ پرائیویٹ ممبر ہی پیش کیوں نہ کرے وہ منی بل پیش ہو سکتا ہے لیکن اس میں condition نہیں ہے اگر گورنمنٹ خود اس کو پیش کرے چونکہ آرٹیکل115 کے تحت آئین میں ایک چیز واضح ہے اور رولز میں آپ نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے کہ رول(2)75 یہ بے شک ہے۔

The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons, and if the Bill is one that requires the previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President for its introduction, the notice shall also be accomopanied by such consent, sanction or recommendation.

Provided that no statement of objects and reasons shall be required for a Bill which

stands introduced under clause (3) of Article 128 of the Constitution.

Provided further that the requisite previous consent, sanction or recommendation of the Government or the President shall be furnished to the Secretary before any motion under rule 79 is made.

تو میرے خیال کے مطابق جہاں آئین میں منی بل پیش کرنے کے لیے ایک چیز واضح ہے اور رولز میں یہ otherwise معاملہ ہے کہ اس کے ساتھ previous consent ہونی چاہیے اور سرکولیٹ ہونی چاہیے تو جہاں قواعد میں اور آئین میں کوئی conflict ہو گا وہاں آئین prevail کرے گا' رولز اس میں prevail نہیں کریں گے اس لیے یہاں آئین میں جو ہے کہ except by or with the consent of the Provincial Government. یہ prevail کرے گا اور رولز کو relax کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر accordingly dispose of ہوا۔

میں repeat کر رہا تھا چونکہ اس میں ترامیم نہیں لی جا رہی ہیں' تو ان کو with drawn تصور کیا جائے گا اس لیے میں question put کرتا ہوں۔

As the amendment are not being taken up, these will be treated as withdrawn.

Now, I put the question.

The motion moved and the question is:-

That the Punjab Provincial Assembly Speaker (Salary Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause-2

MR SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment, the question is:-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-3

MR SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment, the question is:-

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-4

MR SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration, since there is no amendment, the question is:-

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-5

MR SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration, since there is no amendment, the question is:-

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-1

MR SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consid-

eration, since there is no amendment, the question is:-

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment, the question is:-

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment it becomes part of the Bill.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

"That the Punjab Provincial Assembly Speaker (Salary, Allownaces and Privileges)(Amendment)Bill,1989,be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Provincial Assembly Speaker Salary Allownaces and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

Since there is nobody to oppose the motion. Now, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Provincial Assembly

Speaker Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں' الاؤنسز' استحقاقات) وزراء' پنجاب' مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989.

MINISTER FOR LAW: I beg to move-

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

MR SPEAKER: Certain amendments Have been moved on this Bill. The first one has been given notice of by Nawabzada Ghazanfar Ali Gul, Ch. Muhammad Wasi Zafar, Ch. Muhammad Shah Nawaz Cheema and Malik Aman Ullah.

Nawabzada Ghazanfar Ali Gul may move his amendment please.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Sir, I move:-

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989".

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: Next amendment is from Malik Shah Muhammad Mohsin.

MALIK SHAH MUHAMMAD MOHSIN: I don't want to move it.

MR SPEAKER: It will be taken as with drawn.

Next amendment is by Sardar Sikandar Hayat Khan Maikan. He may move his amendment.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, I move:-

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th August, 1989.

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That the Punjab Ministers (Salaries. Allowances and Privileges) (Amendement) Bill 1989, as reported by the Special Committee. be cirulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th August 1989.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER:The amendment has been opposed by the Law Minister.

جناب سپیکر : یہ دو ترامیم ہیں نوابزادہ صاحب کیا آپ بات کریں گے ؟

میاں اظہر حسین : جناب سپیکر! میری بھی ترمیم ہے۔

جناب سپیکر : کیا آپ موو کرنا چاہتے ہیں ؟

میاں اظہر حسین : جی ہاں' میں موو کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : نوابزادہ صاحب! آپ اس پر 5 منٹ سے زائد بات نہیں کریں گے ورنہ بیٹھ جائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! اگر آپ مجھے بٹھانا چاہتے ہیں تو کرسی پر ڈاکٹر شیلالی چارلس کو بٹھادیں۔

ڈاکٹر شیلالی چارلس : جناب سپیکر! اگر میں کرسی پر بیٹھوں گی تو نواب صاحب واک آؤٹ کر جائیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! یہ میرے فاضل دوست وزیر قانون اور وزیر امداد باہمی اور دیگر وزراء کو غالباً یہ شک پڑ گیا تھا کہ شاید میں ان کے خلاف یا خدانخواستہ ان کے رزق پر لات مارنے والی بات کر رہا ہوں میں بالکل اس قماش کا آدمی نہیں ہوں۔ یہ میری عادت نہیں کہ میں لوگوں کی روزی میں بے جا مداخلت کروں۔ میں یہاں پر سفید پوشوں کی حمایت کرنے کے لیے اٹھا ہوں کیوں کہ سارے وزیر ایک جیسے نہیں ہیں۔ کچھ لوگ وزیر بھی ہیں اور امیر بھی ہیں۔ کچھ لوگ وزیر ہیں اور فقیر ہیں اس لیے میں انتہائی مختصر وقت میں عرض کروں گا کہ ویجز یا سیلریز کا بنیادی فلسفہ ہے کہ ایک پرانی تھیوری ہے کہ گزارہ الاؤنس کم از کم اتنا ہو کہ اس کے اندر اس شخص کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارہ ہو جائے ایک ہے مارجنل کہ اس کی marginal products کے مطابق الاؤنس اور تنخواہ دی جائے ایک ہے supply and demand کے تحت اس کی تنخواہ کو مقرر کیا جاتا ہے' ان کے الاؤنسز اور سیلریز کی تخصیص ہوتی ہے determination ہوتی ہے

اس کے پیچھے کوئی اصول کار فرما ہونا چاہیے۔ آپ سے میری یہ عرض ہے کہ اس میں وزیر اعلیٰ کی تنخواہ 6 ہزار سے 8 ہزار روپے کی گئی ہے۔ ان کو تنخواہ نہیں لینی چاہیے۔ ہر وزیر اعلیٰ جو ہو گا وہ میاں نواز شریف صاحب نہیں ہوں گے۔ کیا ہر آئندہ آنے والا وزیر اعلیٰ سردار نصر اللہ دریشک بھی ہو سکتا ہے جو امیر آدمی نہیں ہے۔ اس وقت ہم office of the Chief Minister کی بات کر رہے ہیں۔ صرف ایک شخصیت کی بات نہیں کر رہے اور مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شاید وزیر اعلیٰ صاحب اپنی تنخواہ نہیں لے رہے۔ وہ لیتے ہیں اگر نہیں بھی لیتے تو میری آپ سے درخواست ہے کہ وزراء کو اور وزیر اعلیٰ کو ضرور تنخواہ لینی چاہیے تاکہ ان کو احساس ہو کہ ہم اس قوم کے خادم اور نوکر ہیں اور تنخواہ دار ہیں اور وہ ایمان داری سے کام کریں گے۔ میری اس میں تجویز یہ ہے کیونکہ اس کے اندر ترمیم نہیں آسکتی تو میری یہ تجویز ہے on the Principles of the Bill کہ وزیر اعلیٰ کی جو تنخواہ ہے وہ کم از کم 25 ہزار روپے ماہوار مقرر کی جانی چاہیے تاکہ وزیر اعلیٰ کی ادھر ادھر نظر نہ جائے۔ اس کو اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے monetary اس کی جو deviations ہیں وہ نہ ہوں اور وہ یک سوئی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میری گزارش ہے کہ ان کی جو صوابدیدی گرانٹ ہے اس میں appropriate کی جائے اس کو مختص کر دیا جائے کہ ایک کروڑ دو کروڑ جو بھی رقم مختص کرنا ہے اس کو کر دیا جائے اور وزراء کی تنخواہ کم از کم پندرہ ہزار روپے ہونی چاہیے تاکہ وزراء صاحبان جو درخواستوں پر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح کے دستخط کرتے ہیں اور یہ افسانہ ہے حالانکہ یہ جھوٹ ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ 5/6 ہزار میں ایک وزیر اپنے پاس آنے والے visitors کو چائے نہیں پلا سکتا اور اگر یہ توقع کی جائے کہ وزیر گھر سے امیر پیدا ہو کر آئے تو یہ جمہوریت میں ظلم ہو گا اس لیے کہ ہم نے تو اس نظام کے خلاف جہاد کیا اور کر رہے ہیں کہ سیاست میں روپیہ factor نہ رہے کہ آپ ان کو وزیر بنائیں جو امیر اور کارخانہ دار ہوں ان کو وزیر اعلیٰ بنائیں جو کروڑ پتی ہوں اور ان کو آپ آگے لائیں۔ آپ وزراء کی تنخواہوں کو attractive بنائیں ان کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ اب سردار نصر اللہ دریشک کو ہمارا عتاب بھی اور اپنی پارٹی کا عتاب بھی سہنا پڑتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ اکثر زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس لیے حکومت پنجاب سے

میری یہ درخواست ہے کہ وزیر کی تنخواہ کم از کم پندرہ ہزار روپے کی جائے اور اس کے الاؤنسز بڑھائے جائیں اور اس کو اور سہولتیں دی جائیں کہ وہ فکر معاش سے آزاد ہو کر اپنے فرائض منصبی انجام دے اور سردار نصراللہ دریشک صاحب ہمیں سمجھانے گئے کی جائے کہ یہ ایسے نہ کرو' وہ ایسے نہ کرو۔ وہ اور اسمبلی میں بیٹھیں یہ اس نظام کو مضبوط کرنے کے لیے ہے بلکہ میری استدعا ہے کہ وہ ابھی اس میں ترامیم لے آئیں اور جو میں نے تجاویز دی ہیں اس کے مطابق کیا جائے۔

جناب سپیکر : شکریہ' سردار سکندر حیات خان صاحب۔

سردار سکندر حیات خان : جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! آج بہت سے لوگوں کو یہ بات چبھتی ہے کہ میں نے ترمیم کیوں دی۔ کچھ ان کو تو کچھ دوسری طرف جو بنچوں پر آئے بیٹھے ہیں یہ جو بات چبھتی ہے یہ ہر ایک کو جس طرح نواب زادہ صاحب نے کہا کہ تنخواہیں بڑھائی جائیں ان کی بات درست ہے لیکن میں اس کا دوسرا رخ لیتا ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جہاں تنخواہیں ہیں' جہاں گاڑیاں ہیں' وہ مانگتے ہیں' جہاں وہ ٹیلیفونوں کی زیادہ جگہ مانگتے ہیں' وہاں ان سے یہ بھی پوچھیں کہ آپ اتنی ڈیوٹیاں بھی پوری کر سکتے ہیں۔ ان سے یہ بھی پوچھیں کہ ان سے کتنے وزراء ہیں جو ہمارے علاقوں میں جا کر دیکھتے ہیں کہ وہاں پانی کی کوئی قلت ہے۔ جٹ میں انہوں نے ہمارے علاقے فتح جنگ اور پنڈی گھیب کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھا۔ پولیس کے لیے ایک تھانہ رکھا ہے ان کی تنخواہوں میں اضافہ سے ہمارا کوئی حرج نہیں یہ 25 ہزار کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ 50 ہزار بڑھائیں لیکن اسے ایمان داری سے لیا جائے لیکن یہ ڈیوٹیاں بھی اسی حساب سے انجام دیں۔ جہاں سے تنخواہیں اور استحقاقات ہیں وہاں ہم نے بھی قسم کھا رکھی ہے کہ ہم نے پاکستان اور پاکستان کے آئین کی حفاظت کرنی ہے۔ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جن سے ہم نے ووٹ لیے ہیں ان کے مطالبات بھی ماننے ہیں۔ صرف ہم یہ کہیں کہ ادھر سے پانچ ہزار روپے دے دیں ادھر سے پانچ سو روپیہ دے دیں ادھر سے ہمارا ٹیلی فون بڑھا دیں ادھر سے ہمیں ہونڈا دے دیں ہم نے جا کر جواب بھی دینا ہے کہ جناب ہسپتالوں میں دوائیاں ملتی ہیں؟ وہاں ڈاکٹر موجود ہیں ہمارے علاقوں میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر نہیں تعینات کیے گئے ہمارے سوال ٹیبل کر دیے جاتے ہیں ہمارے

سکولوں اور کالجوں میں ٹیچر نہیں ہیں آپ ایسا قانون بنائیں جہاں ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی تنخواہ بڑھائی جائے اور جو ان علاقوں میں چھوٹے چھوٹے علاقوں میں جاتے ہیں ان کی تنخواہ کم کر دی جاتی ہے۔ یہ سوچیں کہ کون سی چیز زیادہ ضروری ہے کہ کس سکول میں استانی جاتی ہے یا استاد جاتا ہے اس علاقے میں ڈاکٹر جاتا ہے۔ اس لیے کہ انہیں کچھ نہیں دیا جاتا ان کی ڈیوٹی ہے کہ پاکستان کے خلاف اگر کوئی بات ہو رہی ہے تو اسے اٹھائیں یہ نہیں کہ اگر اس طرف بیٹھے ہیں یا ادھر ہیں۔ ہمارا فرض ہے میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ اس طرف سے بھی پاکستان کے خلاف یا آئین کے خلاف بات ہو گی تو میں اس کی مخالفت کروں گا۔ آج انہیں بھی اس طرف یہی کرنا چاہیے اگر پنجاب کی بات کرتے ہیں اگر فیڈریشن کے بارے میں کوئی بات ہو تو یہ بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ پاکستان کے آئین کے لیے لڑیں اور ان کی مدد کریں ان کو تنخواہوں کے بڑھانے کی پڑی ہوئی ہے۔ تنخواہیں آپ آج 5 سو روپے بڑھا دیتے ہیں تو میں اس پانچ سو روپے کو کیا کروں جب کہ میرے علاقے فتح جنگ اور پنڈی گھیب میں نہ تو سڑکیں دی جاتی ہیں نہ ہسپتال ہیں نہ استانیاں ہیں۔ آپ کے قرطاس ابیض میں آپ خود کہتے ہیں کہ جہاں جناب نہ استانیاں ہیں نہ ڈاکٹر ہیں تو اس ڈویلپمنٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ آپ کے قرطاس ابیض میں لکھا ہوا ہے آپ کے بجٹ میں لکھا ہوا ہے ایک تو آپ دیتے کچھ نہیں آپ پانچ سو روپے دے کر ہمارا منہ بند کرنا چاہتے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اور وزراء صاحبان کے کیا تھوڑے فنڈ ہیں اور جو خورد برد ہو رہے ہیں کیا یہ تھوڑے ہو رہے ہیں؟ جناب والا! آج کی جو بیوروکریسی خواہ مرکز یا صوبوں کی ہے۔ یہ عوام کو انگلیوں پر نچاتے ہیں۔ یہ بیوروکریسی نہ ہی لوگوں کی عزت کرتی ہے بلکہ جناب والا! ایک غریب آدمی کا تو ان کے کمرے میں داخل ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ جناب! یہ اپنے فرائض سر انجام دیں صرف تنخواہیں ہی نہ بڑھائیں اور اپنے اپنے حلقوں میں جا کر غریب لوگوں کو بھی دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ جناب! اگر ٹرانسفیٹر حضرات ہیں ان کی کتنی تنخواہیں ہیں۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ملازمین ہیں ان کی کتنی تنخواہیں ہیں۔ اس کے علاوہ جو دوسرے ملازمین ہیں ان کی کتنی تنخواہیں ہیں۔ ان کے بارے میں تو آپ کہتے ہیں کہ جی دس روپے بڑھا دو اور یہ لوگ تو ایمان دار ہیں مگر اس طرف آپ کہتے ہیں کہ جی 50 ہزار روپے

بڑھا دو یا 50 ہزار سے ایک لاکھ روپے کر دو وزیر اعلیٰ کو یہ دے دو۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ کو کس چیز کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کو بہت کچھ دیا ہے۔ یہاں پر ہمارے جو بہت سے وزراء ہیں ان کو بھی کسی چیز کی کمی نہیں آپ تو ان کی تنخواہیں بڑھانے کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ ہم تنخواہیں نہیں بڑھاتے ہم اپنے اپنے علاقوں میں جا کر کام کریں۔ جناب والا! اس ایوان میں ہر وزیر یہ وعدہ کرے کہ جناب والا! جتنی تنخواہ بڑھی ہے وہ تنخواہ یہ اپنے اپنے علاقے میں غریب آدمیوں کو دے دیں گے۔ میں بطور ممبر صوبائی اسمبلی یہ وعدہ کرتا ہوں کہ آپ جو میری تنخواہ بڑھائیں گے وہ میں اپنے حلقے کے کسی غریب آدمی کو دے دوں گا۔ جناب والا! یہ غریبوں کی بات کریں یا امیروں کی بات کریں نہ کہ عوام نے ہم کو اسمبلی میں صرف اس لیے بھیجا ہے کہ جناب ہم لوٹ مار کریں یا اپنے کام کرائیں ہمیں تو جناب والا! اپنے حلقوں کی بات کرنی چاہیے اور اپنے غریب عوام کی بات اس ایوان میں کرنی چاہیے۔ جناب والا! یہاں تو بیوروکریٹس یعنی ان وزراء کے سیکرٹریز، ڈپٹی سیکرٹریز، سیکشن آفیسرز اور ان کے کلرکس صاحبان بھی ان کی بات نہیں مانتے۔ ان کی طرف سے کئی ڈائریکٹوز جاتے ہیں۔ جناب والا! جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ جناب شہباز شریف اور نواز شریف جن کے بارے میں memo جاری کرتے ہیں کہ ان کی نوکریاں ہو جاتی ہیں۔ جناب والا! میں تو اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ملازمتیں تو میرٹ پر ہونی چاہئیں۔ جناب! نوکریوں کا مسئلہ تو ہمارے علاقے میں ہے ان کو ہمارے علاقے میں بھی نوکریاں دینی چاہئیں۔

جناب والا! اگر ان کے دل صاف ہیں تو ان کو چاہیے کہ یہ چیز عوام کے سامنے پیش کی جائے اور یہ اپنے محکموں کی ذمہ داریاں اٹھائیں اور اپنے اپنے محکمے کی کارکردگی کو بڑھانے کی ذمہ داری اٹھائیں پھر تو یہ تنخواہ لینے کے حق دار بھی ہیں۔ مہربانی جناب۔

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا! اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک دوست نے یہ قرارداد پیش کی ہم تنخواہیں بڑھانے جات کے بڑھانے کے حق میں نہیں تھے بلکہ ایک دن اپوزیشن کے کرتے دھرتے رکن میرے کمرے میں آئے اور میرے پاس اسمبلی کے چار ممبر اس بات کے گواہ ہیں اور انہوں نے کہا کہ یہ صاحب قومی اسمبلی کے بارے میں پڑھ چکے ہیں مگر جناب سپیکر! ہم ان اخراجات کو بڑھانا نہیں چاہتے تھے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز' میں رانا پھول محمد خان صاحب کو بولنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

الحاج رانا پھول محمد خان : جناب والا! ہم نے اپنے اپوزیشن کے ممبران کا احترام کرتے ہوئے اور ان کی خواہشات پر اپنی خواہشات کو قربان کرتے ہوئے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی ہے جو قرارداد اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی انہیں تو ہمارا ممنون ہونا چاہیے۔ ہم نے تنخواہیں بڑھانے کی بات نہیں کی۔ یہ قرارداد ان کی تھی جسے اس ہاؤس نے متفقہ طور پر منظور کیا اس کے تحت وزیر قانون پر یہ لازم تھا کہ وہ اسمبلی کی متفقہ قرارداد پر عمل در آمد کرائیں۔ اس کے تحت یہ بل پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ یہ نہیں ہونا چاہیے اور اگر وہ اپنی تنخواہ دیتے ہیں تو جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ ہم حکومتی پارٹی میں بیٹھنے والے تمام ارکان اگر ان کی یہ خواہش ہو' اس بل کو واپس لینے کے لیے بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ جناب والا! ہم نے یہ بل ان کی قرارداد پر پیش کروایا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم بھوکے مر گئے' بھوکے مر گئے' اب ڈپو بھی نہیں ہیں جو پیپلز پارٹی ہمیں الاٹ کر دے۔ ان کی خواہش پر ہم نے یہ بل پیش کیا اس لیے اب اس پر اعتراض کرنا سستی شہرت حاصل کرنا ہے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب شکریہ۔

لاء منسٹر صاحب! کیا آپ اس ترمیم پر کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! جہاں تک وزراء کی تنخواہوں میں اضافے کا تعلق ہے اپوزیشن کے معزز حضرات نے ابھی دو پوائنٹ پیش کیے ہیں جو ایک جناب نواب زادہ شفنفر علی گل صاحب کی طرف سے ہے اور دوسرا جناب سکندر حیات خان صاحب کی طرف سے ہے تو جناب والا! میں اس بارے میں مختصراً اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو استحقاقات اس وقت ہمارے سامنے پیش ہیں ان میں سب سے کم مراعات وزراء صاحبان کی بڑھائی گئی ہیں۔ صرف ایک ہزار روپے کا ان میں اضافہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں دیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے محدود وسائل کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا ہے اور ہمیں

اس پر فخر ہے۔

جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے معزز اراکین اسمبلی کی تنخواہ 2 ہزار روپے سے 25 سو روپے کی ہے۔ ٹیلی فون کا خرچہ 5 سو سے 2 ہزار روپے بڑھایا ہے۔ ان کے آفس مینٹیننس کا خرچہ 5 سو سے بڑھا کر 3 ہزار روپے کیا ہے۔ اسی طریقے سے ہم نے کوشش کی ہے کہ ان کو ایم این اے کی مراعات کے قریب قریب لایا جائے۔ ان کو جو ووچر ملتے تھے انہیں 15 ہزار روپے سے بڑھا کر 25 ہزار روپے کیے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے یہ کوشش کی ہے کہ جتنی زیادہ سے زیادہ مراعات اپنے معزز اراکین اسمبلی کو دے سکیں وہ ہم نے دی ہیں۔ وزراء کی تنخواہ تو صرف ایک ہزار روپے بڑھائی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے مختلفات میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے تو میں ان الفاظ کے ساتھ میں جناب والا کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ویسے نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کی تجویز بڑی معقول ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے محدود وسائل کے پیش نظر جو کچھ کیا ہے اس سے زیادہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور میں ان ترامیم کی مخالفت کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ جو یہ بل پیش کیا گیا ہے اسے منظور کیا جائے۔

MR SPEAKER: Now the amendment moved and the question is:-

> "That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges)(Amendmat) Bill, 1989 as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989"

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now there are several amendments given notice of but nobody is going to move them. There fore, I will put the question. The question is:-

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideraion at once."

(The motion was carried)

Clause-2

MR SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There is no amendment to be moved.The question is:-

"That clause 2 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-3

MR SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:-

"That clause 3 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-1

MR SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:-

"That clause 1 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:-

"That the Preamble do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now, the Long Title is under consideration. Since there is no amendment, it becomes part of the Bill.

Minister for Law & Parliamentary Affairs may move the motion.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir,I move:

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill,

1989, be passed."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہ، الاؤنسز اور استحقاقات) ڈپٹی سپیکر، صوبائی اسمبلی پنجاب، مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be taken into consideraiton at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be taken into consideraiton at once."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Opposed.

MR SPEAKER: There is one amendment given notice of by Nawabzada Ghazanfar Ali Gul, Ch. Muhammad Wasi Zafar, Ch. Muhammad Shah Nawaz Cheema and Malik Aman Ullah. Nawabzada Ghazanfar Ali Gul may move the amendment.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Sir, I move the amendment:

> "That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> "That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS:I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: It is opposed by the Minister for Law and Parliamentary Affairs. Nawabzada Sahib would you like to say something.

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ڈپٹی سپیکر آپ کے نائب ہوتے ہیں اور میرے خیال میں اگر ڈپٹی سپیکر کا عہدہ اتنا اہم نہیں جتنا کہ سپیکر صاحب کا ہے مگر جناب والا! وہ

ایک وزیر سے زیادہ اہم ہے۔ حضور انور! ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ اور دوسرے الاؤنسز جو بڑھائے گئے ہیں اس کے پیش نظر جناب والا کوئی بھی پڑھ لکھا اور محنتی آدمی ڈپٹی سپیکر کے آئندہ الیکشن میں نہیں آئے گا کیونکہ آپ نے اسے ڈپٹی سپیکر تو بنا دیا مگر آپ نے اس کے جائز مقام کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کے جو الاؤنسز ہیں اگر وزیر قانون متوجہ ہوں تو میری یہ تجویز ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو منسٹرز کے برابر جتنے پریولیجز، سیلریز اور الاؤنسز ہیں اتنے دینے چاہئیں۔

کوئی بھی متوجہ نہیں ہے نہ لاء منسٹر صاحب متوجہ ہیں اور نہ سپیکر صاحب متوجہ ہیں۔ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اگر آپ بھی جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر کو اتنا اہم نہیں سمجھتے تو پھر اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے ؟.I am sorry to say کہ آپ کو تو اپنے ڈپٹی سپیکر کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ڈپٹی سپیکر کا عہدہ وزیر سے کم تو نہیں بلکہ اس سے برتر ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے حکومت پنجاب سے کہیں۔ لاء منسٹر کو تو اللہ کے فضل سے ہنسنے کے سوا کوئی کام نہیں۔ سپیکر صاحب کے زور پر وہ ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔

(قہقہے)

جناب والا! ڈپٹی سپیکر کو ایک منسٹر کے برابر سیلریز، الاؤنسز اور مراعات دی جائیں اس کے ساتھ یہ ہے کہ حضور! آپ کی صوابدید پر جو 2 لاکھ کی گرانٹ ہے میری استدعا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کی ایک لاکھ گرانٹ کی جائے۔ آپ نے اس کی 50 ہزار گرانٹ کی ہے اس لیے آپ سے استدعا ہے کہ ابھی اس میں امنڈمنٹ کرائیں کیونکہ اس پر ہم بضد ہوں گے اور یہ ڈپٹی سپیکر کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ ڈپٹی سپیکر کی تنخواہ، الاؤنسز اور استحقاقات بھی منسٹر کے برابر ہونی چاہئیں اس کا ٹی اے ڈی اے اس کی موٹریں اور دوسری تمام سہولیات منسٹرز کے برابر ہونی چاہئیں۔ ہم نے آپ کے بل کی مخالفت نہیں کی حالانکہ اس کے اندر cars کا لفظ آیا ہے کاروں کی تعداد نہیں ہم نے اس کی مخالفت نہیں کی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ سپیکر کا عہدہ اس کا متقاضی ہے کہ اس کی اتنی مراعات ہوں کہ اس عہدے کی عزت ہو ڈپٹی سپیکر آپ کا جو قائم مقام ہوتا ہے اس کی مراعات میں بھی یہ اضافہ کرائیں۔ اس کو آپ آدھے گھنٹے کے لیے defer کرا لیں اور ہم سب آپ کے

ساتھ مل کر وزیر قانون سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس میں امنڈمنٹ لائیں اور منسٹرز کے برابر ڈپٹی سپیکر کی مراعات کریں اس پر میں آپ کا اور وزیر قانون کا ارشاد چاہوں گا۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ : جناب سپیکر! انہوں نے آئندہ ڈپٹی سپیکر کا الیکشن لڑنا ہے۔

(قہقہے)

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر! کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! ہم نے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کے لیے جو ان کے سابقہ pri-vileges تھے ان میں کافی اضافہ کیا ہے۔ ان کی تنخواہ پہلے 3 ہزار روپے تھی اس کو بڑھا کر 5 ہزار روپے کیا ہے۔ پہلے جناب ڈپٹی سپیکر کو discretionary grant نہیں ملتی تھی' ایک پیسہ بھی نہیں ملتا تھا۔ اب ان کی discretionary grant ہم نے 50 ہزار روپے کر دی ہے۔ جناب والا! فرنیشنگ کے لیے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کو پہلے 25 ہزار روپے ملتا تھا وہ ہم نے بڑھا کر 50 ہزار روپے کیا ہے تو ہم نے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کو وہ مراعات دی ہیں جو پہلے کسی ڈپٹی سپیکر صاحب کو نہیں ملتی تھیں اور نہ ہی دوسرے صوبوں میں اتنی مراعات باقی ڈپٹی سپیکر صاحبان کو ملتی ہیں اور میں نے جیسا کہ پہلے گزارش کی ہے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ معزز اراکین اسمبلی' معزز ڈپٹی سپیکر صاحب' معزز وزراء کرام' معزز سپیکر صاحب کی مراعات میں ہم بہت اضافہ کریں لیکن بات وسائل کی ہے۔ اپنے محدود وسائل میں ہم جتنا زیادہ سے زیادہ ان کے لیے کر سکتے تھے' کیا ہے۔ تو میں ان الفاظ کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ نواب زادہ صاحب کی اس امنڈمنٹ کو نامنظور کیا جائے اور ہم نے پہلے ہی جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ شکریہ۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں اس کے اوپر آپ کی رائے بھی سننا چاہوں گا۔

جناب سپیکر : نوابزادہ صاحب! کبھی اس طرح کے بلوں پر سپیکر بھی اپنی رائے دیتے ہیں؟ یہاں ہاؤس میں اس سے پہلے کبھی ایسی کوئی روایت ہے کہ میں کہوں کہ یہ بل صحیح

ہے یا غلط ہے یہ میرے عہدے کے تقاضوں کے منافی بات ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہر روایت کا آغاز کیا جاتا ہے پہلے سے بنی روایتیں نہیں آتیں کیونکہ ہاؤس میں یہ روایت بھی نہیں کہ وزیر قانون کتاب کے بغیر حوالے دیتے رہیں تو ہم نے وہ روایت بھی ڈال لی ہے۔ ہم نے یہاں پر ایسی ایسی روایتیں ڈال لی ہیں اور یہ جو پنچائت سسٹم اسمبلی میں نافذ کر دیا ہے تو اگر ہم ڈپٹی سپیکر صاحب کی مراعات میں تحفظ نہیں دیں گے تو کون دے گا؟ اور ہمارا احتجاج ہے کہ اگر وزیر قانون اس میں امنڈمنٹ نہیں لائیں گے اور ان کی مراعات ایک وزیر کے برابر نہیں کریں گے وزیروں کو کیا لگا ہوا ہے جو ڈپٹی سپیکر کو نہیں ہے .. (قہقہے) اور یہ وزیر کیا چیز ہوتے ہیں کہ ان کو اتنا دیں اور ان کو نہ دیں یہ جو حکومت کے خرچ پر دندناتے پھرتے ہیں اور اگر اس میں امنڈمنٹ نہیں آئے گی تو میں جناب والا! اس کے اوپر احتجاجاً واک آؤٹ کروں گا۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ : یا فیر لاء منسٹر صاحب وعدہ کرن کہ او آئندہ اینہاں دے سارے کم کرن گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! اگر ڈپٹی سپیکر کے متعلق کوئی فیصلہ نہ آیا تو میں ہاؤس سے واک آؤٹ کروں گا۔

سید ذاکر حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی' شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملے پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ کل اسمبلی کے ایک فاضل رکن نے اس ایوان کے اندر اور گیلری میں دو وفاقی وزیروں کے خلاف زہریلے پمفلٹ تقسیم کئے۔۔۔

آوازیں : یہ بات صبح ہو گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب! آپ کے علم میں نہیں کہ یہ بات صبح ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment)Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary Allowances and Privileges) (Amendment)Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Clause-2

MR SPEAKER: Now, clause 2 is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That clause 2 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-2 (A)

MR SPEAKER: Now,clause 2(A) is under consideration. There is an amendment which is to be moved by the Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may like to move his amendment.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move the amendment:

"That after clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new clause be added as clause 2-A," namely:-

2-A. Amendment in Section 7 of Act XLIII of 1975.-

"In the said Act, in Section 7, in sub-Section (1), for the words "Twenty-five thousand", the words "fifty thousand" shall be substituted."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Point of order, Sir,.

نوابزادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! مجھے اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے ایڈیشن کے لیے نئی کلاز کہی ہے اور یہ امنڈمنٹ کلاز ہے ذرا اس پر غور سے دیکھیں۔ کلاز جو نئی add ہوتی ہے اس میں امنڈمنٹ کا لفظ نہیں ہوتا ہے انہوں نے کہا ہے کہ clause 2-A be added نئی کلاز جو add ہوتی ہے یہ جو کسی کو امنڈ نہیں کرتی وہ ایڈیشنل کلاز ہوتی ہے کیونکہ جیسے یہ 11(سی) آیا ہے 11(سی)ایڈیشن ہے اس میں امنڈمنٹ کا ذکر نہیں یہ تو پہلے ہی کلاز(2)ہے اس میں 2(اے)ایڈیشن ہے۔

جناب سپیکر :نوابزادہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا!انہوں نے فرمایا ہے کہ کلاز2(اے)جو ہے یہ add کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر : آپ کا مطلب یہ ہے کہ یہ امنڈمنٹ نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : نہیں امنڈمنٹ بل میں ہے لیکن یہ کلاز میں امنڈمنٹ نہیں It is an addition like 11-C تو اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اس کو substitute کر رہے ہیں یہ پہلے ہی جو کلاز ہے دراصل یہ اضافی کلاز ہونی چاہیے یہ ترمیم شدہ کلاز نہیں

ہے۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پہ میری رائے یہ ہے کہ اگر کلاز کی ایڈیشن بھی ہو تو وہ بھی امنڈمنٹ کی صورت میں ہو گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! یہ 11 سی پڑھیں۔

جناب سپیکر : نوابزادہ صاحب! میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے اگر آپ کو مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو آپ مجھ سے رابطہ کر لیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! یہ 11-سی پڑھیں۔

جناب سپیکر : جی' میں پڑھ لوں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں نے اس کو اس لیے oppose کیا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو وہ تمام الاؤنسز دیے جائیں جو منسٹر کو دیے جاتے ہیں۔

سید ذاکر حسین : نوابزادہ صاحب ڈپٹی سپیکر صاحب سے ملے ہوئے ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved is:

That after clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new clause be added as clause 2-A, namely:

"2-A. Amendment in Section 7 of Act XLIIIof1975."

"In the said Act, in Section 7, in sub-section (1), for the words "twenty-five thousand", the words "fifty thousand" shall be substituted."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: Would you like to say something.

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! میں نے اس کو اس لیے oppose

کیا ہے کہ ڈپٹی سپیکر کو وہی الاؤنسز دیے جائیں جو منسٹر کو دیے جاتے ہیں۔

MR SPEAKER: The question is:

"That after clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new clause be added as clause 2-A, namely:

2-A. Amendment in Section 7 of Act XLIII of1975"-

In the said Act, in Section 7, in sub-Section (1), for the words "Twenty-five thousand", the words "fifty thousand" shall be substituted."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Clause 2-A forms part of the Bill.

Clause-3

MR SPEAKER: Now Clause 3 is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That Clause 3 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 is under considertion. There is an amendment to be moved by the Hon'ble Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may like to move his amendment.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move the amendment:

"That after Clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new Clasue be added as Clause 4, namely:-

4. Addition of Section 11-C in Act XLIII of 1975.

In the said Act, the following new Section 11-C shall be added."

11-C. Telephone: The Deputy Speaker shall be entitled at Government expense to the use of one telephone at his office and two telephones at his residence both for official or private use throughout the term of his office and for a period of fifteen days immediately thereafter. He will also be entitled to free telephonic facility while on tour where such facility is available."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That after Clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new Clause be added as Clause 4, namely:-

"4. Addition of Section 11-C in Act XLIII of 1975.-

In the said Act, the following new Section 11-C shall be added."

"11-C. Telephone. The Deputy Speaker shall be entitled at Government expense to the use of one telephone at his office and

two telephones at his residence both for official or private use throughout the term of his office and for a period of fifteen days immediately thereafter. He will also be entitled to free telephonic facility while on tour where such facility is available."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! آپ اس پہ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میرا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ پہلے جو یہ ڈپٹی سپیکر کی مراعات کے لیے بل لے کے آئے اس میں انہوں نے نہایت کم مراعات رکھیں ہیں۔ منسٹر اپنے آپ کو اعلیٰ مخلوق اور ڈپٹی سپیکر کو کم تر سمجھتے ہیں اس پر احتجاج ہوا تو یہ امنڈمنٹ لائے کہ ڈپٹی سپیکر کو ٹیلیفون دے دو۔ کسی شاعر نے کہا ہے کہ کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں۔ یہ ٹیلی فون دے دو' یہ خرچ کر دو' یہ تمام حکومت کا ڈپٹی سپیکر کے لیے ہے' یہ آپ سے میری التجا ہے کہ ابھی بھی وقت ہے۔ ڈپٹی سپیکر کے استحقاقات و مراعات تمام منسٹرز کے برابر لائے جائیں اور اس کے مرتبے کو تعظیم دلائیں ورنہ کوئی بات نہیں ہے کہ اگر منسٹرز ڈپٹی سپیکر کو اپنے سے کم تر سمجھتے ہیں تو پھر ان کی بھی ہاؤس میں کوئی عزت نہیں ہو گی۔

MR SPEAKER: The question is:

"That after Clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new Clause be added as Clause 4, namely:-

4. Addition of Section 11-C in Act XLIII of 1975.

In the said Act, the following new Section 11-C shall be added."

11-C. Telephone. The Deputy Speaker shall

be entitled at Government expense to the use of one telephone at his office and two telephones at his residence both for official or private use throughout the term of his office and for a period of fifteen days immediately thereafter. He will also be entitled to free telephonic facility while on tour where such facility is available.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Clause 4 forms part of the Bill.

Clause-1

MR SPEAKER: Clause 1 of the Bill is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That Clause 1 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That the Preamble do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now the Long Title is under consideration. Since there is no amendment, the Long Title be-

comes part of the Bill.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is :

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, allowances and privi leges) (Amendment) Bill ,1989, be passed."

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Provincial Assembly Deputy Speaker (Salary, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودۂ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، بھتا جات و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1989ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989.

Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I move:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be taken into consideration at once."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

RANA PHOOL MUHAMMAD KHAN: Opposed.

MR SPEAKER: It is also opposed by Rana Phool Muhammad Khan.Rana Sahib please take your seat. We have received some amendments, the first amendment is received from Nawabzada Ghazanfar Ali Gul, Ch. Muhammad Wasi Zafar, Ch. Shah Nawaz Cheema and Malik Amanullah. Nawabzada Ghazanfar Ali Gul will like to move his amendment. Are you sure?

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I am hundred percent sure. I move:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members)

(Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

جناب جاوید محمود گھمن : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! جب یہ قرارداد لطیف کاردار صاحب نے پیش کی تھی اس وقت یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی گئی تھی اور اس وقت نواب زادہ صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور دوسرے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ کیا یہ بات قابل اعتراض نہیں کہ ایک قرارداد متفقہ طور پر پیش کی جائے پھر اس پر ترمیم پیش کر دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل : ابھی گھمن صاحب کو یہ پتا نہیں ہے کہ میں پٹارے میں سے کیا نکالنے لگا ہوں۔ ان کو تھوڑی دیر صبر کرنا چاہیے۔ جناب والا! آپ ترمیم پیش کریں۔

جناب سپیکر : اب بھی آپ اپنی ترمیم move کرنا چاہیں گے ؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں تو پیش کر چکا ہوں۔

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989.

MINISTER FOR LAW: Opposed.

جناب سپیکر : نوابزادہ غضنفر علی گل! اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ قرارداد اس لیے آئی تھی کہ

قومی اسمبلی میں اور صوبائی اسمبلی میں ممبران کے الاؤنسوں میں جو تفاوت اور فرق ہے اس کو تھوڑا سا کم کریں۔ میں یہ کہوں گا کہ حقیقت میں ایم .پی.اے کا کام ایم.این.اے سے زیادہ ہوتا ہے۔ ہمارے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ قومی اسمبلی میں ایم این ایز کے الاؤنسز مزید بڑھائے جا رہے ہیں۔ اس طرح وہ جو فرق اور تفاوت ہے جس کو آپ دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ایک مرتبہ پھر پیدا ہو جائے اور انہوں نے جو الاؤنسز بڑھائے ہیں وہ بھی کافی نہیں ہیں کیونکہ حضور ہمیں اجلاس کے سلسلے میں مہینہ مہینہ دو دو مہینے رہنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنی کھیتی باڑی کی نگرانی کا موقع نہیں ملتا۔ ہمیں اپنے مالی معاملات کو سلجھانے کا موقع نہیں ملتا اس لیے ہم جو اس ایوان میں بیٹھ کر قانون سازی کر رہے ہیں۔ ہمیں معاشی فکر سے آزاد ہونا چاہیے۔ اس لیے اگر ادھر ہمارا نقصان ہو رہا ہے تو اس کی compensation properly ہونی چاہیے۔ اس وقت میری اطلاع کے مطابق قومی اسمبلی میں اس وقت یہ تجاویز ہیں کہ ایک ممبر کو کم از کم 16 ہزار روپے ماہوار ملا کریں۔ ہماری جو اس وقت تنخواہیں انہوں نے بڑھائی ہیں۔ اس کے مطابق یہ سات ہزار بنتی ہیں۔ یہ سات ہزار پہلے ہی کم ہیں اس لیے ان سے یہ گزارش ہے کہ فی الحال قومی اسمبلی کی نئی تنخواہیں آنے سے پہلے صوبائی اسمبلی کے ممبر کے لیے کم از کم 10 ہزار سے 12 ہزار روپے تنخواہ اور الاؤنسز ہونے چاہئیں۔ وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے ان کا آفس الاؤنس 3 ہزار روپے کر دیا ہے حالانکہ ادھر 2 ہزار روپے لکھا ہوا ہے لہٰذا انہوں نے یہ درست نہیں فرمایا۔ ممکن ہے انہیں اس میں غلط فہمی ہوئی ہو۔ ہمارے جو وؤچر بڑھائے ہیں اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ بھی 35 ہزار روپے ہونے چاہیے۔ ہماری تنخواہ کم از کم 5 ہزار روپے ہونی چاہیے اور روزانہ الاؤنس کم از کم ایک ہزار روپے ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ جناب والا! اس بل میں ایک نئی مخلوق کو شامل کیا گیا ہے جو اس سے پہلے اس میں شامل نہیں تھی۔ وہ ہیں از قبیلے چیئرمین ہائے مجالس قائمہ یعنی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو ایک ایک موٹر گاڑی اور 3 ہزار روپے کا پٹرول اور ڈرائیور ان کو دیا جا رہا ہے۔ جناب والا! یہ کس خوشی میں دیا جا رہا ہے۔ ڈپٹی سپیکر کو تو آپ کچھ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ مجالس قائمہ کے جو چیئرمین ہیں 'جو اسمبلی کے اندر ایک نئی انارکی پیدا کر رہے ہیں' ایک نیا طبقاتی نظام پیدا کر

رہے ہیں۔ پہلے وزراء سے تنگ' پھر جناب والا! آپ نے مشیر بنا دیے وہ بھی غیر آئینی' اب جو مجالس قائمہ کے چیئرمینوں کو گاڑیاں دی جا رہی ہیں۔ یہ سیاسی رشوت ہے اور بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ لوگوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے اوچھا ہتھکنڈہ اپنایا جا رہا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پھر سٹینڈنگ کمیٹیوں کے جو ممبر ہیں ان کو بھی آپ دے دیں یا تو سب کو کرپٹ کر دیں تا کہ محسوس نہ ہو کہ کرپشن ہو رہی ہے اور اس حمام میں سب ننگے ہو جائیں۔ حضور والا! یہ بہت ظلم ہے۔ یہ کبھی پارلیمانی ہسٹری میں روایت نہیں رہی ہے کہ چیئرمینوں کو گاڑیاں دی جائیں اور وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ یہ روایت نہیں کہ ڈپٹی سپیکر کو یہ سہولیات دی جائیں اور یہ روایت نہیں کہ اسے ٹیلیفون دیا جائے۔ ہم نے تو یہ کچھ دے دیا اور احسان کر دیا جیسے یہ اپنی جیب سے دے رہے ہیں۔ مجالس قائمہ کے چیئرمینوں کو یہ سب کچھ دینے کی روایت ہے I will seek an answer on that explanation. کسی بھی ملک کے اندر یہ روایت نہیں رہی۔ آپ امریکہ کے سینٹ میں دیکھیں' House of representatives ہاؤس آف کامنز میں دیکھیں' انڈیا میں آپ دیکھیں' کسی بھی پارلیمانی جمہوریت میں مجالس قائمہ کے چیئرمینوں کو موٹر گاڑیاں' سرکاری ڈرائیور اور 3 ہزار روپے کا پٹرول نہیں دیا گیا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ مجالس قائمہ کا چیئرمین عوام کا منتخب نمائندہ نہیں' عام ممبر نہیں ہے اور وہ پرائیویٹ ممبر نہیں رہا اگر وہ پرائیویٹ ممبر نہیں رہا تو پھر وہ اس کا چیئرمین بھی نہیں بن سکتا۔ یہ میرا قانونی نکتہ ہے کہ اگر آپ چیئرمین کو وہ مراعات دیں گے جو پارلیمانی سیکرٹری کو دی ہیں تو وہ پھر پرائیویٹ ممبر نہیں رہے گا اور اس کے بعد اخبار میں یہ خبر بھی آئی کے پارلیمانی سیکرٹریوں کو وزیر اعلیٰ نے چابیاں دی ہیں اور یہ مجھے نہیں پتا کہ اب وہ چابیوں سے چلنا شروع ہو گئے ہیں۔ چابیاں دیں اور کہا کہ اگر کسی کو موٹر کا رنگ پسند نہ آئے تو بدل سکتا ہے۔ کسی نے کہا کہ بعض پارلیمانی سیکرٹری صاحب اتنے خوش ہوئے کہ ہارن جا جا کر دیکھتے رہے۔ چھوٹے بچے کو موٹر لا دیں تو وہ اس کا ہارن ہی جاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کو چابی دیتا دیتا توڑ دیتا ہے۔ خدا کے لیے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری

موٹروں کے پرزے اکھیڑ لیں اور چوں کی طرح اسے توڑ دیں۔ یہ شادی مرگ نہ ہو جائیں' یہ خوشی سے بے ہوش نہ ہو جائیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ مرکز ہمارے فنڈ بند کر رہا ہے اور مرکز باپ کے برابر ہے۔

چودھری محمد فاروق : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب کی بات سن لیں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

نواب زادہ شفقفر علی گل : یہ چابی بول رہی ہے۔ چابی اور میرے پارلیمانی بھائی کی چابی ختم نہیں ہوئی جو کہ ابھی تک چل رہی ہے جناب والا! یہ جو باتیں ہیں ان پر ندامت ہونی چاہیے' آیئے میرے ساتھ آواز ملایئے' پھر آپ میں اور پارلیمانی سیکرٹریوں' یہ کون سی مخلوق ہے جس کا فرق ہے۔ یہ مجالس قائمہ کے چیئرمینوں کو موٹریں کیوں دی جا رہی ہیں' ابھی آپ لوگ روز مجھے باہر نکل کر کہتے ہیں کہ یار بات تو تم ٹھیک کرتے ہو۔ اگر میں ٹھیک کرتا ہوں تو پھر خدا کے لیے آپ بھی کچھ بولیں۔ میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ مجھے ممبران کہتے ہیں کہ یار تمہاری باتیں ٹھیک ہوتی ہیں۔

جناب محمد اصغر کوریجہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : کوریجہ صاحب! بعد میں بات کر لیجئے گا۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔

نواب زادہ شفقفر علی گل : جناب والا! یہ بتائیں کہ (ہنستے ہوئے) کس کو موٹر دی جائے گی اور کس کو چابی دی جائے گی۔ یہ لیکن ویکن کیا ایک نکتے پر آیئے کیوں کہ یہ حکومت کے خلاف قانون سازی نہیں ہو رہی۔ یہ قانون سازی آپ کے اور ہمارے الاؤنسز کے لیے ہو رہی ہے' اس پر بولنے سے تو آپ کو حکومت نہیں پوچھے گی اور خدا کی قسم نصراللہ دریشک تو بے چارہ خود احتساب سے ڈرتا رہتا ہے' لوگوں سے ڈرتا ہے' اپنے منسٹروں سے ڈرتا ہے کہ وہ مجھے نہ پوچھ لیں۔ پھر آپ سے وہ کیسے پوچھ سکتا ہے اس پر تو بولیں کہ یہ پارلیمانی سیکرٹریوں کے لیے موٹریں کہاں سے آ رہی ہیں؟ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے؟ جب فنڈز ہے ہی نہیں اور کہہ رہے ہیں کہ مارے گئے' مرکز نے ہمیں روپیہ نہیں دیا' مرکز اس لیے دے گا کہ آپ پارلیمانی سیکرٹریوں کی عادتیں بگاڑ دیں۔ ان کو سوال کا

جواب تو دینا نہ آئے اور وہ موٹر کو چابی ضرور دے۔ جناب والا! یہ انتہائی ظلم ہے اور اس صوبے کو رشوت کا مرکز بنایا جا رہا ہے۔ اب مجھے بتائیں سری لنکا کی حکومت کی طرح' وہ جے وردھنے کی طرح آپ تمام سرکاری ممبروں کو کچھ نہ کچھ دے دیں۔ کسی کے ہاتھ میں چھنکنا پکڑا دیں' کسی کے ہاتھ میں پیپی پکڑا دیں کہ ان کے ہاتھ میں ہر وقت کچھ نہ کچھ رہنا چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : اس امنڈمنٹ پر رانا پھول محمد خان بولنا چاہتے ہیں ان کے بعد اس پر چودھری فاروق صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ بیگم صاحبہ! آپ بھی بولنا چاہتی ہیں؟ جی' ٹھیک ہے' تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : خدا کا شکر ہے کہ شوگر مل بولنے لگی ہے ہم تو اس انتظار میں ہیں کہ شوگر ملیں بولیں۔ ہم تو شوگر ملوں کے سراغ ڈھونڈ رہے ہیں اور خدا نہ کرے کہ وہ بولنے لگ جائیں ہاں یہ شوگر مل کی بات نہ کریں کہ :

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ' ذرا بند قبا دیکھ

اور چودھری پرویز الٰہی کے الفاظ کہوں گا کہ اگر ہم نکات کھینچ دیں تو اس کے پیچھے سے کیا نکلے گا۔ یہ میں اپنے الفاظ نہیں بلکہ میں اپنے گجرات والے بھائی کی بات کر رہا ہوں اور جناب والا یہ سرکاری ممبران کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ ضرور دے دینا چاہیے جس سے یہ کھیلتے رہیں۔ کوئی چھنکنا' کوئی چابی' کوئی ہارن وغیرہ۔ جناب والا! یہ صوبے کے فنڈز کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر : آپ نے اپنی بات ختم کر لی تھی نئے سرے سے پھر شروع کر دی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں نے ابھی ختم نہیں کیا میری proposal ہے میں اس پر آ رہا ہوں۔ میں نے اپنی بات ختم نہیں کی تھی۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر کی وجہ سے بیٹھا تھا۔ بات ہو رہی تھی شوگر مل کی' جناب والا! ہاں' آپ مجھے بتائیں' آپ ہی

بتلائیں' میں بتلاؤں کیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور یہ کس کے ساتھ ہو رہا ہے' یہ کیوں ہو رہا ہے ؟ پنجاب کے لوگ ادھر مر رہے ہیں اور یہ پارلیمانی سیکرٹری کو موٹر دے دی گئی۔ ہمارے لوگوں کے لیے بیٹھنے کے لیے تو تانگہ بھی نہیں۔ اگر آپ پارلیمانی سیکرٹریوں کو اور مجلس قائمہ کے چیئرمینوں کو موٹریں دیتی ہیں تو پھر ہمیں بھی ایک ڈرائیور کا الاؤنس اور پٹرول کا الاؤنس دینا پڑے گا۔ ہم موٹر 3 لاکھ کی نہیں مانگتے۔ ہمیں 3 ہزار مہینہ پٹرول کا اور ایک ڈرائیور کا الاؤنس ضرور دینا پڑے گا۔

سید افتخار الحسن شاہ : جناب والا! ابھی نواب زادہ صاحب نے فرمایا تھا کہ میں امنڈمنٹ پر اپنی بات ختم کر چکا ہوں اور میں تو پوائنٹ آف آرڈر پہ بول رہا ہوں اور انہوں نے دوبارہ امنڈمنٹ پر بات کرنی شروع کر دی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہم الاؤنس نہیں مانگتے ہماری جو گریڈ-equation ہے' ہماری جو سول سروٹس کے ساتھ grade equation ہے' 21 گریڈ ہے یا 22 گریڈ ہے' ہمیں آپ اس گریڈ کی تمام سہولتیں دیں گے۔ ہم کچھ نہیں مانگتے' ہماری جو گریڈ equation ہے اس کے مطابق ہمیں تمام سہولتیں دے دیں۔ اب ایک آخری بات میری یہ ہے کہ یہ جو ہمیں سہولتیں دی جا رہی ہیں' ان کو اناؤنس کیا جائے اور یکم جنوری 1989ء سے اس لیے کیا جائے کہ ان وزیر قانون نے اس ہاؤس کے اندر وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ کے سیلری vages کے بل میں انہوں نے ان کو 1985ء سے retrospective effect دیا تھا۔ اگر اس کو 1985ء سے دیا تھا تو ہمیں جنوری1989ء سے ضرور دیں اور میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنے ڈپٹی سپیکر کا تحفظ نہیں کر سکتے اور آپ کے لیے بولنا ٹھیک نہیں ہے تو کم از کم آپ یہاں پر ممبران ہیں اور سرکاری ممبران نے یہاں پر تالی بجائی ہے کہ یکم جنوری1989ء سے دیا جائے اور کم از کم 10 ہزار روپیہ مہینہ دیا جائے۔ ایک ڈرائیور کی سہولت دی جائے اور 3 ہزار روپے کا پٹرول دیا جائے اور 35 ہزار کے voucher دیے جائیں اور 5 ہزار روپے مہینہ تنخواہ دی جائے۔

جناب سپیکر : شکریہ' آرڈر پلیز۔ اب اس امنڈمنٹ پر لاء منسٹر صاحب چاہتے ہیں کہ ان کو بولنے کا موقع دیا جائے۔ سردار سکندر حیات صاحب اپنی امنڈمنٹ پیش کرنا چاہتے ہیں

پھر اس کو اکٹھے ٹیک اپ کر لیں گے۔ لیکن سردار سکندر حیات خان سے پہلے ملک حاکمین صاحب کی ایک امنڈمنٹ ہے اور سید ابرار حسین شاہ صاحب کی امنڈمنٹ ہے وہ اس کو موو نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیے وہ withdraw تصور ہو گی اس لیے اب سردار سکندر حیات خان اپنی امنڈمنٹ پیش کریں گے۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! میں لاء منسٹر صاحب کے بعد بولنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر : سردار صاحب! اکٹھی ہو جائے تو مناسب تھا۔ لاء منسٹر کے بعد وصی ظفر صاحب! آپ بھی یہی چاہتے ہیں؟ چلیں ٹھیک ہے۔ جناب لاء منسٹر۔

جناب سپیکر : سردار صاحب! آپ وزیر قانون کے بعد ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟ وصی ظفر صاحب! آپ بھی یہ چاہتے ہیں؟ چلیں یہ ٹھیک ہے۔ جناب وزیر قانون! ۔۔۔۔۔وزیر قانون کو بات کرنے دی جائے۔ اس کے بعد اگر آپ محسوس کریں کہ آپ کو بات کرنی چاہیے تو میں آپ کو اجازت دوں گا۔

(قطع کلامیاں)

اگر آپ چاہتے ہیں کہ پہلے فاروق صاحب اور باقی لوگ بات کریں پھر اس پر رانا پھول محمد خان صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ انصاری صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ کوریجہ صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ سردار عاشق حسین گوپانگ بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ فوزیہ بہرام صاحبہ بھی بات کرنا چاہتی ہیں۔ وزیر قانون صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ ارشاد فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟ سب صاحبان جو حزب اقتدار کی طرف سے ہیں بات کرنا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان صاحب! آپ کا تو حق ہے۔ آپ نے تو اس کی مخالفت کی ہے۔ چودھری محمد فاروق صاحب ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ سردار صاحب! آپ کہہ چکے ہیں کہ آپ کی ترمیم بعد میں پیش ہو گی۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! ابھی نواب زادہ گل صاحب نے اپنی تقریر کے دوران کچھ فقرے اس انداز میں استعمال کئے ہیں میں سمجھتا ہوں ظاہری طور پر تو وہ تنقید

کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ تنقید کسی تعمیری لحاظ سے حقائق پر مبنی نہیں ہوا کرتی۔ اکثر اوقات نواب زادہ صاحب پریس میں جانے کے لیے' جو بات میں نہیں کہنا چاہتا وہ اب کہہ رہا ہوں' صرف پریس میں جانے کے لیے تصویریں بنوانے کے لیے اور اپنے آپ کو شو کرنے کے لیے یہ باتیں کرتے ہیں۔ نہ یہ 7کلب میں گئے' نہ یہ چیف منسٹر ہاؤس میں گئے' نہ ان کو حقائق کا علم ہے اگر پریس جھوٹی خبریں اور بے بنیاد خبریں اخباروں میں دیتا ہے تو ایک پارلیمنٹرین کا یہ کام ہے کہ وہ پہلے حقائق کی تصدیق کرے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں ایک پارلیمانی سیکرٹری ہوں انہوں نے جس انداز میں چابیاں لگانے' گھمانے اور ہارن جانے کی بات کی ہے' میں اس تقریر کی باقاعدہ طور پر تصدیق نہ صرف اس ایوان میں کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ وہ جتنی تقریب تھی اس کے حوالے سے پریس والوں نے جو پریس میں خبر دی ہے وہ بالکل من گھڑت ، جھوٹی اور شاید نواب زادہ صاحب کی شہ پر ان کو خوش کرنے کے لیے انھوں نے اخبار میں خبر دی ہے اور اسلامی جمہوری اتحاد کے پارلیمانی سیکرٹری یا اسمبلی کے ممبران میں سے کوئی بھی اتنی اوچھی اور اس قسم کی ذہنیت نہیں رکھتا۔

جناب سپیکر! اس ہاؤس میں نوابزادہ صاحب نے ایک تحریک استحقاق پیش کی کہ ان کو ضلع گجرات کے اندر ان کی جان کو خطرہ ہے۔ ہم لوگوں نے اس ایوان کے اندر متفقہ طور پر ان کو اس ایوان کا ممبر سمجھتے ہوئے اس تحریک استحقاق کی حمایت کی لیکن ہم نے نواب زادہ صاحب کی اس پارٹی کے فعل کا یہاں پر ذکر نہیں کیا کہ جس کے ذریعے انہوں نے ایک جنازے پر شرکت کے لیے گجرات کے ایک بدنام قاتل کو ڈی سی کی اجازت کے ذریعے جنازے پر لے گئے اور وہاں سے اس کو پولیس کی حراست سے چھڑا کر مفرور کرا دیا۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! اس بل پر بات کی جائے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے اپنے ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا تھا اگر پریس والے ☆☆☆ کا مظاہرہ کرتے ہیں تو جناب نواب زادہ گل صاحب کو یہ چاہیے کہ وہ کسی پارلیمانی سیکرٹری یا ایوان کے ممبر کے بارے میں اس قسم کے الفاظ

☆☆☆ (حکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

استعمال نہ کریں جس سے کسی کا استحقاق مجروح ہوتا ہو۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا تھا۔ شکریہ۔

(قطع کلامیاں)

سید ذاکر حسین شاہ : جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری کے الفاظ پر پریس واک آؤٹ کر گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

نواب زادہ غضنفر علی گل : نکتہ وضاحت' جناب والا! اس معزز ایوان کے اندر ایک پارلیمانی سیکرٹری نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے ایک سزا یافتہ ملزم کو' مجرم کو جنازے پہ لے جا کر اس کو فرار ہونے میں مدد دی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! آپ اس طرف متوجہ ہوں پہلے اخبار والوں کو واپس لایا جائے کیوں کہ ان کا احتجاج ہو گیا ہے ان کی واپسی پر میں ذاتی وضاحت پہ عرض کروں گا۔

(قطع کلامیاں)

بیگم نجمہ حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صحافی واک آؤٹ کر گئے ہیں ان کو واپس لانے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ فاروق صاحب کو بھی ضرور بھیجیں کیوں کہ ان کے الفاظ تھے ☆☆☆ انہوں نے بددیانتی کی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل دے کر انہیں واپس لایا جائے۔ اگر انہوں نے کوئی غلط بیانی سے کام لیا ہے تو وہ ذاتی طور پر بات کر سکتے تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ فاروق صاحب کو انہیں بددیانت کہنا بھی نہیں چاہیے تھا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : بیگم نجمہ حمید صاحبہ! میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو پنجاب اسمبلی کی پریس گیلری ہے وہ پنجاب اسمبلی کا ایک طرح سے حصہ ہے پریس کا احترام ان کی عزت اور ان کا وقار منتخب نمائندوں کے لیے لازم ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

☆☆☆ (حکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

پریس کی آزادی کی قدر و قیمت جو منتخب نمائندوں کے دل میں ہوا کرتی ہے وہ کہیں اور ہو نہیں سکتی۔ چودھری فاروق صاحب نے پریس کے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ ناراضگی میں یہ الفاظ استعمال کر گئے ہیں اور ان کے یہ الفاظ specific بھی نہیں ہیں کہ انہوں نے کس اخبار کے بارے میں بات کی ہے' کس رپورٹنگ کے بارے میں بات کی ہے' کس رپورٹر کے بارے میں بات کی ہے۔ over all پریس کے بارے میں یہ الفاظ نازیبا اور نا مناسب ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ پریس کے بارے میں ☆☆☆ کے الفاظ واپس لیے جائیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! جو ☆☆☆ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں میں انہیں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ اب میں جناب وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ اس ترمیم پر کچھ بولنا چاہیں گے ؟

چودھری محمد وصی ظفر : پہلے پریس والوں کو بلوالیں۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ اب ان کا پریس گیلری میں نہ رہنے کا کوئی جواز نہیں انہیں اطلاع دی جائے۔ سید ذاکر حسین اور کوریجہ صاحب ساتھ مل کر انہیں بتائیں کہ جس بناء پر انہیں ناراضگی ہوئی ہے وہ الفاظ واپس ہو گئے ہیں اور وہ اب پریس گیلری میں تشریف لے آئیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی مجھے نکتہ وضاحت پر بولنا ہے اس کے بعد وزیر قانون نے کچھ فرمانا ہے۔ مجھ پر ایوان میں الزام لگایا گیا ہے اخبار والے بھی واپس آ جائیں۔ میں ذاتی وضاحت پر بولنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! اس بات کو اب ختم ہونا چاہیے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! بات اب شروع ہوئی ہے' ختم نہیں ہوئی۔ مجھ پر جو الزام لگایا گیا ہے اس کا جواب دینا میرا حق ہے اور میں اس فلور پر جواب دوں گا۔

☆☆☆ (حکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کیا گیا)

میرے اوپر ملزموں کی اعانت مجرمانہ کا الزام لگایا گیا ہے۔ میں اس کا جواب دوں گا ذرا اخبارات والے آجائیں۔

جناب سپیکر: پہلے نواب زادہ صاحب جواب دے لیں۔ نواب زادہ صاحب! ارشاد فرمائیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وہ بات اخبار والوں نے سنی ہے۔ میں نے اپنی بات انہیں سنانی ہے تاکہ وہ اخباروں میں آئے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ کو بات کرنی ہے تو کریں۔ اسمبلی کی کارروائی کو نہیں روکا جا سکتا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ ملازمین اسمبلی کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں گی۔ ان کی تنخواہیں کب بڑھائی جائیں گی؟

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! آپ فرمائیں۔

آغا ریاض الاسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔ نواب زادہ صاحب کا version ہے کہ جب تک پریس نہیں آجاتا وہ بات نہیں کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے لیے بہت ضروری ہے۔ ان پر جو الزام لگایا گیا ہے' وہ بالکل ذاتی قسم کا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ الزام کے نتیجے میں انہیں قانون کی گرفت میں بھی لایا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری طرف سے یہ متفقہ رائے ہے کہ جب تک پریس نہیں آجاتا' تب تک آپ کوئی اور بزنس کر لیں۔ نواب زادہ صاحب بات نہیں کریں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! کچھ پریس والے تو جا چکے ہیں اور جو کیفے ٹیریا میں موجود تھے انہیں میں نے اطلاع دی ہے کہ جناب سپیکر نے پریس کے بارے میں کہے گئے نازیبا کلمات کو حذف کر دیا ہے اور ساتھ ہی متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے الفاظ واپس لے لیے ہیں اس پر انہوں نے کہا ہے کہ وہ واپس آجائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب! اور میں شاہ صاحب کی اطلاع کی تصدیق کیے دیتا ہوں کہ میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف بھی کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلے پر پریس والے حضرات واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! آپ ذاتی وضاحت کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! یہ الزام اتنا گھناؤنا ہے کہ ہمارے خاندان بھر کی سیاسی زندگی میں ہمارے سیاسی مخالفین نے بھی نہیں لگایا۔ انہوں نے اپنے سیاسی جلسوں میں یہ کہا کہ ہم شریف لوگ ہیں۔ وہ ادھر ہیں آپ ان سے پوچھ لیں لیکن آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے الزام لگانے کی ایک نئی روایت ڈالی ہے۔ آج تک میں نے اس ایوان میں کسی کا نام لے کر impliedly یا expressly اس کے اوپر الزام نہیں لگایا اگر میں نے اپنے خطرے کی بات کی ہے تو میں نے اس کو مجرموں اور انتظامیہ تک محدود کیا ہے کیوں کہ جس کی مجھے تصدیق نہ ہو' وہ الزام میں نہیں لگاتا کیوں کہ یہ اخلاق کے اور بنیادی اخلاقیات کے خلاف ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری محمد فاروق) : جناب والا! میں نے ان کی ذات یا ان کے خاندان کے بارے میں بات نہیں کی۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ نواب زادہ صاحب کے گروپ نے' ان کی پارٹی کے آدمیوں نے انتظامیہ سے اجازت لے کر اس کو جنازے میں شرکت کرائی اور وہ وہاں سے مفرور ہو گیا۔ میں نے ان کی پارٹی کے حوالے سے بات کی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! میں تو یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں بدمعاشوں کا گروپ نہیں ہوں۔ جناب والا! اس ملک کا یہ مصدقہ قانون ہے کہ اگر کسی کا کوئی عزیز مارا جائے یا فوت ہو جائے تو اس کی پیرول پر رہائی ہوتی ہے۔ اس کے لیے ایس. پی گجرات نے این او سی دیا ہے اور ڈپٹی کمشنر نے آرڈرز دیے ہیں۔ انہیں اختیار تھا کہ انکار کر دیتے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جس ملزم یا مجرم کے بھاگنے کی بات کر رہے ہیں میں اس روز ادھر تھا میں نے آپ کو اطلاع دی کہ اس کے خاندان کے چار نوجوان بھائیوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ایک اس کا سگا بھائی اور تین اس کے چچازاد بھائی اور ڈیڑھ

سال قبل انہی لوگوں نے اس کے والد کو کچہری میں قتل کیا۔ کیا یہ روایت ہے کہ کسی کا باپ یا بھائی مارا جائے تو وہ جنازے پر نہ جائے اور ایک وکیل کو جو قانون کی رو سے اس کی پیرول کی درخواست لے کر گیا ہے پولیس ڈھونڈ رہی ہے کہ یہ اس کے فرار میں شامل ہے۔ جناب والا! اس ایوان میں میری عزت stake میں نہیں ہے۔ جب سے یہ ایوان 1921ء میں معرض وجود میں آیا ہے' میرے گرینڈ فادر نواب سر فضل علی اس ایوان کے ممبر تھے۔ پھر میرے والد نواب زادہ اصغر علی اس ایوان کے ممبر تھے۔ پھر میرے تایا نواب زادہ مہدی علی اس ایوان کے ممبر تھے۔ پھر میرے بھائی نواب زادہ مظہر علی اس ایوان کے ممبر تھے۔ پھر میرے بھائی نواب زادہ ظفر علی اس ایوان کے ممبر تھے

(نعرہ ہائے تحسین)

میں اس ایوان کے اندر ان کو اپنے ساتھ لے کر بیٹھتا ہوں۔ اپنی عزت کو نہیں' ان کی عزت کو بھی لے کر بیٹھتا ہوں۔ ہماری روایات ہیں اور میں ان روایات کا امین ہوں۔ ہمارا خون رزق حلال سے ہے' ہماری رگوں میں جو خون ہے' وہ شرافت کا خون ہے اور آج میں نے وہ شخص دیکھنا ہے جو مجھ پر الزام لگائے۔ جناب والا! اس کی ہائی کورٹ کے جج سے یا سپریم کورٹ کے جج سے انکوائری کرائی جائے' میں تیار ہوں۔ اگر مجھ پر یا میرے گروہ پر الزام آئے کہ ہم نے مفروروں کو کبھی پناہ دی یا ہم نے بد معاشوں کو کبھی اسلحہ خرید کر دیا تو مجھے اس چوک میں پھانسی لگا دیا جائے لیکن اس کے ساتھ جو لوگ غنڈوں اور بد معاشوں کو ساتھ رکھتے ہیں اور پناہ دیتے ہیں' ان کا محاسبہ ہونا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

نواب زادہ غضنفر علی گل : اور انہوں نے فرمایا ہے کہ میں استحقاق کی بھیک لے کر آیا ہوں میں زندگی کی بھیک کسی انسان سے نہیں مانگتا۔ یہ اُس کی دی ہوئی ہے اور اُسی کی امانت ہے۔

جسے ہے شوق آئے کرے شکار مجھے

میں اپنا سر ہاتھ پر لے کر پھرتا ہوں اس میں ایمان کی قوت ہے۔ نہ میں بد معاش ہوں اور نہ ہی میں سرمایہ دار ہوں۔ میں ایمان کی قوت پر چلتا ہوں اور مجھے قسم ہے اس جان دینے والی کی جس نے میری جان لینی ہے اس کے سوا مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔ میں پھر کیوں

ڈروں ؟ میں اس ایوان سے کوئی بھیک نہیں مانگتا اور نہ ہی میں کسی اور سے بھیک مانگتا ہوں یا کسی کمیٹی سے یا کسی حکومت سے مجھے کوئی تحفظ نہیں چاہیے۔ میری زندگی کا تحفظ میرا خدا کرے گا۔ جناب والا! میرے ساتھ جو کچھ کیا گیا ہے میں اس پر احتجاج کرتا ہوں اور گجرات کے اندر انکوائری کرائی جائے۔ یہ بہت بڑا reflection ہے۔ اس ایوان کے اندر یہ بنیاد رکھی گئی ہے۔ میں نے پارلیمانی سیکرٹریز کی بات اخبارات کے حوالے سے کی تھی اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میرے گروپ نے وہاں سے بدمعاشوں کو بھگایا ہے۔ جس کے باپ کو مار دیا جائے' اس کا پرچہ تک درج نہ ہو جس کے چار بھائیوں کو سر عام قتل کر دیا جائے' ان کے اوپر کوئی ہاتھ نہ ڈالے۔ جناب والا! اس شخص پر یہ الزام میرے حوالے سے لگا رہے ہیں۔ وہ اپنے بھائیوں کے قتل کا خود ذمہ دار ہے۔ اس کے فرار ہونے کا اس کا اپنا عمل ہو سکتا ہے۔ اس کے وارثوں نے آئی جی کو درخواست دی ہے کہ اس کو پولیس نے اغوا کرا لیا' ذرا اس درخواست کو بھی دیکھ لیں۔ اس کی جان بھی خطرے میں ہو سکتی ہے۔ میں اس پر نہیں جاؤں گا۔ میں اس ایوان کے سامنے اپنے آپ کو اپنے سارے خاندان کو پیش کرتا ہوں۔ اس کی انکوائری کرائی جائے اور فیصلہ دیا جائے کہ کون بدمعاشوں کو تحفظ دیتا ہے اور کون شریف آدمی ہے ؟

جناب سپیکر : شکریہ' جی وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب والا! جناب ظفنفر علی گل صاحب نے اپنی ترمیم پر بولتے ہوئے چند ایک چیزوں کی نشان دہی کی تھی جس کے سلسلے میں میں مختصراً اپنی گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم ممبر صاحبان کے استحقاق کا بل اس ایوان میں لائے ہیں۔ ہمیں اپنے محدود وسائل کا سختی سے احساس تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ معزز اراکین اسمبلی کو لاہور میں آکر رہنا پڑتا ہے اور ان کو یہاں کافی اخراجات کرنا پڑتے ہیں۔ ہمیں اس چیز کا احساس تھا وہاں ہمیں اپنے محدود وسائل کا بھی احساس تھا لیکن اس بات کا اراکین حزب اختلاف کا اصرار ہوا اور ان کی طرف سے یہ ریزولیوشن پیش ہوا۔ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آج ہم اس بل کو بغیر کسی جھگڑے کے اور بغیر کسی ترمیم کے پاس کر لیتے تو یہ بہتر taste ہوتا۔ انہوں نے چند ایک باتیں کیں ہیں جن کا حکومت کی طرف سے تو یہ جواب دینا اور وضاحت کرنا میرے لیے ضروری ہو گیا ہے۔ جناب والا! ہمیں انہوں نے

یہ فرمایا کہ ایم این اے اور ایم پی اے میں فرق ہے اور وزیر قانون نے وعدہ کیا تھا کہ اس فرق کو کم کیا جائے گا' وہ نہیں کیا گیا۔ جناب والا! ایم این اے کی تنخواہ 3 ہزار ہے اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تنخواہ 25 سو روپے ہے۔ ایم این اے کے فون کا 2 ہزار ہے اور ہمارے ایم پی اے کا بھی 2 ہزار ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : راہی صاحب! آپ ان کو interrupt نہ کریں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ کوئی بات نہیں آپ ذرا تشریف رکھیں۔

وزیر قانون : دفتر کے لیے ایم این اے کے لیے 3 ہزار ہیں تو ہم نے اپنے معزز اراکین کی 25 سو روپے کیا ہے۔ ان کا روزانہ 150روپے ہے ہمارا بھی روزانہ 150روپے ہے۔ ہمارا سی اے 100روپیہ ہے ان کا بھی 100 روپے ہے۔ ہاؤسنگ الاؤنس ان کا بھی 300روپے ہے ہمارا بھی300روپے ہے۔ سفری الاؤنس ان کا 30 ہزار تھا ہمارا 15 ہزار تھا جس کو بڑھا کر25 ہزار کر دیا ہے۔ اگر آپ سابقہ مراعات کا اور موجودہ مراعات کا موازنہ فرمائیں پہلے اعزازیہ 2 ہزار تھا اب 25 سو روپے ہے۔ پہلے ٹیلی فون 5 سو تھا اب 2 ہزار روپے ہے۔ ٹیلی فون الاؤنس پہلے 5 سو روپے تھا اب 2 ہزار روپے ہے۔ آنس الاؤنس پہلے 5 سو روپے تھا اب2500روپے ہے۔ ٹی اے پہلے 15000روپے تھا اب25000روپے ہے۔ پہلے معزز اراکین کو ساڑھے چار ہزار یا پانچ ہزار روپے ملتا تھا اب وہ بڑھ کر 9000روپے بن گیا ہے اور سیشن کے دوران جو مراعات ملتی تھیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ جناب والا! ہم نے اپنے محدود وسائل کے اندر رہ کر یہ کیا ہے۔ جب بھی ہمیں مزید وسائل میسر ہوں گے تو مزید کریں گے۔ ہم نے جو مراعات کی ہیں وہ منتخب لوگوں کے لیے کی ہیں۔ مجالس قائمہ کے ممبران کے لیے پارلیمانی سیکرٹریز اور معزز اراکین اسمبلی کے لیے کی ہیں۔ ہم نے یہ مراعات او ایس ڈیز' ایڈوائزرز جو non-elected ہیں ان کے لیے یہ مراعات نہیں کیں۔ ہم مجالس قائمہ کو ef-fected بنانا چاہتے ہیں۔ ہم ان سے کام لینا چاہتے ہیں۔ ہم پارلیمانی سیکرٹریز سے کام لینا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : آپ ان institutions کو corrupt کر رہے ہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنے معزز رکن بیٹھ کر بات کر رہے ہیں اس سے اس ایوان کے تقدس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ جیسا آدمی غیر پارلیمانی انداز میں گفتگو کرے یہ نہایت افسوس ناک بات ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! ہم ان اداروں کو بہتر بنانے اور built کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ جناب والا! مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے اس ایوان میں پہلی دفعہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی مراعات کو منسٹر کی مراعات کے برابر کر رہے ہیں۔ پہلے ان کا اعزازیہ 2 ہزار روپے تھا اب اس کو بڑھا کر 3 ہزار روپے کر دیا ہے۔ کرایہ مکان پہلے 3 ہزار تھا اب 5 ہزار کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کو ایک سرکاری شوفر ڈریون گاڑی بھی مہیا کر رہے ہیں اور یہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے جب کہ نیشنل اسمبلی میں معزز لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ مراعات حاصل نہیں ہیں۔ ہم نے ان مراعات کی بنیاد ڈالی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ ان مراعات کو مزید بڑھایا جائے گا۔ ان گزارشات کے ساتھ مجھے توقع ہے کہ ہم نے جو ترامیم منظوری کے لیے پیش کی ہیں ان کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Motion moved and the question is-

"The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 28th July,1989."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment has been given

notice of by Sardar Sikandar Hayat Khan. He may move it.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: I beg to move-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 29th July, 1989."

MR SPEAKER: The motion moved is-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 29th July, 1989."

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر : جی' سردار صاحب! آپ اس پر کچھ فرمائیں گے ؟

سردار سکندر حیات خان : جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر : ارشاد فرمائے۔

سردار سکندر حیات خان : جناب سپیکر! لاء منسٹر نے کہا(قطع کلامیاں) میرے چند بھائی کہہ رہے ہیں کہ میں اپنی پنجابی میں بات کروں جو میرے اپنے علاقے کی ہے۔ جناب! میرے علاقے وچ جیہڑی بولی اے اسی زبان نال آکھساں کہ جناب سردار دریشک صاحب لاء منسٹر صاحب نے آکھیا کہ جناب ایہ اساں شیاں ودھاں سٹیا ہین نیشنل اسمبلی وچ

اساں ایہ ودھایا پرووِنشل اسمبلی وچ ایہ ودھایا کل اسمبلی وچ ودھان آئی تھی گل اے اصولاں دی گل ایہ وے کہ سب توں پہلاں چیف منسٹر صاحب نیں آکھیا کہ 1985ء توں وتا ونجے اوس واسطے میں آکھساں کہ جس دھاڑے دی ایہ اسمبلی آئے اے اساں پرووِنشل اسمبلی دیاں ممبراں ہک قسم کھادی اے جس دھاڑے اساں ایہ قسم کھادی اے آئین دے تحفظ دی انہاں ایہ قسم کھادی اے پاکستان دے فیڈریشن واسطے۔ میں انہاں کولوں پچھساں کہ ایہ آج آکھدے نیں کہ اج اساں دیاں تنخواہواں ودھائیاں ونجن۔ اتنی کاراں وتیاں ونجن تے اتنے پیسے وتے ونجن۔ کیا انہاں جیہڑی قسم کھادی اے ایہ ایس تے وی قائم ہین؟ اج میں بھراواں ایہ آکھساں کہ افسوس دی گل اے میڈا کسی تے گلہ آئی جے جاگی تے پیپلز پارٹی تے تھی ایہ ہک ممبر پراونشل اسمبلی تے گل رہنی اے کہ جیہڑیاں اساں قسماں کھادیاں ہین۔ جیہڑی اساں دی ڈیوٹی جنہاں واسطے اساں پرولیج تے جھنڈے تے تنخواہواں یا ہور رعائیتاں ملنیاں ہین اسیں حق وی ادا کردے پے آں میں ایہ وی آکھساں کہ اللہ تعالیٰ نوں حاضر ناظر سمجھ کے قرآن تے ہتھ رکھ کے آکھسن کہ جناب جیہڑی ایہناں قسم کھادی اے تے جیہڑے اونہاں آئین دے تحفظ دا آکھیا اے تے ایس اسمبلی وچ آکھیا کیا کہ جناب interpretation تک ای ونجے جیہڑا قانون صاف آیا اے جیہڑا واضح آیا اے اوس دے واسطے وی ہتھ چا، چاکے تے اوس دے خلاف گلاں کردے رہے نیں۔ اوس واسطے وی کوئی گل اے۔ اساں دا کم جیہڑا اے ہک قانون سازی آلا دوآ اے کہ اسیں جیہڑے ممبر آئے ہاں اساں جنہاں کولوں ووٹاں گھدیاں ہیں۔ اونہاں دے علاقیاں دیاں گلاں کریے اساں اپنے علاقے دیاں گلاں کردے تھی آں۔ جیہڑا قانون ہک پاسے یا ہک فرد آکھیا اے اوہ ہتھ کھلا کر دینا اے۔ اوہ سارے اسیں ہتھ کھلے کر کے آکھدے آں تے خاص کر ٹریژری بنچز والے ہین کوئی اساں دا اپنا ضمیر وی اے' کوئی اساں دا اپنا ایمان وی اے' کوئی اساں دی پنجاب نال کوئی پاکستان نال جیہڑے اصول ہین تے جیہڑی اس دیاں ڈیوٹیاں ہین اوہ وی اساں پوری کرن دا وی کوئی اس دا حق اے یا تھی۔ ایہ دوئے پاسے جناب کاراں آلی گل آندی اے کہ چیئرمین واسطے کاراں وتیاں ونجن۔ جناب ایس اسمبلی وچ آئیاں سانوں اج 6/7 مہینے ہو گئے ہیں اجے تک سلیکٹ کمیٹی دے چیئرمین نے کوئی تھی "پنڈ پیا تھی تے اچکے پہلے" انہاں پہلے کاراں وتیاں ونجن حالانکہ

چیئرمین اجے تھیاں نیں۔ دوئی گل ایہ وے انہاں گاجر لٹکائی ویندی اے کہ چیئرمین گاجراں دیتاں ونجن، گڈیاں دیتاں ونجن یا ہور انہاں دے حق وچ چھکنے نبائی ونجن، انہی کولوں ایہ پچھو کہ اجے تک تساں چیئرمین کیوں نیں الیکٹ کیتے؟ ایہ چیئرمین تے مٹھیاں اسمبلیاں وی تک گھنوا یہ جیہڑیاں کمیٹیاں بنیاں ہین ایہ کتنی کتنی واری بنیاں ہین۔

چودھری خادم حسین : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ جو چھکنے کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کیا یہ غیر پارلیمانی نہیں ہے؟

(قطع کلامیاں)

یہ بچوں کے لیے ہوتا ہے نہ کہ بالغ لوگوں کے لیے۔

(قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات خان : جناب! اگر میڈے بھرا خادم صاحب نوں چھکنا نیں پسند آیا تاں اونہاں دے ہتھ وچ کچھ ہور دوا دیاں۔

(قطع کلامیاں)

جناب! اتھے بہوں سارے ممبر بیٹھے ہیں جنہاں اجے تک ایڈوائزراں دیا تے منسٹراں دیا گاجراں لٹکائیاں ویندیاں ہیں۔ اوہ بہوں اجے تک چھالاں مار کے آکھدے ہیں تے چھالاں مار کے گلاں پے کردے ہین۔ کچھ چیئرمیناں دیاں کاراں تے اونہاں دے پیس ودھان واسطے گلاں پے کردے ہین حضور! ایہ جیہڑی گل اے ایہ حقیقتاً میں اپنی ترمیم تان واپس جا گھنا اگر ایہ آکھن تے ایہ سارے دلوں قسم کھاون تے اپنے اللہ تعالیٰ نوں حاضر ناظر رکھ کے کہن کہ پچھلے جیہڑے قانون غیر آئینی تے پاکستان دے خلاف بنائے گئے ہین چاہے اوہ بنک ہووے چاہے اوہ کچھ ہووے اوس نوں ایہ واپس گھنن تے میں اج اپنی ترمیم واپس گھنا۔

(قطع کلامیاں)

جناب! جدوں وی فیڈریشن دی گل ہوندی اے تے ایہ بولن لگ پیندے ہین انہان نوں اصول دی گل کرنی چاہی دی اے۔ اپنے حلقے وچ جیہڑے آئے انہاں نوں پچھو کہ اپنے حلقے بارے کنہاں کنہاں گل کیتی اے۔ میں انہاں نوں شاباش آکھساں جنہاں اپنے حلقیاں بارے کچھ آکھیا، جنہاں اپنے حلقیاں بارے کیتا، جنہاں اپنے حلقیاں وچ نوکریاں دوائیاں،

جنہاں اپنے حلقیاں دے کم کیتے۔ جناب! تسیں آکھدے او کہ اسیں اپنے حلقے دی نوکریاں دیاں گل نہ کراں تے اپنے حلقے دی ڈویلپمنٹ دی گل نہ کراں تے اسّے 5 سو روپیہ ساڈا منہ بند کرن واسطے دے رہے ہین۔ ایہ جناب! جنہاں چیئرمینیاں تے گڈیاں دیندے ہین اونہی دے منہ بند ہو سکدے ہین اونہاں عادت پئی ہوسی کہ جیہڑے ایس اسمبلی وچ جیہڑے ایس پاکستان وچ ایہ اصول بنایا کہ ایہ چھیڑ جیہڑی سیاست دی اے ایہ پیسے دی کیتی ونجے۔ انہاں وچوں بہوں سارے لوک ہین میں ناں نہ گھنساں خاص کر ایس ویلے چیف منسٹر صاحب حقیقی طور تے میں چیلنج کردا ہاں کہ اوہ مسلم لیگی نئیں' دل دی مسلم لیگی نئیں۔ آئی جے آئی دے نئیں او صرف تے صرف پیسے دی خاطر اک بزنس دی خاطر اوہ چیف منسٹر بنے ہین تے اوسے دے واسطے دوئے ول آندے ہین۔ میں جناب! ایہ آکھساں کہ ایہ پیسے دی دوڑ ہیڑی اے۔ چاہے کسے علاقے وچ ہووے یک صوبے وچ ہووے یا دوئے وچ ہووے۔

بیگم نجمہ حمید : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ترمیم پر بول رہے ہیں یا مسلم لیگ پر بول رہے ہیں۔ کم از کم انہیں یہ تو کہیں کہ relevant بولیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے یہ بات کہنے کی کہ وہ مسلم لیگی نہیں ہیں۔ وہ آئی' جے' آئی کے نہیں ہیں۔ وہ آئی' جے' آئی پاکستان کے صدر ہیں اور پنجاب مسلم لیگ کے بھی صدر ہیں۔ یہ غلط بات کر رہے ہیں ہمیں اس پر اعتراض ہے اور وہ اپنی ترمیم پر بولیں۔

جناب سپیکر : بیگم صاحبہ صحیح کہہ رہی ہیں اور ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ سردار سکندر حیات صاحب کو اپنی ترمیم کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کرنی چاہیے۔ سردار صاحب! مختصر کرنے کی کوشش کریں اور اپنی بات ایک منٹ میں ختم کیجئے۔

سردار سکندر حیات خان : ٹھیک ہے' جناب! میں اپنی ترمیم کے دائرہ کار سے باہر نہیں نکل رہا۔ یہ ترمیم پورے پنجاب کے لیے ہے' یہ پنجاب کے صوبے کے لیے ہے' یہ سیاستدانوں کے لیے ہے' مزدوروں کے لیے ہے' یہ ہر ایک کا ہے۔ پنجاب بھی پاکستان کا حصہ ہے۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو پاکستان سے نکالنے کی کوشش نہ کریں۔ وہاں کے جو سربراہ ہیں ان کو بھی میں کہتا ہوں۔

جناب سپیکر : یہ بات relevant نہیں اگر آپ کے پاس اپنی ترمیم پر بولنے کے لیے کچھ نہیں تو پھر آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان : جناب! میں ختم کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : آپ اسے wind up کریں۔

سردار سکندر حیات خان : ٹھیک ہے جی' میں wind up کرتا ہوں۔ جناب! میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہاں کے منسٹرز کی' چیف منسٹر کی سیلریز کے بڑھانے کی بات آئی۔۔۔

جناب سپیکر : یہ ممبرز کی سیلریز کی بات ہے۔ ممبر کی سیلریز سے بالکل باہر آپ بات کر رہے ہیں۔ سردار صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟

سردار سکندر حیات خان : جناب! میں ان کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ میں ان کا نام لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر : ممبرز کے بل پر آپ بات کر رہے ہیں۔ اس وقت ممبرز کا بل زیر غور ہے۔

سردار سکندر حیات خان : جناب والا! میں سارے بلوں کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ منسٹر ممبر نہیں ہے؟

جناب سپیکر : اس وقت جو بل زیر غور ہے' یہ ممبرز کا بل ہے۔

سردار سکندر حیات خان : کیا منسٹر ممبر نہیں ہے؟

جناب سپیکر : نہیں' چیف منسٹر کا بل الگ بل ہے اس کی consideration منسٹرز کے بل میں ہوئی ہے۔ یہ ممبرز کا بل ہے۔

سردار سکندر حیات خان : جناب سپیکر! جس طرح یہاں پر قانون کے خلاف یا آئین کے خلاف دھکا زوری ہو رہی ہے میں اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے)

MR SPEAKER: The question is:

"That the Punjab Provincial Assembly (Salar-

ies, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July, 1989."

(The motion was lost)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار سکندر حیات خان ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی' میاں صاحب۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! یہ جو پریویلج کے بارے میں یا سیلریز کے بارے میں بل ہے یہ ہماری طرف سے ہی آیا تھا تو چونکہ اس پر اب بحث اس قدر زیادہ ہو چکی ہے---

نواب زادہ غضنفر علی گل : یہ بل ہماری طرف سے نہیں آیا تھا---

میاں منظور احمد موہل : نہیں' بل نہیں آیا تھا۔ ریزولوشن پاس ہوا تھا اور یہ ریزولوشن ہماری طرف سے آیا تھا۔ پھر یہاں پر جو تبصرے ہوئے ہیں وہ متضاد ہوئے ہیں۔ کسی جگہ پر تو یہ بات ہوئی کہ جناب والا! یہ کم ہے زیادہ کیا جائے۔ کسی جگہ پر یہ بات ہوئی ہے کہ جناب والا! یہ زیادہ ہے کم کیا جائے۔ بات حقیقت میں یہ تھی کہ ہم یہاں پر عوام کی حالت بدلنے کے لیے آئے تھے لیکن خود اپنی حالت بدلنے کے لیے یہاں سے ریزولیوشن کرتے ہیں۔ میرا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ یہ ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا! یہ cross talk تو ٹھیک نہیں---

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ موہل صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! جو رول 181 ہے اس میں یہ ہے :

181.(1) At any time after a motion has been

moved or a question has been proposed, a member rising in his place may claim to move. "That the question be now put" and unless it appears to the speaker that such motion is an abuse of the rules or infringement of the right of reasonable debate, the question "That the question be now put " shall be put forth with and decided without amendment or debate.

جناب سپیکر : میاں صاحب! اس میں اب closure کی ضرورت نہیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! میں یہی چاہتا ہوں کہ بحث کافی ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر : اس میں closure کی ضرورت تب ہو کہ اگر کوئی اور معزز ممبر بحث میں حصہ لینا چاہتا ہو۔

میاں منظور احمد موہل : ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر : closure کی ضرورت نہیں۔ اب اس میں جو امنڈمنٹس ہیں' ان کو کوئی move نہیں کرنا چاہتا اس لئے یہ تصور ہو گا کہ یہ امنڈمنٹس withdraw ہو گئیں---

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں---

جناب سپیکر : جی' راہی صاحب! آپ کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں یا کسی ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! مجھے دو تین منٹ دے دیں---

جناب سپیکر : آپ کس ایشو پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی : بل پر---

جناب سپیکر : بل پر آپ ایسے کیسے بات کر سکتے ہیں؟ آپ یا پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجیے یا کسی نکتے پر بات کیجیے۔

جناب فضل حسین راہی : میں ایک لائن کی بات کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں، میں آپ سے توقع کروں گا کہ آپ ضابطے کے مطابق بات کریں اور اگر آپ اس وقت بیٹھ جائیں تو میں سمجھوں گا کہ آپ میری بات مان گئے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : ایہہ منظور موہل دی گل دا جواب وی دین دیا کرو۔ ایہہ لوکاں دی حالت بدلن دی بجائے اپنی بدل گئے نیں۔

(قہقہے)

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر! اس ایوان میں متعدد بار جناب فضل حسین راہی صاحب نے ایک تجویز پیش کی ہے لیکن اس کو بوجوہ درخور اعتناء نہیں سمجھا گیا۔ نیشنل اسمبلی کے سپیکر نے نیشنل اسمبلی کے procedural rules میں تبدیلی کے لیے اپوزیشن اور حزب اقتدار کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں کے قواعد و ضوابط اور رولز کو بھی تبدیل کرنے کے لیے اور ان کی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے آپ اپوزیشن اور حزب اقتدار کے اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل فرمائیں تاکہ اس ہاؤس کو smoothly چلایا جا سکے۔

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے لیکن اس پر اس بل کی con-sideration کے بعد بات کریں گے۔ ابھی اس وقت اور اسی نشست میں بات کریں گے۔

MR SPEAKER: The question is:

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, as reported by the Special Committee be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Clause-2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause.

Clause 2 is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That Clasue 2 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That Clasue 3 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 is under consideration. There is no amendment to be moved.The question is:

"That Clasue 4 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That Clasue 5 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 is under consideration.

There is no amendment to be moved.The question is:

"That Clasue 6 do stand part of the Bill."

MR SPEAKER: I think Noes have it.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: No, Sir. Ayes have it.

MR SPEAKER: Let their be a count.

(A count was taken)

(The motion was carried)

Clause-7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 is under consideration. One amendment has been received from the Honourable Minister for Law & Parliamentary Affairs. He may move his amendment.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move the amendment:

"That in Clause 7 of the Bill, as reported by the Special Committee, in the proposed Section 11-A of the Principal Act, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and thereafter the following be added, namely:-

Provided that-

(i) only one car shall be provided to a Chairman of a Standing Committee during the whole term of his office;

(ii) a Chairman of a Standing Committee shall be allowed Rs.3,000/- per month as petrol and maintenance allowance and expenses on petrol and the maintenance of the car shall entirely be his responsibility.

(iii) on ceasing to hold office the Chairman of the Standing Committee shall return the car within 3 days."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 7 of the Bill, as reported by the Special Committee, in the proposed Section 11-A of the Principal Act, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and thereafter the following be added, namely:-

Provided that-

(i) only one car shall be provided to a Chairman of a Standing Committee during the whole term of his office;

(ii) a Chairman of a Standing Committee shall be allowed Rs.3,000/- per month as petrol and maintenance allowance and expenses on petrol and the maintenance of the car shall entirely be his responsibility.

(iii) on ceasing to hold office the Chairman

of the Standing Committee shall return the car within 3 days."

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Opposed.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

جناب سپیکر : آپ نے امنڈمنٹ کو oppose کیا ہے لیکن میرے خیال کے مطابق آپ اس پر پہلے بات کر چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! ہم تو پہلی خواندگی پر بول چکے ہیں۔ منی بل پر اکثر سٹینڈنگ کمیٹی ہوتی نہیں۔

جناب سپیکر : اس سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کی کار پر آپ بات کر چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : وہ تو general principles پر بات کی تھی۔ جناب والا! یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ اس کو بار بار agitate کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر : نوابزادہ صاحب! آپ اس پر کافی بات کر چکے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : اگر آپ کا حکم ہے تو پھر میں نہیں بولتا۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ اس پر پھر repitition ہو جائے گی۔ شکریہ نواب زادہ صاحب۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: This concerns all the members of the Punjab Assembly.

MR SPEAKER: You have already spoken on that.

MR SPEAKER: The question is:

"That in Clause 7 of the Bill, as reported by the Special Committee, in the proposed Section 11-A of the Principal Act, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and thereafter the following be added,

namely:-

Provided that-

(i) only one car shall be provided to a Chairman of a Standing Committee during the whole term of his office;

(ii) a Chairman of a Standing Committee shall be allowed Rs.3,000/- per month as petrol and maintenance allowance and expenses on petrol and the maintenance of the car shall entirely be his responsibility.

(iii) on ceasing to hold office the Chairman of the Standing Committee shall return the car within 3 days."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 7 as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause-1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 is under consideration. There is no amendment to be moved. The question is:

"That Clasue 1 do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under

consideration. There is no amendment to be moved.The question is:

"That the Preamble do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment to be moved, it becomes part of the Bill."

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move.

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allownaces and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allownaces and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989, be passed."

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: Opposed.

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Opposed.

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب والا! اب اس کی third reading ہو گی اگر آپ حکم دیں تو ہم نہیں کرتے۔ یہ امنڈمنٹ کے حوالے سے ہے چونکہ امنڈمنٹ move ہوئی ہے اور third reading کا یہ پرنسپل ہے کہ اگر امنڈمنٹ ہو جائے اگر لودھی صاحب یہاں پر ہوں تو وہ بھی کہیں گے کہ the amendment has been made. تو جناب! اس میں تو تھرڈ ریڈنگ ہو سکتی ہے۔ یہ تو خود اپنے trap پر پھنسی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر : نہیں 'made' پر تو میں نے رولنگ دی تھی کیوں کہ made والی بات نہیں بنتی تھی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : third reading تو ہو سکتی ہے کیوں کہ امنڈمنٹس ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر : second reading پر آپ کی کوئی امنڈمنٹس تھیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : جی' ہماری نہیں خزانے کی تھیں۔ ہم نے ان کو oppose کیا ہے۔ آپ ہمارا تھرڈ ریڈنگ کا حق مان لیں ہم بیٹھ جاتے ہیں۔

Whether we have the right to speak on the third reading or not?

جناب سپیکر : third reading پر جو تقریر کا حق ہے وہ میرے خیال میں اگر امنڈمنٹ ہے اور وہ امنڈمنٹ مین بل پر گورنمنٹ کی طرف سے ہے تو اس پر کیا آپ بول سکتے ہیں یا نہیں؟

نواب زادہ غضنفر علی گل : ہم نے اس امنڈمنٹ پر oppose کیا تھا۔

جناب سپیکر : آپ نے اس کو oppose کیا تھا۔ ٹھیک ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : تو اس کے بارے میں اب ہم third reading پر بولیں گے۔

جناب سپیکر : چیمہ صاحب! کچھ فرمانا چاہیں گے کہ second reading جو ہے جو مین بل ہے اس پر اگر گورنمنٹ کی امنڈمنٹس ہیں اور اس کو اپوزیشن کے کچھ ممبرز نے oppose کیا ہے تو کیا اب third reading پر اپوزیشن کے ان ممبرز کو جنہوں نے oppose کیا ہے کیا ان کو بولنے کا حق ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر! اس میں میری عرض یہ ہے کہ اس سے پہلے جناب نے ایک رولنگ دی ہے اور وہ رولنگ اس بات کو cover کرے گی۔ وہ امنڈمنٹ جو تھی وہ اس preview میں آتی تھی اگر اس امنڈمنٹ پر آپ انہیں اجازت دیتے اور یہ بول سکتے تھے لیکن اس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اس سے پہلے یہ بات کر چکے ہیں لہٰذا

ان کی امنڈمنٹ .that will be considered as withdrawn جہاں تک اس تھرڈ ریڈنگ کا تعلق ہے---

جناب سپیکر : چیمہ صاحب! تھرڈ ریڈنگ کی بات ہو رہی ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب نے question put کر دیا ہے لیکن جو آپ نے اس سے قبل پچھلے روز رولنگ دی تھی اس رولنگ میں یہ بات cover ہوتی ہے اور اس پر یہ oppose نہیں کر سکتے یہ oppose بے معنی ہو گی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : اس رولنگ میں سیکنڈ ریڈنگ نہیں تھی۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں میں بات کو سمجھ گیا ہوں۔ مسئلہ یہ کہ مین بل پر آپ کی طرف سے امنڈمنٹ نہیں آسکتی تھی اس لیے کہ یہ منی بل ہے۔ لاء منسٹر صاحب امنڈمنٹ لائے ہیں اس لیے کہ یہ مجاز ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے امنڈمنٹ آسکتی تھی۔ اب یہ امنڈمنٹ لائے آپ نے اس کو oppose کیا لیکن اس پر بات نہیں کی وہ امنڈمنٹ لاء منسٹر صاحب کی منظور ہوگئی۔ اب تھرڈ ریڈنگ پر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا آپ کا یہ حق ہے کہ آپ تھرڈ ریڈنگ پر بول سکیں۔ اس لیے کہ سیکنڈ ریڈنگ کے مین بل پر لاء منسٹر صاحب کی امنڈمنٹ کو آپ نے oppose کیا تھا تو میرے خیال کے مطابق یہ آپ کا حق ہے کہ آپ بول سکیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون : اجازت نہیں ہے بولنے کی، لیکن بول سکتے ہیں۔

NAWABZADA GHAZNFAR ALI GUL: Thank you Mr Speaker,but we will not speak.

سردار سکندر حیات خان : جناب سپیکر! میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ جناب کے منسٹرز ہمارے حلقوں کی ڈویلپمنٹ نہ روکیں۔ ہمارے علاقے کی employment نہ روکیں۔ پنجاب کے گورنمنٹ ملازمین کے لیے جو اعلان کیا گیا ہے اس پر عمل کیا جائے یہ آئین کی مخالفت اور پاکستان کی مخالفت نہ کریں۔

جناب سپیکر : سردار صاحب! شکریہ۔

MR SPEAKER: The question is:

"The Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1989 be passed.:

(The motion was carried)

The Bill was passed.

Mace کے بارے میں چیئر کی رولنگ

نواب زادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! میں نے اسی اجلاس کے دوران آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی کہ On the replacement of the mace or, on the restoration of the mace. اس پر آپ نے اس کو پینڈنگ کیا تھا تو مجھے سنے بغیر' کچھ کہے بغیر اس پر اس دن کافی بات ہو گئی تھی۔ آج آپ یہ فیصلہ فرمائیں کیوں کہ اس میں کوئی غیر اسلامی کوئی غیر پارلیمانی چیز مانع نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک روایت ہے۔

ملک غلام محمد خان ٹوانہ : جناب سپیکر! میں بھی نواب زادہ صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں یہ ایک روایت ہے اسے ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر! نواب زادہ صاحب نے اسی سیشن کے دوران یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی تھی کہ یہاں سپیکر کی ٹیبل پر ایک mace رکھی ہوتی تھی جس کو پچھلی ٹرم میں اٹھا دیا گیا تھا۔ اس پر ان کا خیال یہ تھا کہ اس کو دوبارہ یہاں رکھنا چاہیے۔ اس بارے میں' میں نے اس روز یہ کہا تھا کہ آج ہاؤس میں اراکین کی تعداد کم ہے تو جس روز اراکین کی تعداد زیادہ ہو گی اس روز اس پر بات کریں گے کیونکہ یہ فیصلہ میں نے خود کیا تھا لیکن مجھے اس بات کا احساس ہے پہلے بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ اس فیصلے کو re-consider کرنے کے بارے میں نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب نے بات کی ہے تو یہ ایوان کی رائے سے reconsider کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر : کہ اس فیصلہ کو revise کرنے کے بارے میں نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب نے بات کی ہے تو ایوان کی رائے سے اس کو reconsider کیا جا سکتا ہے۔ غلام محمد ٹوانہ صاحب نے بھی کہا ہے کہ میں بھی نواب زادہ صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں میں آپ سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ آپ کی کیا رائے ہے ؟

وزیر قانون : جناب والا! میں بھی نواب زادہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ایک پرانا سلسلہ چلا آرہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہے جس کو دوبارہ بحال کرنے میں ہمیں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر : تو پھر اسے سارے ہاؤس کی رائے تصور کی جائے گی mace کو یہاں رکھنا اور اسی روایت کو زندہ رکھنا اس تجویز پر سارے ہاؤس کی اتفاق رائے ہے۔ میں اپنے اس فیصلے پر دوبارہ غور کرنے کے لیے تیار ہوں اور mace کو دوبارہ سپیکر کے آگے لے کے چلنے کو اور یہاں اس mace کو رکھنے کا فیصلہ کرتا ہوں اور اپنی اس رولنگ کو revise کرتا ہوں۔ لیجسلیشن مکمل ہو چکی ہے۔ درخواست ہائے رخصت ہیں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ وہ انہیں پڑھ دیں۔ یہ دو تین درخواستیں ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر : اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب محمد سرور کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد سرور کھوکھر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ 27-6-89 سے 29-6-89 تک بوجہ ناسازی طبع میں
اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔
استدعا ہے کہ مجھے 3 یوم کی رخصت دی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب عباس علی انصاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب عباس علی انصاری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ذاتی صحت کی بناء پر مورخہ 28اور 29جون1989ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

اجلاس کی اختتامی تقاریر

نواب زادہ غضنفر علی گل : اجلاس کا وقت ایک گھنٹا کے لیے بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر : وقت بڑھانے کی ضرورت نہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل : جناب سپیکر! چونکہ ہاؤس کا آخری دن ہے اور کچھ لوگوں نے کچھ کہنا بھی ہے۔

جناب سپیکر : نواب زادہ صاحب کی رائے ہے کہ اجلاس کا وقت کچھ بڑھا لیا جائے۔ آج اجلاس کا آخری دن ہے کچھ لوگ بات بھی کرنا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت ہمارے پاس 7/8 منٹ باقی ہیں اور باقی صاحبان اگر بات کرنا نہیں چاہتے تو قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں' وزیر قانون بات کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ تجویز کروں گا کہ اس وقت کو زیادہ نہیں بڑھایا جاتا اس کو 10 منٹ کے لیے بڑھا لیتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف ارشاد فرمائیں گے'منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے اور میں صرف ایک دو منٹ آپ سے بات کرنی چاہوں گا۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! یہ ایک روایت رہی ہے کہ جب بجٹ اجلاس ہوتا ہے تو اس کے اختتام پر تنخواہ کا اعلان کیا جاتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے ملازمین کی تنخواہوں میں 5 فی صد کا اضافہ کیا ہے جو کہ ابھی تک حکومت پنجاب نے نہیں کیا۔ کم از کم اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کا حق ہے انہوں نے آپ کا بہت ساتھ دیا ہے ان کو تو کم از کم ملنا چاہیے۔ اس کے ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں

نواب زادہ منصور علی خان اور پریس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کالی پٹیاں باندھ کر یوم احتجاج میں شرکت کی ہے اور یوم سیاہ منایا ہے اور اس کے علاوہ جو باقی باتیں رانا صاحب کریں گے۔

جناب سپیکر : شکریہ' جناب قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا شوکت محمود : جناب سپیکر! آج یہ خاصا طویل اجلاس غالباً ختم ہو جائے گا۔ اس کے خاتمہ کے وقت چند الفاظ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! یہ اجلاس ایک اہم اجلاس تھا اس میں بہت ساری تلخ باتیں بھی ہوئیں۔ بہت ساری ترش بھی ہوئیں لیکن بہت ساری شیریں باتیں بھی ہوئیں۔ یہ اجلاس خاصا نتیجہ خیز تھا ہم نے ایک مالی سال کا اختتام کیا اور نئے مالی سال کا آغاز کیا۔ اس میں حکومت پہ تنقید بھی کی گئی' حکومت کی کارگزاری بھی زیر بحث آئی اور مختلف محکموں پر تجزیہ کرنے والوں نے اپنے اپنے ذہن اور تکالیف کے مطابق بیان بھی دیے۔ ایک تو میں نے شروع میں بھی گزارش کی تھی کہ یہ ایوان اس صوبہ کا سب سے بااثر' مقتدر اور بااختیار ایوان ہے۔ ہمیں اپنے اختیارات کو استعمال کرنا چاہیے اور یہ ہمارا فرض ہے ہم کچھ عرصہ کے لیے یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں اور عوام کو چند وعدے اور اقرار دے کر ہم یہاں آئے ہیں کہ ہم آپ کی بہتری کے لیے تگ و دو کریں گے۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں اپنے اس قول اور اپنے عہد پہ پورا عمل کرنا چاہیے اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ جتنے بھی ہمارے پاس اختیارات ہیں ان کو استعمال کر کے اس صوبہ کے عوام کی حالت زار کو بہتر بنائیں۔ حکومت میں رہتے ہوئے محکموں کی جانب سے بہت ساری تجاویز پیش کی جاتی ہیں اور ایک تجویز جو میں نے بھی حکومت میں رہ کر دیکھی ہے وہ سب سے زیادہ دی جاتی ہے کہ جو بھی چیز چل رہی ہے اس کو ویسے ہی چلنے دیا جائے اور اس کے لیے بے شمار حیلے بہانے اور دلائل دیے جاتے ہیں کہ جن کے تحت یہ لگتا ہے کہ قریباً ناممکن ہے کہ آپ اس چیز سے باہر نکلیں۔ جناب والا! یہ بالکل غلط چیز ہوتی ہے۔ محکموں کی بہتری کے لیے ہم ترامیم کر کے ہی صوبہ کے عوام کی حالت زار کو بہتر بنا سکتے ہیں تو اس پہ جو تجاویز حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہیں یا حزب اقتدار کے ممبران نے دی ہیں ان پہ ہمیں غور کرنا چاہیے۔

جناب والا! اس اجلاس میں' میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ

سکتا۔ آپ کے تدبر' آپ کی فراست نے اس ایوان میں چند ایسے مقامات پر چند مشکل نکات کو بہت خوش اسلوبی کے ساتھ سلجھایا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کے اس تدبر سے اس ایوان کے وقار میں اضافہ ہوا ہے پھر میں اسی لمحہ یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی دونوں اطراف سے کہا گیا وہ اختلافات' وہ اعتراضات ذاتی نہیں تھے۔ سیاست کی بنیاد یہ ہے کہ کسی تنقید کو بھی ذاتی نہ لیا جائے' یہاں کوئی چیز ذاتی نہیں ہے' یہاں ہر چیز ایک اصول پہ مبنی ہے' اپنے نظریات پہ مبنی ہے اور ان نظریات اور ان اصولوں پہ جو اختلافات ہیں' ان کو ذاتیات سے اوپر رکھنا چاہیے اور یہ اصول اپنا کر ہی ہم اس ایوان کے وقار کو بڑھا سکتے ہیں اور یہ جمہوری روایت بھی ہے کہ جتنے بھی آپ نظریاتی اختلافات کیوں نہ رکھتے ہوں آپ جب بھی ایوان سے باہر نکلتے ہیں تو دوستوں کی طرح ہوں کیونکہ جمہوریت کی روح ہی یہی ہے اگر ہم اختلافات کو ذاتی اختلافات بنا کر باہر نکلیں گے تو ہم جمہوریت کی اس روح کو خود زک پہنچائیں گے جس جمہوریت کی بقا کے لیے ایوان میں ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں اور ہماری خواہش بھی ہے کہ جمہوری ادارے مضبوط ہوں۔ جو اہم ترین بات میرے ذہن میں آئی وہ میں نے بیان کی ہے کہ ہمیں ان اختلافات کو جو کہ نظریاتی ہیں اور جو اصولی ہیں ان کو یہیں رکھ کر ذاتیات پر طاری نہیں کرنا ہے بلکہ ہماری ذات آپس میں بالکل بہنوں اور بھائیوں کی طرح ہو۔ یہ کہتے ہوئے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہماری طرف سے کچھ ایسی باتیں ہوئیں کہ جن سے ہمارے کسی بہن یا بھائی کی ذاتی دل آزاری ہوئی ہو تو میں اس پہ بھی معذرت خواہ ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا' جب میں یہ بات عرض کر رہا ہوں تو جو میرے دل میں ایک چھوٹی سی بات ہے کیوں کہ میں نے اور میری پارٹی نے ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ آئین 1973ء کی حالی کے لیے ایک طویل جدوجہد کی ہے اور اس جدوجہد میں بہت قربانیاں بھی دی گئی ہیں جیسے میں نے پہلے عرض کی تھی کہ جیلوں میں رہنا خاصا مشکل کام ہوتا ہے تو ہمیں آئین کی پاس داری سب سے اہم فرض کے طور پر کرنی ہے۔ چونکہ اگر آئین

برقرار ہے آئین قائم ہے تو وفاق کو' حکومت کو' ملک کو تمام خطرات سے دور رکھے گا۔ اگر آئین میں کمی بیشی یا کمزوری آتی ہے تو پھر ہر چیز خطرے میں ہے۔ آئین ایک انتہائی دستاویز ہے آئین کو کسی صورت میں کم اہمیت کی چیز تصور نہیں کرنا چاہیے اور پھر ہمیں اصولوں کو اور آئین کو اکٹھے ملا کر چلانا ہے یہ نہیں کہ ہم اپنی خواہشات کو اصولوں اور آئین کے اوپر طاری نہ کر لیں بلکہ ہماری خواہشات اصولوں اور آئین کے تابع ہونی چاہئیں۔ جناب والا! اسی سے جمہوریت کے ارتقاء کا عمل صحیح سمت میں آگے بڑھ سکے گا کہ ہم اپنے خواہشات کو آئین اور اصولوں کے تابع رکھیں نہ کہ اپنی خواہشات کو اصولوں اور آئین پر حاوی کر لیں۔ جو باتیں ان گزارشات کی روشنی میں ہوئی ہیں ان پہ جناب والا! مجھے افسوس بھی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اپنا فرض پورا کرتے ہوئے آئین کا پورا تحفظ کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ اس ملک میں آئین کی بالادستی اور اس کے ارتقاء' عزت اور احترام کی عظیم روایات قائم کریں گے۔ جناب والا! میں اپنے ممبران بہنوں اور بھائیوں کا بھی آپ کے توسط سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان سب نے مل کر اس طویل اجلاس کو کامیاب کروایا اور آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور نہایت بردباری اور حوصلے کے ساتھ ہم سب کی باتوں کو سنا اور بہت سارے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھایا۔ جناب والا! میں اس کے ساتھ ساتھ سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ان بھائیوں کی مہربانی اور دن رات کی تگ و دو کے بغیر یہ اجلاس کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں اسمبلی کے لوئر سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے یہاں دن رات کام کیا اور بعض اوقات رات کے بارہ بارہ ایک ایک بجے تک اسمبلی میں ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ان کی اس خدمت کے صلے میں ان کی تنخواہوں میں اضافہ ضرور کیا جانا چاہیے۔

جناب والا! میں ساتھ ہی ساتھ پریس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے ہمارا پورا تعاون کیا باوجود کہ کچھ دوستوں کو شکایتیں بھی ہوئیں لیکن میرے خیال میں انہوں نے اپنا فرض خوبی اور نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دیا۔ پریس کی cover-age بہت اچھی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت پسندانہ تھی۔

جناب والا! میں ان الفاظ کے ساتھ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا

ہوں کہ آئندہ بھی آپ ہمارے ساتھ اسی شفقت' خلوص اور پیار کے ساتھ پیش آئیں گے اور ساتھ آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر وقت مدد و معاون پائیں گے کہ اس اسمبلی کے وقار اور عزت کو بلند کریں اور مزید بلند کریں۔ بہت شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : وزیر قانون!

وزیر قانون : محترم جناب سپیکر! جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے ہمارا یہ طویل ترین اجلاس تھا جو آج اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ اس اجلاس کے دوران ہم نے بجٹ منظور کیا' ضمنی بجٹ منظور کیا' مفاد عامہ کی لیجسلیشن کی' یونیورسٹی کے 5 بل منظور کیے ممبران' وزراء' سپیکر صاحب' ڈپٹی سپیکر صاحب کی مراعات کی بابت قانون سازی کی' یتیم بچوں کے قانون میں ترمیم کا بل منظور کیا' پبلک سروس کمشن کے بارے میں قانون سازی کی مجلس قائمہ کا قیام ہوا' یونیورسٹیوں کے' سینٹ کے ممبران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ کل 12 بل منظور ہوئے۔ جناب والا! مجھے فخر سے کہنا پڑتا ہے کہ اس اسمبلی میں ایک ایسا ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا جو جمہوری قوتوں کے لیے طاقت کا موجب بنا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور جس میں مارشل لاء کی نفی کی گئی۔

جناب سپیکر! اس موقع پر میں معزز اراکین حزب اختلاف اور معزز اراکین حزب اقتدار کا اگر شکریہ ادا نہ کروں تو میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گا کہ معزز اراکین حزب اقتدار نے ہر قدم پر میرے ساتھ معاونت کی' پارٹی ڈسپلن کو ملحوظ خاطر رکھا اس ہاؤس میں اپنی حاضری کو یقینی بنایا وہاں میرے حزب اختلاف کے بھائیوں نے اختلاف رائے سے ہماری رہ نمائی کی۔ ہمیں موقع فراہم کیا کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔ ہماری لغزشوں اور ہماری کوتاہیوں کی نشان دہی کر کے جمہوری تقاضوں کو پورا کیا اس کے لیے میں تہہ دل سے ان کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! اس اجلاس کے دوران دو چار بڑے سخت مقامات آئے ان مقامات پر معزز اراکین اسمبلی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر :اجلاس کا وقت مزید آدھ گھنٹا کے لیے بڑھایا جاتا ہے

وزیر قانون :معزز اراکین حزب اقتدار اور معزز اراکین حزب اختلاف کے درمیان کچھ اس قسم کا ماحول پیدا ہو گیا تھا کہ جناب والا! قائد حزب اختلاف کی خصوصی دخل اندازی سے ایسا مرحلہ بطریق احسن اور خیر و خوبی بتدریج احسن سر انجام پایا کیونکہ بظاہر ایسا نظر نہیں آرہا تھا کہ یہ معاملہ سلجھ سکے گا خاص طور پر جس دن قائد حزب اختلاف کا کھانا تھا

جناب فضل حسین راہی : تہاڈی وجہ نال ہویا اے

وزیر قانون :راہی صاحب کے متعلق اتنا عرض کروں گا کہ

بدل سکتی ہیں تقدیریں یہ مانا
ہمارا دل بدل جائے تو مانا

یہ اپنی رنگ کنٹری جاری رکھتے ہیں مجھے خوشی ہو گی آپ کی کوششوں سے وہ دن بھی انشاء اللہ ہمیں نصیب ہو گا جب وہ اپنی رنگ کنٹری بند کریں گے

جناب والا!اس موقع پر ہمیں ایک معزز بھائی جناب صفدر الحق ڈوگر جو اس معزز ایوان کے رکن تھے' وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے یہ سانحہ بھی اس اجلاس کے دوران پیش آیا جس کے لیے ہم سب کا دل خون کے آنسو روتا ہے جناب والا!اس موقع پر میں اگر قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی نامناسب بات ہو گی جناب قائد حزب اختلاف' جناب وصی ظفر صاحب اور دیگر معزز اراکین اسمبلی جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے جب بھی ہم سے کوئی معقولیت کی بات کی جمہوریت کو مستحکم کرنے کی بات کی' قانون اور اس معزز ایوان کو بہتر انداز میں چلانے کی بات کی تو انہوں نے ہمیشہ ہماری ہاں میں ہاں ملائی اور لبیک کہا اس کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں خاص طور پر قائد حزب اختلاف اور جناب وصی ظفر صاحب کا مشکور ہوں۔

جناب والا!آپ نے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جناب سپیکر نے جس خوبصورت انداز میں اس ایوان کو چلایا ہے اور جس طریقے سے ہماری بعض لغزشوں اور کوتاہیوں کو آپ نے جس طریقے سے درگزر فرمایا ہے اس کا بھی اگر میں ذکر نہ کروں' آپ تو جناب والا بعض اوقات ایسے محسوس ہوتا تھا کہ برف کا تودہ Iceburg ہو تو وہ پگھل جائے لیکن آپ نے جس حوصلہ سے جس تدبر سے اس ایوان کے امور کو چلایا

ہے اس کے لیے میں جناب والا! کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جناب والا اس موقع پر میں اگر اپنے پریس کے بھائیوں کا ذکر نہ کروں تو یہ بھی بہت نامناسب بات ہو گی۔ جناب والا! پریس کی اہمیت کا آپ آج کے واقعہ سے اندازہ کریں۔ دو منٹ کے لیے ہمارے بھائی پریس گیلری سے چلے گئے تو ہمارے ہاؤس کی رونق ختم ہو چکی تھی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ ہاؤس پریس کی موجودگی کے بغیر چل نہیں سکتا۔ میں اپنے پریس کے بھائیوں کا بھی شکر گزار ہوں۔ انھوں نے ایوان کی کارروائی میں بڑی دلچسپی لی۔ ہم اگر رات کے 12 بجے تک بیٹھے ہیں تو پریس گیلری بھی کھچا کھچ بھری ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں ہم پریس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس موقع پر میں آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ کا بھی شکر گزار ہوں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین نے جس محنت' جانفشانی اور تندہی سے کام کیا ہے' ان کو بھی میں خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جناب والا! محکمہ قانون و پارلیمانی امور کے ملازمین بھی اسمبلی کے عملہ کے ساتھ' اسی طریقہ سے اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ وہ بھی رات کے بارہ بارہ' ایک ایک بجے تک یہاں پر موجود رہے ہیں۔ ان کا بھی میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب والا! وزارت خزانہ کے ملازمین نے بھی بجٹ بنانے میں کافی محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے۔ ان کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ باقی تمام محکموں کے ملازمین جو یہاں اسمبلی میں آکر مختلف موقعوں پر ہماری رہ نمائی کرتے رہے ہیں اور امور اسمبلی میں دلچسپی لیتے رہے ہیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب والا! آخر میں' میں خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ اس اجلاس کے دوران پہلا موقع ہے کہ قائد ایوان نے تمام اراکین اسمبلی کے اعزاز میں کھانا دیا۔ اس کھانے میں اپنی پارٹی کے اراکین اور حزب اختلاف کے اراکین مدعو تھے۔ اس کے جواب میں قائد حزب اختلاف نے بھی قائد ایوان اور دوسرے معزز اراکین کے اعزاز میں کھانا دیا۔ جناب والا! کھانے کی کوئی ایسی اہمیت نہیں ہوتی۔ بات یہ ہے کہ یہ سلسلہ اس قسم کا شروع ہو چکا

ہے' جس میں ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ افہام و تفہیم کی بہتر فضا پیدا ہوتی ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ ہمارے ملک کے عوام کی بالعموم اور پنجاب کے عوام کی بالخصوص دلی خواہش ہے کہ ہمارے یہ جو معاملات ہیں' ان کو بہتر انداز میں چلایا جائے۔ جناب والا! یہ ایک بنیاد رکھی جا چکی ہے اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز ہم اپنے عوام کی توقعات پر پورا اتریں گے اور اس اسمبلی کے ماحول کو اور بہتر بنائیں گے اور اپنے معاملات کو بہتر انداز میں چلائیں گے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں جناب والا! کا اور معزز ایوان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں' شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! انھوں نے ان افسران کا شکریہ ادا نہیں کیا' جو چٹیں لکھ کر انہیں بھیجتے رہے ہیں۔ ان کا شکریہ بھی ادا کریں اور اس کے علاوہ ملازمین کی تنخواہ کا بھی اعلان کریں۔ یہ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ آج چونکہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں' ان کی جگہ پر آپ اعلان کریں' کیوں کہ یہ روایت رہی ہے کہ جب اجلاس کے بعد ایک تنخواہ دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر : راہی صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں۔

ملک امان اللہ : جناب والا! وزیر قانون نے صفدر الحق ڈوگر کا یہاں ذکر کیا ہے۔ میں حکومت پنجاب سے درخواست کروں گا کہ آئندہ جب ہم یہاں پر اکٹھے ہوں تو ان کے قاتل ننگے ہو چکے ہوں اور ان کو پکڑا جا چکا ہو۔ یہ بہت ضروری ہے کیوں کہ ہم محسوس کر رہے ہیں کہ یہ معاملہ کچھ ٹھنڈا پڑ رہا ہے۔ اس لیے اس پر غور کریں اور توجہ فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : وقت مزید دس منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

معزز خواتین و حضرات! میں تھوڑے سے وقت کے لیے آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ جناب قائد حزب اختلاف اور جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس دور کا پنجاب اسمبلی کا سب سے لمبا اجلاس تھا' جو آج میری اس بات کے بعد ملتوی ہونے والا ہے۔ اس میں جو سب سے بڑی بات ہوئی۔ اس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اتنی بڑی اپوزیشن کے ہوتے ہوئے اور ملکی فضا میں کشیدگی کے

باوجود پنجاب اسمبلی کا بجٹ اجلاس' جس میں بجٹ کے جملہ معاملات' کٹ موشنز میں بجٹ' کٹ موشنز پر کتنے لوگوں نے بات کرنی ہے' کن کٹ موشنز کو take up نہیں کرنا ہے۔ ان جملہ معاملات میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان مکمل ہم آہنگی ہوئی اور مکمل ہم آہنگی کے ساتھ بجٹ کے جملہ مراحل طے ہوئے۔ یہ بہت ہی قابل مبارک باد بات ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اس سلسلے میں میری طرف سے جناب وزیر قانون پنجاب اور جناب قائد حزب اختلاف اور جناب وزیر قانون کے ساتھ جناب پرویز الٰہی اور قائد حزب اختلاف کے ساتھ جناب وصی ظفر صاحب میری طرف سے خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مجھے ہاؤس کے معاملات چلانے میں بے حد مدد دی اور آپس میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے مثبت طریقے سے پیش رفت کی۔

معزز خواتین و حضرات! جس انداز میں یہاں جس وقت ایسی صورت پیدا ہوتی تھی کہ understanding میں کمی واقع ہوتی تھی تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ جناب لاء منسٹر کا ٹریژری بنچز سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے چلنا اور خراماں خراماں اپوزیشن کے بنچوں کی طرف جانا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے اپوزیشن کے ارکان کو گلے سے لگانا۔ وہ مراحل جو بڑے کٹھن ہوا کرتے ہیں جس میں لوگ بڑی محنت کر کے بڑا زور لگا کر جو معاملات طے نہیں کر سکتے' جناب لاء منسٹر صاحب نے اپنی محبت بھری مسکراہٹ سے اور اپنے اچھے اخلاق سے اسے طے کر دیا اور میں اپوزیشن کے جذبہ خیر سگالی کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جناب وصی ظفر صاحب اور ان کے جملہ رفقائے کار قائد حزب اختلاف کی عدم موجودگی میں انہوں نے بعض اتنی اہم باتوں پر understanding پیدا کی۔ اس موجودہ اجلاس میں اس سے پہلے میں نے اپوزیشن کو کبھی بھی ان معاملات پر under-standing کرتے نہیں دیکھا اتنی فراخ دلی سے انہوں نے ان معاملات پر under-standing کی جس پر میں ان کی فراخ دلی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہاں پر میں قائد حزب اختلاف کی ذاتی شرافت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں' ان کی عالی حوصلگی' ان کی

فہم و فراست اور ان کے تدبر کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ہمیشہ ایوان کے معاملات کو چلانے کے لیے بڑے اعلیٰ حوصلے سے کام لیا اور بڑی خوش اخلاقی اور مروت کے ساتھ وہ ہمیشہ پیش آئے۔ انہوں نے چیئر کے فیصلے کو ہمیشہ honour کیا اور ہاؤس کے معاملات چلانے کے لیے سپیکر کو بھرپور مدد اور تعاون پیش کیا۔ رانا شوکت محمود صاحب کے لیے میں ذاتی طور پر ان کے لیے عقیدت و احترام کے جذبات رکھتا ہوں اور وہ ہر لحاظ سے اس عزت افزائی کے قابل ہیں۔

اب میں جناب قائد ایوان کا ذکر کروں گا کہ ہاؤس کے معاملات چلانے میں میرے ساتھ جس مہربانی کے ساتھ اور جس مروت کے ساتھ اور جس خلوص کے ساتھ انھوں نے تعاون کیا اور مجھے ہر طرح سے اپنی مدد اور تعاون' اپنی مہربانی اور اپنا ساتھ جس انداز میں دیا' میں اس کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ بلاشبہ ایک نہایت ہی محترم اور معزز ہستی ہیں اور انہوں نے اس ہاؤس کی روایات کو نبھانے میں میرے ساتھ جو تعاون کیا ہے' میرے دل میں ان کے لیے عقیدت و احترام کے جذبات ہیں' جس کے وہ پوری طرح مستحق ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور معزز خواتین و حضرات! میں یہاں میاں منظور احمد موہل صاحب کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے اپنی کسی بھی سیاسی پوزیشن سے علاوہ ہاؤس کے ایک رکن کی حیثیت سے چیئر کی معاونت کی۔ میرا ہاتھ بٹایا اور رولز اور پروسیجر کے معاملے میں انھوں نے ہاؤس کو پوری پوری ٹریننگ دی۔ میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

معزز حضرات! یہاں پر صفدر الحق ڈوگر صاحب' جو ہمارے بھائی ہم میں سے تھے' ان کے بچھڑنے کا ہمیں بے حد غم ہے اور حکومت کے اعلان کے مطابق ہم سب یہ توقع کرتے ہیں کہ جناب صفدار الحق ڈوگر صاحب (مرحوم) کے قاتل اور ان کے اس قتل میں ملوث ہونے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ ہمیں یقین و اعتماد ہے کہ حکومت اپنے اس

وعدے کو ہر طریقے سے پورا کرے گی۔ میں یہاں چند اور باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پچھلے دنوں بھی ذکر کیا تھا کہ ہم یہاں ایک سیمینار کرنا چاہتے ہیں Legislation Process اور پارلیمانی پریکٹس پر یہاں ایک سیمینار کرنا چاہتے ہیں' اس کے لیے آپ اپنے آپ کو تیار رکھیے گا۔ کسی بھی وقت اس سیشن کے اور اگلے سیشن کے درمیان یا اگلے سیشن سے چند دن پہلے میں آپ کو زحمت دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہاں چند روز کے لیے اکٹھے ہوں گے' لیکن بات ضروری ہے کہ آپ اس سیمینار میں ہر حالت میں شرکت کریں۔ یہ ہم سب کے لیے ان شاء اللہ بے حد مفید ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو بہت ہی بامقصد اور مفید بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایران جانے کے لیے ایک ایرانی قونصلیٹ سے دعوت نامہ آیا ہے' جو صاحبان وہاں جانا چاہتے ہوں' ایرانی حکومت آپ کے جانے کا اہتمام بھی کرے گی۔ کوئی آٹھ دس صاحبان کو چند دنوں کے اندر اندر وہاں بھیجا جا سکتا ہے اور وہاں پر چند روز کا چار پانچ روز کا قیام ہے۔ اس کے بعد وہ واپس تشریف لے آئیں گے۔ آپ میں سے جو صاحبان اس کے خواہش مند ہوں' وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں اور یہ ایک دو روز کے اندر دے دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا اہتمام کریں گے کہ ان کو ایران بھجوایا جائے۔ اس میں بین الصوبائی دورے کے بارے میں' میں نے آپ کو لیٹرز بھجوائے تھے۔ اس میں سیکرٹریٹ کی طرف سے آپ کو لکھا گیا تھا کہ آپ بتائیں کہ آپ میں سے کون کون سے صاحبان کراچی' پشاور' اسلام آباد اور کوئٹہ جانے کے خواہش مند ہیں۔ میں نے وہاں کے سپیکرز صاحبان سے مل کے اس کا اہتمام کیا ہے کہ آپ میں سے جو جو صاحبان وہاں جانا چاہیں گے' آپ ہمیں بتائیں' ہم آپ کا tour arrange کریں گے اور پنجاب اسمبلی اس کے فنڈز کا ar-range کرے گی۔ آپ کا جانا اور واپس آنا اور وہاں کا قیام یہ سب ہمارے ذمہ ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ بین الصوبائی ٹورز ہوں تاکہ آپس میں یک جہتی کی فضا میں اضافہ ہو۔ آپس میں ہماری سوچوں میں زیادہ understanding پیدا ہو اور ہمارے منتخب نمائندے آپس میں مل بیٹھیں۔ mutual understanding سے معاملات کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں اب بھی میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جو خواتین و حضرات بین الصوبائی دورے پر جانا چاہتے ہوں' وہ اپنے نام اسمبلی سیکرٹریٹ کو دے دیں۔ ہم آپ

اس کے علاوہ میں اسمبلی کے ملازمین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے دن رات محنت کر کے اس اجلاس میں جو طویل اجلاس تھا' پوری طرح میری اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی مدد کی اور بلاشبہ دن رات ان کی جو کاوش اور محنت ہے' وہ میرے لیے بے حد قابل تعریف ہے۔ اگر یہ دن رات محنت نہ کرتے تو ہم اس طرح اپنے اسمبلی کے معاملات خوش اسلوبی سے نہیں چلا سکتے تھے۔ میں ذاتی طور پر ان کا ممنون ہوں اور ان کی ان کاوشوں کو تحسین اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں محکمہ قانون کے ملازمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان میں سے جو صاحبان جناب وزیر قانون کے ساتھ منسلک رہے' وہ وقتاً فوقتاً اسمبلی سیکرٹریٹ میں ہی ہماری رہ نمائی کرتے رہے۔ میں ان کی یہاں موجودگی اور ان کی کوشش کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

ان کے علاوہ ہمارا پریس جو ہماری قوم کی رہ نمائی کے فریضہ کو سر انجام دینا ان کے فرائض منصبی میں شامل ہے' جو قوم کی رہ نمائی کرتا ہے' جو قوم کو ایک lead دیتا ہے اور قوم کی مثبت اطراف میں رہ نمائی کرتا ہے۔ میں اپنی پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے رپورٹرز اور سینئر رپورٹرز کے تعاون کے لیے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اسمبلی کی کارروائی کو نہایت مؤثر انداز میں ہمارے اخبارات میں چھاپنے کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

اس سلسلے میں میرے پاس کچھ تجاویز ہیں۔ ان شاء اللہ اگلے سیشن سے پہلے میں اخبارات کے ایڈیٹرز اور نیوز ایڈیٹرز سے ذاتی طور پر ایک میٹنگ کر کے یہ تجاویز ان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے اگلے سیشن کی کوریج پنجاب اسمبلی کے سیشن کی ایک مثالی کوریج ہوگی اور ہم ان سے بہتر توقعات کرتے ہیں اور ہمارے دل میں پریس کے لیے نہایت ہی احترام اور عزت کے جذبات ہیں۔

کے دورے کو arrange کر دیں گے۔

اس کے علاوہ بیرون ممالک میں جانے کے جو صاحبان خواہش مند ہیں۔ اس میں بھی آپ اپنے نام دیں' لیکن اس میں میرے لیے مشکل ہو جائے گا کہ میں کن صاحب کو بھیجوں' کن کو نہ بھیجوں۔ پھر اس میں یہ ہوگا کہ جو صاحبان ہاؤس میں زیادہ contribute کرنے والے ہیں' جو زیادہ learn کرنا چاہتے ہیں' جو زیادہ contribute کرنا چاہتے ہیں اور جو بیرونی ممالک کی پارلیمانی پریکٹس کو سمجھنا چاہتے ہیں' پھر آپ میری صوابدید پر چھوڑیے کہ میں آپ میں سے جن کے نام آئیں' ان کو اس criteria میں رکھتے ہوئے انتخاب کر لوں اور اس کے لیے حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان کو لکھ کر منظوری حاصل کریں۔ اس میں ہم ایران' ہندوستان' ترکی' ملائیشیا اور جو ہمارے دوسرے ہمسایہ ممالک ہیں' ان میں برطانیہ بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان ممالک کا ہم ٹور کر سکتے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ میں اس کے لیے ہم نے فنڈز مخصوص کرائے ہیں۔ حکومت پنجاب نے مہربانی کی ہے کہ ہماری ڈیمانڈ پر انھوں نے فنڈز بھی دیے ہیں۔ ہم ان ٹور کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے نام اسمبلی سیکرٹریٹ کو پہنچا دیں۔

میں پارلیمانی امور کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ذمے آج یہ بات لگاتا ہوں' جس کا ذکر شاہ صاحب نے بار بار کیا ہے کہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے جو رولز ہیں' وہ ناقص ہیں اور ان میں کچھ تبدیلی ہونی چاہیے۔ اس بات کا اظہار پہلے بھی کئی صاحبان نے کیا ہے اور میں بھی اپنے طور پر محسوس کرتا ہوں کہ کچھ چیزیں تبدیل ہونے والی ہیں۔ اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں کہ ہماری پارلیمانی امور اور لاء کے متعلق سٹینڈنگ کمیٹی کو ہم اسمبلی کی طرف سے بااختیار کریں کہ وہ ان لاز اور رولز کا پوری طرح جائزہ لے اور جو ممبر صاحبان محسوس کرتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کی ترمیم ہونی چاہیے تو وہ جو متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی ہے' اس کو لکھ کر دیں کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس میں کچھ ترامیم ہونی چاہئیں۔ ہماری پارلیمانی امور اور لاز کی کمیٹی اس کا جائزہ لے اور اس میں جو ترامیم محسوس کرے' وہ اس اسمبلی کے سامنے جامع حیثیت میں پیش کرے تاکہ ہم اس کو اپنا سکیں۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ آپ سب کی تائید مجھے حاصل ہوگی۔

دیگر ذرائع ابلاغ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بھی اسمبلی کی کارروائی کو اپنے انداز میں پیش کیا۔ اگرچہ ٹیلی ویژن کی کوریج کے بارے میں ہمارے کچھ ممبران کی reservations ہیں۔ مجھے امید ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن ہماری پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو اور زیادہ مؤثر انداز میں اور زیادہ کوریج دے گا تاکہ پنجاب اسمبلی کا جو حق ہے پنجاب اسمبلی کو مل سکے۔

میں یہاں آفیشل گیلری میں بیٹھنے والے سرکاری اہل کاران اور افسران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے یہاں بیٹھ کر اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا اور یہاں بہت دل گردے کے ساتھ بیٹھے رہے۔ بڑی ہمت کے ساتھ یہاں بیٹھے رہے اور اکثر اوقات معزز اراکین کی طرف سے ہمارے افسران کے بارے میں کچھ ایسی باتیں بھی ہو جاتی تھیں، جن کو وہ سن کر یقیناً خوش نہیں ہوئے ہوں گے، لیکن یہ بھی جمہوری عمل کا ایک حصہ ہے اور جس ہمت کے ساتھ وہ یہاں بیٹھے رہے، ان کے یہاں بیٹھنے کو اور مختلف محکمہ جات کی جو کارکردگی ہے اس کو سراہتا ہوں۔ انہوں نے اس ایوان کی کارروائی کو مؤثر بنانے کے لیے بھی اپنا کردار ادا کیا۔

معزز خواتین و حضرات! آخر میں میں توقع کرتا ہوں کہ یہاں سے جب ہم جائیں گے تو اس ایوان میں جو بھی کچھ اور ناگوار باتیں ہوئی ہیں، ان کو اس ایوان کے دروازے کے اندر ہم چھوڑ کر جائیں گے اور یہ پارلیمانی روایات کا ایک خوب صورت حصہ ہے۔ جو یہاں تلخیاں ہوئی ہیں، ان کو یہاں ہم چھوڑ کر جائیں گے۔ یہاں سے محبت کے جذبات اور ایک دوسرے سے احترام کے جذبات، ایک دوسرے سے پیار و محبت کے جذبات لے کر اپنے اپنے گھروں کو جائیں گے اور ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم یہاں سے جائیں گے تو بھی ہم بحیثیت منتخب نمائندوں کے اس ملک میں آئین کی سربلندی کے لیے، قانون کی حکمرانی کے لیے، پریس کی آزادی کے لیے، ملکی یک جہتی کے لیے، مرکز اور صوبوں میں نہایت خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کے لیے، ملک کے غریب عوام کی بھلائی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں گے۔

میں اس کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ساتھ ہی اعلان کرتا ہوں کہ اسمبلی کا یہ اجلاس اس کو ہم adjourn کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : اسمبلی ملازمین کو اعزازی تنخواہ دینے کے متعلق آپ نے اعلان نہیں کیا۔

جناب سپیکر : یہ اعلان میں وہی کرنا چاہتا ہوں، جس کا فضل حسین راہی صاحب بار بار ذکر کر چکے ہیں اور میرا اعلان یہ ہے کہ اسمبلی کے ملازمین کو ہم ایک ماہ کی تنخواہ اعزازیے کے طور پر دینے کا اعلان کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میں اعلان کرتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس sine die adjourn ہوتا ہے۔

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt, Gen(retd) Tika Khan, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from Thursday, the 6th July, 1989, on the termination of the sitting on that day."

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)